

طارق بن زیاد

اسلم راہی، ایم اے



طارق بن زیاد

اسلم راہی، ایم اے

مکتبہ القریش، قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور

سورج کے خون میں نہائی ہوئی آخری کرن اس جہان آب و گل کو خیر باد
 کہتی ہوئی روپوش ہو گئی تھی۔ شام کی دہلیز پر شمعیں جل اٹھی تھیں۔ اندھیرے
 اور تاریکیاں فراز و پست میں اور اسالیوں کے گھنے جنگل میں رقص کرنے لگیں
 تھیں۔ ظلمت کے اندر ہیولوں کی طرح کھڑے پیڑ فضاؤں کے اندر اواسیوں کا
 سہا اجڑی بستیوں کا نشان اور اجاڑ موسموں کا منظر پیش کرنے لگے تھے۔ تھکے
 بارے اور دن بھر اپنے وجود کو ریزہ ریزہ کر دینے والے پرندے لحوں کے
 چہنچہوں کے اندر آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف پرواز کرتے
 جا رہے تھے۔ ایسے میں ادھیر عمر کے دو اشخاص جو ایک ہی اونٹنی پر سوار تھے۔
 نیچے زقاق کے کنارے طنبجہ شہر کے جنوبی دروازے میں داخل ہوئے۔ یہ دونوں
 محض اپنے حلیوں اور اپنے لباس سے پادری لگتے تھے۔ اس لئے کہ دونوں اپنے
 گلے میں چاندی کی بڑی بڑی ملیس لٹکائے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر عمامے
 اور جسم پر سفید رنگ کی قبائیں تھیں۔ جنوبی دروازے کے محافظوں کے پاس آ
 کر ان دونوں نے اپنی اونٹنی کو روک لیا۔ پھر جو پادری آگے بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 نے کیل کی رسی اونٹنی کی گردن پر مارتے ہوئے اونٹنی کو بٹھایا اس کے بعد وہ
 دونوں اونٹنی سے اتر کر کھڑے ہو گئے۔ پھر ان دو پادریوں میں سے ایک نے شہر
 کے جنوبی دروازے کے محافظوں میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہم
 دونوں کو طنبجہ شہر کے امیر طارق بن زیاد یا اس کے دست راست طریف بن
 مانک سے ملنا ہے۔

اس محافظ نے اپنے قریب ہی مغرب کی نماز ادا کرنے والے اپنے ساتھیوں
 کی طرف اشارہ کر کے ان دونوں پادریوں کو جواب دیتے ہوئے کہا یہ میرے

سے مل سکتے ہو۔ اس پر دونوں پادریوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور اٹھ کر کھڑے ہوئے پھر ان میں سے ایک نے محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی اور ساجت سے کہا پھر ہمارے ساتھ کسی آدمی کو بھیجیں وہ ہم دونوں کو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے پاس لے چلے۔ اس محافظ نے پھر دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم دونوں برا نہ مانو تو کیا میں تم دونوں کے نام جان سکتا ہوں۔ اس پر ان دونوں پادریوں میں سے ایک پھر بولا اور اس محافظ کو جواب دیتے ہوئے کہا میرا نام انیس اور میرے ساتھی کا نام زلفاس ہے پھر اس محافظ نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ سے بلایا اور اسے مخاطب کر کے کہا ان دونوں معزز پادریوں کو امیر طارق بن زیاد کے پاس لے جاؤ میرا خیال ہے کہ امیر ابھی تک جامع مسجد میں مغرب کی نماز ادا کر کے فارغ نہ ہوئے ہوں گے تم ان دونوں کو وہیں لے جاؤ۔ پھر اس نے ان دونوں پادریوں کو مخاطب کر کے کہا تم میرے اس ساتھی کے ساتھ ہو لو یہ تمہیں امیر طارق بن زیاد کے پاس لے جائے گا۔ اس پر وہ دونوں پادری اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی اونٹنی کو نکیل مار کر ایک پادری نے اونٹنی کو اٹھایا پھر وہ اپنی اونٹنی کی کیل کھڑے جنوبی دروازے کے اس محافظ کے ساتھ شہر کے اندرونی حصے کی طرف جا رہے تھے۔

چلتے چلتے اس پادری نے جس کا نام زلفاس تھا اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے عزیز کیا تم مجھے امیر طارق بن زیاد کے متعلق نہ بتاؤ گے میں امیر طارق بن زیاد کے متعلق یہ جانتا چاہوں گا کہ وہ کون ہے کہاں کا باشندہ ہے۔ اس سے پہلے اس نے کہاں کہاں تربیت حاصل کی اور گزر بسر کی۔ زلفاس کے اس استخار پر اس محافظ نے ان دونوں پادریوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اے میرے بزرگو! ہمارے امیر طارق بن زیاد زنا کے ایک بڑے ہیں۔ انہوں نے اپنی تعلیم و تربیت افریقہ کے والی موسیٰ بن نصیر کے زیر نگرانی کی۔ جو ایک ماہر حرب اور عظیم سپہ سالار ہیں۔ طارق نے موسیٰ بن نصیر کی زیر نگرانی بہت جلد فن سپہ گری میں شہرت حاصل کی اور اس کی ہمدردی اور عسکری چالوں کے تذکرے ہونے لگے وہ جنگی منصوبہ بندی میں بہت ماہر ہے اور

ساتھی نماز ادا کر لیں پھر ان میں سے کسی کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ یہ تمہیں امیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے پاس لے جائیں گے۔ یہ نماز پڑھ کر فارغ ہوں گے تو پھر میں مغرب کی نماز ادا کروں گا۔ پھر اس نے اپنے قریب ہی موٹی لکڑی کی نشیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اتنی دیر تک تم دونوں یہاں بیٹھ جاؤ وہ دونوں پادری وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے۔ توڑی دیر بعد تک جنوبی دروازے کے وہ محافظ مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تو وہ محافظ جس نے پادریوں سے پہلے بات کی تھی، نماز سے فارغ ہونے والے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو ان پادریوں کے متعلق سمجھانے کے بعد مغرب کی نماز ادا کرنے لگا تھا۔ پھر ان جوانوں میں سے ایک جو شاید جنوبی دروازے کے ان محافظوں کا سردار اور سرخیل ہو گا وہ ان دونوں پادریوں کے پاس آیا اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

میرے بزرگو! اگر میں غلطی پر نہیں تو تم دونوں مجھے اپنے لباس اور طے سے پادری نکلتے ہو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کیوں اور کس سلسلے میں طارق بن زیاد یا طریف بن مالک سے ملنا چاہتے ہو۔ اس پر ان دونوں پادریوں میں سے ایک نے جنوبی دروازے کے اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے جواب دیا، ہم دونوں جنوب کی ایک بستی البیرا کے رہنے والے ہیں اور یہ بستی طارق بن زیاد کی عمل داری میں شامل ہے تم لوگوں کا سردار اور طبخ شہر کا نائب امیر طریف بن مالک بھی اسی بستی کا رہنے والا ہے۔ تمہارا اندازہ درست ہے کہ ہم دونوں پادری ہیں اور چونکہ ہم ذمی ہیں اور طارق بن زیاد کی عمل داری میں رہتے ہیں لہذا ہم طارق بن زیاد کے پاس ایک شکایت لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ اس پر اس محافظ نے پھر دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں اب تمہاری آمد کا مطلب جان اور سمجھ گیا ہوں میں تمہارے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیجتا ہوں وہ تمہیں امیر طارق بن زیاد کے پاس لے جاتا ہے۔ میرے خیال میں امیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں ہی ابھی شہر کی جامع مسجد میں ہوں گے اور نماز پڑھ کر فارغ نہ ہوئے ہوں گے۔ تم دونوں وہیں جا کر ان

غیر معمولی ذہین، دور بین اور مستعد قائد ہے۔ طارق بن زیاد کی انہی انتظامی صلاحیتوں کے باعث افریقہ کے والی موسیٰ بن نصیر نے انہیں طنجہ کا والی مقرر کر رکھا ہے اور اب ان سرزمینوں کے اندر طارق بن زیاد موسیٰ بن نصیر کے نائب بن حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اے معزز پادریو! اگر تم دونوں طنجہ شہر کے نائب طریف بن مالک کے متعلق جانتا چاہتے ہو تو میں عرض کروں کہ وہ بھی برابر ہیں اور۔۔۔۔۔ زلفاس پادری نے اس مخاطف کی بات کانٹے ہوئے کما طریف بن مالک کے متعلق بتانے کی ضرورت نہیں ہے ہم جانتے ہیں وہ برابر ہے بلکہ وہ ہماری ہستی کا رہنے والا ہے اور ہم دونوں کو خوب جانتا اور پہچانتا ہے۔ بس ہم دونوں تمہارے ممنون و شکر گزار ہیں کہ تم نے ہم دونوں کو امیر طارق بن زیاد کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ مخاطف نے پادری کو کوئی جواب نہ دیا تھا۔ کیونکہ وہ ایک بہت بڑی مسجد کے سامنے آ رہا تھا پھر اس نے مسجد کے اندر دیکھنے کے بعد دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کما تھوڑی دیر میں رک کر انتظار کرتے ہیں ابھی مسجد میں نماز ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں امیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں مسجد سے نماز پڑھ کر نکلیں تو میں تم دونوں کو ان سے ملا دوں گا۔ دونوں پادریوں نے اس بات سے اتفاق کیا پھر تینوں مسجد سے باہر کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد مسجد سے ایک جوان نکلا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جنوبی دروازے کے مخاطف نے کہا وہ سامنے امیر طارق بن زیاد ہماری طرف آ رہے ہیں۔ اس انکشاف پر دونوں پادری مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے تھے اور جب طارق بن زیاد ان کے نزدیک سے گزرے لگا تب جنوبی دروازے کے اس مخاطف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یا امیر یہ جنوب کی ایک بہت ہی الویرا کے دو پادری ہیں اور آپ سے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ہمارے نائب امیر طریف بن مالک کی ہستی کے رہنے والے ہیں اور آپ کے پاس یہ کوئی نائش اور فریاد لے کر آئے ہیں اس مخاطف کی یہ بات سن کر طارق بن زیاد ان دونوں پادریوں کے سامنے آ کر تھا ان دونوں پادریوں نے غور سے

طارق بن زیاد کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اندازہ لگایا کہ طارق بن زیاد کے آسودہ جان قطرے کی طرح مطمئن چہرے پر زندگی کی مرغوب ہنسکت تھی اس کی آئینہ صفت آنکھوں کے اندر ایک شعور خود شناسی تھا جو اس بات کو عیاں کرتا تھا کہ وہ جوں بیوں بات کو فضاؤں میں اور فضاؤں کی بات کو چپ میں ادا کرنے کا پورا فن جانتا تھا۔ اس کی ہونٹوں کی بولتی خاموشی کے اندر انقلاب برپا کرنے والے اگمنت پیغام چھپے تھے اور اس کے توانائیوں سے بھرے بھرپور کھردرے ہاتھ اس بات کے آئینہ دار تھے کہ وہ چٹانوں کو غبار راہ بنانے کا عزم رکھتا تھا۔ قریب آ کر طارق بن زیاد نے زری سے ان دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے تم دونوں سے مل کر خوشی ہوئی کہ تم میرے نائب طریف بن مالک کے ہم وطن ہو۔ پہلے یہ کہو کہ تم دونوں کے نام کیا ہیں۔ اس پر ایک پادری بولا اور کہا۔ اے امیر میرا نام زلفاس اور میرے ساتھی کا نام افیس ہے ہم دونوں الویرا نام کی ہستی کے رہنے والے ہیں اور آپ کے پاس ایک نائش اور ایک التجا لے کر آئے ہیں۔ اتنی دیر میں مسجد سے نکل کر کچھ اور نوجوان بھی وہاں آ کھڑے ہوئے تھے۔ طارق بن زیاد نے ان میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم فوراً جاؤ اور بیت العدل کا دروازہ کھول کر وہاں روشنی کرو پھر ایک دوسرے جوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مسجد کے اندر اس وقت طریف بن مالک اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ محو گفتگو ہے اسے بلا کر میرے پاس لاؤ اس کے بعد طارق بن زیاد نے جوہج دروازے کے اس مخاطف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اب تم واپس اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف چلے جاؤ میں ان دونوں پادریوں سے گفتگو کر لیتا ہوں۔ یہ حکم پا کر جنوبی دروازے کا وہ مخاطف وہاں سے چلا گیا تھا۔

طارق بن زیاد کا حکم پا کر ایک نوجوان نے قرب ہی بیت العدل کا دروازہ کھول دیا اور چھوٹی چھوٹی مٹھلوں کو جلا کر وہاں روشنی کر دی تھی۔ جبکہ دوسرا نوجوان بھاتا ہوا مسجد میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر بعد طنجہ شہر کے نائب امیر طریف بن مالک کو وہاں لے کر آگیا تھا۔ طریف بن مالک بھی طارق بن زیاد کی طرف قد کاٹھ کا خوب لمبا اور جسمانی ساخت میں خوب کڑا تھا۔ اس کی پیشانی

طرف ہجرت کر آئے تھے۔ ان کے پاس مال و اموال کی نہ تھی لہذا وہ زمین کے ٹکڑے خرید کر ہماری بستی میں آباد ہو گئے تھے بعد میں ان خاندانوں میں سے اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔ تاہم ان میں سے کچھ خاندان اپنے قدیم آباؤی مذہب نصرانیت پر ہی قائم رہے ان خاندانوں میں سے ایک خاندان کی لڑکی جس کا نام لوسیہ ہے اس نے ہمارے کلیسا کے اندر رہائیت اختیار کر لی تھی اور وہ ایک راہبہ کی حیثیت سے کلیسا کی خدمت کرنے لگی تھی۔ ہسپانیہ کا ایک نصرانی جوان جو ہماری بستی کی طرف ہجرت کرنے والے خاندانوں کا ہی ایک عزیز اور رشتہ دار تھا وہ لوسیہ نام کی اس لڑکی کو پسند کرتا تھا۔ وہ دو ایک بار بحرِ زقاق کو عبور کر کے لوسیہ اور اس کے خاندان کو واپس لینے کے لئے آیا بھی لیکن اس کے خاندان والوں نے اور خود لوسیہ نے اس کے ساتھ واپس ہسپانیہ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس موقع پر ہم نے لوسیہ کا بھی عندیہ لیا وہ اس جوان کو قطعی مانپند کرتی تھی اس جوان کا نام مارتن ہے اپنے اس مقصد میں ناکامی کے بعد اس مارتن نام کے جوان نے انتقامی صورت اختیار کر لی پھر کچھ دنوں کا وقت ڈال کر وہ ایک کشتی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور زبردستی کلیسا سے لوسیہ کو اٹھا کر لے گیا جب کہ ہم کلیسا کے اندر موجود تھے اور وہ لوسیہ کو کشتی میں بٹھا کر زبردستی ہسپانیہ کی طرف لے گیا۔ امیر ہم آپ کی رعایا ہیں آپ ہی کی عمل داری میں رہتے ہیں لہذا ہماری آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے کلیسا کی وہ راہبہ جس کا نام لوسیہ تھا ہمیں ہسپانیہ سے زندہ یا مردہ واپس دلوائی جائے۔

الویرا کے اس پادری کے اس انکشاف پر طرف بن مالک کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی اس کے چہرے پر انقلابِ افروز لہروں کا ایک طوفان رقص کنایا ہو گیا تھا اس کی آنکھیں دشتِ دست ہونٹِ قار فار ہو گئے تھے پلویوں لگتا تھا گویا وہ اتفاق کو اپنے سامنے زیرِ بار مرنے کا غم کر چکا ہو۔ اس کے چہرے کی بدلتی حالت اس کی آنکھوں کے اندر کوٹ لینے طوفانوں سے کچھ یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے اس حادثے کی خبر سن کر اس کی رگوں کے اندر انقلاب کی چنگاریاں جوش مارنے لگی تھیں۔ مجموعی طور پر اس موقع طرِ طریف بن مالک کی حالت

فراخی میں وسعت آسمان جیسی تھی۔ اس کی برق کی طرح ترقی آنکھوں کے اندر لہروں کا گرم آگ اور دپکتے ہوئے انگاروں کا سال تھا۔ وہ خانہٴ امنام کی طرح چپ اور خاموش اس جوان کے ساتھ مسجد سے نکلا تھا۔ لیکن اس کی حالت سے پتہ چلتا تھا کہ جب وہ بولنے پر آئے گا تو زندہ لفظوں کا ایک طوفان جاگتے لہجوں کا ایک انقلاب اور دیکھتے وقت کا ایک سیل رواں کھڑا کر کے رکھ دے گا۔ طارق بن زیاد کے نزدیک آکر طریف بن مالک نے سب کو بلند آواز میں سلام کہا پھر ان دونوں پادریوں کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کسی قدر حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا۔

اے بزرگِ انیس اور زلفاس خیریت تو ہے تم کس کام کے سطلے میں شام کے وقت طیغِ شرم میں داخل ہوئے ہو۔ امیر طارق بن زیاد نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابنِ مالک یہ دونوں پادری جو تمہاری بستی کے رہنہ والے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی تالش اور شکایت لے کر آئے ہیں۔ میں نے ایک جوان کو بھیج کر بیتِ العدل کا دروازہ کھلوا دیا ہے اور ان پادریوں کو بیتِ العدل میں لے کر پہنچے ہیں وہاں بیٹھے ہیں پھر ان دونوں پادریوں سے ان کی سرگزشت سننے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔ طریف بن مالک نے طارق بن زیاد کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ ان دونوں پادریوں کو مسجد سے ملحقہ بیتِ العدل کی طرف لے جا رہے تھے جبکہ نماز کے بعد وہاں رک جانے والے کچھ جوان بھی ساتھ ہو لیے تھے جب سب افراد بیتِ العدل میں جا کر بیٹھ گئے تو طارق بن زیاد نے دونوں پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اب کو تم دونوں پر کیا افتاد گزری اور تم دونوں ہمارے پاس یہاں طیغِ شرم میں کس کے خلاف تالش اور پھینکتے لے کر آئے ہو؟

طارق بن زیاد نے اس سوال پر ان دونوں پادریوں میں سے زلفاس نے کہا اے امیر! جو بات ہم آپ سے کہنے لگے ہیں وہ امیر طریف بن مالک خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے ہسپانیہ سے کچھ خاندان قبائلی جھگڑوں کے باعث بحرِ زقاق کو عبور کر کے ہسپانیہ سے ہماری بستی کی

لانے میں کامیاب ہو سکوں۔ طریف بن مالک کی اس گفتگو پر پادری اٹھیں لے بولے ہوئے کما اے ابن مالک تمہاری تجویز درست اور عمدہ ہے میں اور میرا ساتھی آج کی رات یہاں قیام کر کے اور کل واپس الیوراک کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور وہاں سے دو ایسے نوجوانوں کو روانہ کر دیں گے جو مارتن نام کے اس جوان کو جاننے اور پہچانتے ہوں گے تاکہ ان کے ساتھ تم ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو اور مارتن سے انتقام لے سکو۔

اس گفتگو کے اختتام پر طارق بن زیاد نے اپنے قریب بیٹھے جوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ان دونوں بزرگ پادریوں کو ممان خانے کی طرف لے جا کر ان کے کھانے اور آرام کا بندوبست کرو اور کل صبح ہی صبح یہاں سے ان کی روانگی اور کوچ اور ان کے زور راہ کا بھی انتظام کرنا اس کے ساتھ ہی وہ جوان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں پادریوں کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے چلا گیا تھا ان دونوں پادریوں کے جانے کے بعد ایک عرب جوان بیت العدل میں داخل ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی طارق بن زیاد نے بڑی شفقت سے اور اپنے پہلو میں ایک نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اے النعیش میرے بھائی! آؤ یہاں میرے پاس آ کر بیٹھو منیث نام کا وہ جوان آگے بڑھ کر طارق بن زیاد کے پہلو میں بیٹھ گیا تھا پھر ٹہل اس کے کہ طارق بن زیاد طریف بن مالک یا وہاں سے داخل ہونے والے عرب جوان منیث میں سے کوئی گفتگو کی ابتداء کرنا ایک جوان بھاگتا بھاگتا بیت العدل میں داخل ہوا اور طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے امیر ہمارے افریقی مرکز قیروان سے دو قاصد ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں انہیں امیر موسیٰ بن نصیر نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے اور ان قاصدوں کے پاس کوئی اہم ترین پیغام ہے اس جوان سے یہ پیغام سننے کے بعد طارق بن زیاد نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ان دونوں قاصدوں کو جو میرے آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آئے ہیں فوراً اندر لے آؤ۔ اس کے ساتھ ہی وہ جوان بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کو اپنے ساتھ اندر لے کر آیا اور طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ دونوں

دیکھتے ہوئے صحرا ہجر زدہ موسم، کڑی دھوپ اور صحرا کے سخت سفر جیسی ہو کر مٹی تھی طارق بن زیاد اس موقع پر طریف بن مالک کی بدلتی ہوئی حالت کو مسکرا کر دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑی نرمی سے طریف بن مالک کے شانہ پر رکھا اور بڑی شفقت کے ساتھ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے طریف بن مالک میرے بھائی میرے دوست! میرے برادر! میرے رفیق! اگر حادثے کی خبر سن کر میں تمہاری بدلتی ہوئی حالت کا اندازہ لگا چکا ہوں۔ میں جانتا ہوں یہ حادثہ تمہاری ہستی میں ہوا ہے اور تمہیں اس کا دکھ اور صدمہ ہوا ہے پر کچھ اس موقع پر تمہیں کیا قدم اٹھانا چاہیے۔ طارق بن زیاد کی اس گفتگو پر طریف بن مالک نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر اس نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے امیر مجھے آپ جیسے ساتھی آپ جیسے بھائی پر فخر ہے اس موقع پر میں آپ سے یہ کہنا پسند کروں گا کہ الیوراک کی لوسہ نام کی اس راہبہ کو اغوا کر کے والے ہسپانیہ کے مارتن سے انتقام ضرور لیا جانا چاہیے اور اس کے لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں خود ہسپانیہ کی طرف جاؤں گا اور اس مارتن کو تلاش کر کے نہ صرف یہ کہ اسے اس کے اس گناہ کی سزا دوں گا بلکہ لوسہ کو بھی اس سے حاصل کر کے اسے واپس اپنی بستی الیوراک کی طرف لانے کی کوشش کروں گا۔ طریف بن مالک کے اس جواب پر طارق بن زیاد نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے ابن مالک تمہارا جواب سے قسم خداوند کی مجھے یہ حد خوش اور اطمینان ہوا ہے۔ میری طرف سے تمہیں ہسپانیہ جا کر مارتن سے انتقام لینے اور لوسہ کو واپس لانے کی اجازت ہے طارق بن زیاد کے اس فیصلے پر طریف بن مالک نے ان دونوں پادریوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے بزرگ پادریو! تم آج کی رات طنجہ شہر کے اندر آرام کرو کل صبح ہی صبح اپنی بستی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں سے تم ایک یا دو ایسے اشخاص کو ہمیں میری طرف طنجہ شہر روانہ کرو جو ہسپانیہ کے مارتن نام کے اس جوان کو جاننے اور پہچانتے ہوں تاکہ ان کے ساتھ میں ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں اور مارتن نام کے اس جوان سے نہ صرف یہ کہ انتقام لے سکوں بلکہ لوسہ کو بھی اس سے حاصل کر کے واپس

تم اپنے لشکر کے ساتھ بیت کی طرف جانے والی شاہراہ پر مجھ سے آٹو گے یہ شر چھوڑنے وقت منیٹ کو تنبیہ کرنا کہ تھماری اور طرف بن مالک کی فیر موجودگی میں طبر شرکی حفاظت اور دفاع کی طرف چوک اور ہوشیار رہے۔ میں تمیں خدا حافظ کتا ہوں۔ میرے عزیز میری تھماری ملاقات بیت کی طرف جانے والی شاہراہ پر ہوگی۔"

موسیٰ بن نصیر کا خط پڑھنے کے بعد طارق بن زیاد تھوڑی دیر تک سوچوں میں الجھا رہا۔ پھر اس نے طرف بن مالک اور منیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے میرے عزیز کو کیا تم نے میرے آقا موسیٰ بن نصیر کا یہ خط پڑھ لیا ہے۔ اس کے جواب میں طرف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا اے ابن زیاد میں اور منیٹ نے اس خط کو پڑھ لیا ہے اور اس خط کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہم مستعد اور تیار ہیں۔ امیر طارق بن زیاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اس نے منیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سنو منیٹ میرے بھائی میں اور طرف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ صبح کو امیر موسیٰ بن نصیر کی طرف روانہ ہو جائیں گے ہم دونوں کے بعد تم طبر شر کے حاکم ہو گے لہذا اس کی حفاظت اور اس کے دفاع کے لئے تم تھماری فیر موجودگی میں مستعد اور ہوشیار رہنا۔ طرف بن مالک کے جاننے والے دو پادری بھی مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان دونوں کا بھی خیال رکھنا اور کل صبح یہاں سے ان کے کوچ کا بھی انتظام کرنا اس کے بعد طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آنے والے دونوں قاصدوں کو بھی مہمان خانے کی طرف بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد وہ سب بیت العدل سے نکل گئے تھے اور دوسرے روز طارق بن زیاد اور طرف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ طبر شر سے بیت کی طرف کوچ کر گئے۔

طارق بن زیاد اور طرف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ طبر شر سے شمال کی طرف میں میل کے قاصدے پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ شاہراہ کے کنارے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ وہاں خیمہ زن تھا اور شاہراہ کے دائیں کنارے اس نے وہاں خیموں کا ایک شر آباد کر رکھا تھا۔ وہاں پہنچ کر طارق بن زیاد نے

امیر موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آپ کے نام کوئی پیغام لے کر آئے ہیں ان دونوں جوانوں نے طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کو سلام کہا پھر ان دونوں میں سے ایک کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ طارق بن زیاد نے ان دونوں کو مخاطب کرنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔

تم دونوں میرے آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے کیا پیغام لے کر آئے ہو۔ ان دونوں قاصدوں میں سے ایک نے طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے ہیں کہ آپ اور طرف بن مالک دونوں اپنے لشکر کے ساتھ تھمارا پیغام سننے کے بعد طبر شر سے اس شاہراہ کی طرف روانہ ہوں جو طبر سے نکل کر سبتہ کی طرف جاتی ہے آقا موسیٰ بن نصیر بھی طبر شر سے میں میل کے قاصدے پر اس شاہراہ پر اپنے سمھ کے ساتھ پڑاؤ کر کے آپ کا انتظار کریں گے اور پھر آپ اور آقا موسیٰ بن نصیر کا یہ متحدہ لشکر افریقہ کی سرزمین میں رومنوں کے آخری شر سبتہ پر حملہ آور ہو گا یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد خاموش ہوا۔ تب طارق بن زیاد نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے پھر پوچھا کیا تھمارے پاس آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے کوئی تحریری پیغام بھی ہے۔ اس قاصد نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے لوہے کے خول سے دوہرایا ہوا کاغذ طارق بن زیاد کی طرف تھما دیا۔ طارق بن زیاد نے اس خط کو کھولا اور اس خط کی تحریر کو پڑھنے لگا تھا۔ طارق بن زیاد کے دائیں بائیں بیٹھے طرف بن مالک اور منیٹ بھی اس خط کو پڑھ رہے تھے لکھا تھا۔

"طارق میرے عزیز جس وقت تم میرا یہ خط پڑھ رہے ہو گے اس وقت تک میں قیروان شر سے اس شاہراہ کی طرف روانہ ہو چکا ہوں گا جو تھمارے طبر شر سے رومنوں کے ساحلی شر بیت کی طرف جاتی ہے طبر شر سے تقریباً" میں میل کے قاصدے پر میں اس شاہراہ کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر کے میں تھمارا انتظار کروں گا۔ میرا خط ملنے ہی تم منیٹ کو طبر شر کا حکام مقرر کر کے اور طرف بن مالک کو اپنے لشکر کے ساتھ لے کر طبر سے بیت کی طرف کوچ کرو۔ اس شر پر حملہ آور ہونے کی وجہ میں اس وقت بیان کروں گا۔ جب

اس لشکر کے پہلو میں اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ اتنے میں اس لشکر سے موسیٰ بن نصیر اور اس کا لڑکا عبدالعزیز نکلے۔ دونوں نے شاہراہ پر آکر طاردا بن زیاد اور طریف بن مالک کا استقبال کیا۔ پھر موسیٰ بن نصیر ان دونوں کو اپنے خیمے کی طرف لے جا رہا تھا۔ موسیٰ بن نصیر 'طارق بن زیاد' طریف بن مالک اور عبدالعزیز جب اس خیمے میں ایک دوسرے کے آنے سامنے بیٹھ گئے تب موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا شروع کیا۔

میرے بچا! تم جانتے ہو شمالی افریقہ کے وسیع حصوں پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہاں ان سرزمینوں کے اندر تخطیفہ کی رومن حکومت کے دو بڑے شہر اور مرکز تھے ایک قرطاجنہ اور دوسرا بت، قرطاجنہ پر تو ہم نے قبضہ کر لیا ہے اور وہ ہماری عمل داری میں شامل ہے اب بت شہر باقی رہ گیا ہے جو بحرہ زقاق کے کنارے واقع ہے اس شہر کے حاکم کا نام کاؤنٹ جولین ہے اس جولین کی حیثیت رومنوں کے ایک صوبیدار اور والی کی سی ہے۔ حقیقت میں یہ تخطیفہ کے رومن حکمرانوں کا ہی ہاتھ ہے لیکن چونکہ رومن تخطیفہ شہر سے اٹھ کر نہ ہی بت شہر کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ ہی بوقت ضرورت کاؤنٹ جولین کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے کاؤنٹ جولین اور اس کے علاقے کو تخطیفہ کے رومنوں نے اسپین کی حکومت کے ماتحت کر رکھا ہے۔ اب اسپین کی حکومت کو یہ کاؤنٹ جولین جواب دہ ہے اور اب اسپین کی حکومت ہی ہمارے خلاف کاؤنٹ جولین کو مدد اور تعاون فراہم کر رہی ہے۔

اس پر مزید یہ کہ بت کا موجودہ حکمران کاؤنٹ جولین ہسپانیہ کے بادشاہ حبش کا دادا بھی ہے بت شہر اپنی مضبوطی اور استحکام کے لحاظ سے ایک خاص حیثیت رکھتا ہے اس لئے کہ اس کو تین اطراف سے سمندر نے گھیر رکھا ہے اور ساحل کے ساتھ ساتھ سمندری چٹانیں بھی اس کی حفاظت کرتی ہیں جبکہ صرف ایک سمت خشکی سے اس پر حملہ آور ہوا جاسکتا ہے۔ شمالی افریقہ کی فتح کے بعد بت شہر کا بدستور برعظیمی سلطنت کے قبضے میں رہتا ہمارے لئے مسائل کھڑے کر

سکتا ہے۔ اس کے غیر معمولی فوجی استحکام، مضبوطی اور طاقت بحری بیڑے کے باعث افریقہ کے ان علاقوں کے لئے جنہیں ہم فتح کر چکے ہیں ایک مستقل خطرہ ثابت ہو سکتا ہے اور مستقبل میں ہمارے لئے یہ بھی خطرہ ہے کہ تخطیفہ کی برعظیمی سلطنت اس کاؤنٹ جولین کی مدد سے ہسپانیہ کی سلطنت کو اپنے ساتھ ملا کر ہمارے افریقی مقبوضات پر حملہ آور ہو جائے اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے کئی ایک مسائل اور دشواریاں کھڑی ہو سکتی ہیں لہذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ بت پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر کے اپنی عمل داری میں شامل کر لیا جائے۔ یہ میرا ذاتی خیال ہے اب تم دونوں بولو اس معاملے میں کیا کہتے ہو۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے پہلے باہم تھوڑی دیر تک کوئی مشورہ کیا پھر طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے اور طریف کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بت شروع کیا۔ اے امیر آپ کا فیصلہ درست ہے میں اور طریف بن مالک اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ سمندر کے کنارے آباد یہ بت شہر ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا ہے۔ ماضی میں بت سے حکمرانوں نے اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کی لیکن کسی کو بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی مجھے امید ہے کہ ہم اس شہر کو اپنے سامنے مفتوح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس موقع پر اے امیر میں آپ سے یہ بتا رہا ہوں کہ ان سرزمینوں کے اندر ہمیں کوئی بحری بیڑہ بھی تیار کرنا چاہیے اس لئے کہ تخطیفہ کی برعظیمی سلطنت یا ہسپانیہ کی حکومت اس بت شہر کے لئے ہمارے خلاف کسی بحری جنگ کی ابتداء کر سکتی ہے تو ہم سمندر میں بھی ان قوتوں کو بحر پر طریقے سے جواب دے کر ہپا کر سکیں، طارق بن زیاد کا جواب سن کر موسیٰ بن نصیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے ابن زیاد تمہارا خیال بہت عمدہ اور تمہارا مشورہ انتہائی مناسب ہے میں خود ارادہ رکھتا ہوں کہ ان سرزمینوں کے اندر ہمارا اپنا کوئی بحری بیڑا ہونا چاہیے اور اس بحری بیڑے کو ہم قرطاجنہ کی قدیم بندرگاہ پر پائونٹس کی خلیج میں رکھ سکتے ہیں اور بہتر طور پر ہم وہاں اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ بہر حال یہ اب بعد کا معاملہ ہے تم دونوں اپنے لشکر کے

اپنے گھوڑے پر آگے آگے تھا، جب کہ دو اس کے پیچھے سفید پرچم بلند کئے ہوئے تھے۔ ان تینوں میں سے آگے والا اپنے چہرے سے کوئی پادری لٹکا تھا اور اس نے اپنے گلے میں ایک بہت بڑی سنہری صلیب بھی ڈال رکھی تھی۔ موئی بن نصیر، طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز کے پاس آکر وہ تینوں سوار رک گئے اور ان میں سے جو پادری تھا اس نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں بہت شہر کا استقف طولوس ہوں میں بہت شہر کے حاکم کاؤنٹ جولین کی طرف سے آیا ہوں اور میں مسلمانوں کے جرنیل موئی بن نصیر سے ملنا چاہتا ہوں۔ بہت کے اس طولوس کے اس انکشاف پر موئی بن نصیر دیر تک اس کو اور اس کے دونوں ساتھیوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے نرم اور شفقت آمیز لہجے میں اس پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میں موئی بن نصیر ہوں کو تم اپنے حاکم کاؤنٹ جولین سے کیا پیغام لے کر آئے ہو۔ موئی بن نصیر کا یہ جواب سن کر بہت شہر کا استقف طولوس فوراً اپنے گھوڑے سے اتر کھڑا ہوا۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی نیچے اتر کر سفید علم زمین میں گاڑ دئے تھے۔ پھر ان تینوں نے باری باری موئی بن نصیر، طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز کے ساتھ پر جوش مصافحہ کیا پھر استقف طولوس نے موئی بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے مسلمانوں کے عظیم جرنیل ہم جانتے ہیں کہ آپ شمالی افریقہ کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھ چکے ہیں آپ نے افریقہ کے اندر پر مغربیوں کے سب سے بڑے مرکز قرطاجنہ کو بھی فتح کر لیا ہے لہذا بہت شہر آپ کی عسکری طاقت اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکا ماضی میں جو بہت کا لشکر مسلمانوں کے ساتھ جنگوں اور لڑائیوں میں مصروف رہا ہے تو ایسا سب کچھ اسپین اور رومن لشکروں اور بحری بیڑوں کی مدد سے کیا جاتا رہا ہے۔ اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان سرزمینوں کے اندر بہت شہر کا لشکر آپ کا مقابلہ نہیں کر سکا لہذا بہت کا حاکم کاؤنٹ جولین آپ سے صلح کی شرائط کا خواہاں ہے۔ استقف طولوس کا یہ جواب سن کر موئی بن نصیر تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے کسی قدر اشتیاق سے انداز میں اس کو

ساتھ تھوڑی دیر آرام کر لو اس کے بعد یہاں سے بہت کی طرف کوچ ہو گا اس کے ساتھ ہی طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔ ان دیرانوں کے اندر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے لشکر نے کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا پھر موئی بن نصیر کی سرکردگی میں وہ متحدہ لشکر ان دیرانوں سے ساحلی شہر بہت کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسرے روز صبح ہی صبح ہی متحدہ لشکر بحرہ ذقاق کے کنارے بہت شہر کے سامنے نمودار ہوا موئی بن نصیر نے شہر سے تھوڑے فاصلے پر اپنے لشکر کو خیرہ زن ہونے کا حکم دیا۔ لشکر کا پڑاؤ کرتے ہوئے اس نے احتیاط برتی تھی کہ اگر بہت شہر کی فسیل کے اوپر سے حیران دازی کی جائے تو دشمن کے وہ تیر اس کے پڑاؤ پر نہ برس سکیں۔ شہر کے سامنے دور دور تک موئی بن نصیر نے اپنے لشکر کو پھیلا دیا تھا۔ پھر شہر کے شرقی اور جنوبی حصے سے موئی بن نصیر نے بڑے بڑے اور بلند درختوں کو کٹوایا اور درختوں کے ان بڑے بڑے تنوں کے سامنے لوہے کے بڑے بڑے سیگوں والے مینڈے کے سر نصب کروا دیئے تھے لیے لیے تنوں کے ساتھ لگے ہوئے لوہے کے ان مضبوط اور بڑے بڑے سروں کو فسیل کے ساتھ ٹکرا کر موئی بن نصیر کی فسیل کو اپنے سامنے پاش پاش کر کے رکھ دینا چاہتا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ موئی بن نصیر دو روز تک جنگی تیاریوں میں مصروف رہا تیسرے روز جب اس نے شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنی صفوں کو درست اور لشکر کو تیار کیا تو شہر کے شرقی اور جنوبی دروازوں پر صلح کے بڑے بڑے سفید پرچم لہرائے جانے لگے تھے۔

صلح کے یہ پرچم لہرائے جانے کے باعث موئی بن نصیر نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے سے روک دیا تھا اور وہ اپنے لشکر کے سامنے طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کے ساتھ کھڑا ہو کر بہت شہر کی طرف سے کسی مزید رد عمل کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد بہت شہر کا شرقی دروازہ کھلا اور اس دروازے سے تین سوار نمودار ہوئے۔ ان تین سواروں میں سے ایک

ناہ حکم پا کر وہ دونوں محافظ واپس چلے گئے تھے۔ اس موقع پر موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عبدالعزیز میرے بیٹے! یہاں لشکر کے سامنے ایک خیمہ نصب کراؤ جس میں بیٹھ کر ہم اس طولوس اور بت کے حاکم کاؤنٹ جولین کے ساتھ صلح کی شرائط طے کر سکیں۔ موسیٰ کا بیٹا عبدالعزیز فوراً رکت میں آیا۔ چند لشکریوں کو اس نے اپنے ساتھ لیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے لشکر کے سامنے خیمہ نصب کر کے اس کے اندر نشیمن کا انتظام کر دیا تھا۔ جب خیمہ نصب ہو چکا تو موسیٰ بن نصیر نے طولوس کی طرف دیکھتے اور خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اے محترم طولوس اس خیمہ میں بیٹھ کر تمہارے حاکم کاؤنٹ جولین کا انتظام کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد، طریف بن مالک اور عبدالعزیز اس طولوس کو لے کر لشکر کے سامنے نصب ہونے والے اس خیمہ کے اندر بیٹھ کر بت کے حاکم کاؤنٹ جولین کا انتظام کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد بت شہر کے شرقی دروازے سے پھر تین سوار نمودار ہوئے۔ دو تو وہی محافظ تھے جو استقف طولوس کو وہاں چھوڑ کر گئے تھے اور وہ اب بھی اپنے ہاتھوں میں سفید علم بلند کئے ہوئے تھے اور ان کے آگے آگے بت شہر کا حاکم کاؤنٹ جولین اپنے سفید گھوڑے پر سوار موسیٰ بن نصیر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کاؤنٹ جولین اپنے دونوں محافظوں کے ساتھ جب خیمہ سے باہر آ کر اپنے گھوڑے سے اترا تو موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے خیمہ سے باہر اس سے پر جوش مصافحہ کیا۔ پھر وہ تینوں اسے خیمے کے اندر لے گئے تھے۔ جب کہ اس کے دونوں محافظ خیمے کے باہر اپنے گھوڑوں کے پاس کھڑے رہے تھے۔ جب کاؤنٹ جولین خیمے کے اندر آ کر بیٹھ گیا تب موسیٰ بن نصیر نے اس کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے جولین اس بار کس چیز نے تمہیں ہمارے ساتھ صلح کرنے پر مجبور اور آمادہ کر دیا۔ جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم ماضی میں اہلین کے حکمرانوں اور رومن بحری بیڑے کے بل بوتے پر مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار رہے ہو۔ اس بار میں خود اپنے لشکر کی کمان کرنا ہوا تمہارے شہر کی

مخاطب کر کے پوچھا۔ اگر تمہارا کاؤنٹ جولین ہمارے ساتھ صلح ہی چاہتا ہے تو وہ ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے خود ہماری طرف کیوں نہیں آیا اس نے تمہیں اور تمہارے ان دو ساتھیوں کو کیوں بھیج دیا ہے۔

اس سوال پر طولوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے مسلمانوں کے عظیم سپہ سالار! کاؤنٹ جولین نے ایسا ایک احتیاط اور بجاؤ اور دور اندیشی کے تحت کیا ہے اسے یہ اندیشہ اور خوف تھا کہ اگر وہ خود صلح کی گزارش کرتے آپ کے پاس آتا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان اسے گرفتار کر کے اپنے پاس رکھ لیں پھر بت والوں سے ساز باز کر کے اور چلے بھاؤں سے کام لے کر وہ بت شہر کو نقصان اور گزند ہی نہ پہنچائیں۔ استقف طولوس کے اس جواب پر موسیٰ بن نصیر نے کسی قدر ناراضگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے محترم طولوس! میری قوم نے کبھی ایسا بھیاک اور کرمہ کھیل نہیں کھیلا اور نہ ہی اس قسم کے واقعات میری قوم کی تاریخ میں پائے جاتے ہیں۔ بت کا حاکم کاؤنٹ جولین اگر ہمارے ساتھ جگمگ نہیں چاہتا اور شرائط صلح کا خواہاں اور مستفی ہے تو اسے خود ہمارے پاس حاضر ہونا چاہیے اور ہمارے ساتھ بات چیت کر کے صلح کی شرائط طے کرنی چاہئیں، اگر وہ صلح کا خواہاں ہے تو ہم اس پر جنگ مسلط نہیں کریں گے ہم بھی اس کے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے پر رضامند ہوں گے۔ لہذا تم بت کے حاکم کاؤنٹ جولین کو بلا کر لاؤ تاکہ وہ خود ہمارے ساتھ یہ شرائط طے کرے۔

موسیٰ بن نصیر کے اس جواب جواب پر استقف طولوس حرکت میں آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ میں یہیں رکتا ہوں تم دونوں واپس جاؤ اور کاؤنٹ جولین کو اپنے ساتھ لے کر آؤ اسے یہ بھی یقین دلانی کراؤ کہ اے مسلمانوں کی طرف سے اسے کسی قسم کا خدشہ اور خطرہ نہیں ہے۔ لہذا وہ بے دھڑک ہو کر شہر سے باہر نکلے اور مسلمانوں کے ساتھ صلح کی شرائط طے کرے۔ اسے یہ بھی یقین دلاؤ کہ ماضی میں اس کی جنگیں جو مسلمانوں کے ساتھ ہوئی تھیں اس سے متعلق اس سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ استقف طولوس

جولین کے ساتھ ہماری شرائط ملے ہو چکی ہیں اب ان باتوں کی طرف سے اس سے کوئی راہداری اور پروہ نہیں ہے۔ وہ لٹکری فوراً باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دو جوان خیمے میں داخل ہوئے۔ موسیٰ بن نصیر نے غور سے ان کی طرف دیکھا۔ شاید وہ ان کو پہچان چکا تھا پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم جنوب کی سرزمینوں سے ہمارے لئے کیا خبر لے کر آئے ہو۔ ان دونوں مجبوروں میں سے ایک نے موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے امیر وحشی برہدوں کا ایک بہت بڑا لشکر ہمدردہ کے پاس جمع ہوا ہے اور وہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہے جس قدر لشکر کے ساتھ آپ اس بہت شہر کے باہر خیمہ زن ہیں۔ ان برہدوں کا لشکر جو پوری طرح مسلح اور تیار ہے اس کی تعداد آپ کے اس لشکر سے کسی بھی صورت دس گنا زیادہ سے کم نہ ہوگی۔ اس قاصد کے اس انکشاف پر موسیٰ بن نصیر نے تمام شجاعت اور جرات مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر وہ ہمارے لشکر سے ہیں تو لشکر بھی لے آئیں تب بھی ہم انہیں اپنے رب کی حمایت اور مدد سے ان صحراؤں کے اندر ایسا سبق سکھائیں گے کہ ان کی آنے والی سلیں بھی یاد رکھیں گی کہ ان صحراؤں کے اندر کسی قوم نے ان کے منہ پر طمانچہ مارتے ہوئے ایک درد آمیز اور ہجرت انگیز شکست سے دوچار کیا تھا۔ موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر کا پھر ان قاصدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اب تم دونوں جاؤ اور جا کر آرام آرمیوں میں بہت جلد اپنے لشکر کے ساتھ ہمدردہ کی طرف کوچ کرو گے اور ان وحشی برہدوں کو اپنے علاقوں کی طرف پیش قدمی کا موقع نہیں دوں گے وہ دونوں قاصد موسیٰ بن نصیر کا حکم پا کر خیمے سے باہر نکل گئے تھے۔ جبکہ موسیٰ بن نصیر معمول کے مطابق کاؤنٹ جولین طارق بن زیاد، طرف بن مالک اور بیٹے عبدالعزیز کے ساتھ ہتھیار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر تک یوں ہی سب آپس میں ہتھیار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دوبارہ ایک لٹکری اس خیمے میں داخل ہوا اور اس بار اس نے طرف بن مالک کو دیکھتے ہوئے کہا اے امیر! دو برہدوں جو اپنے نام سیمش اور یریم بتاتے ہیں وہ آپ سے ملنے کے لئے آپ کی بستی الوریہ سے آئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ

طرف آیا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ جہاں تک بہت شہر کو فتح نہ کروں گا اس وقت تک یہاں سے ہٹوں گا نہیں اور اے جولین! تو دیکھتا ہے کہ میں نے میرے اطراف کے علاقے کے بڑے بڑے درخت کٹوا کر ان درختوں کے تنوں کے سامنے لوہے کے بڑے بڑے مینڈے کے سر نصب کروا دیئے ہیں اور اگر تو صلح کی شرائط ملے کرتے میرے پاس نہ آتا تو میں لوہے کے ان مینڈے کے سروں کو تیرے شہر کی فیصل کے ساتھ ٹکرا کر شہر کی فیصل کو پاش پاش کر دیتا اور اس کے بعد شہر ہمارے لئے فتح کرنا کوئی مشکل اور دشوار نہ ہوتا۔ بہت شہر کے حاکم کاؤنٹ جولین نے موسیٰ بن نصیر کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے مسلمانوں کے عظیم جرنیل! اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری حماقت اور ناعاقبت اندیشی تھی۔ میں دیکھتا ہوں کہ افریقہ کے اکثر صوبوں پر مسلمان قبضہ کر چکے ہیں اور اب بحرِ زقاق کے کنارے یہ بہت نام کا شہر ایسا ہے جو فتح کرنا باقی رہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی فتح مسلمانوں کے لئے کوئی مشکل اور دشوار کام نہیں لہذا مسلمانوں کے ساتھ صلح اور آشتی ہی میرے لئے بہتر اور سودمند ہے۔ اے موسیٰ بن نصیر! آپ جو بھی شرائط ملے کریں گے میرے لئے وہ قابل قبول ہوں گی۔ میں آپ کو خراج تک ادا کرنے کے لئے تیار ہوں اور آپ جس قدر خراج کی رقم ملے کر لیں گے وہ میں آپ کو سالانہ ادا کرتا رہوں گا۔ کاؤنٹ جولین کی اس پیش کش پر اسی خیمے میں صلح کی شرائط ملے کی گئیں اور خراج کی رقم بھی مقرر کر دی گئی۔ پھر موسیٰ بن نصیر کے حکم پر خیمے کے اندر ہی کھانا لایا گیا۔ پھر سب مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔

موسیٰ بن نصیر کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ایک لٹکری خیمے کے اندر آیا اور موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ یا امیر! برہدوں کی جنوبی سرزمین سے ہمارے دو مجبور آئے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ شاید آپ کے لئے کوئی اہم خبر ہے۔ امیر موسیٰ بن نصیر نے اس لٹکری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ان دونوں مجبوروں کو خیمے کے اندر بھیجو۔ اب بہت کے حاکم کاؤنٹ

طرف جانے کا ارادہ کر چکے ہو۔ اے میرے عزیز! تم اس نیک مقصد کے لئے
در ہسپانیہ کا رخ کرو لیکن وہاں احتیاط برتاؤ اس لئے کہ تم میرے ان جرنیلوں
سے ایک ہو جنہیں میں اپنی جان اور اپنی روح کی طرح عزیز رکھتا ہوں اس
نق پر میں تم سے یہ بھی کہوں کہ بقدرہ کے مقام پر جو بربر جمع ہوئے ہیں ان
جنگ کے بعد ہی تم ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو۔

○

طریف بن مالک نے شہر کے اندر اسی میں موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے
ہے کہا۔ یا امیر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ اس قدر فراخ دلی سے مجھے
ہسپانیہ کی طرف جانے کی اجازت دے رہے ہیں یہ دونوں جوان جو میری بہتی
ہ آئے ہیں میں انہیں لشکر میں ہی ٹھہراؤں گا اور میں بقدرہ کے مقام پر جمع
ہ والے بربروں کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے کے بعد ہی ہسپانیہ کی طرف
رج کروں گا۔ اس موقع پر بت کے کاؤنٹ جو لین بولے اور طریف بن مالک کو
اہل کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک میں جانتا ہوں کہ آپ موسیٰ بن نصیر کے
ہرز اور عمدہ ترین جرنیلوں میں سے ایک ہیں۔ یہ جو آپ کو دو جوان ابھی ابھی
پ کی بہتی الویرا سے ملنے کو آئے ہیں۔ آپ کو انہیں لشکر کے اندر رکھنے کی
نہ ضرورت نہیں۔ آپ انہیں میرے حوالے کر دیں میں اپنے شہر بت میں ان کے
پام و طعام کا بندوبست کروں گا۔ آپ امیر موسیٰ بن نصیر کے ساتھ بقدرہ کی
جگہ میں حصہ لینے روانہ ہو جائیں اور جب آپ جنگ سے فارغ ہو جائیں تو
آپ سیدھے میری طرف بت آئیں میں آپ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے
لئے ہسپانیہ کی طرف جانے کے لئے نہ صرف یہ کہ کشتی کا انتظام کروں گا بلکہ
اپنے ایک جاننے والے کے نام آپ کو خط بھی لکھ دوں گا وہ ہسپانیہ میں اس
محس کے خلاف آپ کی ضرورت مدد کرے گا جو الویرا کی راہبہ کو زبردستی اٹھا کر
اسیہ لے گیا ہے۔ اس موقع پر کاؤنٹ جو لین تھوڑی دیر کا پھر وہ دوبارہ کہہ
اٹھا۔

میں آپ لوگوں پر یہ بھی انکشاف کروں میری ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام

انہیں پادری اٹیس اور زلفاس نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ وہ آپ کے
ساتھ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو سکیں۔ اس موقع پر طارق بن زیاد نے طریف
بن مالک کو کہنی مارے ہوئے کہا جاؤ خیمے سے باہر جا کر ان جوانوں سے مل لو۔
لشکر کے اندر ان دونوں کے قیام کا انتظام کر کے واپس آؤ پھر امیر موسیٰ بن نصیر
سے تمہارے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونے کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ طارق
بن زیاد کے کہنے پر طریف بن مالک فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا وہ خیمے سے
باہر آیا اس نے دیکھا خیمے کے دروازے کے قریب ہی دو جوان کھڑے تھے انہیں
دیکھتے ہی طریف بن مالک مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھا۔ باری باری وہ ان
دونوں سے گلے ملا پھر وہ اسے گھمراے کے لئے انہیں اپنے لشکر کے پڑاؤ کی
طرف لے جا رہا تھا۔

طریف بن مالک کے خیمے سے نکلنے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد
کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے ابن زیاد یہ میثم اور بریم نام کے کون سے
جوان ہیں جو طریف بن مالک سے ملنے آئے ہیں اور یہ اٹیس اور زلفاس نام
کے پادری کون ہیں جنہوں نے ان دونوں جوانوں کو طریف بن مالک کی طرف
روانہ کیا ہے اور تمہاری گفتگو سے یہ بھی میں نے اندازہ لگایا ہے کہ طریف بن
مالک ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونا چاہتا ہے کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ طریف بن مالک
کس سلسلے میں ان دونوں جوانوں کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونا چاہتا
ہے۔ موسیٰ بن نصیر کے اس استفسار پر طارق بن زیاد نے تفصیل کے ساتھ
طریف بن مالک کی آپائی بہتی سے لوسیدہ نام کی راہبہ کے اغوا پادری اٹیس اور
زلفاس کے طغیہ شہر میں وارد ہونے اور ہسپانیہ سے لوسیدہ کی بازیابی کی التجا کے
متعلق بتا دیا تھا۔ اس گفتگو کے جواب میں موسیٰ بن نصیر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ
طریف بن مالک پھر خیمے میں داخل ہوا اور اپنی نشست پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ موسیٰ
بن نصیر نے اس بار براہ راست طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے
ابن مالک تمہاری غیر موجودگی میں طارق بن زیاد مجھے پوری تفصیل بتا چکا ہے کہ
تمہاری بہتی کی ایک راہبہ کس طرح اغوا ہوئی اور تم اسے لانے کے لئے ہسپانیہ

ابن مالک کاؤنٹ جولین ٹھیک کتا ہے تھماری بہتی سے شیشم اور یریم نام کے جو دو جوان آئے ہیں ان کو کاؤنٹ جولین کے حوالے کر دو۔ وہ بہت شرم کے اندر ہی قیام کریں اور جب تم بتدورہ کی توقع جنگ سے فارغ ہو جاؤ گے تو تم بھی وہاں سے بہت شرم کا رخ کرنا۔ کاؤنٹ جولین نے اپنی بیٹی فلورنزا کے لئے جو سامان بھجوا دیا ہو گا وہ بھی تم اس سے لے لیتا وہ تمہیں اس کے علاوہ رازدک کے نام خط بھی لکھ دے گا اور ساتھ ہی تمہیں ہسپانیہ جانے کے لئے کشتی بھی فراہم کر دے گا اور یہ سارے اسباب تمہارے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں لوسید کو اٹھالے جانے والے جوان مارتن کو تلاش کرنے میں آسانی اور سہولت پیدا کر دیں گے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے موسیٰ بن نصیر کی تجویز سے اتفاق کیا۔ طریف بن مالک کی بہتی الیرا سے آنے والے شیشم اور یریم نام کے دو جوان کو کاؤنٹ جولین کے حوالے کر دیا گیا تھا پھر کاؤنٹ جولین اسقف طولوس اپنے دونوں مخالفوں اور الیرا سے آنے والے ان دونوں جوانوں کو لے کر بہت شرم کی طرف لے گیا تھا جبکہ موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد، طریف بن مالک نے بھی تھوڑی دیر بعد اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ اب ان کا رخ بتدورہ کی طرف تھا جہاں پر ایک بہت بڑا بربر لشکر ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ بن نصیر نے برق رفتاری کے ساتھ سفر کیا۔ یہاں تک کہ وہ بتدورہ کے مقام پر بربروں کے لشکر کے سامنے جا کر خیمہ زن ہوا۔ موسیٰ بن نصیر کے وہاں پہنچنے پر بربر جنگ کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔ وہاں خیمہ زن ہونے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے تھوڑی دیر کے لئے اپنے لشکر کو آرام کرنے اور سستانے کا موقع فراہم کیا اس نے اندازہ لگایا کہ اس کے مجرموں کی اطلاع کے مطابق بربروں کا لشکر واقعی اس کے لشکر سے دس گنا سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ بربر مسلم لشکر کی شکست سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور وہ مسلمانوں کے وہاں پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد جنگ کرنے کے لئے تیار دکھائی دینے لگے تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے جب دیکھا کہ دشمن ان کے سامنے جنگ کرنے کے لئے

فلورنزا ہے اور وہ بھی ان دونوں ہسپانیہ کے مرکزی شہر لوئیڈو میں قیام پذیر ہے اور وہ بھی کچھ یوں کہ ہسپانیہ کی سرزمین میں یہ رواج ہے کہ سارے بڑے بڑے سردار اور صوبوں کے حکمران اور والی اپنی بیٹیوں کی تربیت شاہی خطوط پر کرنے کے لئے انہیں ہسپانیہ کے مرکزی شہر لوئیڈو روانہ کرتے ہیں۔ جہاں ان سب لڑکیوں کو شاہی محل کے اندر رکھا جاتا ہے اور وہاں شاہانہ طور طریقے سے ہی ان کی تربیت اور تعلیم کا بندوبست کیا جاتا ہے میری بیٹی بھی ان دونوں ہسپانیہ کے شاہی محل میں قیام کئے ہوئے ہے۔ گو ہسپانیہ کا موجودہ بادشاہ عیث میری بیٹی کا نانا ہے میری بیٹی پھر بھی شاہی محل میں ان لڑکیوں کے ساتھ رہائش رکھے ہوئے ہے جو مختلف صوبوں سے تربیت حاصل کرنے آتی ہیں اے طریف بن مالک جب یہاں سے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں گے تو جانتے ہوئے آپ میری بیٹی کے لئے کچھ چیزیں بھی لیتے جائیں اس کے علاوہ ہسپانیہ کے مرکزی شہر لوئیڈو میں میرا ایک بہترین دوست اور ٹھکانہ ساتھی ہے اس کا نام رازدک ہے لوئیڈو شہر کے وسط میں ایک بہت بڑا میدان ہے جہاں پر قلعہ ذنی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں بڑے بڑے دور و نزدیک کے سوراہم کے قلعہ ذنی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں اور ہسپانیہ کے بادشاہ عیث سے انعام و اکرام حاصل کرتے ہیں۔ رازدک نام کا میرا یہ دوست نہ صرف عیث کے ہر دل عزیز سرداروں میں سے ایک ہے بلکہ موت کے اس میدان میں جس قدر مقابلے کرائے جاتے ہیں وہ رازدک ہی کی گھرائی میں کرائے جاتے ہیں۔ وہ رازدک نام کا یہ سردار نہ صرف اس میدان کا بلکہ ان سارے مقابلوں کا بھی بہترین اہل ہے اس میدان کو موت کا میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے جس کے اندر قلعہ ذنی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں اے طریف بن مالک جب آپ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں گے تو میں اپنے دوست رازدک کے نام بھی ایک خط بھی لکھ دوں گا اور ہسپانیہ میں آپ کے قیام کے دوران آپ سے پورا تعاون کرے گا اور ہر ممکن مدد آپ کی کرے گا۔

اس پر موسیٰ بن نصیر نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے

تم سب کے لئے میرا ایک ہی پیغام ہے۔ اپنے رب کا نام لے کر اپنے دین کے ان دشمنوں کے خلاف اٹھنا اور اس وقت تک رخ نہ موڑنا جب تک تم اپنے ان دشمنوں پر قابو نہ پاؤ اور انہیں اس میدان جنگ سے شکست کا داغ اٹھا کر بھاگنے پر مجبور نہ کر دو۔“

سنو میرے عزیز! جو قومیں اللہ کی راہ میں مہزاج ہیں جو تم کو خدا کی مرضی کے مطابق چلنے سے روکتی ہیں اور اس کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں جو تمہیں پوری طرح خدا کا بندہ بن کر نہیں رہنے دیتیں اور تمہیں اپنا یا کسی غیر اللہ کا بندہ بن کر رہنے پر مجبور کرتی ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ ان کے خلاف اپنی تمام امکانی طاقتوں سے کشمکش اور جدوجہد کرو۔ اسی جدوجہد پر تمہاری صلاح اور کامیابی کا اور خدا سے تمہارے تقرب کا انحصار ہے۔

سنو میری قوم کے فرزندو! مومن کو زندگی کے محاذ پر چوکھی لڑائی لڑنی پڑتی ہے۔ ایک طرف ابلیس اور اس کا شیطانی لشکر ہے جس کے خلاف اسے یلغار کرنا پڑتی ہے دوسری طرف خود انسان کا اپنا نفس اور اس کی سرکش خواہشات ہیں جن کے خلاف جہاد کرنا پڑتا ہے۔ تیسری طرف خدا سے بھڑے ہوئے انسان ہیں جن کے ساتھ انسان کو ہر قسم کے معاشرتی، تمدنی اور معاشی تعلقات میں بدعہا رہنا پڑتا ہے ان کے خلاف بھی سعی اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔ چوتھی طرف وہ غلط مذہبی تمدنی اور سیاسی نظام ہیں جو خدا سے بغاوت پر قائم ہوئے ہیں اور زندگی حق کے بجائے بندگی باطل پر انسان کو مجبور کرتے ہیں۔ ان سب کے حربے مختلف ہیں مگر سب کی ایک ہی کوشش ہے کہ آدمی کو خدا کے بجائے اپنا مصلح بنائیں۔ مجاہد کا یہ فرض ہے کہ وہ ان ساری قوتوں کے خلاف جہاد کر کے صرف اپنے رب کا شیع اور فرماں بردار بندہ بن کر رہے۔ سنو میرے بھائیو! اپنے رب کا نام لے کر اپنے دشمن پر حملہ آور ہو تا میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ اس جنگ میں تمہیں اللہ کی حمایت اور تعاون حاصل ہو گا اور اسی حمایت اور تعاون کے بل بوتے پر ہم اس جنگ میں کامیاب اور فوژمند رہیں گے۔“

اپنی تقریر ختم کر کے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

اپنی قوموں کو درست کرنے لگا ہے تو موسیٰ بن نصیر نے بھی اپنے لشکر کو حیرانوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے پاس رکھا اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنا نائب مقرر کیا۔ دوسرا حصہ اپنے میسرہ کے طور پر طارق بن زیاد کی سرکردگی میں دیا اور تیسرا حصہ میسرہ کی حیثیت سے طریف بن مالک کی کمانداری میں دیا گیا تھا۔ لشکر کے تینوں حصوں نے اپنے اپنے سالاروں کی سرکردگی میں دشمن کے سامنے صف آراء ہونا شروع کر دیا تھا۔

اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر لشکر کے تین حصوں کے وسط میں آیا۔ پھر اپنے گھوڑے پر بیٹھ ہی بیٹھ اپنے لشکریوں کو بلند آواز میں مخاطب کرتے ہوئے کمانا شروع کیا۔

”میری قوم کے فرزندو! یہ بربر جو تعداد میں تم سے زیادہ تم سے جنگ کرنے تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ تمہارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور تمہارے لئے کہ تم اس قوم کے فرزند ہو جو ایک طرف فارس کی اتنی بڑی سلطنت اپنے سامنے کھٹے چیلنے پر مجبور کر چکی ہے اور دوسری طرف ناقابل تسخیر رومنوں کو شکست اور ہزیمت کے داغ لگا چکی ہے۔ میرے ساتھیو! میرے بھائیو! میں جانتا ہوں تم دشمن کے حصار ذات کے انگشت دائرے کھولنے کا فن جانتے ہو تم صرف سے حدت اور آگ سے ٹھنڈک پیدا کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہو اور ان رنگ و نسل ہو کر اور ماضی و حال کا اتصال بن کر اس مشترکہ دشمن کے سامنے جم جانا، کروں کی پاکیں تمام کر بیچے دن کی، حیرتی کی طرح ان پر حملہ آور ہو اور تھوہری کی شاخوں کی طرح انہیں کاٹ کر رکھ دینا۔ سنو میرے فرزندو! اپنے دین کے ان دشمنوں کے خلاف ہم بہ مہم چیلچلی بھرتی لہروں کی طرح کراں کراں اور دم بدم پھیلنے گولوں کی طرح ان کے خلاف حرکت میں آنا اور ان کا رگ رگ میں ان کے ریشے ریشے میں گرم کھولنے لادے کی طرح خوف ہراس بھر کر رکھ دینا۔ اس نیکراں دشت کے اندر اپنے دشمن کے لئے ہم تنظیم اور فضاے وارد گیر بن کر اٹھنا طوفانی موجوں کی طرح اپنے دشمن پر نزول کرنا اس کی حالت یادوں کے ٹوٹے ہوئے خوابوں جیسی بنا کر رکھ دینا۔ میرے عزیز

حلوں کے سامنے ارض و سماں کی سانس تک قہم کر رہ جائے گی اے میرے رفیقو
 آؤ خدا اور ہمارے رسول سے انکار کرنے والے اور حروف و صوت کی تبدیل
 کرنے والے ان لوگوں پر لحوں کے روگ جبر کے دشت اور عزم کی تصویر بن
 کر حملہ آور ہو جائیں اس کے ساتھ ہی طارق بن زیاد حرکت میں آیا۔ اپنے
 لشکر کے ساتھ اس نے دشمنوں کی تینا اور دود کی خواہش کرتے ہوئے برہوں کے
 لشکر پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کے حملوں میں صداقت فکر کی رفعت اور احساس کی
 بذرت تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ دشت بے آب و گیاہ میں دشمنوں کی رگ حیات
 کاٹ کر انہیں اپنی ہی ذات کے لئے ذلت کا نشان بنا دینے کا عمدہ کر چکا ہو۔

طارق بن زیاد کے حملہ آور ہو جانے کے بعد طریف بن مالک حرکت میں
 آیا۔ اس نے بھی طارق بن زیاد کی طرح اپنے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی
 بھاری اور چوڑے پھل والی تلوار فضاء میں بلند کرتے ہوئے اپنے حصے کے
 لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے آقا اب حق شاسن تھیو! اے
 میرے متاب خوش ادا رفیقو! قسم خدا نے لازوال کی اگر ہم اس کے ساتھ
 بندگان ہاکمال و باہرین کر اپنی مقدار سے زیادہ ان دشمنوں پر حملہ آور ہوں تو
 میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے سے دس گنا زائد ان دشمنوں کو ان کی
 ذات کے تاریک کھنڈر اور روح فرسا مناظر میں ڈبو کر رکھ دیں گے اگر ہم
 پورے غلوس اور اتحاد کے ساتھ صرف اپنے رب کی خوشنودی اور رضامندی
 کے لئے حملہ آور ہوں تو اس صحرا کے اندر ان دشمنوں کو ہم لوحہ کناں اور ماتم
 مزار بنا کر رکھ سکتے ہیں۔ میرے رفیقو! میرے ساتھ آؤ تاکہ دشمن پر حملہ آور
 ہونے کی ابتداء کریں اور اس پر ثابت کریں کہ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ہم
 زندہ ہیں اور بیدار ہیں اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنے حصے کے لشکر کے
 ساتھ کسی انجم نظر شطہ نفس متاب روح اور برف خو کی طرح حملہ آور ہوا
 تھا۔ اپنے جان لیوا اور خوفناک حملوں سے طریف بن مالک نے دشمنوں کو دل
 کبیدہ، تن دریدہ، سر بیدہ اور خوچکیدہ بنانا شروع کر دیا تھا۔

جنگ کی ہولناکی ہولے ہولے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی تھی۔ خاک

دوسری طرف برہوں نے جنگ کی ابتداء کر دی تھی اور ان کے لشکر کی اگلی
 صفیں حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھنا شروع ہو گئی تھیں۔ دشمن کی راہ
 روکنے کے لئے موسیٰ بن نصیر نے سب سے پہلے اپنے حصے کے لشکر کو آگے بڑھا
 اور جب برہوں کا لشکر آگے آیا تو موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر
 موج در موج پڑے دریا ارتقا کی طرح لپکتے قدموں شطہ بے دود موت کے جکڑوں
 کی یورش اور آندھیوں کے خوش کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ دوسری طرف
 بربر بھی بے کراں تیز اور کف آلودہ سمندر، خون کے سیلاب رواں خوں خوار
 درندوں کے غول اور اگنت پتے دریاؤں کے فٹور کی طرح حملہ آور ہوئے
 تھے۔ پر موسیٰ بن نصیر نے ایسی خواں مودی اور ایسی جرات رنداں کے ساتھ ان
 پر حملہ کیا تھا کہ ایک بار اس نے برہوں کی پیش قدمی کو روک دیا تھا اور انہیں
 اپنی جگہ پر رک کر سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں لیکن اس
 کے باوجود مسلمان ان کے لئے تروالہ نمن ہیں دونوں لشکروں کے آپس میں
 ٹکراتے ہی دشت میں صداؤں کا عالم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ذرے ذرے پر خوف و
 ہراس طاری ہو گیا تھا اور ہر شے پر قرب مرگ کا احساس جنم لینے لگا تھا۔ ہر شے
 برستے لپکتے شطوں کی زد میں آگئی تھی صحرا کے مناظر خاک بر اور دھواں
 دھواں ہونے لگے تھے آرزو حیات موت کی زد میں آکر سسکیاں لینے لگی تھی
 اور صحرا کے اندر چٹخیں چٹخیں سے ٹکرا کر ایک شور اور صداؤں کا ایک
 طوفان بپا کر نے لگی تھیں۔

موسیٰ بن نصیر کے حملہ آور ہونے کے بعد طارق بن زیاد نے مڑ کر اپنے
 لشکر کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنی بھاری اور چوڑے پھل کی تلوار فضاء کے
 اندر بلند کی اور اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے میرے
 صاحب کرام تھیو! یہ تمہارے سامنے پیچھے اگنت دشمن اس معرکہ حق و باطل
 میں تم سے مقابلے کی ٹھان کر سمندر ناچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان پر خون
 کی بارش اور نفروں کا زہر بن کر چھا جاؤ۔ قسم رب کیم کی اگر تم اپنے روایتی
 صبر و رضا کے پہلوؤں پر قائم رہتے ہوئے دشمنوں پر حملہ آور ہو تو تمہارے ان

اندر بھی ایک کھلی اور افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا۔ پھر ٹھوڑی ہی دیر بعد بربر لنگر کے اندر ایک طوفان آمیز شور مچ گیا اور بربر میدان جنگ سے منہ موڑ کر جنگل کے اندر خوف کھائے ہوئے جانوروں کی طرح اپنی جائیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔ بربروں کے جرنیلوں نے پوری کوشش کی کہ اپنے بھائی ہوئے لنگر کو ایک دفعہ پھر روک کر مسلمانوں کے سامنے بننے پر مجبور کر دیں لیکن انہیں کھل طور پر ناکامی ہوئی تھی۔ اس آخری موقع پر بربروں کے جرنیلوں نے انتہائی دانشمندی اور جنگی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جنگ سے پناہ ہونے والے لنگر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا اور اپنے لنگر کے ان دو حصوں کے ساتھ وہ بڑی تنظیم اور بڑی دیکھ بھال کے ساتھ پناہ ہونا شروع ہو گئے تھے۔

مسلمان لنگری اس بات کے شہر تھے کہ ان کے جرنیل انہیں بربروں کا تعاقب کرنے کی اجازت دیں لیکن اس موقع پر موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد یا طریف بن مالک میں سے کوئی بھی حرکت میں نہ آیا اور ان میں سے کسی نے بھی اپنے لنگروں کو دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم نہ دیا۔ پھر لنگر کے یہ تینوں حصے ایک جگہ جمع ہوئے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں اپنے گھوڑوں کو سریت دوڑاتے ہوئے موسیٰ بن نصیر کے پاس آئے پھر طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے امیر میدان جنگ میں شکست کھانے کے بعد یہ بربر فرار ہوتے ہوئے بڑی دانشمندی اور سوچ بوجھ کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جان بچانے کی خاطر بھاگتے ہوئے انہوں نے اپنے لنگر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ایسا کر کے وہ ہم سے اس بات کی امید کر رہے ہیں کہ ہم بھی اپنے لنگر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان کا تعاقب کریں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا تو بربر پلٹ کر ہم پر حملہ کریں گے اور ہمیں ناقابلِ خلائی نقصان پہنچائیں گے اس لئے کہ دو حصوں میں تقسیم ہونے کے بعد ہماری قوت بٹ کر رہ جائے گی اور ہم دشمن پر وہ ضرب نہ لگا سکیں گے جو ہم میدان جنگ میں ان پر لگا کر انہیں پناہ ہونے اور شکست قبول کرنے پر مجبور کر چکے ہیں۔

دخون کا میدان سخت موسوں کی دو طرفہ یورش جیسے حلوں کے سامنے شعلوں طرح چبے لگا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے میدان جنگ کے اندر خون کے پیشار لاو۔ ترپ کر ابل پڑتے ہوں۔ زندگی کا لو اپنے نقطہ جوش اپنے عروج تک جا پہنچا تھا۔ ہر طرف ایک الٹا سا حال تھا۔ آسمان پر گرس پکڑ لگائے لگے تھے۔ میدان جنگ کے اندر شور ہی شور غل ہی غل تھا۔ کافی دیر تک دونوں لنگر ملتیں۔ اندر بھڑکتے شعلوں اور لو کی بھٹکی آگ کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے۔ بربروں کی یہ کوشش تھی کہ چونکہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں تو وہ بہت جلد مسلمانوں پر قابو پا کر اپنی فتح کا اعلان کر دیں گے لیکن انہیں کھل طور پر ناکامی اور ناکامی ہوئی تھی اس لئے کہ سامنے کی طرف سے موسیٰ بن نصیر۔ کھل طور پر انہیں اپنے سامنے روک کر رکھ دیا تھا۔ جب کہ دائیں بائیں سے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے ان پر طوفانی وار جان لیا اگلے کرتے ہوئے لمحہ بہ لمحہ ان کے لنگروں کی تعداد کو کم کرنا شروع کر دیا تھا۔

صحراء کے اندر کافی دیر تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی یہاں تک کہ بربروں نے دیکھا کہ ان کی اگلی صفوں کو موسیٰ بن نصیر نے کھل طور پر کاٹ کر ان کی پچھلی صفوں کو بھی الٹا پلٹا شروع کر دیا تھا۔ جب کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ان کے دائیں بائیں سے حملہ آور ہوتے ہوئے کسی تیز نوک والے خنجر کی طرح ان کے لنگر کے اندر در در تک کھینچے ہوئے ان پر آفت اور بد بختیوں کا زولود کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس سہ طرفہ حملوں کو بربروں نے روکنے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ جب کہ لنگر سامنے اور دائیں بائیں سے ان کے اندر گھٹا شروع ہو گیا تھا اور یوں کچھ دیر بعد مسلمانوں نے پر جوش انداز میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اپنے حلوں میں اور زیادہ تیزی اور خفا کی پیدا کر دی تو بربروں کے قدم اکڑنا شروع ہو گئے تھے۔ پہلے تینوں طرف کی اگلی صفوں نے ہٹنا شروع کیا اور جب پچھلی صفوں نے یہ دیکھا کہ ان کی اگلی صفیں ناکارہ ہو کر اپنی پشت کی طرف پلٹنا شروع ہو گئی ہیں اور ہر کوئی اپنی جنگ سے جی چراتے ہوئے اپنی جان بچانے کی فکر میں ہے تو پچھلی صفوں کے

سانے بھاگتے برہوں کا قتل عام کرتے چلے گئے تھے۔ اتنی دیر تک برہوں کا دوسرا حصہ اپنے حصے کی مدد کو آیا اس وقت موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد اور طرفین بن مالک نے اپنے تیز حملوں سے اس حصے کا تقریباً صفایا کر کے رکھ دیا تھا اور پھر اپنے حملہ آور ہونے کی اس رفتار کو قائم رکھتے ہوئے تینوں جرنیوں نے برہوں کے دوسرے حصے پر بھی حملہ کر دیا تھا اور تھوڑی دیر کی خوفناک جنگ کے بعد دوسرے حصے کی حالت بھی پہلے حصے جیسی کر کے رکھ دی تھی۔ اس طرح برہوں کے اس گراں لشکر سے بہت کم لوگ اپنی جائیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر نے برہوں کے پڑاؤ پر قبضہ کر کے اپنے لشکر کو وہاں رک جانے کا حکم دے دیا تھا۔

اس فتح کے بعد موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد اور طرفین بن مالک دشمن کے پڑاؤ کے پاس خداوند کے حضور شکرانے کے طور پر سجدہ ریز ہو گئے تھے۔ جبکہ سارے مسلمان لشکر بھی اس فتح پر اپنے خداوند کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے تھے۔ اس کے بعد برہوں کے پڑاؤ کی ہر جگہ پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔ وہاں سے مسلمانوں کو کھانے پینے کی بے شمار اشیاء کے علاوہ اگلیت ہتھیار بھی ہاتھ لگے۔ دشمن کے پڑاؤ سے ہاتھ لگنے والی اسی ساری اشیاء کو پڑاؤ سے ہی لئے والے جانوروں پر لا دیا گیا تھا۔ پھر ان جانوروں کو آہیں میں ہانٹ لیا گیا تھا۔ کچھ جانور اور ان پر لدا ہوا مال موسیٰ بن نصیر کے ساتھ افریقی سلطنت کے مرکزی شہر قیوان کی طرف جانا تھا اور مسلمان سے لدے ہوئے کچھ جانوروں کو طارق بن زیاد اور طرفین بن مالک کے ساتھ طبرہ شہر روانہ ہوا تھا۔ جب مال قیمت کی یہ تحقیم اور کوچ کی ساری تیاری مکمل ہو گئی تو موسیٰ بن نصیر اس جگہ آیا جہاں طارق بن زیاد اور طرفین بن مالک کھڑے ہوئے تھے۔ پھر موسیٰ بن نصیر نے طرفین بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

اے ابن مالک اب تمہارا کیا ارادہ ہے کیا تم پہلے طارق بن زیاد کے ساتھ طبرہ کی طرف جاؤ گے اور وہاں سے پھر تم بہت شرمیلی طرف روانہ ہو گے یا یہاں سے سیدھا تم بہت شرمیلی طرف جاؤ گے۔ جہاں پر تمہارے دو ساتھی تمہارے

طارق بن زیاد جب خاموش ہوا تو طرفین بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے امیر میں اپنے بھائی اپنے دوست اپنے ساتھی اور اپنے عزیز طارق بن زیاد کے اس مشورے اور تجویز پر مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں ہمیں کسی بھی صورت اپنے لشکر کو دو حصوں میں بانٹ کر ان بھاگتے ہوئے برہوں کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم یقیناً نقصان اٹھائیں گے۔

طارق بن زیاد اور طرفین بن مالک کی گفتگو سن کر موسیٰ بن نصیر کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے رفیقان کار میں خود بھی اس صورتحال کا جائزہ لے چکا ہوں۔ میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ تم مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے ہو اور تمہارے مشوروں اور تمہاری تجویزوں میں ہمیشہ قوم کی بہتری اور فلاح ہی پنہاں ہوا کرتی ہے۔ سو میرے بچ میرا فیصلہ یہ ہے کہ ہم تینوں مل کر پہلے دشمن کے ایک حصے کا تعاقب کریں اور اسے ایسا پکھلن کے دوبارہ اس کو مرکز ہم پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ ہو اور جب تک برہوں کا دوسرا حصہ پہلے حصے کی مدد کو آئے گا اس وقت تک ہم پہلے حصہ کو پوری طرح اپنے سامنے بے بس کر کے رکھ چکے ہوں گے۔ اس کے بعد یہی حالت ہم دوسرے حصے کی بھی کریں گے اور اسے بھی ہم اپنے سامنے مٹی کے بچوں کی طرح توڑ کر رکھ دیں گے۔ آؤ حرکت میں آئیں اور دشمن کے ایک حصے پر حملہ آور ہوں۔ اس کے ساتھ ہی موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

اسلامی لشکر موسیٰ بن نصیر کے حکم پر حرکت میں آیا اور پھر موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد اور طرفین بن مالک نے سطح آب کے نیچے کھودیں لیتے طوقان، سیلاب کے بے رخ دیلے اور نفروں کی جوالہ کی طرح برہوں کے ایک حصے پر حملہ کر دیا تھا۔ مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد برہ پہلے ہی خوفزدہ تھے۔ اب جو اسلامی لشکر نے حمہ ہو کر ان پر حملہ کیا تو انہوں نے ان کے سامنے بھاگنا شروع کر دیا۔ اسلامی لشکر نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا اور دور تک وہ اپنے

سورج تقدیر انسانی کے قصے کو دہرائے نئی قدروں، نئی داستانوں کو جنم دینے کے لئے مشیت کے انگنت جلوے بکھیرتا ہوا طلوع ہوا تھا۔ ہر طرف زندگی کا لمبوں نگہبہوں کا کمال اور معطر سس پھیلنے بکھرنے لگا تھا۔ سورج کی کرن کرن میں چمکتا رنگ جمل اپنے عروج کی طرف بڑھنے لگا تھا اور لرزاں سائے اپنے ہسات کو طول دیتے لگے تھے۔ ایسے میں طریف بن مالک شرقی دروازے سے بت شرمیں داخل ہوا۔ دروازے کے محافظوں کے پاس ہی اس نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور پھر گھوڑے سے اتر کر اس نے ایک محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ میں طغیہ شمر کی طرف سے آیا ہوں اور بت کے حاکم کاؤنٹ ہوٹن سے ملنا چاہتا ہوں کیا تم میری راہبری اور راہنمائی کرو گے کہ تمہارے کاؤنٹ جوٹن سے ملنے کے لئے مجھے شمر کے اندرونی حصے میں کس طرف آگے بڑھنا چاہیے۔ طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر وہ محافظ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اتنی دیر تک شرقی دروازے کے دوسرے محافظ بھی وہاں آکر جمع ہو گئے تھے۔ پھر اس پہلے محافظ نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اگر میں لعلی پر نہیں ہوں تو آپ موسیٰ بن نصیر کے جرنیل اور طغیہ شمر کے رہنے والے طریف بن مالک ہیں۔ محافظ کے ان الفاظ پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں ہی طغیہ کا رہنے والا طریف بن مالک ہوں۔ اس پر اس محافظ نے خوشی اور اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اگر آپ ہی طغیہ کے طریف بن مالک ہیں تو پھر بت کے حاکم کاؤنٹ جوٹن کی طرف بے ہمیں ہی نہیں بلکہ بت شمر کے سارے ہی دروازوں کے محافظوں کو یہ تنبیہ اور تاکید کر دی گئی ہے کہ جب طغیہ کا رہنے والا طریف بن مالک شرمیں داخل ہو تو اسے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ بت کے شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا جائے اور اس کی آمد کی اطلاع فوراً کاؤنٹ جوٹن کو دی جائے۔ لہذا بت کے معزز مہمان آپ ابھی اور اسی وقت بت کے شاہی مہمان خانے کی طرف چلے وہاں آپ کے پہلے ہی دو ساتھی جن کے نام حیشم اور یریم ہیں قیام کئے ہوئے ہیں۔ آپ کو

ساتھ ہسپانیہ کی طرف کوچ کرنے کے لئے بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار رہے ہوں گے۔ طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے اور موسیٰ بن نصیر مخاطب کرتے ہوئے کہا یا امیر میرا ارادہ ہے کہ میں طغیہ کا رخ نہ کروں بلکہ یمامہ سے سیدھا میں بت شمر کی طرف کوچ کر جاؤں وہاں میں بت کے حاکم کاؤنٹ جوٹن سے ہسپانیہ کے سرزمین میں اس کے دوست رازرک کے نام خط لے کر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ طریف بن مالک جب خاموش ہوا تو اس موقع پر طارق بن زیاد نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک اگر تمہارا ارادہ ہمیں سے بت شمر کی طرف کوچ کرنے کا ہے تو میری یہ بات ذہن میں رکھنا کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر اسے آپ کو خطرات میں ڈالنے کی کوشش نہ کرنا بت کے حاکم کاؤنٹ جوٹن کے دوست رازرک کے ساتھ مل کر تم مارتن نام کے اس جوان کو تلاش کرنا ہ تمہاری بہتی الویرا کی راہبہ کو اغوا کر لے گیا ہے اور جب تم اس مارتن سے انتقام لے کر لوہیہ کو حاصل کر چکو تو واپس لوٹ آنا۔ میں بڑی بے چینی سے طب شرمیں تمہارا انتظار کروں گا۔ جواب میں طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا آپ لوگ بے فکر رہیں، میں بہت جلد واپس لوٹنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر نے بولتے ہوئے کہا اے ابن مالک! اگر ایسا ہے تو تم ابھی اور اسی وقت یمامہ سے کوچ کر جاؤ۔ فکر سے ہمیں جس چیز کی ضرورت ہو۔ لو اگر ہمیں نقدی کی ضرورت ہو تو وہ بھی تم طارق بن زیاد سے حاصل کر لو۔ اس پر طریف بن مالک نے کہا۔ اے امیر مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں میرے پاس پہلے ہی کافی نقدی ہے۔ اب آپ مجھے اجازت دیں تو میں یمامہ سے شمر کی طرف کوچ کروں اس کے بعد طریف بن مالک نے موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کے ساتھ پر جوش مصافحہ کیا۔ اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا پھر وہاں سے وہ بت شمر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد بھی حرکت میں آئے۔ موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ قہروان کوچ کر گیا تھا۔ جبکہ طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ طغیہ شمر کا رخ کیا۔

مہمان خانے میں قیام کرانے کے بعد میں بہت کے حاکم کاؤنٹ جولین کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اسے آپ کے آنے کی اطلاع کروں گا اس کے ساتھ ہی محافظ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے طرفین بن مالک کو گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے کہا۔ آپ میرے ساتھ آئیے طرفین بن مالک چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

شرقی دروازے کا وہ محافظ طرفین بن مالک کو ساتھ لے کر بہت کے شا مہمان خانے میں داخل ہوا طرفین بن مالک کے گھوڑے کو اس نے مہمان خانہ کے اصطبل میں باندھ کر اس کے سامنے دانہ اور چارہ ڈال دیا تھا۔ اس کے وہ طرفین کو لے کر مہمان خانے کی عمارت میں داخل ہونا ہی چاہتا تھا کہ عمار کے اندر سے طرفین بن مالک کے ساتھی چشم اور یریم بھاگتے ہوئے نکلے دونوں آتے ہی باری باری طرفین بن مالک سے بغل گیر ہو کر ملے تھے۔ ہا طبعہ ہونے کے بعد چشم نے بڑی جستجو اور پرامید لہجے میں طرفین بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے ابن مالک کیا تم ہمیں بتاؤ گے کہ ہتھوروہ کے مقام پر بت پرست برہمنوں کے ساتھ مسلمانوں کی لڑی جانے والی جنگ کے نتائج نکلے ہیں۔ طرفین بن مالک نے مسکراتے ہوئے اور چشم کی چٹختیہا ہوئے کہا۔ اے میرے دونوں ساتھیو! خوش ہو جاؤ کہ اس جنگ میں خداوند عا نے ہمیں فتح عطا فرمائی ہے اور اس جنگ میں ہم نے برہمنوں کے لشکر کو نہ صرف یہ کہ پوری طرح زیر اور مغلوب کر دیا ہے بلکہ ان میں سے کسی ایک کو مرنے کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا ہے۔ بہت کم برہمن اس جنگ میں اپنی جان بچا کر کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس جنگ کے اختتام پر میں ہتھوروہ کے مقام سے سیدھا بہت ا طرف آگیا ہوں جب کہ امیر موہن بن نصیر قیروان کی طرف چلے گئے اور غار بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ طبرجہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

طرفین بن مالک کے ساتھ آنے والا شرقی دروازے کا وہ محافظ تھوڑی د نے لئے مہمان خانے کے صحن کی طرف گیا پھر وہ دوبارہ طرفین بن مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے ابن مالک میں نے مہما

خانے کے صحن کو آپ کے لئے کھانا تیار کرنے کے لئے کہہ دیا ہے وہ تھوڑی دیر تک آپ کو کھانا پیش کر دے گا۔ اب آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں کاؤنٹ جولین کو آپ کی آمد کی اطلاع کر کے بہت شہر کے شرقی دروازے کی طرف چلا جاؤں۔ طرفین بن مالک نے اس محافظ سے مصافحہ کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ محافظ وہاں سے چلا گیا تھا۔ جب کہ چشم اور یریم طرفین بن مالک کو اس مہمان خانے کی عمارت کے اندر لے گئے تھے۔ دونوں طرفین کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئے اور اس کمرے کے وسط میں آکر یریم نے طرفین بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک تمہارا قیام اس کمرے میں ہو گا یہ کمرہ بہت کے حاکم کاؤنٹ جولین نے تمہارے لئے مختص کیا ہے اور اس کمرے کے اندر تمہاری ضرورت کی ہر چیز کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ جب کہ ہمارا قیام تمہارے اس کمرے کے ساتھ والے کمرے میں ہو گا۔ اے ابن مالک کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ جب تک آپ کا کھانا تیار ہو کر آئے۔ ہم آپ کے پاس بیٹھیں اور آپ ہمیں ہتھوروہ کے مقام پر برہمنوں سے لڑی جانے والی جنگ کی تفصیل بتائیں۔ طرفین بن مالک نے یریم کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے اس پر رضامندی کا اظہار کیا پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے آگے سامنے اس کمرے میں بیٹھ گئے تھے اور طرفین بن مالک ہتھوروہ کے مقام پر برہمنوں کے خلاف لڑی جانے والی اس جنگ کی تفصیل ان دونوں کو بتا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد صحن کا گھران طرفین بن مالک کے لئے کھانا لے آیا تھا اور کھانے کے بعد طرفین پھر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کھنگو کرنے لگا تھا۔ چند ہی غنایوں بعد سیدہ کا حاکم کاؤنٹ جولین اس کمرے میں داخل ہوا اس کے ساتھ ایک جوان بھی تھا جو کچھ سالان اٹھائے ہوئے تھا۔ طرفین بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کر کاؤنٹ جولین سے ملا پھر وہ اس کمرے میں لگی ہوئی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے طرفین بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے ابن مالک آپ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کب تک یہاں سے

ایسا ممکن نہیں ہم آج شام تک ہسپانیہ کی طرف کوچ کر جائیں۔ فردیلہ کی اس پیش کش پر طرفین بن مالک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میں تم سے اس معاملے میں اتفاق کرتا ہوں میں تمہارے ساتھ آج شام تک کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں اس کے ساتھ ہی کاؤنٹ جولین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور طرفین کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ آپ لوگ اب آرام کریں۔ فردیلہ آپ کے ساتھ اسی مہمان خانے میں ٹھہرے گا اور جب آپ نے کوچ کرنا ہوا تو آپ اس کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف کوچ کر جائیں یوں بتہ کا حکمران کاؤنٹ جولین وہاں سے چلا گیا تھا۔ طرفین بن مالک اپنے دو ساتھیوں جیشم اور یریم کے علاوہ کشتی کے مالک فردیلہ کے ساتھ وہاں اس کمرے میں بیٹھ کر گفتگو کرنے لگے تھا اور ہر شام کے قریب وہ بتہ شہر سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

گرمیوں کی چاندنی رات میں سفر کرتے ہوئے طرفین بن مالک نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بحر زقاق کو عبور کیا اور کشتی ہسپانیہ کی بندرگاہ قادس کے سامنے آکر لنگر انداز ہو گئی تھی۔ اس وقت سورج مشرق سے طلوع ہو رہا تھا۔ چاندنی لکشاں اور رات کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ شب گزیدہ اور عظمت انسانی کی منظر مہج شعروں کے کیمت اور آئینوں کے گہر کی طرح نمودار ہو چکی تھی۔ ہماروں کی دایوں کے اندر لگوں کے کالوں میں جیشم اور جیشم کے کالوں میں سورج کی کرنیں دھیرے دھیرے سردی الاپنے لگی تھیں۔ خاموشیوں کے اندر کوچ پیدا کرتے ہوئے چوڑیوں کی بے تک اور پائل کی کھک کی طرح فضاؤں کو نفد دار کرنے لگے تھے۔ رات کی خاموشی چڑھ کر اتر جانے والی ندی کی طرح ختم ہو رہی تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سمندر کے کنارے کے ساتھ چھپچھپانے والے ملاح کچھ اس انداز میں اپنی مقامی زبان میں گارے تھے جیسے پرتوں کے اس پار کوئی چرواہا جنسی کی دھن پر مدھر گیت گاتا ہے۔

ایہ میں کشتی جب قادس شہر کی بندرگاہ پر رکی تو کشتی کے مالک فردیلہ نے

ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ اس پر طرفین بن مالک نے بغیر کسی توقف کے کہا اگر آپ کسی کشتی کے انتظامات آسانی سے کر سکتے ہیں تو میں آج ہی ہسپانیہ کی طرف روانہ ہونا پسند کروں گا۔ کاؤنٹ جولین نے پھر بولتے ہوئے کہا میری طرف سے تو کشتی اور آپ کی رواجی کے سارے ہی انتظامات مکمل ہیں پھر اس نے اپنے ساتھ آنے والے جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس کا نام فردیلہ ہے اور یہ ہسپانیہ ہی کا رہنے والا ہے یہ ایک بہت بڑی کشتی کا مالک اور ملاح ہے اور ہسپانیہ اور بتہ کے درمیان مال لانے اور لے جانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ آپ جب بھی ہسپانیہ روانہ ہونا چاہیں گے یہ فردیلہ آپ کو لے کر ہسپانیہ کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ یہ آپ کے ساتھ ابھی اسی مہمان خانے میں قیام کرے گا۔ اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے چڑے کی ایک کافی بڑی خرچین جو فردیلہ اٹھا کر لایا تھا وہ طرفین کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ یہ سامان میری بیٹی فلورنڈا کے لئے ہے جو وہاں شامی محل میں زیر تربیت ہے اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے علیحدہ علیحدہ تمہ کئے ہوئے دو کانڈ بھی طرفین بن مالک کو تھماتے ہوئے کہا ان میں سے ایک خط میری بیٹی فلورنڈا کے نام ہے اور دوسرا خط رازدک کے نام ہے جو ہسپانیہ کا نہ صرف یہ کہ صاحب حیثیت سردار ہے بلکہ ہسپانیہ کے مرکزی شہر فلورنڈو میں جو مقابلے کا میدان ہے جسے موت کا میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے اور جہاں بیق ذنی کے مقابلے ہوتے ہیں اس کا بھی حکمران بھی رازدق ہے ہسپانیہ کے ساحل پر اترنے کے بعد سب سے پہلے اسی رازدک سے ہی ملنا اور ہر کام میں اور ہر دشواری کے موقع پر یہ تمہاری مدد اور راجدائی کرے گا اور جب آپ واپس آنا چاہیں گے تو یہ فردیلہ آپ کی مرضی کے مطابق اپنی کشتی یا دوسری کسی کشتی کا انتظام کر کے آپ کو ہسپانیہ سے یہاں بتہ تک پہنچا دے گا۔

طرفین بن مالک نے کاؤنٹ جولین کی دی ہوئی وہ بڑی خرچین ایک طرف خستہ رکھ دی۔ دونوں خط اس نے اپنے لباس کے اندر محفوظ کر لئے کشتی کے مالک فردیلہ نے طرفین بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے ابن مالک کیا

پہل ہسپانیہ کی بندرگاہ قادس تک پہنچایا بلکہ ہمیں صبح کا کھانا پیش کر کے ہماری مصانداری بھی کی۔ اس کے لئے ہم تمہارا جس قدر بھی شکر یہ ادا کریں وہ کم ہے۔ اب تم ہم تینوں کو یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دو تاکہ ہم ٹولیڈو شہر کی طرف روانہ ہوں۔ فردیلہ نے طریف بن مالک کی اس گفتگو سے اتفاق کیا ان تینوں کو یکدہ اپنے گھر سے باہر آیا پھر ان تینوں نے گھر سے باہر بندے ہوئے گھوڑوں کو کھولا باری باری انہوں نے فردیلہ سے مصافحہ کیا۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر قادس شہر سے ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔



دوپہر کے قریب ایک روز طریف بن مالک اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیڈو میں داخل ہوا انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایک جگہ رکا اور اپنے قریب سے گزرتے ہوئے ایک جوان کو مخاطب کرتے ہوئے طریف بن مالک نے پوچھا۔ اے میرے عزیز! ہم تینوں اس شہر میں انجبی ہیں۔ ہم ابھی ابھی یہاں وارد ہوئے ہیں اور قادس شہر سے آئے ہیں ہم ہسپانیہ کے بادشاہ عیش کے اس سردار سے ملنا چاہتے ہیں جس کا نام رازرک ہے اور جو حق زنی کے مقابلے کے اس میدان کے انتظام اور انصرام کا ذمہ دار ہے جسے موت کا میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ طریف بن مالک کی اس گفتگو پر اس نوجوان نے فرش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تم تینوں میرے ساتھ آؤ میں اس وقت اسی طرف جا رہا ہوں اس طرف رازرک کی حویلی ہے۔ اس نوجوان کی گفتگو سن کر طریف بن مالک بھی خوش ہوا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اسے کھینچ کر اپنے گھوڑے پر بیچھے بٹھالیا اور پھر وہ اس نوجوان کی راہنمائی میں شہر کی شمال سمت بڑھنے لگے تھے۔

ایک کافی بڑی بلند اور خوبصورت حویلی کے سامنے اس جوان نے طریف بن مالک کو رکنے کے لئے کہا۔ امیر طریف نے اپنے گھوڑے کو روک دیا۔ پھر وہ چاروں گھوڑوں سے اتر گئے اور ٹولیڈو کے اس نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے

سب سے پہلے کشتی میں کام کرنے والے اپنے آدمیوں کی مدد سے لکڑی سے مونے مونے چند تختے نکالے پھر ان تختوں کا ایک سرازین پر اور دوسرا کشتی رکھ دیا گیا اور ان تختوں کی مدد سے طریف بن مالک عیشم اور یریم کے گھوڑے کشتی سے خشکی کو اتار لئے گئے تھے۔ اتنی دیر تک طریف بن مالک، عیشم اور یریم بھی اپنا اپنا سامان سمیٹ کر کشتی سے اتر گئے۔ پھر کشتی کا مالک فردیلہ طریف بن مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔ میرے یہ آدمی کشتی کو سنبھال لیں گے آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنا گھر دکھا دوں تاکہ جب آپ نے واپس جانا ہو یا کسی اور موقع پر آپ کو کشتی کی یا میری ضرورت پڑے تو آپ میرے گھر آکر مجھ سے مل سکیں۔ میرا گھر یہاں سے بالکل قریب ہی وہ سامنے ساحل کے ساتھ ہی ہے۔ پہلے آپ تینوں وہاں صبح کا کھانا کھائیں اگر آپ آرام کرنا چاہیں تو وہاں آرام کرنے کے بعد پھر ٹولیڈو شہر کی طرف روانہ ہو جائیں۔ طریف بن مالک نے فردیلہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں کو کشتی سنبھالنے کے لئے کہا اور خود وہ طریف بن مالک، عیشم اور یریم کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ساحل کے قریب ہی بنے ہوئے چند مکانات میں سے ایک مکان کے سامنے فردیلہ رک گیا اور طریف بن مالک کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کہا یہ میرا گھر ہے پھر فردیلہ نے گھر سے باہر نکلے ہوئے لکڑی کے کھنڈوں کے ساتھ ان کے تینوں گھوڑوں کو باندھ دیا۔ اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد اس نے اپنے دیوان خانے کے اندر بٹھایا اور خود وہ گھر کے اندر دہریے کی طرف چلا گیا تھا۔ طریف بن مالک عیشم اور یریم کافی دیر تک اس دیوان خانے میں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد فردیلہ ان کے لئے کھانا لے آیا۔ ان تینوں اور خود فردیلہ نے بھی ان کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور جب فردیلہ کھانے کے خالی برتن اندر رکھ کر پھر ان کے پاس آیا تو طریف بن مالک اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فردیلہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے فردیلہ میرے عزیز تیرا بھد شکریہ کہ تو نے نہ صرف یہ کہ ہمیں بت سے

اپنے سامنے اس بڑی حویلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہی اس رازدار کا حویلی ہے جس سے تم تینوں ملنا چاہتے ہو۔ طرف بن مالک نے اس کو جان پر جوش مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اے عزیز تیرا شکر یہ کہ تو نے یہاں تک ہمارا راہنمائی کی۔ اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان وہاں سے چلا گیا تھا۔ جب کہ طرف بن مالک نے آگے بڑھ کر حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر! ایک شخص نے حویلی کا دروازہ کھولا جو اپنے چہرے اور لباس سے اس حویلی کوئی ملازم معلوم ہوتا تھا۔ اسے دیکھتے ہی طرف بن مالک نے اسے مخاطب کرنا شروع کیا۔ ہم تینوں اس شہر میں انجمن ہیں۔ ٹولڈو کے سردار رازدارک سے چاہتے ہیں۔ ہمیں بت کے حکمران کاؤنٹ جولین نے اس کی طرف روانہ کیا۔ اور ہمارے پاس کاؤنٹ جولین کا رازدارک کے نام دیا ہوا ایک خط بھی ہے۔ اس پر اس ملازم نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تم تھوڑی دیر یہاں رکو میرے آقا اس وقت حویلی کے اندر ہی ہیں میں انہیں تمہارے آئے اطلاع کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ ملازم پلٹا اور حویلی کے اندر دھکیلا گیا تھا۔

طرف بن مالک میٹم اور یریم کو تھوڑی ہی دیر تک وہاں پر کھڑے ہوا انتظار کرتا پڑا تھا۔ اس لئے کہ چند ہی ساعتوں بعد اس حویلی کے دروازے ایک خوب قد آور جسم اور درمیانی سی عمر کا ایک شخص نمودار ہوا تھا۔ اس ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”میرا نام رازدارک ہے اور میں ہی حیدر وہ سردار ہوں جس سے تم ملنا چاہتے ہو۔ کو تم کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہا ہو اور بہت کے کاؤنٹ جولین کی طرف سے کیا پیغام لے کر آئے ہو؟ اس طرف بن مالک آگے بڑھا اور رازدارک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے حیدر۔ سردار میرا نام طرف بن مالک اور میرے ساتھیوں کے نام میٹم اور یریم ہیں اس کے ساتھ ہی طرف بن مالک نے اپنے لباس کے اندر سے کاؤنٹ جولین کا خط نکال کر رازدارک کے حوالے کر دیا تھا۔ رازدارک نے اس خط کی تہوں کھولا۔ پھر بڑے انہماک اور غور سے پڑھنے لگا تھا۔

وہ خط پڑھنے کے بعد رازدارک تھوڑی دیر تک بڑے غور سے طرف بن مالک کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے خط تہہ کر کے سنبھال لیا اور طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک اس خط میں بہت کے حاکم کاؤنٹ جولین نے تمہاری بہترین تعریف کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تم مسلمانوں کے جرنیل مہدی بن نصیر کے عمدہ اور بہترین جرنیل میں سے ایک ہو۔ خط میں اس نے تم سے محبت اور شفقت کا بھی اظہار کیا ہے اور مجھے یہ بھی تاکید کی ہے کہ افریقہ کی سرزمین سے انہماک کی جائے والی راہبہ لوسب کو تلاش کرنے میں، میں تمہاری مدد کروں۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس لوسب کو تلاش کرنے میں میں تمہاری مدد کروں۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس لوسب نام کی راہبہ کو ہسپانیہ کا ایک شخص مارتن اٹھاکر لے آیا ہے لہذا اسے ابن مالک میری بات غور سے سنا کر تم میرا کام تو تم نہ صرف یہ کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر ایک ناقابل بیان عروج و بلندی اور ایک بہترین اور باعزت مقام حاصل کر سکتے ہو۔ بشرطیکہ تم ایک عمدہ بیچ زن ہو۔ رازدارک کی اس گفتگو کے جواب میں طرف بن مالک کے بھانجے اس کے دونوں ساتھیوں میں سے میٹم نے بولتے ہوئے اور رازدارک کو جواب دیتے ہوئے کہا اے ہسپانیہ کے سردار جہاں تک بیچ زنی میں مہارت اور تجربہ کا سوال اور تعلق ہے تو میں تم پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر بہت کم جوان ایسے ہوں گے جو طرف بن مالک کی تلوار کی میزبانی اور اس کے حملوں کی برق رفتاری کا مقابلہ کر سکیں۔ اے رازدارک میں طرف بن مالک ہی کی بہت سی کارہنہ والا ہوں اور اسے اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ چھوٹا تھا۔ میں جسے یقین دلاتا ہوں کہ بیچ زنی کے مقابلے میں تم طرف بن مالک کا جو بھی معیار قائم کرو گے اور جو بھی اس سے توقع اور امید رکھو گے وہ ہر صورت میں اس پر پورا اتر کر رہے گا۔ میٹم کا یہ جواب سن کر رازدارک غصہ ہوا اور پھر طرف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا شروع کیا۔

اے ابن مالک مجھے غور سے سنو۔ ہسپانیہ کے اس مرکزی شہر کے وسط میں ایک میدان ہے جو کافی کھلا اور وسیع ہے اس میدان کے اندر بڑے بڑے ماہر

اور جلاو قسم کے تیغ زنوں کے مقابلے ہوتے ہیں اسی بنا پر اس میدان کو موت میدان کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میدان میں کئی بار ایسا ہوا کہ کچھ تیغ زن مقابلے کے دوران آنے والے زخموں کی تاب نہ لا کر چل پڑے۔ لہذا یہ میدان موت کے میدان کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اے ابن مالک اس میدان کے اطراف میں دو منزلہ رہائش گاہیں بنی ہوئی ہیں اس رہائش گاہوں کے اندر اس میدان کا انتظام و انصرام کرنے والے کارکنوں کے علاوہ وہ تیغ زن بھی ان رہائش گاہوں کے اندر ہی رہتے ہیں جو اس شہر سے باہر کے رہنے والے ہیں اور اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں اکثریت کے ساتھ حصہ لینے رہتے ہیں۔ ان رہائش گاہوں میں سے میں تمہارے لئے دو رہائش گاہوں کا بندوبست کرتا ہوں ایک رہائش گاہ میں اے طریف بن مالک تم قیام کر لینا اور دوسری میں تمہارے یہ دونوں ساتھی جن کے نام تم نے جیش اور یریم بتائے ہیں۔ یہ قیام کریں گے اس کے علاوہ اس میدان میں جو ہر ماہ مقابلے ہوتے ہیں تو ان میں تم بھی حصہ لینا۔ یاد رکھو اگر ان مقابلوں کے دوران تم اس میدان اور اس مقابلے کے مانے ہوئے تیغ زن کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہسپانیہ کے اندر تمہیں اس قدر عزت نصیب ہو گی کہ جس مقصد اور جس کام کے لئے تم ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے تو اسے تم آسانی کے ساتھ انجام دے سکو گے۔

اے ابن مالک اگر تم ان مقابلوں میں حصہ لینے سے پہلے اور ہسپانیہ کی سرزمین میں کوئی اعلیٰ مقام حاصل کرنے سے قبل افریقہ کی سرزمین سے اغواء ہونے والی لوبہ نام کی راہبہ کو تلاش کرتے ہو اور اسے پالنے کے بعد اگر تم اسے اغوا کرنے والے مارتن اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہو تو اس سرزمین میں تم دشواریوں اور مشکلات میں مبتلا ہو سکتے ہو۔ اس لئے کہ اگر تم میری مدد اور اعانت سے ایسا کرنے میں اگر کامیاب بھی ہو جاؤ تو کچھ ایسے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں جو تمہارے اور میرے خلاف ہسپانیہ کے بادشاہ عیث سے شکایت کر سکتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو نہ صرف یہ کہ مجھے ہسپانیہ کا بادشاہ

اپنی موجودہ حیثیت سے محروم کر دے گا بلکہ تمہیں اور تمہارے ان دونوں ساتھیوں کو بھی زندان میں ڈال دے گا اور پھر کوئی بھی تمہیں عمر بھر اس زندان سے نکالنے والا نہ ہو گا۔ لہذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ پہلے تم تیغ زنی کے ان مقابلوں میں حصہ لو اگر ان مقابلوں میں تم کامیابی حاصل کرتے ہو تو پھر تمہیں اس سرزمین میں ایسا مقام حاصل ہو گا کہ تم مارتن اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ دیگر افراد کو موت کے گھاٹ اتار دو تو ہسپانیہ کا بادشاہ عیث تم سے کوئی باز پرس نہ کرے گا۔ اس لئے کہ عیث ان جوانوں سے اپنے بیٹے اور بچوں کی طرح محبت کرتا ہے جو موت کے اس میدان کے مقابلوں میں حصہ لینے ہیں اور جو جوان اکثر یہ مقابلے جیت جاتے ہیں انہیں تو عیث اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پسندیدہ رکھتا ہے۔ لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گا اور غلط فہمیت کے ساتھ مشورہ دوں گا کہ تم پہلے ان مقابلوں میں حصہ لو اور چند کامیابیاں حاصل کرو اور اس کے بعد ہسپانیہ کی سرزمین میں جو تم چاہو کر سکتے ہو کوئی تمہیں پوچھنے والا نہ ہو گا کوئی تم سے باز پرس کرنے والا نہ ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد رازرک تھوڑی دیر کے لئے رکا چند ساتھیوں تک وہ فور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھا رہا اس کے بعد ایک بار پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے ابن مالک کہو میری اس گفتگو کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔ اس پر طریف بن مالک نے چھاتی نکالتے ہوئے کہا اے رازرک جس مقصد کے لئے میں ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں اس مقصد کو میں ان مقابلوں میں حصہ لینے کے بعد بہر طور پر پا سکتا ہوں یا سرانجام دے سکتا ہوں تو سن رکھو میں موت کے میدان میں ان مقابلوں میں ضرور حصہ لوں گا۔ اور تمہیں یقین دلانا ہوں کہ میں یہاں پر بہترین کارکردگی اور عمدہ تیغ زنی کا مظاہرہ کروں گا۔ طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر رازرک بے حد خوش ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے طریف بن مالک کو گلے لگاتے ہوئے کہا اے طریف بن مالک تو نے بالکل میری خواہش اور میری امیدوں کے مطابق ارادہ اور حزم ظاہر کیا ہے اب تم تینوں میرے ساتھ آؤ۔ میں موت کے اس میدان

کے اطراف میں بنی ہوئی رہائش گاہوں میں سے تم تینوں کی رہائش گاہوں کا انتظام کرتا ہوں۔ یوں رازدک تینوں کے آگے آگے چل دیا جبکہ وہ تینوں اپنے اپنے گھوڑوں کی بائیں تھامے اس کے پیچھے ہوئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد رازدک ان تینوں کو لے کر ٹولیزو شہر کے وسط میں اس میدان کے پاس آیا جس کے اندر بیچ ڈنی کے مقابلے ہوتے تھے۔ طرف بن مالک نے دیکھا وہ ایک وسیع و عریض میدان تھا جس کے اطراف میں ایک گول دائرہ کی شکل میں رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں۔ رازدک کے وہاں پہنچنے کے بعد اس میدان کے کچھ کارکن جو انہیں رہائش گاہوں میں رہے تھے وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ رازدک نے ایک بار ان کا جائزہ لیا اور ان میں سے ایک کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے اس میدان میں دو ایسی رہائش گاہوں کی نشاندہی کرو جو کسی عمدہ ترین بیچ زن کے رہنے کے قابل ہوں۔ اس پر اس مخاطب نے کہا آپ میرے ساتھ آئیے میں آپ کو ایسی رہائش گاہیں دکھاتا ہوں جس کی آپ نے خواہش ظاہر کی ہے۔ رازدک نے طرف بن مالک، میثم اور یریم کو بھی اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا پھر وہ چاروں میدان کے اس کارکن کے ساتھ ہوئے تھے۔ تھوڑا سا آگے جا کر وہ کارکن ایک رہائش گاہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ چابیوں کا ایک گھما ٹکال کر اس نے باہر لگا ہوا قفل کھولا اور دروازے کے دونوں پٹ وا کرنے کے بعد اس نے رازدک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ذرا اس رہائش گاہ کا جائزہ لیں۔

اس موقع پر رازدک نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک میرے ساتھ آؤ اور اس رہائش گاہ کا جائزہ لو۔ طرف بن مالک نے اپنے گھوڑے کو باہر یں کھڑا رہنے دیا اور رازدک کے ساتھ وہ اس رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ ان دونوں نے دیکھا دروازے میں داخل ہونے کے بعد خاصا بڑا صحن تھا جس کے ایک طرف دو گھوڑے باندھنے کی جگہ تھی اور اس جگہ کے اوپر مضبوط اور پائیدار چھپر بنا دیا گیا تھا۔ جب کہ صحن کی دوسری سمت طہارت خانے کے علاوہ چھوٹا سا ایک صحن بھی تھا جس کے اندر چھروں کا ایک چولہا

بنا ہوا تھا اور کھانا پکانے کی ضروری اشیاء بھی وہاں رکھی ہوئی تھیں۔ صحن اور طہارت خانے کے اندر کٹڑی کے بڑے بڑے ڈول رکھے ہوئے تھے جو شاہد پانی کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ صحن میں گھوڑے باندھنے کی جگہ صحن اور طہارت خانے کا جائزہ لینے کے بعد وہ دونوں صحن عبور کرنے کے بعد سامنے والے کمرے میں داخل ہوئے وہ ایک ہی کمرے پر مشتمل رہائش گاہ تھی۔ کمرہ خاصا بڑا تھا۔ اس کے اندر چار چارپائیاں ہاسانی لگائی جا سکتی تھیں۔ لیکن وہاں صرف دو ہی چارپائیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے اوپر بسترنہ لگے ہوئے تھے۔ کمرے کے جس طرف دو چارپائیاں رکھی ہوئی تھیں اس طرف کی مخالف سمت کمرے کے اندر آتش دان بھی بنا ہوا تھا اس آتش دان کے پاس بیٹھنے کے لئے کٹڑی اور چڑے کی گرمی دار نشیوں کا بھی انتظام تھا۔ طرف بن مالک کو وہ کمرے دکھانے کے بعد رازدک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک یہ کمرہ تم اکیلے کی رہائش گاہ ہو گا اب تم میرے ساتھ آؤ تاکہ میں ساتھ والی رہائش گاہ کا قفل کھلاؤں اور وہ رہائش گاہ تمہارے دونوں ساتھیوں کے مصرف میں آئے گی۔ اس کے ساتھ ہی رازدک طرف بن مالک کو لے کر رہائش گاہ سے باہر نکلے گا تھا۔

باہر آکر رازدک نے میدان کے کارکن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ ساتھ والی رہائش گاہ کا بھی قفل کھولو۔ وہ کارکن فوراً حرکت میں آیا۔ اس رہائش گاہ کا بھی قفل کھول کر دروازہ وا کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔ رازدک نے طرف بن مالک کے دونوں ساتھیوں میثم اور یریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ وہ پہلی رہائش گاہ جس میں طرف بن مالک کو لے کر داخل ہوا تھا۔ اس میں طرف بن مالک اکیلا رہے گا اور یہ رہائش گاہ جس کا دروازہ اب کھولا گیا ہے اس میں تم دونوں قیام کرو گے۔ اب تم دونوں میرے ساتھ آؤ اور اپنی اس رہائش گاہ کا جائزہ لیتے۔ رازدک کے کہنے پر میثم اور یریم اس کے ساتھ ہوئے تھے جبکہ طرف بن مالک بھی رازدک کے ساتھ اس رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا۔ وہ رہائش گاہ بھی پہلی ہی رہائش گاہ جیسی تھی اور اس کے

ساتھیں بیٹھ اور یریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم دونوں اپنے گھوڑوں کو اپنی رہائش گاہوں میں باندھو اور ان کی ذینیں اور زین سے بندا ہوا سامان اتار کر کمرے میں رکھو اور پھر میری طرف آؤ۔ اتنی دیر تک میں بھی اپنے گھوڑے کو اندر باندھتا ہوں پھر یہ میری رہائش گاہ میں ہی تینوں مل کر بیٹھتے ہیں۔

طریف بن مالک کے کہنے پر بیٹھ اور یریم دونوں اپنے گھوڑوں کو پکڑ کر اپنی رہائش گاہ کے اندر لے جانے لگے تھے۔ یکایک وہ اپنی جگہ پر رک گئے اس لئے کہ انہوں نے دیکھا موت کے اس میدان کے کچھ کارکن ہاتھ سے کھینچے جانے والے کچھ ٹھیلوں کو کھینچتے ہوئے ان کے قریب آ رہے تھے۔ وہ ٹھیلے تعداد میں تین تھے اور ان کے اندر ککڑی کے بڑے بڑے ڈولوں کے اندر پانی بھرا ہوا تھا۔ پھر ان میں سے ایک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

آپ تینوں ساتھی تھوڑی دیر تک اپنی اپنی رہائش گاہ کے باہر ہی رکھیں اور اپنے گھوڑوں کو بھی باہر ہی رہنے دیں اتنی دیر تک ہم آپ کی ان دونوں رہائش گاہوں کو اچھی طرح دھو کر صاف کر دیتے ہیں۔ طہارت خاؤں اور مٹیوں کے اندر بھی تازہ پانی کے ڈول رکھتے ہیں اس کے بعد آپ لوگ اپنی اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو جائیں۔ طریف بن مالک نے ان کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ سارے کارکن حرکت میں آئے ٹھیلے پر لدے ہوئے ککڑی کے وہ ڈول اتار کر اندر لے جانے لگے۔ پہلے سب نے مل کر دونوں رہائش گاہوں کو پانی سے اچھی طرح دھو کر صاف کیا اس کے بعد انہوں نے دونوں طہارت خاؤں اور مٹیوں کے اندر تازہ پانی کے ڈول رکھ کر انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تھا۔ اتنی دیر تک کچھ اور کارکن بھی وہاں آ گئے تھے۔ دونوں رہائش گاہوں میں رکھی ہوئی چاروں چارباٹوں پر انہوں نے صاف ستھرے بستر لگا دیئے اس کے علاوہ دونوں مٹیوں کے اندر انہوں نے ضرورت کے برتنوں کے علاوہ مٹیوں آتش دان کے لئے ککڑیوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے اور مزید یہ کہ دونوں مٹیوں کے اندر آگ روشن کرنے کے لئے پتھار اور روٹی بھی مہیا کر دی تھی۔ اس کے بعد تیسری قسم کے کارکن آئے اور انہوں نے دونوں رہائش گاہوں کے

اندروں بیٹھ اور یریم دونوں کو کھانے کے بعد رازرک پھر باہر آیا اور اس کارکن کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا ان دو رہائش گاہوں کے لئے بستر، گھوڑوں کے چارے، آتش دان اور مٹیوں کے لئے اندھن ضروریات کے برتن اور مٹیوں اور طہارت خانے کے لئے وافر پانی کا انتظام کرو۔ اس کے بعد رازرک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک ان رہائش گاہوں کے اندر خوراک کے دو طرح کے انتظام ہیں۔ ایک طریقہ کار یہ ہے کہ کھانے کی اشیاء ہر رہائش گاہ میں مہیا کر دی جاتی ہیں اور لوگ خود پکا کر کھاتے پیتے ہیں اور دوسرا طریقہ کار یہ ہے کہ اس میدان کے کارکن کھانا خود تیار کرتے ہیں اور پھر لوگوں میں کھانے کے موقع پر بانٹ دیتے ہیں۔ اے ابن مالک تم کون سا طریقہ پسند کرو گے۔ طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا اے رازرک ہمیں کھانے کی اشیاء مہیا کر دی جائیں۔ ہم اپنے لئے کھانا خود تیار کر لیں گے۔ اس پر رازرک نے پھر اس کارکن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم جاؤ اور ان دونوں رہائش گاہوں کے لئے سارے انتظام کرو۔ جب وہ کارکن وہاں سے چلا گیا تو رازرک نے پھر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اب تم تینوں اپنی اپنی رہائش گاہوں میں آرام کرو۔ دیکھو شام ہونے والی ہے یہاں اب سربا کا موسم شروع ہو چکا ہے اور شام کے وقت سردی کافی بڑھ جاتی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں جو کارکن یہاں سے گیا ہے تمہارے لئے ساری چیزوں کا انتظام کر دیتا ہے میں اب جاتا ہوں تم تینوں کے پاس آتا جاتا رہوں گا اور اب میری یہ بات بھی یاد رکھو۔ اس میدان کے اندر ہر ماہ جو مقابلے شروع ہوتے ہیں ان مقابلوں میں ابھی دس دن باقی ہیں اور ان دس دنوں کے اندر تم اس مقابلے کے لئے بہترین تیاریاں کر سکتے ہو۔ اب میں جاتا ہوں تم تینوں آرام کرو اس کے ساتھ ہی رازرک نے ان تینوں کے ساتھ باری باری مصافحہ کیا پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔



رازرک کے وہاں سے چلے جانے کے بعد طریف بن مالک نے اپنے دونوں

کے ساتھ ہی بیٹھ بیٹھ میں گھس کر اپنے کام میں لگ گیا جب کہ یریم کمرے میں داخل ہوا اور آتش دان کے اندر آگ روشن کرنے لگا تھا۔

بیٹھ بیٹھ کے اندر جلدی جلدی کھانا تیار کرنے لگا تھا۔ جب کہ یریم نے آتش دان کے اندر آگ روشن کر دی تھی اور وہ لکڑی اور چڑے کی بنی ہوئی نشیمنوں پر طریف بن مالک اور یریم بیٹھ کر اپنے آپ کو گرم کرنے لگے تھے۔ کچھ دیر میں جب کھانا تیار ہو گیا تو بیٹھ اور یریم دونوں نے مل کر کھانے کے برتن لگا دیے۔ تینوں نے پہلے مل کر کھانا کھایا پھر بیٹھ اور یریم دونوں نے مل کر کھانے کے برتن صاف کر کے بیٹھ میں رکھ دیئے کچھ دیر تک وہ تینوں آتش دان کے پاس بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد بیٹھ اور یریم اٹھ کر اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔ جب کہ طریف بن مالک نے اٹھ کر پہلے گھوڑے کے سامنے رکھی ہوئی ناند کے اندر ہاتھ مارتے ہوئے اوپر کا چادر پیچے اور پیچے کا چادر اوپر کیا۔ پھر اپنی رہائش گاہ کو اندر سے اس نے کھڑی لگی تھی۔ اس کے بعد وہ کمرے کے اندر آیا۔ اپنا بستر ضروری سامان جو اس نے گھوڑے کی پیٹھ سے اتار کر ایک بستر پر رکھ دیا تھا وہ اٹھا کر اس نے فرش پر رکھ دیا تھا اسلئے کہ کمرے کے اندر آتش دان میں آگ روشن ہونے کے باعث فرش اب سوکھ چکا تھا اس کے بعد ایک بستر میں گھسنے کے بعد اوپر خلاف اوڑھ کر وہ سوئے کی کوشش کر رہا تھا۔

○

یوں ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیدو میں موت کے اس میدان کی رہائش گاہوں میں رہتے ہوئے دن گزرتے رہے۔ ہسپانیہ کے بادشاہ علیش کا سردار رازرک تقریباً ہر روز طریف بن مالک سے ملنے کے لئے آتا جس روز موت کے اس میدان میں بیچ بچہ زنی کے مقابلے ہونے تھے اس روز صبح ہی صبح رازرک طریف بن مالک کی رہائش گاہ میں داخل ہوا اس وقت تک طریف بن مالک فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد صبح کے کھانے سے بھی فارغ ہو چکا تھا۔ رازرک نے طریف بن مالک کے ساتھ آتش دان کے سامنے رکھی ہوئی لکڑی اور چڑے کی

مکن میں گھوڑوں کو باندھنے کے لئے جو جگہیں بنی ہوئی تھیں وہاں پر خشک چارے اور دانے کے بڑے بڑے ڈول رکھنے کے علاوہ وہاں پر گھوڑوں کے پنا کے لئے پانی کی چھوٹی چھوٹی نائیں بھی رکھوا دی تھیں۔ سارے انتظامات مکمل ہونے کے بعد طریف بن مالک اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔

طریف نے پہلے پانی کی ناند سے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا۔ پھر گھوڑے آ زین سے بندھا ہوا اپنا بستر ضروری سامان اتار کر اپنے کمرے کے اندر لے آ اور ایک مسبری پر وہ سارا سامان رکھ دیا اس لئے کہ کمرے کا فرش ابھی تک دھوئے کی وجہ سے گیلیا پڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کے منہ سے دھانا اتار کر اس کے سامنے چھوٹی سی ناند کے اندر خشک چارے کے اندر دانہ کر رکھ دیا تھا جسے گھوڑا پوی تیزی سے کھانے لگا تھا۔ یہی انتظام بیٹھ اور یریم نے بھی اپنی رہائش گاہ میں کیا تھا۔ انہوں نے بھی گھوڑوں کی پیٹھ سے زین ادا و دسر ضروری سامان اٹھا کر اندر رکھ دیا تھا۔ گھوڑوں کو پانی پلانے کے بعد ان کے سامنے چارہ ڈال دیا تھا اور اس کے بعد وہ اپنی اس رہائش گاہ کو تالا لگا کر طریف بن مالک کے پاس آ گئے تھے۔

طریف بن مالک کے پاس آ کر بیٹھ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک یہ لوگ ہمارے بارہنچی خانے کے اندر تازہ ہزیاں اور والوں کے علاوہ کچھ چھلی کا گوشت بھی چھوڑ گئے ہیں وہ گوشت میں سےیں اٹھا لیا ہوں اس پر طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا میرے والے بیٹھ میں بھی وہ ایسی ہی کچھ چیزیں رکھ گئے ہیں قدر ساری چیزیں اب ہم اکٹھے اپنے استعمال میں لائیں گے۔ اس پر بیٹھ نے پھر بولتے ہوئے کہا میں کھانے کا عمدہ انتظام کر سکتا ہوں لہذا میر اس بیٹھ میں گوشت کے دونوں حصوں کو ملا کر پکاتا ہوں اور اس کے بعد میر روٹیاں تیار کرتا ہوں۔ اتنی دیر تک یریم اس رہائش گاہ کے آتش دان میں آگ جلاتا ہے تاکہ کھانا تیار ہونے کے بعد آتش دان کے پاس ہی بیٹھ کر ہم کھا کھا سکیں۔ جب تک ہمارا یہاں قیام ہے کھانے کا انتظام میرے ذمے ہوا کرے۔ جب کہ آتش دانوں میں آگ روشن کرنا یریم کے فرائض میں شامل ہو گا۔ اس

امادہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس میدان میں جو تیغ زن آج تک مقابلہ کرتے رہے ہیں ان میں جو پہلے اور دوسرے نمبر پر آنے والے ہیں صرف ان کے ساتھ ہی تمہارے مقابلے ہوں۔ اگر تم ان دونوں کو باری باری اپنے اپنے زیر اور مغلوب کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر سن رکھو ہسپانیہ کے اندر اسے بڑھ کر کسی اور کی قدر دانی اور عزت افزائی نہ ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہسپانیہ کا بادشاہ عیش نہ صرف یہ کہ لبس مال و دولت سے نوازا کر رکھ دے گا بلکہ تمہاری حیثیت اس کے بہترین درہرہیزہ سرداروں جیسی ہو کر رہ جائے گی۔ یہاں تک کہنے کے بعد رازرک ٹھوڑی دیر کے لئے رکا پھرو دوبارہ طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے ابن مالک میں تم پر ایک اور انکشاف کروں اور وہ یہ کہ تیغ زنی کے ان مقابلوں میں بیشہ اول آنے والا ایک انتہائی خوبصورت اور قد آور ہسپانوی جوان ہے اس کا نام رومیر ہے۔ ہسپانیہ کا بادشاہ عیش اس رومیر کی بے حد عزت افزائی کرتا ہے اور اس رومیر کو بادشاہ نے اپنی بیٹی کا تیغ زنی کی تربیت کے لئے استاد اور اتالیق مقرر کر رکھا ہے اور سنو اے ابن مالک ہسپانیہ کے بادشاہ عیش کی ایک بیٹی ہے جس کا نام اقلیمہ ہے یہ ابھی نو عمر ہے اور اس جیسی خوبصورت اور حسین لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ یہ اقلیمہ رومیر سے محبت کرتی ہے جبکہ میں بھی اس اقلیمہ کو پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس سے شادی کروں لیکن اقلیمہ مجھے پسند کرتی ہے اور مجھ سے بیشہ نفرت کا اظہار کرتی چلی آئی ہے۔ لیکن میں نے بھی عہد کر رکھا ہے کہ ہر صورت میں اس اقلیمہ کو حاصل کر کے رہوں گا۔ اس اقلیمہ کو رومیر پر بڑا غرور و گھمنڈ ہے کہ وہ ہسپانیہ کا اول نمبر کا تیغ زن ہے۔ اے ابن مالک اگر تم آج اس کے مقابلے میں رومیر کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دو تو پھر اس اقلیمہ کا سارا گھمنڈ سارا غرور ٹوٹ کر رہ جائے گا اور میرا خیال ہے کہ اسے رومیر سے پہلے والی محبت اور چاہت نہ رہے گی اس طرح شاید میں اقلیمہ کو حاصل کرنے کا کوئی طریقہ اور جیلہ

پائی ہوئی نشستوں پر بیٹھتے ہوئے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک وہ دن آپہنچا ہے جس کا مجھے شرت سے انتظار تھا۔ آج میں نے کا وہ دن ہے کہ آج موت کے اس میدان میں تیغ زنی کے مقابلے ہوتے ہیں۔ ٹھوڑی دیر تک ٹولیلو اور اس کے آس پاس کے شہروں اور قصبوں کے لوگ موت کے ام میدان میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس میدان میں ہسپانیہ بادشاہ عیش اس کے بیٹے اس کی بیوی اور اس کی بیٹی بھی اس میدان کے اندر آن بیٹھیں گے اور عیش مقابلہ شروع کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے بعد ام میدان کے اندر موت کا کھیل اور خون کی ہولی کھیل جائے گی۔ تیغ زنی کے اچھے دل ہلا دینے والے اور روکتے کھڑے کر دینے والے مقابلے ہوں گے کہ دیکھ والے دنگ رہ جائیں گے۔ اے ابن مالک اب تم اپنی اتالیقی تیار کرو۔ ٹھوڑا دیر تک تم بھی میرے ساتھ اس میدان میں اترو گے اور یہاں کے بہترین ڈ زلوں کے ساتھ مقابلہ کر کے اپنے تجربے اور اپنی تیغ زنی کا مظاہرہ کرو گے۔

رازرک کی یہ گفتگو سن کر طرف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اس نے اپنا موٹا جنگی لباس پہنا اس کے بعد اس نے اپنے جسم پر چمکتی ہوئی کڑیوں کی ذرہ پنی بازوؤں پر فولادی جوشن کس لئے اپنی کھوار اور خنجر کی چوٹی چلی کر سے باندھی۔ اس کے بعد اس نے اپنی ڈھال اور خود نبھالے ہوئے رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رازرک میں اب تمہارے ساتھ موت کے اس میدان میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ رازرک اٹھ کر طرف بن مالک کے قریب آیا اور اس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے ابن مالک جو کو بھی نیا تیغ زن اس میدان میں اترتا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کا طریقہ کار عموماً یہ ہوتا ہے کہ جو سب سے نیچے درجے کے تیغ زن ہوتے ہیں ان سے اس مقابلہ شروع کرایا جاتا ہے اور اگر وہ جیتتا ہے تو اسے آہستہ آہستہ اونچے اور تیغ زلوں سے مقابلہ کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں لیکن اے طرف بن مالک میں تمہارے ساتھ ایسا معاملہ نہ ہونے دوں گا۔ میں ہسپانیہ کے بادشاہ عیش کے سامنے تمہاری بے حد تعریف کروں گا۔ اس طرح میں اس کو اس با

ہند بھی کرتی ہے۔ اس کے باپ سے بھی میری بات ہو چکی ہے اور مغرب
 لونا کی شادی مجھ سے ہو جائے گی لیکن یہ جو اقلیم ہے یہ مجھ سے اتنا
 بے کی نفرت کرتی ہے اور میں عزم کر چکا ہوں کہ ایک نہ ایک روز اسے
 اپنے سامنے ضرور جھکا کر رہوں گا اور اسے ابن مالک میں تم پر یہ بھی انکشاف کر
 گا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ عیث کے وہ بیٹے جن کے نام شانجہ اور جیوس ہیں
 ان جن کی ماں مرچکی ہے وہ بھی ان دونوں عیث کے خلاف ہو چکے ہیں اس لئے
 وہ عمر میں بڑے ہیں جبکہ عیث نے ان دونوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے
 بونے بیٹے اور اقلیم کے بڑے بھائی یوراک کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا ہے یہ
 انجہ اور جیوس بھی میرے گھرے دوست اور دلاوار ہیں یہ دونوں چاہتے ہیں کہ
 لی عہدی کا مہجہ حاصل کرنے میں میں عیث کے خلاف ان کی مدد کروں پر میں
 ابھی تک ان کی ان خواہشوں کا ساتھ نہیں دے رہا۔ پر اسے ابن مالک تو
 بوڑا ان باتوں کو جو سامان تم نے عیث کی نوای اور کاؤٹ جولین کی بیٹی کے
 والے کرنا ہے وہ لے لو تاکہ ہم موت کے میدان کی طرف چلیں۔ طرفین
 الگ نے فوراً وہ خط اور سامان لے لیا جو اس نے فوراً کے حوالے کرنا تھا۔
 اور دونوں اس رہائش گاہ سے باہر نکلے۔ طرفین بن مالک نے اپنی رہائش گاہ کو
 اہر سے قفل لگا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے شیم اور یریم کو بھی اپنے ساتھ لیا
 اور موت کے میدان میں داخل ہونے کے لئے دائیں طرف مڑنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد طرفین بن مالک اور رازرق شیم اور یریم کے ساتھ موت
 کے میدان میں داخل ہوئے۔ طرفین بن مالک نے دیکھا کہ گولائی میں وہ ایک
 وسیع اور بہت بڑا میدان تھا جس کے چاروں طرف چتر کی سیڑھیاں لوگوں کے
 بیٹنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ میدان کے شمالی طرف چتروں سے بنائی ہوئی ایک
 بلند شہ نشین تھی۔ اس شہ نشین کو کڑی کے خوبصورت تختوں سے ڈھانچے کے
 بعد اس کے اوپر نرم اور دبیز رنگ کے قالین ڈال دیئے گئے تھے اور اس شہ
 نشین پر ہسپانیہ کے بادشاہ عیث اور اس کے اہل خانہ کے بیٹنے کا بہترین اور عمدہ
 انتظام کیا گیا تھا۔ رازرق اور طرفین بن مالک بھی شیم اور یریم کے ساتھ اس

نکل سکوں۔

رازرک جب خاموش ہوا تب طرفین بن مالک نے اسے مخاطب
 ہوئے کہا۔ اسے رازرق تمہاری باتوں سے مجھے یاد آیا۔ میرے پاس
 جولین کی بیٹی فورڈا کے نام اس کے باپ کے خط کے علاوہ اس کے
 سامان بھی ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ یہ خط اور سامان میں کیسے اور کس
 کے حوالے کروں اس پر رازرق نے اور زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے
 سامان اس کے حوالے کرنا کتنا مشکل کام ہے کاؤٹ جولین کی بیٹی شای
 رواج کی تربیت کے لئے شای محل میں رہ رہی ہے اور آج ہی زنی کے
 دیکھنے کے لئے وہ بھی میدان میں آئے گی لہذا تم اس کا سامان اور اس
 اس کے باپ کا خط اپنے ساتھ لے چلو اور یہ دونوں چیزیں ہم موت کے
 میدان میں ہی اس کے حوالے کر دیں گے اور وہاں اسے ابن مالک میں
 بھی انکشاف کروں کہ یہ کاؤٹ جولین کی بیٹی فورڈا ہسپانیہ کے بادشاہ
 نوای بھی ہے کیونکہ عیث کی بڑی بیٹی کاؤٹ جولین کی بیوی ہے۔ عیث
 بیویاں چھ ایک مرچکی ہے اس سے صرف دو بیٹے شانجہ اور جیوس
 دوسری بیوی ابھی زندہ ہے اس کا نام الیمانہ ہے اس بیوی سے عیث کے ایک
 اور دو لڑکیاں ہیں۔ بیٹے کا نام یوراک ہے اور دونوں بیٹیوں میں سے ایک
 اقلیم ہے جسے میں ہند کرتا ہوں اور دوسری بیٹی وہ ہے جس کی شادی بہت
 حاکم کاؤٹ جولین سے ہو چکی ہے جس کی بیٹی فورڈا کے لئے تم سامان اور
 لے کر آئے ہو۔

رازرک کر رازرق نے پھر کتنا شروع کیا۔ سنو ابن مالک کو اقلیم
 کی خالہ ہے لیکن فورڈا بھانجی ہونے کے باوجود اپنی خالہ اقلیم سے عمریں
 ہے دونوں ہی غیر معمولی طور پر ہم شکل ہونے کے ساتھ ساتھ اتنا درجہ
 خوبصورت بھی ہیں اس وقت ہسپانیہ کے اندر وہی لڑکیاں ہیں جنہیں میں
 کرتا ہوں اور جن سے میں نے شادی کرنے کا عہد کر رکھا ہے ایک یہ اقلیم
 اور دوسری کا نام لونا ہے جو ہسپانیہ کے ایک رئیس اور سرور کی بیٹی ہے او

لے ہوئے کتا شروع کیا۔

اے بادشاہ آج کے اس مقابلے میں میں میدان کے اندر ایک نیا غورخوار
ن اور تیغ زن لایا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اس نئے تیغ زن کا مقابلہ
ان دونوں جوانوں سے کرایا جائے جو بیٹھان مقابلوں میں اول اور دوم
لے رہے ہیں۔ اس نئے آنے والے تیغ زن کا نام طریف بن مالک ہے۔ یہ
ہے اور افریقہ سے یہاں آیا ہے اسے آپ کے داماد اور آپ کی نواسی
بڑا کے باپ کاؤنٹ جولین نے بھیجا ہے یہ مسلمان ہے اور افریقہ کے مسلمان
م موسیٰ بن نصیر کے بہترین جرنیلوں میں سے ایک ہے یہ طریف بن مالک
ن جولین کا ایک خط بھی میرے نام لے کر آیا ہے اور اس خط میں کاؤنٹ
ن نے اس طریف بن مالک کی تیغ زنی اور اس کی بہادری کی بے حد تعریف
کی ہے۔ اس کے علاوہ طریف بن مالک کا یہ جوان فلورڈا کے نام ایک خط اور
اسان بھی لے کر آیا ہے۔ اس انکشاف پر قریب ہی بیٹھی ہوئی بادشاہ کی
نی فلورڈا چوکی اور رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا وہ جوان
ن ہے جو افریقہ سے آیا ہے اور جسے میرے باپ نے ہسپانیہ روانہ کیا ہے۔
ہ یہاں بلاؤ تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ وہ میرے لئے کیا تجویز لے کر آیا
۔ اپنی نواسی کی یہ گفتگو سن کر ہسپانیہ کے بادشاہ عیش کے چہرے پر ہلکی ہلکی
راہت نمودار ہوئی۔ پھر اس نے رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جس
ن کی تم نے میرے سامنے تعریف کی ہے اور جس کا مقابلہ تم اول اور دوم
لے والے جوانوں سے ہی کرنا چاہتے ہو اور جو کاؤنٹ جولین کی طرف سے
کی نواسی فلورڈا کے لئے کوئی سلمان لے کر آیا ہے اسے اپنے ساتھ لے کر
اور میرے سامنے پیش کرو۔

بادشاہ کے اس حکم پر رازرک فوراً وہاں سے ہٹ گیا۔ تیز تیز چلتا ہوا وہ
آ گیا جہاں طریف بن مالک بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ رازرک نے اس کے
ہاتھ آ کر جلدی جلدی اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک اٹھ
اٹھو جو تمہیں بادشاہ نے طلب کیا ہے۔ میں نے اس کے سامنے تمہاری

شہنشین کے قریب ہی جا کر بیٹھ گئے۔ لوگ بڑی تیزی کے ساتھ میدان
چاروں دروازوں سے میدان کے اندر داخل ہونا شروع ہو گئے تھے اور
ہی دیکھتے وہ وسیع و عریض میدان کچھ کچھ بھر گیا تھا۔ توڑی ہی دیر بعد ہی
بادشاہ عیش بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ میدان میں داخل ہوا اور شہنشین
بیٹھ گیا۔ اس موقع پر رازرک نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے
شروع کیا۔

اے ابن مالک وہاں سے اوجھڑو اور عزم کا گھٹن بیٹھا ہوا ہے وہ ہسپانیہ کا
عیش ہے اس کے دائیں طرف اس کا بیٹا اور دلی حمد یوراک ہے۔ اس یوراک
کے ساتھ عیش کی بیوی اور یوراک کی ماں الیانہ ہے الیانہ کے پہلو میں
القلماء ہے اور القلماء کے ساتھ کاؤنٹ جولین کی بیٹی اور القلماء کی بھانجی عو
بیٹھی ہوئی ہے جبکہ عیش کے بائیں طرف اس کے دونوں بیٹے بیٹھے ہوئے
جن کے نام شانجہ اور جیوس ہیں۔ جن کی ماں مرچلی ہے اور جن دونوں کو
انداز کر کے اس عیش نے اپنے چھوٹے بیٹے یوراک کو دلی حمد مقرر کر دیا ہے
طریف بن مالک نے دیکھا ہسپانیہ کے بادشاہ عیش کی نو عمر اور نوجوان
القلماء کی بل پر یوں جیسی حسین فزل کے روپ جیسی خوب صورت گل
کے لہجہ جیسی ٹھیکہ شاعری کی سوچ جیسی جیلہ موسم بہار کی لذتوں جیسی
مسرتوں کے سرور جیسی مطمئن خوشبو کے سحر جیسی دلنشین ناروں کی قدریں
طرح پر کشش نقاب زلفش کی مانند خوشگوار خوشیوں کے مسکینے پھولوں
دلنواز اور محبت کے گیت اور نفرت کے حسن جیسی خوش اندام تھی اور القلماء
کے ساتھ بیٹھی ہوئی عمریں اس سے بڑی اس کی بھانجی اور بہن کے حاکم کاؤنٹ
جولین کی بیٹی فلورڈا بھی نہ صرف یہ کہ شکل میں حیرت انگیز طور پر القلماء
ملتی جلتی تھی بلکہ وہ اپنے حسن اور اپنی خوبصورتی اور دلنوازی میں بھی القلماء
کی طرح تھی۔ اس موقع پر رازرک اپنی جگہ سے اٹھ کر اس شہنشین
سامنے آیا جس پر ہسپانیہ کا بادشاہ عیش اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا
رازرک نے مودب ہو کر اور اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے عیش کو مخاطب

ارے دو مقابلے بڑے اہم اور اہمیت کے حامل ہوں گے۔ لہذا تم بتاؤ مقابلہ اس میدان میں اترنے کے لئے تم اپنی کھوار اور ڈھال استعمال کرو گے یا ہم کھوار اور ڈھال سیا کریں۔

طریف بن مالک نے غور سے ہپانپے کے بادشاہ عیش کی طرف دیکھتے ہوئے ب دیا۔ اے بادشاہ! میں اپنی ہی کھوار اور ڈھال استعمال کروں گا۔ اس پر نے پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک کیا تم مجھے کھوار اور ڈھال دکھاؤ گے تاکہ میں اندازہ لگا سکوں کہ تم کس قسم کے استعمال کرنے کے عادی ہو۔ اس پر طریف بن مالک نے اپنی پشت پر لٹکی اپنی ڈھال اور پھر اپنی کھوار بے نیام کر کے عیش کے سامنے رکھ دی۔ نے تو ڈیوری دیکر طریف بن مالک کی کھوار اور ڈھال کا جائزہ لیا پھر اس بڑے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے ابن مالک میں ہن مشورہ دوں گا کہ تم اپنی کھوار اور ڈھال کے ساتھ موت کے میدان میں لپٹے نہ اترو۔ اس میں تمہاری کامیابی کے آثار قطعی مشکل بلکہ ناممکن ہیں۔ ل لئے کہ تمہاری کھوار خم دار اور تمہاری ڈھال گول ہے جبکہ میں اپنے ہم کھوار اور چار کونوں والی مستطیل ڈھال استعمال کی جاتی ہے اور مجھے پڑ ہے کہ اس سیدھی کھوار اور مستطیل ڈھال کے سامنے تمہاری یہ گول ال اور خم دار کھوار مکمل طور پر ناکام ہو کر رہ جائے گی۔ لہذا میں تمہیں ص کے ساتھ مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی اس کھوار اور ڈھال کو بیس میرے لٹے پڑا رہنے دو اس مقابلے میں حصہ لینے کے لئے ہم تمہیں سیدھی کھوار اور لٹیل ڈھال سیا کرتے ہیں۔ اس طرح تم ان مقابلوں میں حصہ لینے کے قابل ہو گے۔ طریف بن مالک نے پہلے اپنی ڈھال اٹھا کر اپنی کمر پر باندھی اس کے اس نے اپنی کھوار اپنے نیام میں ڈالتے ہوئے مودب انداز میں عیش کو لب کرتے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ! میں اپنی اسی کھوار اور ڈھال کے ساتھ لکوں گا اور میں آپ پر یہ واضح کر دوں کہ ترجیحی کھوار سیدھی کھوار کے لے میں زیادہ کامیابی کی امید دلا سکتی ہے سیدھی کھوار چلانا آسان ہے۔

تعریف کی تھی اور اس سے اہتمام کی تھی کہ تمہارا مقابلہ صرف اس میدان اندر اول اور دوئم رہنے والے جوانوں سے ہو میں نے اس پر یہ بھی اکتفا ہے کہ اس طریف بن مالک کو کاؤنٹ جولین نے میرے نام ایک تو صیفی خط کر بھیجا ہے اور یہ کہ کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا کے لئے کچھ سامان بھی آیا ہے میں نے ہپانپے کے بادشاہ عیش پر یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ تم ہر اور مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ افریقہ کے مسلمان حاکم موسیٰ بن نصیر بحرین جزیروں میں سے ایک ہو۔ اب تم اٹھو جو سامان تم فلورنڈا کے لئے ہو وہ بھی سنبھالو اور میرے ساتھ بادشاہ کے سامنے پیش ہو۔ اس پر طریف مالک فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ چری خرچین بھی اس نے اٹھالی تھی جس فلورنڈا کے لئے امان تھا۔ جسے اس کے باپ کاؤنٹ جولین نے بھیجا تھا۔ رازرک کے ساتھ طریف بن مالک ہپانپے کے بادشاہ عیش کے سامنے آکر تو اس موقع پر فلورنڈا نے بولتے ہوئے کہا۔

میں بت کے حکمران کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا ہوں میرے باپ کی سے تم کیا سامان لے کر آئے ہو۔ اس پر طریف بن مالک نے پہلے چری خر فلورنڈا کے حوالے کی پھر اپنے لباس کے اندر سے کاؤنٹ جولین کی طرف دیا ہوا خط بھی فلورنڈا کو دے دیا تھا۔ فلورنڈا فوراً اپنے باپ کا خط کھول پڑھنے لگی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اٹھتا اور اس کی ماں الیانہ بھی قو کے نام وہ خط پڑھ رہی تھیں۔ اس موقع پر ہپانپے کے بادشاہ عیش نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے تمہارا نام طریف بن مالک بتایا گیا۔ رازرک نے تمہاری بت تعریف کی ہے کہ تم ایک عمدہ اور ثایاب قسم زن ہو اور رازرک تمہاری یہ بھی سفارش کرتا ہے کہ تمہارے مقابلے صرف اس میدان میں اول اور دوئم رہنے والے جوانوں سے کرائے جائیں اے اجنبی میں رازرک کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے تمہارے مت صرف اول اور دوئم آنے والے جوانوں سے ہی کرائے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ کے دن موت کے اس میدان میں اول اور دوئم آنے والے ان جوانوں کو

ترجمی تلواری چلانا مشکل اور بہت کا کام ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس موت میدان میں جب میری ترجمی تلواری حرکت میں آئے گی تو اس کی جھوٹاہار کو کاٹ کر رکھ دے گی یہ میری یہ گول ڈھال تو یہ دشمن پر ضرب لگائے خوب کام آتی ہے۔ لہذا اے بادشاہ میں اپنی اسی ترجمی تلواری اور اسی ڈھال کے ساتھ موت کے اس میدان میں مقابلہ کروں گا۔

اس پر عیث نے تو صیغی انداز میں طرفین بن مالک کی طرف دیکھتے :
 کہا اے ابن مالک میں تمہاری جرات مندی تمہارے ارادے اور تمہارے کی تعریف کرتا ہوں اور سزا موت کے اس میدان میں تمہارا مقابلہ ہپانم دو سو رماؤں سے ہو گا۔ ان میں سے ایک کا نام روجر اور دوسرے کا نام روجر ان مقابلوں کے اندر دوسرے نمبر پر آئے والا جوان ہے اگر جسم کے اندر برق جیسی پھرتی اور اس کی تلواری کے اندر آگ کے شعلوں چمک ہے دوسرا نوجوان جس کا نام رومیر ہے وہ ہمیشہ ان مقابلوں میں اول و یہ نوجوان انتہائی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے قد کاٹھ ڈیل ڈول اپنی جسمانی ساخت اور شخصیت میں ایک انتہائی خوبصورت جوان ہونے کے بلا کا طاقت ور اور ایک بے مثال قہق زن ہے۔ رومیر نام کا یہ جوان میرا قلم کا استاد اور اتالیق ہے اور یہ میری بیٹی اقلیم کو قہق زنی کی تربیت و مقرر ہے۔ اے ابن مالک اگر تم روجر سے جیت گئے اور رومیر سے ہار میں تمہیں مال و کرام سے مالا مال کر کے تمہیں اپنے لشکر میں ایک سال جیت سے شامل ہونے کی پیش کش کروں گا اور اگر تم نے روجر کے ساتھ اول رہنے والے نوجوان رومیر کو بھی اپنے سامنے مغلوب کر دیا تو اے مالک میں تمہیں اپنی بیٹی اقلیم کا محافظ مقرر کر دوں گا۔

○

ہپانم کا بادشاہ عیث جب خاموش ہوا تو اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی اس کی بیٹی اقلیم نے طرفین بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے اور اپنے باپ عیث کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ یہ روجر جوان میرا کیا محافظ بنے گا میرے لئے تو رومیر کافی ہے وہ میرا استاد، میرا اتالیق اور میرا محافظ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں رومیر کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا عہد کر چکی ہوں اس لئے وہ میری زندگی بھر کا پاسبان بھی ہے اے میرے باپ رومیر سے مقابلہ جیتنا تو بہت دور کی بات مجھے تو یہ تک امید نہیں کہ طرفین بن مالک نام کا یہ جوان موت کے اس میدان میں دوسرے نمبر پر آنے والے جوان روجر کا بھی قہق زنی میں مقابلہ کر سکے گا۔ بہر حال میرے باپ آپ ان مقابلوں کی ابتداء کا حکم دیں تاکہ دیکھیں کہ طرفین بن مالک نام کا یہ روجر جوان روجر اور رومیر کے سامنے کتنی دیر تک ٹھہر سکتا ہے اور کس طرح یہ ان دونوں کے سامنے اپنے جسم اور جان کو زخم زخم ہونے سے بچا سکتا ہے۔

حسین اقلیم کی اس گفتگو کے بعد ہپانم کے بادشاہ عیث نے اشارے سے رازرک کو اپنے پاس بلایا اور جب رازرک بھاگتا ہوا بادشاہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا تو عیث نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رازرک! یہ مقابلے شروع کرنے کا انتظام کرو سب سے پہلے اس طرفین بن مالک کے مقابلے میں روجر کو اتار دو۔ اگر یہ روجر سے جیت گیا تو پھر اس کا مقابلہ رومیر کے ساتھ ہو گا۔ رازرک نے اپنے سر کو خم کر کے بادشاہ کے فیصلے کی توثیق کی پھر اس نے طرفین بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے ابن مالک تم میرے ساتھ آؤ۔ طرفین بن مالک فوراً رازرک کے ساتھ ہو گیا۔ رازرک اسے پکڑ کر اس جگہ لے گیا جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اتنی دیر تک ایک انتہائی حسین اور جیل لڑکی اوپر کی میزبانیوں سے اترتی ہوئی رازرک کے پاس آئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رازرک ان مقابلوں کی ابتداء کب ہو گی۔ اس مہین لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے رازرک مسکراتے لگا تھا پھر اس نے طرفین بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک اس لڑکی کا نام لوٹا ہے۔ یہ دبی

ہے جس کا میں تم سے پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور
مغربی ہم دونوں شادی کرنے والے ہیں۔ رازرک نے لونہ کی طرف دیکھا
ہوئے کہا تم جا کر اپنی جگہ پر بیٹھو مقابلے اب تھوڑی دیر تک شروع ہو۔
والے ہیں۔ رازرک کا یہ جواب سن کر لونہ پھر واپس چلی گئی تھی۔ رازرک -
اپنے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک مسلح نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم
اور روبر سے کہو کہ مقابلے کے لیے میدان میں اترے۔ اتنی دیر تک
طریف بن مالک کو بھی میدان میں اترنے کا انتظام کرتا ہوں۔ وہ مسلح جوا
وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا تھا۔ اس کے بعد رازرک نے طریف بن مالک
مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک اب تم اپنے ہتھیار منہ بٹھالو اور مقابلے
لئے میدان میں اترو۔ طریف بن مالک نے فوراً ہی اپنی پشت پر نکلنا
اپنے سر پر بنایا پیچہ پر سے اپنی ڈھال اتار کر اس نے تمام لی اور اپنی تلوار
نیام کرتے ہوئے وہ میدان میں اترتا تھا۔ موت کے اس میدان میں تھوڑی
آگے جانے کے بعد طریف بن مالک نے سجدے کے انداز میں اپنے سر کو ذرا
خم دیا پھر وہ استعفیائی عاجزی اور اکھاری کے ساتھ اپنے رب کے حضور دعا
رہا تھا۔

”اے رب العالمین! اے اور نازل! ہسپانیہ کی اس انجینی سرزمین کے
زندگی کی راہوں میں میں ایک اکیلا مسافر ہوں مجھے یہاں زیست کے کٹھن م
طے کرنے اور شرکی رسومات پر پورا اترنے کی کامیابی عطا فرما میرے اللہ
شادان نفاہیں“ یہ نازاں وفا کیں اور یہ رقص کشاں ہوائیں تیری ہی مشیت
ان گنت جلوؤں میں سے ہیں مجھے شعور و فکر کی ضو اور عزم و ہمت عطا کر
اس میدان کے اندر میں ایک نئے ڈھب کے ساتھ اپنی کامیابی کی عبارت
سکوں۔ اے میرے خداوند اس زندگی کی یہ دو گھڑی کی چاتیں اور سانس بھ
راتیں تیرے ہی فیض کرم سے ہیں تو چاہے تو ریت میں بوئی فصل کو گھڑا
دے چاہے تو گل بہار پر خزاں اور خبر بن طاری کر کے رکھ دے میرے
موت کے اس میدان میں تو مجھے لمحوں کے تیز دھارے اور وقت کے

طیور جیسی فوزمندی اور رفعت و بلندی عطا فرما اے کمزوروں کو سارا دینے
والے اور عاجزوں کی اکھاری کو قبول کرنے والے تو ہی اس کائنات کے اندر
حیات کے سوتے جاری کرتا ہے تو ہی مجھے آشوب تنہا کے ان اندھیروں میں اور
گہری رات کی ظلمت جیسی آزمائش میں صبح نو کی بشارت جیسی کامیابی عطا فرما۔
الحمد للہ میں تیری ہی خوشنودی اور رضامندی کا درپوزہ گر ہوں مقابلے کے اس
میدان میں تو ہی مجھے کامیابی اور سرفرازی عطا فرما۔“

اپنی دعا ختم کرنے کے بعد طریف بن مالک پھر آگے بڑھا اور میدان کے
دست میں جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس سے مقابلہ کرنے والا جوان
روجر بھی میدان میں اترتا۔ وہ اپنے قد کاٹھ میں خوب راز اور جسمانی لحاظ میں
بھی خوب بھرا ہوا اور توانا تھا۔ طریف بن مالک کے سامنے آکر اپنی تلوار اپنی
ڈھال کو اپنے سامنے کرتے ہوئے روبر نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے
ہوئے پوچھا کیا تمہارا ہی نام طریف بن مالک ہے۔ جواب میں طریف بن مالک
نے فوراً بولتے ہوئے کہا ہاں میرا ہی نام طریف بن مالک ہے۔ روبر پھر بولا
اور کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ تو مسلمان ہے تو افریقہ کے مسلمان موسیٰ بن نصیر کا
ایک جرنیل ہے اور یہ کہ تیرا تعلق افریقہ سے ہے اور تو بربر ہے۔ جواب میں
طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں تمہیں یہ اطلاع بھی درست میا کی
گئی ہیں۔ روبر پھر بولا اور کہا تو کیوں اس موت کے میدان میں حصہ لینے کے
لئے اترتا ہر کوئی ان مقابلوں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اس لئے کہ یہ مقابلے لو
کی حدت غموں کی شدت التناک سوں اور دل دوز سوز کا ایک کھیل ہے۔ یہ
دزم گاہ زندگی اور مسلسل جانکی کا سا ایک کام ہے ابھی وقت ہے کہ اس مقابلے
سے دست بردار ہو جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو اس مقابلے کے دوران روح کے بیج و
ناب تقدیر کی جھنجھکی اور سراب آرزو کا شکار ہو کر رہ جاؤ گے۔ لہذا قبل اس کے
کہ تمہاری زندگی کا ظلم بے ثبات ہو، قبل اس کے کہ اس میدان کے اندر
سب لوگوں کے سامنے تم امیر تنگ و نام بنو میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اس
مقابلے سے دستبردار ہو کر خاموشی کے ساتھ موت کے اس میدان سے باہر نکل

دیا تھا۔ پھر اس نے روجر پر جوابی حملہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ روجر کو ہی حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کرتا رہا۔ دوسری طرف روجر نے جب دیکھا کہ طرف بن مالک اس پر جوابی حملہ نہیں کر رہا اور اس نے اپنے آپ کو صرف وار روکنے تک محدود کر رکھا ہے تو وہ اور زیادہ طمانیت کے ساتھ طرف بن مالک پر حملے کرنے لگا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ طرف بن مالک صرف اس کے وار روکنے تک محدود رہے گا اور جارحیت پر نہ اترے گا لیکن جلد ہی طرف بن مالک نے اس کے سارے وہم و گمان اور اس کی ساری امیدوں اور خواہشوں کے پردے ہاک کر کے رکھ دیئے تھے اس لئے کہ وہ تھوڑی دیر تک روجر کے حملوں کو بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی ڈھال پر روکتا رہا تھا۔ شدید ایسا کر کے وہ روجر پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا اور اسے یہ بتانا چاہتا تھا کہ اس کا وار کیسا ہی خطرناک کیوں نہ ہو وہ بڑی آسانی کے ساتھ اسے اپنی ڈھال پر روک سکتا تھا۔ اس کے بعد طرف بن مالک اپنی حقیقت اور اپنی اصلیت پر اتر آیا اور روجر کے حملوں کے روکنے کے ساتھ ساتھ وہ غم کی غلطیانی درد کے دریا اور آہوں کے تسلسل کی طرح روجر پر انتہائی خوفناک اور انتہائی خطرناک وار کرنے لگا تھا۔

اچانک طرف بن مالک نے اپنے حملوں میں جتنی یادوں کے تیل اور بھانک انداز میں چڑھ جانے والے دریاؤں جیسی تیزی اور خطرناک صورتحال اختیار کر لی تھی۔ وہ دائیں بائیں سے کھوار اور اپنی ڈھال دونوں کے ساتھ روجر پر حملے کرنے لگا تھا اور روجر بروقت تمام اور انتہائی مشکلات کا سامنا کرتا ہوا اپنی کھوار اور ڈھال پر طرف بن مالک کے حملوں کو روکنے لگا تھا۔ اس موقع پر روجر نے اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود کر دیا تھا اور وہ جارحیت کے ساتھ حملہ آور ہونے کے سارے عزائم فراموش کر چکا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔ اس لئے کہ طرف بن مالک نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی تھی اور جب وہ روجر کو الٹے پاؤں اچھٹے آگے آگے اور بھاگتے پر مجبور کر دیا تھا۔ میدان میں یونہی روجر کو الٹے پاؤں بھاگتا ہوا طرف اسے اس شدت یقین کے قریب لے آیا جہاں پر ہسپانیہ کا

جاؤ۔

روجر کی اس مشکو پر طرف بن مالک تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھ رہا۔ پھر اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی انا کے غول کو کچھ زیادہ ہی پسند کر رہے ہو اپنے دامن کو سمیٹ کر رکھو اگر کسی کے پاؤں تلے آیا تو زندگی کے اس میدان میں لڑکھڑاتے ہوئے گر پڑو گے۔ اے ہسپانیہ کے خود پسند فوجوں میں تیرے سامنے کوئی بچہ نہیں ہوں۔ میں بھی ایک حق دار ہوں اور موت کے اس میدان میں تیرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اترتا ہوں۔ اے ہسپانیہ کے گھمڑ کرنے والے فوجوں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ موت کے اس میدان میں اس بھوکے تنگی حیات کے بازار میں اور تیری زمین کے اس زرگریزہ سماج کے اندر تیری حالت میں سٹکی تھائی، غم آگین نئے دل کی دیرانہ ویران بستی اور حیات کی سوتلی سوتلی راہوں جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ اس مقابلے کے دوران تیری روح کے سارے تاروں کو میں پارہ پارہ کروں گا۔ تیرے جسم تیرے چہرے اور تیرے سارے دلوں اور عزائم کو خاک آلودہ افسردہ غمگین اور بے زار بنا کر رکھ دوں گا۔ لہذا آؤ ہاتھ کم کریں اور ایسے مقابلے کی ابتداء کریں پھر دیکھتے ہیں کون کس کو مغلوب کرتا ہے کون کس کے ہاتھوں غالب رہتا ہے کون موت کے اس میدان میں شکست خوردہ ہو کر نمودار ہوتا ہے اور کون فتح مند ہو کر اس میدان سے نکلتا ہے۔ طرف بن مالک کو مشکو سننے کے بعد روجر نے طنزیہ انداز میں اسے مخاطب کر کے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تو کچھ زیادہ ہی پسپیلے لگا ہے بہر حال آؤ مقابلے کی ابتداء کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کون کس پر غالب رہتا ہے۔ اے افریقہ کی سرزمین سے آنے والے بدمذہب اپنی کھوار اور ڈھال سنبھال میں تجھ پر اپنے حملے کی ابتداء کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ تو اس سے کیسے بچتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی روجر بھوکے طوفان کالی نفرت کے جوالے اور سر طوفانوں کی غلغل ریزی کی طرح آگے بڑھ کر طرف بن مالک پر حملہ آور ہوا طرف بن مالک نے بڑی آسانی کے ساتھ روجر کے وار کو اپنی ڈھال پر روک

میں یونہی اس نوجوان کی تعریف نہیں کی تھی۔ اس نے ضرور اسے کیسے بچ زنی کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا ہو گا۔ تب ہی اس نے اس نوجوان کی تعریف کی اور اے رازرک تو دیکھتا ہے کہ موت کے اس میدان میں دوئم آنے والے روجر کو اس طرف بن مالک نے لکھوں کے اندر اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیا ہے اور اے رازرک یہ بھی سنو میرا دل کہتا ہے کہ یہ طرف بن مالک نام کا نوجوان موت کے اس میدان میں اول آنے والے نوجوان رومیر کو بھی اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دے گا۔ اس موقع پر عیث کی بیٹی اقلہما نے اپنے باپ عیث کو مخاطب کرتے ہوئے اور کسی قدر خفگی اور برہی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

سے میرے باپ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ یہ اجنبی بربر موت کے اس میدان میں رومیر کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دے یہ ناممکن ہے میں مانتی ہوں اس نوجوان نے روجر کو اپنے سامنے شکست دے دی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ رومیر ضرور اس جوان کے ساتھ مقابلے میں فتح مند اور کامیاب رہے گا۔ اقلہما کے خاموش ہونے پر عیث نے پھر رازرک کو مخاطب کر کے کہا اے رازرک یکو روجر ہار چکا ہے اور اپنی شکست بھی تسلیم کر چکا ہے۔ اسے تم میدان سے ہر پلے جانے کا حکم دو جب کہ طرف بن مالک کو یہاں میرے سامنے لاؤ تاکہ اسے اس فتح کی مبارک باد دوں۔

عیث کے اس حکم پر رازرک فوراً حرکت میں آیا۔ مقابلے میں ہار جانے والے روجر کو اس نے میدان سے باہر نکال دیا جبکہ طرف بن مالک کو یکو کر وہ گے لایا اور شہنشین کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اس موقع پر ہسپانیہ کے بادشاہ عیث نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے افریقہ کی سرزمین کے بے مثال بچہ زن میں نے تجھ سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں انہیں تو نے نبھایا۔ پورا کر کے رکھ دیا ہے۔ موت کے اس میدان میں تو نے کیا خوب روجر قابو پایا ہے اور لکھوں کے اندر تو نے اسے اپنے سامنے سیٹھے ہوئے اس پر اسمانی اور فتح حاصل کی ہے۔ اب تو مجھے یہ بتا کہ موت کے اس میدان میں پہلے اول رہنے والے نوجوان رومیر سے تو کب اور کس وقت مقابلہ کرے گا۔

بادشاہ عیث اپنے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا وہاں آکر طرف بن مالک نے پر جوش انداز میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس زور سے اپنی بھاری بھر کم اور گول ڈھال روجر کے شانے پر ماری کہ روجر دد کی شدت کے باعث چچ پلا اٹھا تھا اور انتہائی بے بسی کے عالم میں وہ شہنشین کے قریب زمین پر گر گیا تھا۔ گرے ہوئے روجر پر طرف بن مالک نے اپنی ڈھال سے ایک اور وار کیا اور اس بار اس نے اس کے سر کے پچھلے حصے کو نشانہ بناتے ہوئے ضرب لگائی اور یہ ضرب پڑنے ہی روجر کراہ اٹھا تھا اور زمین پر لیت گیا تھا۔ طرف بن مالک کو مساروں پر کھڑے کسی دیوار کے پیکڑ کی طرح اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور پھر اپنی تلوار کی نوک اس نے اس کی گردن پر رکھتے ہوئے پرول آواز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے روجر مقابلہ شروع ہونے سے پہلے تو بدھ چڑھ کر گفتگو کرتا تھا میں نے تجھے اس وقت بھی کہا تھا کہ اپنے دامن کو زیادہ نہ پھیلاؤ کہ کسی کے پاؤں تلے آکر تم ایسا لڑکھڑاکو کہ زمین پر گر پڑو۔ روجر اٹھ اور میرے ساتھ پھر مقابلہ کر اور اگر تجھ میں مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو پھر میں لینے لینے اپنی ہار تسلیم کر لے۔ روجر نے فوراً ہی اپنی تلوار اور ڈھال ایک طرف پھینک دی اور انتہائی مایوسی اور ذلت کے عالم میں اس نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے افریقہ کی سرزمینوں کی طرف سے آنے والے اجنبی تیرے حملہ آور ہونے کا انداز نہال ہے۔ تیری بچ زنی کی تربیت اور مہارت مجھ سے کیسے زیادہ اور ارفع ہے۔ میں اس قابل نہیں ہوں کہ مزید اب تیرا سامنا کر سکوں لہذا تیرے مقابلے میں میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ روجر کے ان الفاظ کے ساتھ ہی شہنشین پر بیٹھے ہسپانیہ کے بادشاہ عیث نے رازرک کو اشارے کے ساتھ اپنی طرف بلایا اور رازرک جب عیث کے سامنے آکھڑا ہوا تب عیث نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے رازرک تو واقعی ایک غائب بچہ زن کو موت کے اس میدان میں لاہ ہے۔ بت کے حاکم میرے داماد اور غور بڑا کے باپ کاؤنٹ جولین نے اپنے مخا

”دخل اندازی کی اور اس معاملے کو رفع دفع کرانے کے لئے اس نے ابن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک اب تم پھر ایک بار ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ اور رویم کے میدان میں اترنے کا انتظار کرو۔ رہے اس مقابلے کو میدان میں بیٹھے ہوئے لوگ پہلے مقابلے سے بھی زیادہ ل اور شوق سے دیکھیں گے۔ اس لئے کہ رویم ہسپانیہ کا وہ لوجوان ہے جو ہ کے اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں ہمیشہ اول ہی آتا رہا ہے۔

عیش کے کہنے پر طریف بن مالک ایک بار پھر میدان کے وسط میں جا کر کھڑا گیا تھا اور رویم کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رویم میدان میں اترتا اپنے سر پر کھنی دار پچکتا ہوا آہنی خو رکھے ہوئے تھا۔ اپنے شانوں پر اس قتل کے خول چڑھا رکھے تھے۔ بازوؤں پر آہنی جوشن تھے۔ بائیں ہاتھ میں لیل ڈھال اور دائیں ہاتھ میں لمبی سیدھی تلوار تھی۔ تیز تیز چلتا ہوا وہ ابن مالک کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے افریقہ کے برابر سردار رازرک نے مجھے تمہارے حشلق تفصیل سے بتا دیا ہے کہ تم افریقہ مسلمانوں کے حکمران موسیٰ بن نصیر کے ایک نامور جرنیل ہو۔ اس کے علاوہ ہ کے اس میدان میں تم نے اپنے سامنے روبرو کو مغلوب اور زیر کر کے یہ کر دیا ہے کہ تم کوئی عام اور معمولی تیغ زن نہیں ہو بلکہ ان میب اور خاک تیغ زلوں میں سے ایک ہو جو اپنے دشمن اور اپنے مقابل کو مغلوب بنانے کا فن جانتے ہیں۔ اے ابن مالک موت کے اس میدان میں ہونے والے لہوں میں آج تک میں ہمیشہ غالب اور فتح مند رہا ہوں اس لئے میں وہ واحد ان ہوں جو ہمیشہ ان مقابلوں میں اول رہا ہوں۔ یوں تمہارے حشلق اس قدر رف حاصل ہونے کے بعد میں تم سے تمہارے حشلق مزید کوئی تفصیل جاننے کا کوشش نہ کروں۔ بلکہ میں تم سے یہ کہوں گا کہ آؤ موت کے اس میدان کا مقابلے کی ابتداء کریں اور دیکھیں کہ کون غالب اور کون مغلوب رہتا ہے۔ ل کے ساتھ ہی رویم اور طریف بن مالک ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔

کیا یہ مقابلہ کرنے کے بعد تجھے آرام کرنے کے لئے کچھ وقت درکار ہے یا تو ابھی مقابلہ کرنا پسند کرے گا۔ عیش کے اس استفسار پر طریف بن مالک نے اپنی چھاتی تانے ہوئے کہا اے بادشاہ میں آرام اور سستائی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ وقت ضائع کئے بغیر رویم کو میدان میں اتارا جائے تاکہ میں اس سے مقابلہ کروں اور اپنے رب کا نام لے کر اس کی حالت بھی ایسی ہی کروں جیسی میں نے اس روجر کی کی ہے۔ طریف بن مالک کے اس جواب پر عیش نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا اور پھر اس نے بلند آواز میں رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا رویم کو ابھی اور اسی وقت مقابلے کے لئے اتار دے جو ان دوسرا مقابلہ کرنے کے لئے کسی وقفے اور آرام کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ عیش کے خاموش ہونے پر اس کی لڑائی اور بہت سے حکمران کاؤنٹ جو لین کی بیٹی فلورنڈا نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے طریف بن مالک تمہاری طرح میں بھی افریقہ ہی کی رہنے والی ہوں اس لحاظ سے تم میرے ہم وطن ہو اس بنا پر میں تمہیں اپنا ہم وطن بھائی کہہ کر پکاروں گی سوائے میرے ہم وطن بھائی تو نے اس مقابلے میں روجر کو مغلوب کر کے کمال کر دکھایا ہے۔ جس طرح اپنے خط میں میرے باپ نے تمہاری تعریف کی تھی اس کے مطابق مجھے امید تھی کہ تم ضرور مقابلے کے اس میدان میں غیر معمولی جرات اور ذہانت کا مظاہرہ کرو گے۔ لہذا اے میرے ہم وطن بھائی تمہاری اس کامیابی اور تمہاری اس فتح مندی پر میں تمہیں دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور تمہاری اس فتح مندی پر میں خوشی اور مسرت کا اظہار بھی کرتی ہوں۔ فلورنڈا کے ان الفاظ پر اس کی حسین اور اس سے چھوٹی اس کی خالہ اور ہسپانہ کے بادشاہ عیش کی حسین بیٹی اقلیم نے اس کی طرف گھورتے ہوئے خنکی اور غصے کا اظہار کیا تھا۔ لیکن فلورنڈا نے اقلیم کی اس خنکی اور غصے کو کوئی اہمیت نہ دی اور وہ اسی طرح خوش دلی سے مسکراتے ہوئے اور حقہ لگاتے ہوئے طریف بن مالک کے ساتھ گفتگو کرتی رہی تھی۔ اپنی بیٹی اقلیم کی اس غصہناک اور غصیل طبیعت کو ہسپانیہ کے بادشاہ عیش نے بھی دیکھ لیا تھا۔ لہذا اس نے

ہ کا بادشاہ حبش بھی بڑے انتہاک سے اس مقابلے کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس دیکھا کہ طریف بن مالک جانے کنزوں کی طلب میں ریت اڑاتی ہوئی اور میر پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حوصلوں کے عزائم اور لال کے چڑے تھے اور اس کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ رومیر کی ذاتِ احدت کو ان گنت اکائیوں میں بانٹ دینے کا عزم کر چکا ہو۔ دوسری طرف نے یہ بھی دیکھا کہ طریف بن مالک کے تیز اور خوفناک حملوں کے سامنے ہر کی حالت یکساں اس طرح ہو رہی تھی جیسے اس کی جبین غبار آلود اس کا ذہن اور ریزہ اور اس کا دامن ہستی خاک آلود ہو تا جا رہا ہو۔ اس کی حالت سے لگ رہا تھا جیسے توڑی دیر تک اس کے ہونٹ متقل اس کی زبان چر اور اجسم سب ہو کر رہ جائے گا۔ ہسپانیہ کے بادشاہ حبش کے خیالات کا تانا پانا لکھ کر رہ گیا تھا اس لئے کہ اس موقع پر طریف بن مالک نے ایک دربار بحیرہ بلند کی تھی اور پھر اس نے یکبارگی اپنی کھوار اور ڈھال کے ساتھ پھر کچھ اس انداز میں حملہ کیا تھا کہ رومیر کی کھوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ دور جا گری تھی۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک نے اپنی تیرچی اور لے پھل والی کھوار کی نوک رومیر کی گردن پر رک دی تھی۔

شرعین اور اس کے آس پاس اب خاموشی سکوت اور اداسی طاری ہو چکی تھی۔ ہارنے کے بعد طریف بن مالک کے سامنے کڑے رومیر کی حالت اس سے کہ ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی روح پر خار نکلتی کی خراشیں اور ہونٹوں پر اگر رک دینے والی آہیں ڈھل گئی ہوں اس کا ذہن سانہ سب لہجہ کا ساساں لہجہ کر رہا تھا وہ بچہ صرا میں اکیلے بول اور منہ حار سے غواقت نامحی کی طرح لہو کھڑا ہوا تھا۔ اس کی نظروں میں زوال اور اذیت شامل تھی۔ اس کے رہے پر دکھ اور غم فروزاں تھا اور مجموعی طور پر اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا کہ وہ ماضی کی یادوں میں خود کو پکارنے نکل گیا ہو۔ دوسری طرف رومیر سے ہٹ کرے والی القہما کی حالت میں سراب آثار مناظر گواروں اذیت، سراپا کی اس رات گمن لگے یا دلوں کی تہوں میں بکتے ہوئے چاند جیسی ہو گئی تھی۔

توڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر پکے پکے وار کرتے ہوئے دوسرے کو آزماتے رہے پھر آہستہ آہستہ ان کے حملے اپنے عروج اور اپنے کی طرف بڑھنے لگے تھے یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھنے کے شروع کر دیئے تھے۔ دونوں کی کھواریں اور ڈھالیں بری طرح دوسرے سے ٹکراتے ہوئے شور اور پگھلاؤ پیدا کرنے لگی تھیں۔ رومیر ایک بار طریف بن مالک کو پکڑ دے کر اپنی ڈھال اس کے سر پر چھاتی پر یا کی کوشش کی تھی۔ لیکن طریف بن مالک نے ہر بار اس کی کوششوں کو نامکام رکھ دیا تھا۔ دوسری طرف طریف بن مالک کے حملوں میں بھی تیزی اور تندہی تھی۔ وہ رومیر پر ہولناک حملے اور وار کرنے لگا تھا۔ لہجہ لہجہ طریف مالک کے خوفناک وار رومیر کے لئے دیر انوں کی دلدل جیسی ہمایا کیفیت سراپوں کے سلسلوں کی طرح خوفناک اور مہیب صورت اختیار کرتے لگے۔ توڑی دیر تک میدان میں خوب رومیر پر حملے کرنے کے بعد طریف بن مالک نے اسے بھی روج کی طرح اپنے آگے آگے لگا لیا تھا اور اسے وہ اپنے سامنے لے پاؤں بھاگتے اور پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتا ہوا اسے بھی روج کی طرح اس نشین کی طرف لے آیا جس پر ہسپانیہ کے بادشاہ حبش اور اس کے اہل خانہ بڑے ہوئے تھے شاید طریف بن مالک عزم کر چکا تھا کہ وہ رومیر کو اس سے محبت کر والی القہما کے سامنے زیر اور مغلوب کر کے رکھ دے گا۔

شرعین کے قریب آکر رومیر نے جب دیکھا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ حبش اس کی بیٹی القہما اور دیگر اہل خانہ اسے طریف بن مالک کے سامنے پہنچا رہے ہیں تو غور اور فکر مندی کے ساتھ دیکھ رہے ہیں تو اس موقع پر رومیر اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنی ساری ہی توانائیوں کو جمع کرتے ہوئے اس نے اچالو کارنگ اختیار کیا اور طریف بن مالک پر وہ لادو میں بھڑکتے انگاروں کے شور اور بے پناہ طوفانوں کی روانی کی مانند حملہ آور ہوئے لگا تھا۔ لیکن رومیر کو ادا ہوئی۔ کیونکہ اس نے دیکھا اس کے ساتھ ساتھ طریف بن مالک نے بھی اہل حملوں میں خوفناک اور ہمایا تیزی اور روانی پیدا کر لی تھی۔ اس موقع

نے جسے طلب کیا ہے رازرک کے کہنے پر طریف بن مالک نے اپنی کھوار میں کر لی اور شہنشین کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد رازرک نے رومی کی طرف دیکھتے ہوئے ہمدانہ انداز میں کہا۔ اے رومی تم بھی اب یہ مقابلہ تم ہار چکے ہو۔ تمہارے لئے حیث کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ جا کر آرام کرو رومی نے فوراً اپنی کھوار اور وصال سخانی اور میدان سے الگ نکل گیا تھا جبکہ خود رازرک بھی شہنشین کی طرف بڑھ گیا تھا۔

طریف بن مالک آہستہ آہستہ چلتا ہوا ہسپانیہ کے بادشاہ حیث کے عین اٹنے شہنشین کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔ قبل اس کے حیث اس کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہتا تھا دیر تک رازرک بھی وہاں پہنچ گیا اور وہ بھی طریف بن مالک کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تھا۔ ہسپانیہ کا بادشاہ حیث تھوڑی دیر تک بڑے اور بڑے اشباہ و نثری اور ہمدردی میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتا رہا اس لئے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا شروع کیا۔ اے ابن مالک موت کے اس میدان میں تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم جراثیم کا ایک جوش اور طوفانوں کا ظلم بپا کر دینے والے جوان ہو۔ تم نے اپنے دونوں مد مقابلوں کے قدم قدم اندیشہ اور نفس نفس میں شکست کی آج بھر کے رکھ دی تھی کیا خوب تم ان پر مہار کا شب کے باب، خونی طوفان اور حکایت ذلت و غم بن کر ان پر حملہ آور ہوئے اور اس میدان میں ان کی رگ شہرت کو کاٹ کر تو نئے میدان میں فیصلہ اپنے حق میں لکھ دیا اے فوجان میں نہیں جانتا تو ہسپانیہ کی سرزمین میں کب تک قیام کرے گا لیکن تو جب تک بھی اس سرزمین میں رہے تیری حیثیت بھری گاہوں میں ایک صاحب حیثیت اور ایک معزز سردار کی سی رہے گی۔ اس کے بعد حیث نے نقدی کی ایک چھلی طریف بن مالک کو تھماتے ہوئے کہا یہ نقدی اس میدان میں تمہاری فتح مندی اور تمہاری کامیابی کا انعام ہے اور سنو ابن مالک! آج سے میں تمہیں اپنی بیٹی اقلہما کا محافظ مقرر کرتا ہوں اور اس کام کے لئے تمہیں پیشگی ادائیگی بھی کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی حیث نے ایک اور نقدی کی چھلی طریف بن مالک کو تھماتے ہوئے کہا یہ اقلہما کے محافظ مقرر کئے جانے پر

ایسا لگا تھا۔ رومی کی شکست اور طریف بن مالک کی فتح مندی پر اس کے سارے بت لوٹ پھوٹ گئے ہوں اس کے باقوتی ہونٹوں کی جاذبیت تھی۔ اس کے چہرے کا دھماکا رنگ ماند اس کی غزل ستارہ اور جھل ۲ اور اس کا پختار کلی جیسا بدن کسمپاش کا شکار تھا۔

ایسے میں موت کے اس میدان کا ناظم رازرک بھانپتا ہوا اس طرف قریب آ کر طریف بن مالک سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ نے رازرک کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ لہذا طریف بن مالک سے کچھ کے بجائے رازرک تقریباً بھانپتا ہوا ہسپانیہ کے بادشاہ حیث کے سامنے آ ہوا تھا اور پھر بادشاہ کا حکم سننے کے لئے اس نے اپنا سر کسی قدر خم کر دیا تھا۔ حیث نے رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو رازرک رومی کہو کہ وہ اب جا کر آرام کرے مجھے اس کے ہارنے اور اس میدان اندر شکست و ذلت اٹھانے کا افسوس اور صدمہ ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ مجھے انکشاف اور اس امر کی بے انتہائی خوشی اور مسرت بھی ہے کہ موت کے میدان میں پہلی بار داخل ہونے والا طریف بن مالک نام کا یہ اجنبی فتح اور کامیاب رہا ہے۔ اے رازرک! تو نے دیکھا اس جوان نے کس قدر چابکدستی اور کس قدر تجربے اور ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے راجہ اور روم دونوں کو لکھوں کے اندر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے رکھ دیا ہے۔ طریف بن مالک نام کے اس جوان کو پکڑ کر میرے سامنے لاؤ اس کی فتح مندی کے موافق ہ میں اس سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ حیث کا یہ حکم پا کر رازرک وہاں سے دوبارہ وہ اس جگہ آیا جہاں پر ابھی تک طریف بن مالک رومی کی گردن پر اپنی تڑپھی کھوار کی نوک رکھے کھڑا تھا۔ قریب آ کر رازرک نے طریف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ہسپانیہ میں داخل ہونے والے شیر دل برباد موت کے اس میدان میں تم دروہ اور دوسرے دونوں سے یہ مقابلہ جیت چکے ہو اب تم اپنی کھوار کی نوک رومی کی گردن سے بٹاؤ اور ہسپانیہ کے بادشاہ حیث کے سامنے جا کھڑے ہو کہ

گھٹ دی ہے اور اسے نچا دکھایا ہے تو رومیر کے خلاف تمہاری اس فتح
اور کامیابی کو بھی میں نے ٹائپد کیا ہے۔

حسین القہما کی منتکون کر اس کے باپ اور ہمسائیہ کے بادشاہ عیث کے
پہرے پر ٹائپنڈ کی اور ناگوار کی جذبات نمودار ہوئے تھے۔ پھر شاید اس نے
القہما کی پیدا کردہ تھی کو زائل کرنے کے لئے اپنے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ
بکھیری اور طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی بشت میں کتا شروع کیا
اے ابن مالک رازرک نے جہاں تمہاری رہائش کا بندوبست کیا ہے تم وہیں پر
رہنا شروع کر دو اور القہما کے محافظ کی حیثیت سے جب تمہاری ضرورت
محسوس کی جائے گی تو ہمیں وہاں سے بلا لیا جائے گا اور اس کام کے عوض
تمہارا معاوضہ رازرک کی وساطت سے ہمیں ملتا رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی
ہمسائیہ کے بادشاہ عیث نے ہاتھ کے اشارے سے قریب ہی کھڑے رازرک کو
اپنے پاس بلایا اور جب رازرک ہلکتا ہوا اس کے پاس آیا تو عیث نے اس کو
غائب کرتے ہوئے کہا سنو رازرک میں بے حد مطمئن اور خوش ہوں کہ ابن
مالک جسے تم لے کر اس میدان میں آئے ہو اس نے روجر اور رومیر کے خلاف
تجربہ زنی کا مقابلہ جیت لیا ہے اب تم اس طرف بن مالک کو ادھر لے جاؤ جہاں تم
نے اس کی رہائش کا بندوبست کیا ہے اس کے ساتھ ہی ہمسائیہ کا بادشاہ عیث
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس کے سامنے اہل خانہ بھی وہاں سے اٹھ کھڑے
ہوئے اور قریب ہی کھڑی ہوئی۔ جگہ میں بیٹھ کر چلے گئے ان کے جانے کے بعد
رازرک نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابن مالک موت کے اس میدان میں روجر اور رومیر سے مقابلہ جیت
کر تم نے اہل ہمسائیہ کو حیرت میں ڈال کر رکھ دیا ہے۔ رومیر اور روجر دونوں
ی ایک دوسرے کے بعد تجربہ زنی میں ناقابلِ تغیر مجھے جاتے تھے تم نے دونوں پر
ایسی ہولناک ضربیں لگائیں کہ دونوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دیا ہے
اے ابن مالک اب تم مطمئن ہو کر ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہو جو
برہوں کی سرزمین سے ایک راہبہ کو اٹھا کر لے آئے ہیں اور بنو ابن مالک

تمہارے لئے پیشگی معاوضہ ہے۔ بنو ابن مالک میری بیٹی القہما کو
اور مزاج کچھ چڑچڑا ہے۔ اگر یہ بھی کوئی بات تمہارے مزاج اور تمہا
کے خلاف کہہ دے تو تم نہ برا ماننا اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی کارروا
ہمسائیہ کا بادشاہ عیث جب خاموش ہوا تب اس کی بیٹی القہما فوراً بولی
لے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کتا شروع کیا۔

بنو ابن مالک گو میں اپنے لئے کسی محافظ کی ضرورت محسوس نہیں
لیکن میرے باپ چونکہ ہمیں میرا محافظ مقرر کر کے ہمیں اس کے
معاوضہ بھی ادا کر چکے ہیں لہذا میں ہمیں اپنے ایک محافظ کی حیثیت سے
کرتی ہوں لیکن محافظ کی حیثیت سے تمہاری ضرورت اس وقت محسوس
کرے گی جب میں نے کہیں اپنے اس مرکزی شہر ٹولڈو سے باہر جانا
وقت سفر میں ایک محافظ کی حیثیت سے تم میرے ساتھ رہو گے ورنہ اس
اندر کہیں جانے کے لئے میں تمہاری ضرورت محسوس نہیں کرتی ایک
حیثیت سے تم میرے قریب شاہی محل میں رہنا چاہیے لیکن تم ٹولڈو
شاہی محل میں نہیں رہو گے جہاں تمہاری موجودہ رہائش ہے وہیں پر تم را
اور جب تمہاری ضرورت محسوس کی جائے گی کہیں وہاں سے بلایا جائے
اے ابن مالک دو ہاتھ اپنے ذہن میں جھا کر رکھنا کہ تم میری طرف سے
رہو اور کسی خوش فہمی اور غلط فہمی کا شکار نہ ہو جاؤ۔ پہلی بات یہ کہ تم
ہو اور میں مسلمانوں کو سخت ٹائپد کرتی ہوں۔ دوسری بات یہ کہ تم برہوں
برہوں کو میں اس قدر ٹائپد کرتی ہوں اور ان سے اس درجہ کی نفرت
ہوں کہ اگر ایک طرف ہمسائیہ کا کتا اور دوسری طرف کوئی برہ ہو تو میں
برہ پر ہمسائیہ کے کتے کو ترجیح دوں گی۔ لہذا میرے ساتھ میرے محافظ کی حیثیت
سے کام کرتے ہوئے یہ دونوں ہاتھ اپنے ذہن میں جھا کر رکھنا اور اس
پر میں وسیع القہمی کا اظہار کرتے ہوئے ہمیں یہ بھی بتا دوں کہ میں اس رومیر
پسند کرتی ہوں جسے ابھی تم نے مقابلے میں گھٹت دی ہے۔ میں عقربہ رو
سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں لہذا تم نے جو اس میدان میں رومیر

لیئے ہوئے کمال اے راہبہ میں تیرے جذبات اور خیالات کی قدر کرتا ہوں مجھے تمہاری گفتگوں کر خوشی ہوئی ہے کہ اس ٹولیزو شر کے اندر تمہارے جیسی فطرت اور پر علوم لڑکیاں بھی رہتی ہیں۔

طریف بن مالک کی گفتگوں کر اس راہبہ کے چہرے پر دلچسپ اور زہد لہجہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ طریف بن مالک نے چلی بار غور سے اس کی طرف دیکھا اس نے اندازہ لگایا کہ وہ نوجوان سادہ اپنے حسن و جمال میں لالہ زاروں کا رنگ، کوساروں کا روپ اور ماہ پاروں کا حسن رکھتی تھی۔ وہ ابھی نوجوان اور عمر تھی اس لئے کہ اُس کے چہرے اور جسمانی ساخت سے شباب کی اولین کیفیت اور لڑکپن کی مہک جھلک رہی تھی۔ طریف بن مالک نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے اعضاء کا جمال پناؤں کے عکس ہیں، اس بھرے خوابوں اور آئینہ خانہ تصور کی طرح تھا۔ اس کے چہرے کا حسن چودھویں رات کے جوان متاب جھلکتا ہے جسم اور جنت کی رعنائیوں جیسا تھا اس کی تابندہ نیلی آنکھوں کے اندر روح کی آسودگی اور نیند کی جھنم جیسی نزول کی کیفیت تھی جب کہ اس کے فقراتے لیوں کے سکوت کے اندر ان گنت طربزار اور بے شمار بے قبیر راب رقص کناں تھے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ نوجوان اور حسین اور نوجوان راہبہ پھر طریف بن مالک کو مخاطب کر کے بولی میرا نام ایسا ہے اور جیسا کہ میرے لباس سے ابر ہے کہ میں ایک راہبہ ہوں کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کا پورا نام کیا ہے۔ آپ کہاں سے آئے ہیں اور اس شہر میں آپ کی رہائش کہاں ہے یہ یوں لگتا ہے کہ اس شہر میں آپ اجنبی ہیں اس لئے کہ اگر آپ یہیں کے بنے والے ہوتے تو اس سے پہلے بھی آپ موت کے اس میدان کے مقابلوں کا حصہ لیتے۔ حسین ایسا کہ اس انتظار پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا اے راہبہ میرا نام طریف بن مالک ہے میں بربر ہوں اور افریقہ کی ایک بستی الویرا کا رہنے والا ہوں۔ میں چند دن پہلے ہی اس سرزمین میں وارد ہوں اور ٹولیزو شر میں میری رہائش موت کے اس میدان سے باہر ہے

لوگوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اور اس راہبہ کو ان سے حاصل کے سلسلے میں اگر تم میری ضرورت محسوس کرو تو میں اس کے لئے بھی تیار اور ایسا ہے کہ اس کام کے لئے میں تمہارے ساتھ کچھ مسلح جوان بھی رو سکتا ہوں جو ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آکر راہبہ کی بازیابی کے تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ طریف بن مالک نے فوراً رازدک کا شکریہ ادا ہوئے جواب دیا۔ اول میں اکیلا ہی ان لوگوں سے بات کروں گا اور اگر لوگوں نے معاملہ بڑھا دیا یا ہمارے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تو میں تم سے مدد اور حمایت کی درخواست کروں گا۔ طریف بن مالک کا یہ جواب رازدک خوش ہوا پھر اس نے طریف بن مالک کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اے ابن مالک اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو میں اپنی مہمگیر لونا کو کہ اب اس کے ہاں جاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی رازدک وہاں سے ہٹ دوسری سمت چلا گیا تھا۔

○

موت کے اس میدان سے باہر نکلنے کے لئے طریف بن مالک اس شہر سے ہٹ کر تھوڑا سا سی آگے بڑھا تھا کہ اچانک ایک سمت سے کل کر ایک راہبہ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی وہ سر سے لے کر پاؤں تک چاندنی کی دھند چمکتے ہوئے اور دودھ جیسے بے داغ لباس میں لبوس تھی طریف بن مالک قریب آکر اس نوجوان راہبہ نے گلاب کا ایک تروتازہ پھول جس کے ساتھ اس کوئی باشت بھر شئی بھی تھی وہ پھول اس نوجوان راہبہ نے طریف بن مالک کو دے کر دے ہوئے کہا میں موت کے اس میدان میں آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارک پیش کرتی ہوں کاش میں اس شہر کی حکمران یا کوئی ملکہ ہوتی تو یہ مقابلہ جیتنے پر آپ کو کالا مال کر کے دکھ دیتی پر میں ایک معمولی راہبہ ہوں اس پھول علاوہ مبارکباد دینے ہوئے میں تو آپ کو کچھ نہیں پیش کر سکتی اس کے ساتھ اس نوجوان راہبہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا لمبے ڈھلے والا گلاب کا وہ پھو طریف بن مالک کی طرف بڑھا دیا تھا۔ طریف بن مالک نے اس سے وہ پھو

نہ ہوا گیا لہذا کلیسا والوں نے مجھے راہبہ بنالیا اور آپ میں راہبانیت ہی کی تربیت کرنے کے لئے قاقس سے میاں ہسپانیہ کے مرکزی شرفیلڈ میں آئی ہوں۔ میاں شرف کے شمال میں ہسپانیہ کا ایک مرکزی کلیسا ہے۔ اسی کلیسا کے اندر میں زیر تربیت ہوں۔ چند دن تک میری یہ تربیت مکمل ہونے والی ہے۔ اس کے بعد پھر قاقس شرف کے اسی کلیسا کی طرف لٹا دی جاؤں گی جہاں پہلی بار مجھے راہبہ بنایا گیا تھا اور میں اپنی بقیہ زندگی اسی کلیسا میں ایک راہبہ کی حیثیت سے گزار دوں گی۔

قاقس کی اس بندرگاہ میں اکثر بربر ملاح مچلی بیچنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ان بربر ملاحوں کے اندر مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کبھی بھی میں اور میرا بچا ان بربر ملاحوں سے بڑی تفصیلات حاصل کیا کرتے تھے جن سے ہمیں یہ اندازہ ہوا کرتا تھا کہ بربریوں ہی بیکار کسی سمت کا رخ نہیں کرتے اور وہ اگر کہیں جاتے ہیں تو ضرور کسی مقصد اور کسی وجہ کے تحت جاتے ہیں اپنے اسی تجربے کی بنا پر میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کس مقصد کے تحت اس سرزمین میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ میری باتوں کا کوئی غلط مطلب نہ سمجھے گا چونکہ میں اور میرا بچا قاقس کی بندرگاہ پر اپنا زیادہ وقت بربروں کے اندر ہی گزارا کرتے تھے۔ لہذا ان بربروں سے مجھے ایک طرح سے ہمدردی اور انسانیت ہے جس کی بنا پر میں آپ سے تفصیل جانا چاہ رہی ہوں۔

ایسلا کے اس استخفا کے جواب میں طریف بن مالک تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ایسلا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے راہبہ! کچھ عرصہ قبل ہسپانیہ سے کچھ خاندان ہجرت کر کے افریقہ میں میری بستی الوریام میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ بعد میں ان خاندانوں میں سے کچھ نے اسلام قبول کر لیا اور باقی اپنے قدیم مذہب عیسائیت پر ہی قائم رہے۔ الوریام کی اس بستی میں ان عیسائیوں نے اپنے لئے ایک کلیسا بھی تعمیر کر لیا تھا۔ ان ہجرت کرنے والے عیسائیوں میں ایک بے حد خوبصورت لڑکی بھی تھی جس کا نام لوسیدہ تھا۔ یہ لوسیدہ وہاں تعمیر ہونے والے کلیسا کے اندر ایک راہبہ ہو گئی تھی۔ بد قسمتی سے ان

ہوئے کسروں میں سے ایک کسریہ میں ہے۔ میں افریقہ کے صحرائوں سے اس سرزمین میں کیوں داخل ہوا ہوں یہ ایک لمبی اور طویل کہانی ہے جو میں جہاں میاں کھڑا ہو کر بتاتا اچھا نہیں سمجھتا۔ ایسلا نے طریف بن مالک کی گفتگو دلچسپی لیتے ہوئے کہا میں آپ کے متعلق مزید تفصیل جانتا پسند کروں گی کیا ممکن نہیں کہ میں آپ کے ساتھ اس کسریہ میں چلوں جہاں آپ کی رہائش اور آپ مجھے تفصیل سے بتائیں کہ آپ افریقہ کے دشت زاروں سے کیوں سرزمین میں داخل ہوئے ہیں۔ ایسلا کی اس گفتگو کے جواب میں طریف مالک نے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہا اے راہبہ میں تو ایک معمولی ہوں ان سرزمینوں کے اندر میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ پھر تم کیوں میرے متعلق تفصیل جانتا پسند کرتی ہو۔ اس پر ایسلا نے غور سے طریف بن مالک طرف دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ دینے کے انداز میں کہا اے ابن مالک! انسانوں قدر تو ان کے اوصاف سے ہوتی ہے۔ بس اسی بناء پر میں آپ کے متعلق جانتا چاہتی ہوں۔ طریف بن مالک نے کہا اے راہبہ اگر ایسا ہے تو میرے ساتھ آؤ۔ ایسلا خاموشی سے طریف بن مالک کے ساتھ ہوئی تھی۔

طریف بن مالک نے اپنی رہائش گاہ کا قفل کھولا پھر وہ ایسلا نام کی راہبہ کو لے کر اندر داخل ہوا اور اپنے کسریہ میں اس راہبہ کو اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے بڑی نرمی میں پوچھا۔ اے راہبہ آپ تم کو تم مجھ سے کیا کہنا چاہو۔ مجھ سے میرے متعلق کیسی تفصیل حاصل کرنا چاہتی ہو۔ کسی توقف کے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے ایسلا نے پوچھا۔ اے طریف بن مالک میں پہلے آپ کو اپنے متعلق بتاتی ہوں۔ اس کے بعد میں آپ سے تفصیل چاہوں گی۔ جیسا کہ میں آپ سے پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میرا نام ایسلا ہے ہسپانیہ کی جنوبی بندرگاہ قاقس کی رہنے والی ہوں میں ابھی چھوٹی ہی تھی میرے ماں باپ مر گئے۔ میرا کوئی بہن بھائی نہ تھا لہذا مجھے میری تربیت کے میرے بچا کے حوالے کر دیا گیا جو قاقس شرف کے ایک کلیسا میں پادری تھا۔ کلیسا کے اندر میں نے پرورش پائی۔ میاں تک کہ وہ وقت آیا کہ میرا بچا

خاندانوں کے رشتہ داروں میں سے یہاں ٹولینڈو شہر میں ایک ایسا نوجوان تھا: اس لڑکی سے محبت کرتا تھا اور اسے اپنا چاہتا تھا لیکن لڑکی اس کو پسند نہ کرتی تھی اور نہ ہی اس کے ساتھ رفاقت کا رشتہ قائم کرنا چاہتی تھی۔ لہذا اس - کلیسا کے اندر راہبانیت اختیار کر لی۔ لیکن وہ جوان جو اس کو چاہتا تھا اور جس نام مارتن سے وہ عین سے نہ بیٹھا وہ ایک کشتی کے لے کر افریقہ کے ساحل پر گیا کلیسا سے اس لوسید کو اس نے اس وقت اٹھایا جب وہ اکیلی تھی اور اسے کیم میں بٹھا کر ہسپانیہ کے شہر ٹولینڈ لے آیا بس میں مارتن نام کے اس جوان - لوسید نام کی اس راہبہ کو ہی واپس لینے آیا ہوں۔

افریقہ کے ساحلی شہر طنجہ کا عیسائی حکمران کاؤنٹ جولین بھی میرا جاننے والا ہے اس نے موت کے اس میدان کا انتظام سنبھالنے والے سردار رازرک - نام مجھے ایک خط لکھ کر دیا تھا چونکہ رازرک کاؤنٹ جولین کا بہترین دوست - اور ایک خط اس کاؤنٹ جولین نے مجھے اپنی بیٹی فلورنڈا کے نام بھی دیا تھا جو ام وقت شامی محل میں زیر تربیت ہے۔ میں فلورنڈا کو وہ خط دے چکا ہوں اور جب رازرک کو میں نے کاؤنٹ جولین کا خط دیا تو رازرک نے مجھے یہ سبق دے کہ پہلے میں موت کے اس میدان میں تیغ زنی کے مقابلے میں حصہ لے کر کوئی نام پیدا کروں اس کا خیال تھا کہ میں اس میدان کے اندر مقابلہ جیت جاؤں تو پھر میں بڑی بے فکری کے ساتھ مارتن نام کے اس جوان کے خلاف حرکت میں سکتا ہوں جو الویرا کی راہبہ لوسید کو اٹھا لایا ہے۔ رازرک کا یہ خیال تھا کہ میں یہ مقابلہ جیتنے کے بعد اگر مارتن کے ساتھ کوئی زیادتی بھی کرتا ہوں تو کوئی ام کی شکایت آکر ہسپانیہ کے حکمرانوں سے کرتا ہے تو یہ مقابلہ جیتنے کے بعد جب میں نام پیدا کر لوں گا تو ہسپانیہ کے حکمران میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے بلکہ وہ مارتن کو مجبور کریں گے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں وہ ایسا کرے۔

تو اے راہبہ میں نے صرف لوسید نام کی اس راہبہ کو مارتن سے حاصل کرنے کے لئے موت کے اس میدان میں تیغ زنی کے ان مقابلوں میں حصہ ا

ورنہ ان مقابلوں میں حصہ لیتا میرا کوئی مقصد اور کوئی ارادہ نہ تھا اب جب کہ میں ان مقابلوں میں جیت اور کامیابی حاصل کر چکا ہوں تو رازرک کے مشورے کے مطابق میں اس مارتن کے خلاف حرکت میں آؤں گا جو زبردستی لوسیا کو اٹھا لایا ہے۔ میں اس سے لوسیا کو حاصل کر کے واپس افریقہ روانہ ہو جاؤں گا اور اگر اس مارتن نام کے جوان نے لوسید کو بے آبرو یا داغ دار کر دیا ہو تو پھر میں مارتن کو بھی لوسید کے ساتھ اٹھا کر افریقہ لے جاؤں گا اور اسے الویرا کے کلیسا والوں کے حوالے کر دوں گا پھر جو وہ چاہیں اس مارتن کے ساتھ سلوک کریں تو اسے راہبہ یہ ہے وہ مقصد اور کام جس کے تحت میں افریقہ سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں۔

○

اس میدان میں رومی اور روجر دونوں سے مقابلہ جیتا تو رازرک مجھے پکڑ کر ہسپانیہ کے بادشاہ عیش کے پاس لے گیا تو عیش نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مجھے اپنی بیٹی اقلیمہ کا عہد مقرر کرتا ہے اور اس کے لئے اس نے مجھے اجرت کے طور پر ایک رقم بھی دے دی جب عیش نے میرے متعلق یہ فیصلہ کیا تو اس فیصلے کے بعد اس کی بیٹی اقلیمہ نے اس کی موجودگی میں بولتے ہوئے کہا مجھے کسی دوسرے عہد کی ضرورت نہیں ہے تاہم اگر میرا باپ تمہیں میرا عہد کر چکا ہے تو تم اس وقت میرے ساتھ رہا کرو گے جب کبھی میں نے ہسپانیہ کے مرکزی شہر لویڈو سے باہر نکلتا ہوں اس لئے یہ بھی کہا کہ میں عہد کی حیثیت سے شاہی محل میں نہیں رہوں گا بلکہ اسی کمرے میں قیام کروں گا جو موت کے میدان میں مجھے میا لیا گیا ہے اور سب سے بدترین اور نفرت انگیز جذبات اقلیمہ نے اپنے اہل خانہ اپنے باپ اور ہسپانیہ کے بادشاہ عیش اور میری موجودگی میں کسی وہ یہ کہ اقلیمہ نے بلند آواز میں صرف مجھے سنانے کی خاطر کہا کہ مجھے مسلمانوں سے اتنا درجہ کی نفرت ہے اور ہمدردوں سے مجھے اس سے بھی زیادہ نفرت ہے اور یہ کہ اگر میرے سامنے ایک طرف کوئی برہم کھڑا ہو اور دوسری طرف ہسپانیہ کا کتا تو میں اس برہم کی نسبت ہسپانیہ کے کتے سے زیادہ محبت کروں گی۔ تو اے راہبہ یہ ہیں وہ خیالات جو ہسپانیہ کے رہنے والوں کے مسلمانوں سے متعلق ہیں۔ طریف بن مالک کے یہ الفاظ سن کر ایلما کے چہرے پر مودی اور پریشانی چھا گئی تھی۔ فوری دیر کے لئے اس کی گردن جھک گئی پھر اس نے اپنے آپ کو کسی قدر منہلہ اور دوبارہ اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا شروع کیا۔ اے ابن مالک ہسپانیہ کے سارے لوگ ہسپانیہ کے بادشاہ عیش کی سرکش اور غیر شائستہ بیٹی اقلیمہ جیسے تو نہیں ہیں میرے اور میرے مرے والے بچا کے تعلقات ہمیشہ ان مسلمان برہم ملاحوں کے ساتھ اچھے بلکہ شفیقانہ رہے ہیں جو بھلائی بیچنے کے لئے ہسپانیہ کی جنوبی بندرگاہ قادس میں وارد ہوا کرتے تھے۔ اے ابن مالک میرے چچا جو پادری تھے ہمیشہ ان مسلمانوں سے حین سوال کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ مسلمان ان سوالوں کا جواب نہ دیا کرتے تھے۔ میں یہ نہیں

طریف بن مالک کی گفتگو سن کر ایلما کی آنکھوں میں ہمدردی اور دہمندی کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کر۔ ہوئے کہا میں نے آپ سے پہلے نہ کہا تھا کہ برہم کسی مقصد کے بغیر کہیں جمع جاتے اسی مقصد کے تحت میں نے آپ سے تفصیل جاننا چاہی تھی اور جو تفصیل آپ نے بتائی ہے اس سے نہ کر مجھے بے انتہا خوشی اور اطمینان ہوا ہے کہ آپ نے صرف ایک نصرانی نوجوان سے ایک راہبہ کو حاصل کرنے کے لئے افریقہ سے ہسپانیہ تک کا سفر کیا ہے ایسے جوان جو اس طرح کے نیک مقاصد کے لئے اٹھتے ہیں اسے ابن مالک میں ایسے جوانوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز خیال کرتی ہوں کیا میں آپ سے یہ بھی پوچھ سکتی ہوں کہ آیا آپ پیدائشی مسلمان ہیں یا آپ اس سے پہلے عیسائی یا بت پرست تھے۔ طریف بن مالک نے کہا اے اللہ میں تو پیدائشی مسلمان ہوں لیکن میرے قدیم آباء اجداد پہلے بت پرست تھے۔ لیکن بعد میں ان کے اندر عیسائیوں کی طرف سے تبلیغی جماعتیں جاتی رہیں جس کی بنا پر میرے آباء اجداد نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ میرا باپ بھی مشرق میں عیسائی تھا۔ بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا۔ لہذا میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے پیدائشی طور پر ہی اسلام نصیب ہوا۔ اے راہبہ مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم عیسائی ہو کر ایک مسلمان کی باتوں میں دلچسپی لے رہی ہو جبکہ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ہسپانیہ کے لوگ مسلمانوں سے اتنا درجہ کی نفرت کرتے ہیں ایلما نے فوراً بولتے ہوئے کہا میں ایلما تو کوئی بات نہیں یہاں کے لوگ مسلمانوں سے نفرت نہیں کرتے طریف بن مالک نے طنزیہ مسکراہٹ میں کہا۔ راہبہ میں تمہیں اس کا ثبوت دیتا ہوں اور وہ یوں کہ جب میں نے موت سے

گردن کا کہ عیسیٰ ابن مریم کے بعد سینٹ پال وہ شخص تھا جس نے اعلان کیا کہ ہاتھ رفع کے وقت اسی فعل رفع کے ذریعے عیسیٰ ابن مریم پورے اختیارات کے ساتھ امانیت کے مرتبہ پر اعلانیہ فائز کئے گئے پر ابن اللہ کا مطلب یقینی طور پر ذاتی امانیت کی طرف ایک اشارہ اپنے اندر رکھتا ہے جسے پال نے دوسری جگہ یسوع کو خدا کا اپنا بیٹا کہہ کر صاف کر دیا ہے اس امر کا فیصلہ اب نہیں کیا جاسکتا مگر آیا وہ ابتدائی عیسائیوں کا گردہ تھا یا پال جس نے مسیح کے لئے خداوند کا خطاب اصل مذہبی معنی میں استعمال کیا۔

شاید یہ فعل مقدم الذکر گردہ ہی کا ہو لیکن بلاشبہ وہ پال ہی تھا جس نے اس خطاب کو پورے معنی میں یونانی شروع کیا۔ پھر اپنے دعا کو اس طرح اور بھی زیادہ واضح کیا کہ خداوند یسوع کی طرف سے بہت سے وہ تصورات اور اصطلاحی الفاظ منتقل کر دینے جو قدیم کتب مقدسہ میں صرف خداوند کی ذات سے منسوب تھے اس کے ساتھ ہی اس نے مسیح کو خدا کی دانش اور عقلیت کے مساوی قرار دیا اور اسے مطلق معنی میں خدا کا بیٹا ٹھہرایا۔ تاہم متعدد بیانات اور پہلوؤں سے مسیح کو خدا کے برابر کر دینے کے باوجود پال ان کو قطعی طور پر اللہ کہنے سے روکا۔

اے راہبہ میں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث یونانیوں ایک فکری و حاشیہ ہے اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں اس لحاظ سے ہمارے لئے ایک عجیب قسم کا مرکب ہے۔ مذہبی خیالات بائبل کے اور ڈھلے اے ایک اجنبی فلسفے کی صورت میں ہیں اور یہ باپ بیٹا اور روح القدس کی اصطلاحیں یہودی ذرائع کی بہم پہنچائی ہوئی ہیں۔ آخری اصطلاح اگرچہ خود یسوع نے شاید نادر ہی کبھی استعمال کی تھی اور پال نے بھی جو اس کو استعمال کیا اس کا لغو بالکل غیر واضح تھا تاہم یہودی لٹریچر میں یہ لفظ شخصیت اختیار کرنے کے پہلے پہنچ چکا تھا جس اس عقیدے کا مواد جو یہودی ہے اگرچہ اس مرکب میں آئی ہوئے سے پہلے وہ یونانی اثرات سے مغلوب ہو چکا تھا اور مسئلہ خالص یونانی ہے۔ اصل سوال جس پر یہ عقیدہ بنا وہ نہ کوئی اخلاقی سوال تھا نہ مذہبی و راسل

جانتی کہ وہ ان سوالوں کا جواب نہ جانتے تھے یا جانتے تھے پر کہتے ہوئے کہ تھے کہ کیسے ہسپانیہ کی سرزمین میں وہ کسی الحیے میں نہ دھرائے جائیں گے ہمیشہ ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ٹال مٹول کر جایا کرتے تھے۔ اے مالک کیا وہ سوال میں اپنے قلبی سکون کے لئے آپ سے پوچھ سکتی ہوں؟ یا ابن مالک نے غور سے ایسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پہلے وہ سوال کو، اگر ان سوالوں کے جواب آتے ہوئے تو میں ضرور تم سے بلا جھجک کہہ دوں گا اے راہبہ یہاں میں تم سے یہ بھی کہوں گا چونکہ میرے آباء اجداد نصرانی لفظ میں نصرانیت سے متعلق بھی ماہرانہ علوم رکھتا ہوں۔ لہذا تم اپنے سوا کو مجھے ان سے متعلق کچھ آتا ہوا تو بغیر کسی توقف و غدشے کے تمہارے ر سچائی اور حقیقت سے کہہ دوں گا۔

ایسا نے پھر بولتے ہوئے کہا میرا پہلا سوال یہ ہے کہ تم مسلمانوں کا ابن مریم سے متعلق کیا عقیدہ ہے میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم ماں مریم بنت عمران سے متعلق تم لوگوں کا عقیدہ کیا ہے اور میرا تیسرا سوال ہے کہ تمہاری کتاب قرآن مقدس میں عیسائیوں کو نصرانی کہہ کر کیوں مخاطب کیا ہے۔ ایسا کے ان سوالوں پر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک کچھ نہ رہا۔ پھر اس نے بولتے ہوئے کہا اے راہبہ جہاں تک تمہارے دو پہلے سوالوں تعلق ہے اس سے متعلق شاید تم لوگوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ ابن اللہ تھے جبکہ عیسیٰ ابن مریم بنت عمران کے متعلق تمہارا عقیدہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ ام اللہ تھیں کیا میں نے سچ کہا ہے۔ اس پر ایسا نے فوراً بولتے ہوئے کہا ہاں عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اور ان کی ماں سے متعلق ہمارے یہی عقائد ہیں لیکن میں اب آپ کی زبان سے ان دونوں عیسیتوں سے متعلق مسلمانوں کے عقائد سننا چاہتی ہوں۔ طریف بن مالک جواب میں کہہ رہا تھا۔

اے راہبہ جہاں تک تمہارے سوال کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ابن مریم اس کے علاوہ کچھ نہ تھے کہ وہ صرف اللہ کے بندے اور نبی تھے چر تک عیسائیوں کا انہیں ابن اللہ ماننے کا تعلق ہے تو اس کے لئے میں مزار

۱۔ ایک شیت بھی رکھتی ہیں یعنی مسیح یک وقت دو مختلف شیتوں کے حامل
اسی دوران میں مٹھتی کلیسائے گناہ اور فضل کے مسئلہ پر بھی خاص توجہ کی
یہ سوال مدتوں زیر بحث رہا کہ نجات کے معاملہ میں خدا کا کیا کام ہے اور
وہ کا کام کیا ہے۔ آخر پانچ سو اسی (۵۲۹) عیسوی میں ایک اور کونسل
نہ ہوئی جس نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ ہبوط آدم کی وجہ سے ہر وجہ سے ہر
ان اس حالت میں مبتلا ہے کہ وہ نجات کی طرف کوئی قدم نہیں بڑھا سکتا جب
وہ اس فضل خداوندی سے جو اس کے اسطبلج میں کیا جاتا ہے نئی زندگی نہ
ل کر لے اور یہ نئی زندگی شروع کرنے کے بعد بھی اسے حالت خیر میں
رہار نصیب نہیں ہو سکتا جب تک وہ فضل خداوندی دائم اس کا مددگار نہ
ہے اور فضل خداوندی کی یہ دائمی کیفیت اسے صرف کلیسائی کے توسط سے
مل رہی ہے۔

۲۔ اے راہبہ مسیحی علماء کے ان بیانات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ
۱۔ میں جس چیز نے مسیحوں کو گمراہ کیا وہ عقیدت اور محبت کا غلط عقائد اسی غلو
۲۔ باپ پر مسیح علیہ السلام کے خداوند اور ابن اللہ کے الفاظ استعمال کئے گئے
۳۔ کی نفی ان کی طرف منسوب کی گئیں اور کفارہ کا عقیدہ ایجاد کیا گیا حالانکہ
۴۔ کی تعلیمات میں ان باتوں کے لئے کھانا کوئی توجہ نہیں موجود نہ تھی۔

۵۔ ہر جب قلعہ کی ہوا مسیحوں کو لگی تب بجائے اس کے کہ یہ لوگ گمراہی کو
۶۔ کر اس سے بچنے کی کوشش اور سعی کرتے انہیں اپنے گزشتہ پیشواؤں کی
۷۔ ال کو نبیلے کے لئے ان کی توجہات شروع کر دیں اور مسیح کی اصل
۸۔ ات کی طرف رجوع کے بغیر محض منطوق اور قلعہ کی مدد سے عقیدہ پر عقیدہ
۹۔ کرتے چلے گئے یہی وہ گمراہی اور ذلالت ہے جس پر ہماری کتاب یعنی قرآن
۱۰۔ کو مستند فرماتا ہے کہ مسیحی نعوذ باللہ ابن اللہ نہیں بلکہ صرف اللہ کے
۱۱۔ ہ اور رسول ہیں۔

۱۲۔ اے راہبہ جو کچھ میں نے کہا یہ تمہارے پہلے سوال کا جواب ہے تمہارا
۱۳۔ واسوال مریم بنت عمران یعنی عیسیٰ کی والدہ محترمہ سے متعلق ہے تو اس سے

وہ ایک فلسفیانہ سوال تھا یعنی یہ کہ ان تینوں اقاہیم یعنی باپ بیٹے اور روح
درمیان تعلق کی حقیقت کیا ہے۔ کلیسائے اس کا جواب دیا وہ اس عقیدے
درج ہے جو عیسائی دنیا میں نیکیا کی کونسل نے مقرر کیا تھا۔

۱۔ اے راہبہ تیسری صدی عیسوی کے خاتمہ سے پہلے مسیح کو عام طور پر
۲۔ نبی اور رسول ہی مانا جاتا تھا یا اللہ کے کلام کا جسدی ظہور مان لیا گیا تھا
۳۔ کلیتہت عیسائی ایسے تھے جو مسیح کی الوہیت کے قطعی قائل نہ تھے۔ چوتھی صدی
۴۔ میں اس مسئلہ پر کئی بحثیں چھڑی ہوئی تھیں جن سے کلیسائی بنیادیں ہل گئی
۵۔ آخر کار تین سو پچیس عیسوی میں نیتیکا کے مقام پر عیسائیوں کی ایک کونسل
۶۔ جس نے الوہیت مسیح کو باضابطہ سرکاری طور پر اصل مسیحی عقیدہ قرار دیا
۷۔ مخصوص الفاظ میں اسے مرتب کر دیا اگرچہ اس کے بعد بھی کچھ عرصہ تک
۸۔ چن رہا لیکن آخر کار فتح نیکیا کی کونسل ہی کے فیصلے کی ہوئی جسے مشرق اور
۹۔ میں اس حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا کہ صحیح عقیدہ عیسائیوں کا ایمان اسی پر
۱۰۔ چاہیے۔ بیٹے کی الوہیت کے ساتھ روح کی الوہیت میں تسلیم کی گئی اور
۱۱۔ اصطلاح کے کلمہ اور رائج الوقت شعار میں باپ اور بیٹے کے ساتھ جگہ دو
۱۲۔ اور اس طرح نیکیا میں مسیح کا جو تصور قائم کیا گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی
۱۳۔ کا عقیدہ تثلیث اصل مسیح مذہب کا ایک جزو ولایت قرار پایا۔ پھر اس دعویٰ
۱۴۔ کہ بیٹے کی الوہیت مسیح کی ذات میں مجسم ہوئی ایک دوسرا مسئلہ پیدا ہوا
۱۵۔ چوتھی صدی میں اور اس کے بعد بھی مدتوں تک بحث اور مناظرے کا
۱۶۔ جاری رہا۔ مسئلہ یہ تھا کہ مسیح کی شخصیت میں الوہیت اور انسانیت کے دو
۱۷۔ کیا تعلق ہے پس ۴۵۱ عیسوی میں کالیڈن کے مقام پر عیسائی پادریوں کی
۱۸۔ مجلس ہوئی جس نے یہ تصدیق کیا کہ مسیح کی ذات میں دو مکمل طبیعتیں جمع
۱۹۔ ایک الہی طبیعت دوسری انسانی طبیعت اور دونوں متحد ہو جانے کے بعد
۲۰۔ جداگانہ خصوصیت بلا کسی تغیر اور تبدل کے برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

۲۱۔ اس کے بعد عیسائی علماء کی ایک تیسری کونسل چھ سو اسی عیسوی میں
۲۲۔ قسطنطنیہ شہر میں منعقد ہوئی اس پر اتنا اضافہ اور کیا گیا کہ یہ دونوں طبیعتیں

لیسن اپنے ایک قانون کی تمہید میں مریم کو اپنی سلطنت کا حامی اور ناصر قرار دیتا ہے اس کا مشہور جرنیل نرئیس میدان جنگ میں مریم سے ہدایت اور انتہائی حاصل کرتا ہے ہمارے حضور علیہ السلام کے ہم عصر یونانی بادشاہ ہرکلیس نے اپنے جھنڈے پر مادر خدا کی تصویر بنا رکھی تھی۔ اے راہبہ یہ ہے وہ حقیقت کہ طرح نصرانی دنیا گمراہ ہوئی اور کس طرح انہوں نے ایک نیک اور پاک لڑکے کو بلاوجہ مادر خدا بنا کر رکھ دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد طریف بن مالک تھوڑی دیر کے لئے چپ رہا پھر ان کے بعد اس نے چند ماعتوں کے لئے ایلسا کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اے راہبہ تمہارا تیسرا سوال یہ ہے کہ وہی مقدس کتاب قرآن میں عیسائیوں کو نصرانی کہہ کر یوں مخاطب کیا گیا ہے تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بہترین نام ہے جو عیسائیوں کو زیب دیتا ہے اور اس کا اب خود ہماری کتاب مقدس کے اندر بھی دیا گیا ہے۔ اے راہبہ نام کے سلسلے میں تمہیں پوری تاریخ بھی بتا سکتا ہوں کہ کس طرح عیسیٰ کے ماننے والوں کو بلاوجہ اور بغیر کسی بنیاد پر مختلف ناموں سے پکارا گیا۔ سنو راہبہ! عیسیٰ نے اپنے پیروکاروں کا نام بھی عیسائی یا مسیحی نہیں رکھا تھا کیونکہ وہ اپنے نام سے کسی مذہب کی بنیاد ڈالنے نہیں آئے تھے۔ ان کی دعوت اسی دین کو تازہ کرنے اور طرف تھی جو کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان سے پہلے اور ابجد کے انبیاء لے کر لے تھے اس لئے انہوں نے عام بنی اسرائیل اور پیروان شریعت موسیٰ سے نہ کوئی جماعت بنائی اور نہ ہی اس کا کوئی مستقل نام رکھا ان کے ابتدائی نام بھی نہ خود اپنے آپ کو اسرائیلی ملت سے الگ سمجھتے تھے اور نہ ایک مستقل نام بن کر رہے اور نہ انہوں نے اپنے لئے کوئی امتیازی نشان اور نام قرار دیا۔ عام یہودیوں کے ساتھ بیت المقدس ہی کے یہودیوں میں عبادت کرنے کے لئے آئے تھے اور اپنے آپ کو موسوی شریعت پر عمل کرنے کا پابند سمجھتے تھے۔

آگے چل کر یہودیوں اور عیسائیوں میں جدائی کا عمل دو جانب سے شروع ایک طرف سے عیسیٰ کے پیروں میں سے پولوس یعنی سینٹ پال نے شریعت

متعلق میں یہ گزارش کیں کہ مریم بنت عمران ہماری نگاہ میں صرف ایک خاتون اور مسیح کی والدہ محترمہ ہیں جبکہ نصرانیوں نے اللہ کے ساتھ مسیح روح القدس ہی کو خدا بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسیح کی والدہ ماجدہ یعنی مریم کو بھی ایک مستقل معبود بنا ڈالا مریم کی الوہیت اور قدسیت کے متعلق اشارہ تک بھی بائبل میں موجود نہیں ہے۔ مسیح کے بعد ابتدائی تین سو برس عیسائی دنیا اس تخیل سے بالکل نا آشنا تھی۔

پان تیسری صدی عیسوی کے آخری دور میں اسکندریہ شہر کے بعض دین نے پہلی مرتبہ مریم کے لئے ام اللہ اور مادر خدا کے الفاظ استعمال کئے کے بعد آہستہ آہستہ الوہیت مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔

لیکن اول اول کلیسا اسے تسلیم کرنے کے لئے بالکل تیار نہ تھا بلکہ پرستوں کو فاسد العقیدہ قرار دیا جاتا رہا تھا۔ پھر جب اوریں کے اس عقیدے پر کہ مسیح کی واحد ذات میں دو مستقل جداگانہ خصوصیت جمع تھیں مسیح دین بخت و جدال کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا اس کا تعزیر کرنے کے لئے چار سو عیسوی میں افسوس شہر میں ایک کونسل منعقد ہوئی۔

اور اس کونسل میں پہلی مرتبہ کلیسا کی سرکاری زبان میں مریم کے لئے باللہ اور خدا کا لقب استعمال کیا گیا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ مریم پرستی کا مرض جو کلیسا کے باہر پھیل رہا تھا وہ اس کے بعد کلیسا کے اندر بھی تیزی کے ساتھ لگا جاتی کہ ہماری مقدس کتاب یعنی قرآن مجید کے نزول کے زمانہ تک پہنچے مریم اتنی بڑی دیوی بن گئی کہ باپ بیٹا اور روح القدس اس کے سامنے ہمارے اس کے جیسے جگہ جگہ کلیساؤں میں رکھے ہوئے تھے ان کے آگے مہمانوں کے جملہ مراسم ادا کئے جاتے تھے۔ اسی سے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ وہی رس حاجت روا مشکل کشا اور بے کسوں کی دشمنان بھیجی جاتی تھی۔

حد یہ کہ ایک مسیح بندے کے لئے ایک سب سے بڑا ذریعہ اعتماد اور تھا تو وہ یہ تھا کہ مادر خدا کی سرپرستی و حمایت حاصل ہو یہی وجہ ہے کہ

مسیحی یا عیسائی کے نام سے یاد نہیں کیا ہے بلکہ انہیں یاد دلایا ہے کہ تم دراصل ان لوگوں کے نام لیا ہو جنہیں عیسیٰ ابن مریم نے پکارا تھا کہ من انصاری ایسی اللہ یعنی کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے اور جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ نحن انصار اللہ یعنی ہم اللہ کی راہ میں آپ کے مددگار ہیں اس لئے اے راہبہ عیسائی بنیادی طور پر مسیحی یا عیسائی نہیں ہیں بلکہ نصاریٰ ہیں کیونکہ یہ نام ان کے لئے عزت اور فخر کا باعث ہے کیونکہ اس نام میں نہ صرف یہ کہ عیسیٰ ابن مریم کی پکار شامل ہے بلکہ اس نام میں ان حواریوں کی پکار بھی شامل ہے جو پہلے عیسیٰ پر ایمان لائے تھے سو اے راہبہ قرآن مقدس میں عیسائیوں کو جو مسیحی یا عیسائی کے بجائے نصاریٰ کہہ کر پکارا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید دنیا میں اس سے بہتر ان کے لئے کوئی نام نہیں ہے جو انہیں قرآن مقدس نے دیا ہے اس لئے عیسائی بنیادی طور پر مسیحی نہیں بلکہ نصاریٰ ہیں لیکن آج عیسائیوں کی تبلیغی جماعتیں محترم اور باعزت نام لینے پر قرآن مجید کا شکر یہ ادا کرنے کے بجائے النافذیت کر رہے ہیں کہ قرآن نے ان کو مسیحی کہنے کے بجائے نصاریٰ کے نام سے کیوں موسوم کیا۔ حالانکہ یہی نام حقیقت میں ان کی پہچان اور تکریم ہے تو اے راہبہ جو تین سوال تم نے پوچھے تھے ان کا جواب میں نے اپنی استطاعت اور اپنے علم کے مطابق دے دیا اب مزید پوچھو تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتا ہو۔

طریف بن مالک کے خاموش ہو جانے کے بعد ایسا تھوڑی دیر کے لئے گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی طریف بن مالک کی منتھو نے اس کے اوپر کچھ ایسا اثر کر دیا تھا جسے اس کے ذہن کی شاہراہ پر حیات نو کی تمنائیں دھول اڑاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوں یا گمراہی کے دینے کے اندر وہ تضاد حیات کے عجیب انداز کا فکرا ہو کر رہ گئی ہو ایسا لگتا تھا جسے اس کے دیدہ دل کو کسی چمپلائی دھوپ نے جھلسانا شروع کر دیا ہو اور اس کی آنکھوں کے اندر ان گنت رازوں کی شدت زور مارنے لگی ہو تھوڑی دیر تک حسین ایملہ کی حالت سوتے پڑے ہوئے شہر اندیروں کا ممکن بنے ہوئے قریبے اور قیامت فضاں بستیوں جیسی سنگتی رہی پھر

کی پابندی ختم کر کے یہ اعلان کر دیا کہ بس مسیح پر ایمان لے آنا ہی نجات لئے کافی ہے اور دوسری طرف یہودی علماء نے پیروان مسیح کو ایک گمراہ قرار دے کر عام یہودیوں سے کٹ کر علیحدہ کر دیا لیکن اس جدائی کے باوجود ابتداء میں اس نئے فرقے کا کوئی خاص نام نہ تھا خود پیروان مسیح کبھی اپنے شاکر و کا لفظ استعمال کرتے تھے اور کبھی اپنے لئے رفقاء کا ذکر بھائی یعنی اہل کے نام سے کیا کرتے تھے۔ بخلاف اس کے یہودی ان لوگوں کو کبھی عیسائی مقام پیدائش کے سلسلے میں گمیلئ اور کبھی ناصروں کا مذہبی فرقہ کہہ کر پکار لگے تھے اور یہ نام دھرنے کی کوشش انہوں نے ازراہ طرد و تفتیش اس بنا پر تھی کہ عیسیٰ کا وطن ناصره تھا اور قسطنطنیہ کے خلیفہ گمیلئ میں واقع تھا لیکن یہ الفاظ اس حد تک رائج نہ ہو سکے کہ پیروان مسیح کے لئے نام کی حیثیت اختیار جاتے۔

عیسائیوں کا موجودہ نام مسیحی پہلی بار ترمائیس یا چوالیس عیسوی میں ایک مشرک باشندوں نے رکھا تھا جب کہ خود سیٹ پال اور برنباں نے وہ کر اپنے مذہب کی تبلیغ عام شروع کی یہ نام بھی دراصل طرد و تفتیش کے مخالفین کی طرف سے رکھا گیا تھا اور پیروان مسیح خود اسے اپنے نام کے قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے لیکن جب ان کے دشمنوں نے ان کو ایسی پکارنا شروع کر دیا تو ان کے راہبروں نے کہا کہ اگر تمہیں مسیحی کی طرف سے کبھی لکھا جاتا ہے تو تمہیں اس پر شرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس رفتہ رفتہ لوگ خود بھی اپنے آپ کو اسی نام سے منسوب کرنے لگے جس کے دشمنوں نے ظہر انہیں منسوب کیا تھا۔ یہاں تک کہ آخر کار ان کے سے یہ احساس ہی ختم ہو گیا کہ یہ دراصل برا لقب تھا جو انہیں دیا گیا تھا اسے راہبہ تو دیکھتی ہے کہ عیسائی دنیا اظہار کے لوگوں کے دینے جاتے اس بڑے لقب پر فخر کرتی ہے اور اپنے لئے اسی نام کو ہمدردی قوم کے پکارتے اور لکھتے ہیں۔

اور سنو راہبہ ہماری کتاب مقدس میں اسی لئے مسیح کے ماننے والے

ہائش گاہ میں بلا کسی اجازت آ سکتی ہو جہاں سے لے کوئی رکاوٹ کوئی ممانعت نہیں ہے۔

ایسا تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی اے ابن مالک مجھے بے حد مددہ اور افسوس ہوا ہے کہ اسپانیہ کے بادشاہ عیش کی بیٹی اقلیمہ نے اپنی مصنگو میں آپ کی دل شکنی کی ہے ایک بار میں بھی اس سے مل چکی ہوں میں سمجھتی ہوں اس کی طبیعت اور اس کا مزاج ہی کچھ ایسا بد نما اور چڑچڑا ہے میرے خیال میں ورنہ وہ لڑکی نیت کی بری نہیں ہے۔ طریف بن مالک نے فوراً ایسا سے پوچھا اے راہبہ تم اقلیمہ سے کس سلسلے میں مل چکی ہو اس پر ایسا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اے ابن مالک میں آپ سے پہلے کہ چکی ہوں کہ میں قادس شہر کے ایک کلیسا کے اندر ایک راہبہ ہوں اس کلیسا کا جو استقف یعنی بڑا پادری ہے اس کا نام سیتیوس ہے اور وہ اقلیمہ کی ماں الیانہ کے رشتہ داروں میں سے ہے۔ میں جب قادس شہر سے ہسپانیہ کے مرکزی شہر ٹولیدو کی طرف راہبہ کی تربیت کے لئے آئی تھی تو اس استقف سیتیوس نے مجھے کچھ چیزیں الیانہ اور اس کی بیٹی اقلیمہ کو دینے کے لئے دی تھیں جو میں ان کے حوالے کرنے کے لئے شامی محل میں گئی وہاں میری ان دونوں ماں بیٹی سے مصنگو ہوئی اور اس مصنگو سے میں نے اندازہ لگایا کہ ماں کا مزاج اور اس کی طبیعت بہت اچھی اور شائستہ ہے لیکن اقلیمہ ایک حد تک مجھے ہنس دھرم، خدی اور چڑچڑی مزاج کی لگی۔ بہر حال اے ابن مالک! تم اس کے رویہ کو بھول جاؤ اس کے الفاظ پر مٹی ڈالو اور فراموش کر دو کہ اقلیمہ کے ساتھ تمہاری کوئی اس نوع کی مصنگو بھی ہوئی ہے۔

تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد ایسا پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اے ابن مالک! آپ بھی یہ خیال کرتے ہوں گے کہ میں ایک انہی راہبہ اس قدر آپ سے کیوں بلا جھگ اور فراخ دلی کے ساتھ مصنگو کر رہی ہوں آپ میرے اس رویہ کا برا نہ مانجئے اس لئے کہ میرے اندر ایک شائستگی ایک پیاس تھی جس پر قابو پانے کے لئے میں کسی ایسے مسلمان کی

اس نے کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہو خستہ اور زخم خوردہ آواز میں کہنا شروع کیا۔

اے ابن مالک آپ کی مصنگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ آپ اپنے ایمانیت دونوں ادیان کا بھڑن اور مکمل علم رکھتے ہیں میں نے جو آپ سے سوال پوچھے تھے اس کا آپ نے کماحقہ اور سچائی کے ساتھ جواب دیا ہے۔ سمجھتی ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس سے بہتر سچائی پر مبنی کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ اے ابن مالک آپ کی مصنگو آپ کے جوابات نے میرے ذہن پر عیسائیت کا خول چڑھا تھا اس پر عجیب طرح سے ضرریں لگائی ہیں اور مجھے اب احساس ہوا ہے کہ ہمارے دینیات کے ماہروں، پادریوں اور راہبوں نے فروشی اور دنیا پرستی پر عمل کرتے ہوئے بدعتوں اور تحریفوں کو اپناتے ہو۔ حلت و حرمت ختم کرتے ہوئے جواز اور عدم جواز کی پابندیاں ترک کر۔ امر نیکوئی کی اطاعت سے گریز کرتے ہوئے صرف قیاسی فلسفوں کی بھول بھلی کی بنیاد پر اپنے لئے لغو عمل کی راہیں ہموار کر لی ہیں جو غلط بنی اور غلط کار کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ہم عیسیٰ ابن مریم کے معجزات دیکھ کر ان کے ایسے گروہ پر ستار احسانمند شکر گزار اور نیاز مند ہو گئے کہ انہیں خدا کا بیٹا سمجھنا شروع دیا حالانکہ جو معجزات انہوں نے دکھائے تھے وہ ان کا کوئی ذاتی کمال نہ تھا بلکہ سب کچھ انہوں نے اپنے رب کی رضا مندی اور اس کے حکم سے ظاہر کیا تم اس لحاظ سے قدر شناسی اور احسان شناسی کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ تعریف صاحب کمال کی نہیں بلکہ خالق کمال کی کرنی چاہیے میں سمجھتی ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم کے معاملہ میں ہم لوگوں نے حدود کو تجاوز کرتے ہوئے اور ان کی تعریف میں غلو سے کام لیتے ہوئے ان کے اصل مقام اور مرتبے کو فراموش کر چکے ہیں اے ابن مالک اگر آپ اجازت دیں تو جب تک آپ یہاں ہیں میں آپ سے ملتی رہوں اور آپ کے دین اور اپنے دین سے متعلق معلومات آپ سے حاصل کرتی رہوں۔ طریف بن مالک کے لبوں پر جیسی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے راہبہ تم جب چاہو میری!

ب چلی جاؤں گی لیکن جب کبھی بھی آپ کا قدس شر آتا ہو یا میاں سے واپس
 بلکہ چلے جانے کے بعد آپ دوبارہ کبھی ہمسائیہ کی سرزمین میں داخل ہوں تو
 ہا قدس شر میں اس کلیسا کی طرف ضرور آئیں مجھے آپ سے مل کر بے حد
 فی اور سکون حاصل ہو گا۔ اب مجھے اجازت دیں میں جاتی ہوں۔ اس کے
 بعد ہی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی تھی۔ طریف بن مالک خاموشی
 اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ بیرونی دروازے تک اسے چھوڑنے آیا اور جب
 لہا چلی گئی تو وہ دوبارہ اپنی نشست پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ اس راہبہ کے جانے کی
 ہی دیر بعد طریف بن مالک کے کمرے میں اس کے دونوں ساتھی میثم
 یریم داخل ہوئے دونوں طریف بن مالک کے سامنے بیٹھ گئے پھر میثم نے
 یف کو مخاطب کرتے ہوئے کنا شروع کیا۔

اے ابن مالک پہلے تو ہم آپ کو موت کے اس میدان میں کامیابی اور فتح
 ی پر مبارکباد دیتے ہیں ہم دونوں تو بھاگ کر موت کے اس میدان میں ہی
 ہ کے پاس آنا چاہتے تھے لیکن آپ وہاں زیادہ تر ہمسائیہ کے بادشاہ عیش
 اس کے اہل خانہ ہی کے ساتھ مصروف رہے لہذا ہم دونوں آپ سے وہاں
 مل سکے میاں آنے کے بعد ہم آپ کے پاس فوراً آنا چاہتے تھے لیکن اس
 ہ آپ کے پاس یہ ابھی ابھی جانے والی راہبہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اے ابن مالک
 راہبہ آپ کے پاس کس سلسلے میں آئی تھی۔ طریف بن مالک نے جواب میں
 راتے ہوئے کہا ایک تو اس نے مجھے میری کامیابی پر مبارکباد دی۔ دوسری
 ہ نے میرے اور اپنے دین سے متعلق چند سوالات کئے جن کا میں نے اسے
 استطاعت اور اپنے علم کے مطابق ان کا جواب دے دیا ہے۔ اے میرے
 ہ یہ راہبہ مجھے کچھ عیسائیت سے دلبرداشتہ اور روح گرداں سی لگتی ہے یہ
 بھی شر کی رہنے والی ہے اور وہاں ایک کلیسا کے اندر راہبہ کی تربیت کے
 ل آئی ہوئی ہے اور چند دن تک واپس قدس شر کی طرف چلی جائے گی
 ہا قدس شر میں جو مسلمان مائی گیر اپنی کشتیاں ساحل پر لگاتے ہیں اور ساحل
 ہ کمرے ہو کر عبادت کرتے ہیں یہ اکثر ان کو دیکھتی رہی ہے اور یوں یہ

تلاش میں تھی جو میرے ذہن اور میرے دل میں اٹھتے ہوئے سوالوں کا
 دے سکے۔ اے ابن مالک ابھی میرے پاس اپنے اور آپ کے دین کے
 اور بھی سوال ہیں جو آپ سے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ لیکن یہ سوال میں
 سے اپنی اگلی ملاقاتوں میں کروں گی اے ابن مالک دراصل بات یہ ہے کہ
 شر میں رہتے ہوئے میری عجیب سی حالت ہو چلا کرتی تھی۔ قدس شر کا یہ
 سمندر کے کنارے اس جگہ واقع ہے جہاں پر ملاح اپنی کشتیاں کھڑی کرتے
 افریقہ سے جب مسلمان ملاح اس ساحل پر آیا کرتے تھے اور ساحل کی بجلی
 پر ہی کمرے ہو کر اور سجدہ کر کے وہ اپنے رب کی خوشنودی کے لئے نماز
 کرتے تھے تو وہ مجھے بڑے بڑے پرکشش اور درویشانہ رویہ اختیار
 ہوئے لگتے تھے۔ اے ابن مالک! میں کلیسا کے نواح میں درختوں کے اندر
 چھپ کر اور ساحلی چٹانوں کے پیچھے بیٹھ بیٹھ کر انہیں بڑی حسرت اور شوق
 دیکھا کرتی تھی اور میرے دل اور میرے ذہن میں یہ شوق اور ولولے اٹھتے
 کہ کاش میں بھی ابن درویشوں کے ساتھ ساحل کی غھڑی اور تنگی ریت پر
 رب کے حضور سجدہ ادا کروں اور اس کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے نہایت عا
 اور اکساری کے ساتھ اپنی راہبری اور سکون قلب کے لئے دعا مانگوں۔ ا
 طریقہ عبادت مجھے ایسا پسند تھا اور وہ ایسا دن میں پانچ بار کرتے تھے گویا
 دن میں پانچ بار اپنے رب اپنے خالق اور خداوند سے شرف ملاقات حاصل
 تھا۔ پس اسی جذبے اور اسی شوق میں میں انہیں چھپ چھپ کر عبادت کر
 ہوئے دیکھتی رہی تھی اور اسی جذبے کے تحت میرے دل میں مسلمانوں
 متعلق تفصیل حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

اس کے ساتھ ہی املا کھڑی ہو گئی اور طریف بن مالک کی طرف
 ہوئے اس نے کہا اے ابن مالک اے میرے بھائی! میں جانتی ہوں میں نے
 ہی آپ کا بہت سا وقت لے لیا ہے آپ سے مزید تفصیل اور راجنائی حا
 کرنے کے لئے میں پھر آپ سے ملنے کے لئے آؤں گی، ہاں اس موقع پر
 آپ سے یہ گزارش بھی کروں گی کہ میں تو چند روز تک شاید قدس شر

ہیشم کے اس انکشاف پر طریف بن مالک نے ایک بار باری باری غور سے ہیشم اور یریم کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کچھ سوچا اور آخر اس نے فیصلہ نہ انداز میں بولتے ہوئے کہا اے میرے دونوں ساتھیو اگر یہ مارتن اسی شرع رہتا ہے تو پھر ہمیں اس سے بچنے کے لئے دیر نہیں لگانی چاہیے۔ تم دونوں مو اپنے گھوڑے تیار کر کے باہر لاؤ پھر اتنی دیر تک میں بھی اپنا گھوڑا تیار کرتا رہوں اور پھر مارتن کے گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہیشم اور یریم اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے طریف بن مالک بھی اٹھ کھڑا ہوا اپنے گھوڑے پر اس نے زین ڈالی اسے دھانہ چڑھایا۔ زین کے ساتھ اس نے اپنی غریبیں بھی باندھ لیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو باہر نکالنے کے بعد اپنے اس مکان کو باہر سے قفل لگا دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک ہیشم اور یریم بھی اپنے گھوڑوں کی بائیں تھامے باہر نکلے پھر انہوں نے اپنی اپنے مکان کو باہر سے تالا لگایا اور پھر یوں وہ تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ٹریڈو شر کے شمالی حصے کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ٹریڈو شر کے شمالی حصے میں ایک جگہ ہیشم اور یریم دونوں نے اپنے گھوڑوں کو روک لیا اور ان کی دیکھا دیکھی طریف بن مالک نے بھی اپنے گھوڑے کی بائیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا تھا پھر ہیشم نے اپنے سامنے ایک مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا اے ابن مالک وہ جو سامنے مکان ہے یہ مکان اسی مارتن کا ہے جو لوہیا کو افریقہ کی سرزمین سے اغوا کر کے یہاں لے آیا ہے یہ لوگ چونکہ مجھے اور یریم دونوں کو جاننے والے ہیں۔ لہذا آپ خود آگے بڑھ کر اس مکان کے دروازے پر دستک دیں اور مارتن سے متعلق دریافت کریں۔ میں اور یریم دونوں پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جائے ہیں تاکہ کسی پر ہماری نگاہ نہ پڑے اور کوئی ہمیں پہچان نہ پائے۔ طریف بن مالک کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے ہیشم کی اس گفتگو کو پسند کیا ہو کیونکہ ہیشم کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اثبات میں اپنی گردن ہلا دی تھی۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کو اید لگا کر آگے بڑھتا ہی لگا تھا کہ ادویڑی عمر کا ایک شخص ان

ہمارے طریقہ عبادت اور ہماری نماز سے بے حد متاثر اور پرشوق گھم گھماتوں نے جو خداوند کے مقابلہ میں یحییٰ ابن مریم کو ابن اللہ اور ان کو مادر اللہ بنا رکھا ہے تو یہ راہبہ مجھے ان باتوں سے بھی سرگرواں اور متاثر ہے۔ ایسی لڑکی پر اگر تھوڑی سی کوشش کی جائے تو یہ اسلام قبول کرنے کو تیار ہو سکتی ہے۔ اس پر یریم نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ تو اے ابن مالک کاہن کی اگر ہم اس راہبہ کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر سکیں تو یہ نہ اس کی ذات پر احسان ہو گا بلکہ ہمارے لئے بھی کار ثواب ہو گا۔ اس پر بن مالک نے فیصلہ کن انداز میں کہا میں دیکھوں گا کہ ہمیں اس کے معاملہ کرنا چاہیے یا اس وقت آؤ اپنے اصل موضوع پر گفتگو کریں۔

اے میرے دونوں ساتھیو تم جانتے ہو کہ افریقہ سے ہسپانیہ کی سرزمین داخل ہونے کا اصل مقصد یہ ہے کہ مارتن سے ٹپٹ کر اور اس سے حاصل کر کے واپس افریقہ جائیں اور یہ جو میں نے کل مقابلہ میں حصہ لیا یہ میرا دعا اور میرا مقصد نہیں تھا تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہسپانی دنیا میں کئی کے اندر ایسے موت کے میدان بنے ہوئے ہیں مثلاً ایسا ہی مقابلوں کے موت کا میدان ایک شہنشاہ اور ایک اخلاک شرمیں بھی ہے۔ اس میدان اترنے کا مقصد اپنے آپ کو نمایاں کرنا نہ تھا بلکہ ایسا میں نے رازدارانہ مشورے پر کیا ہے۔ کیوں کہ اس کا کہنا تھا کہ اگر میں ان مقابلوں میں حصہ کر جیت جاتا ہوں تو پھر اس سرزمین کے اندر اگر مجھ سے کوئی بھی غلطی ہو جاتی ہے تو اس کے لئے مجھ سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ لہذا میرے ساتھیو موت کے اس میدان میں یہ مقابلہ جیتنے کے بعد مجھے اب وہ کہ ہم تینوں مارتن کے خلاف زیادہ آسانی اور سہولت کے ساتھ حرکت کر سکیں گے۔ اب تم دونوں مجھے یہ بتاؤ کہ مارتن کہاں رہتا ہے اور تم کہ میرے ساتھ اس کے گھر کی طرف جاسکتے ہو۔ طریف بن مالک کے اس پر ہیشم نے فوراً بولتے ہوئے کہا یہ مارتن تو اسی شر ٹریڈو میں رہتا ہے ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ اس کے گھر جانے کے لئے تیار ہیں۔

وہاں تم نے دونوں مقابلے جیت لئے تو پھر تمہاری طرف سے مارتن خدشوں و خطرات میں گھر کر رہ گیا۔ اس لئے کہ جو شخص موت کے اس میدان میں لڑتا ہے ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر اس کی بے حد عزت کی جاتی ہے اور ہر جگہ اس کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لہذا مارتن کو یقین ہو گیا تھا کہ اگر اب اس نے تم پر ہاتھ ڈالا تو نہ صرف یہ کہ ہسپانیہ کے لوگ بلکہ ہسپانیہ کی حکومت اس کی صورت مارتن کو معاف نہ کرے گی۔ اسی بناء پر مارتن تھوڑی دیر قبل یہ کہ یہاں سے لے کر طلببیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے تاکہ نہ وہ تمہارا ہتھکڑی کرے اور نہ لوسیدہ اس کے ہاتھ سے جاتی رہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سولادو خاموش ہو گیا تھا کیونکہ میٹم اور یریم نے اس کو پہچان لیا تھا۔ اسی لئے وہ دونوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اس کے پیچ آئے پھر وہ نیچے اتارے اور باری باری وہ دونوں سولادو سے بغل گیر اُسے پھر میٹم نے سولادو کو رازدارانہ انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اولاد تو جانتا ہے کہ مارتن ہمارے ہاں سے لوسیدہ کو بھگا لایا ہے اور ہم اپنے اس مہر طرف بن مالک کی سرپرستی میں لوسیدہ ہی کو لینے کے لئے ہسپانیہ میں داخل اُسے ہیں۔ میں اور یریم دونوں پس پردہ ہی رہ کر اس کام کو انجام دینا چاہتے ہیں اُس لئے کہ ہمارے تو سب یہاں جانے والے ہیں لیکن اب اے سولادو جبکہ تم نے ہمیں دیکھ ہی لیا ہے تو بتاؤ کہ اس وقت مارتن کہاں ہے اور لوسیدہ کو اس نے کہاں چھپا رکھا ہے۔ سولادو نے مسکراتے ہوئے کہا میں نے تمہارے اس امیر طرف بن مالک کو سب کچھ بتا دیا ہے۔ مارتن کا پہلے ارادہ تھا کہ وہ تمہیں پر لڑے اور ہو کر تمہیں کا خاتمہ کرے مگر لوسیدہ پر بیشہ کے لئے قبضہ کر لے لیکن آج اب اس ابن مالک نے موت کے اس میدان میں مقابلہ جیت لیا تو مارتن اس کی طرف سے فکر مند ہو گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ مقابلہ جیتنے کے بعد طرف بن مالک ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر بڑی ہولناکیوں کی عزت و احترام حاصل کر لے گا۔ اس کی بنا پر وہ لوسیدہ کو واپس لینے میں کامیاب ہو جائے گا اس وجہ سے اس نے مارتن طلببیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے اور اُسے میٹم اور یریم

کے قریب آیا اور طرف بن مالک کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے اس بڑی اہمیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو تمہیں اس کی سرزمین سے یہاں آئے ہو اور تمہارا اصل دعا اور اصل مقصد یہ ہے کہ لوسیدہ کو حاصل کیا جائے جسے بدبخت مارتن اٹھا کر یہاں لے آیا ہے سنو میرے سولادو ہے اور میں تم لوگوں کا دشمن نہیں دوست ہوں۔

اوجڑ عمر کا وہ شخص جس نے اپنا نام سولادو بتایا تھا تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا اے ابن مالک تمہیں موت کے میدان میں آج مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ چکا ہوں وہ مقابلہ کر تم نے ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر اپنے لئے ایک مقام پیدا کر لیا ہے۔ تم جہاں اوز جس جگہ بھی جاؤ گے لوگ تمہیں عزت اور احترام کی نگاہ دیکھیں گے اور تم کھل کر مارتن کے خلاف حرکت میں آسکو گے۔ سنو تمہارے ساتھ تمہارے دو ساتھی ہیں انہیں میں اچھی طرح سے جانتا ہوں اُن کے نام میٹم اور یریم ہیں اور یہ دونوں میری ذات سے بھی خوب واقف آگاہ ہیں۔ میں تم لوگوں سے صرف یہ کہنے کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں مارتن اس وقت یہاں نہیں ہے وہ لوسیدہ کو افریقہ کی سرزمین سے ضرور مارا کر لایا تھا لیکن یہاں اس نے چند دن قیام کیا اس دوران اس نے ہر طرح کوشش کی کہ لوسیدہ کو اپنے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کرے لیکن وہ ایسا کہ میں کامیاب نہ ہوا اس لئے کہ لوسیدہ نے نہ صرف یہ کہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے قطعی انکار کر دیا بلکہ اس نے اپنی راہبانہ حیثیت کو ترک کرنے بھی صاف انکار کر دیا تھا۔ مارتن ابھی تک اسی جدوجہد میں تھا کہ لوسیدہ کو طرح اپنے ساتھ شادی پر آمادہ کر لے کہ اسی دوران اسے خبر ہو گئی کہ تم لوسیدہ کو لینے اس سرزمین میں داخل ہو چکے ہو پہلے اس کا ارادہ تھا کہ وہ ساتھیوں کو جمع کر کے تمہیں پر حملہ آور ہو گا اور تمہیں کا خاتمہ کر دینے بعد کسی نہ کسی طرح لوسیدہ کو اپنے پاس رکھنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن ابن مالک جب تو نے آج موت کے میدان میں بیچ زنی کے مقابلوں میں حصہ

دل پر ایک عذاب سے منہلوں کی ایک جتو اور تلاش میں رات دکھ کے
 اے سمندر کی طرح بھینچ اور ہانکتی جا رہی تھی۔ چنتے لئے مکتے شربت بھر جانے
 الی روشنی کے دکھ میں کم ہانگی کے احساس کی طرح بے کلی ویرانی اور دشت
 کا شکار ہو کر رہ گئے تھے۔ مگرے سیاہ اندھیروں کے اندر احساس کے پٹے غم
 ہونے لگے تھے۔ وقت کی بوڑھی آنکھیں خاموشی سے یہ سارا مہر دیکھتی چلی جا
 رہی تھیں۔ جیسے یہ سب کچھ اس کی مرضی اور عادت کے مطابق ظہور پذیر ہو رہا
 ہو۔ اور اس رات کے طاقوں کے اندر اوٹیں نیندیں ہر شے پر سکوت اور
 خاموشی طاری کرنے لگی تھیں۔ ستارے اور چاند آسمان پر نمودار ہو گئے تھے
 اور فروغ سحر تک کے لئے وہ اپنی کرنوں سے فضاؤں کے اندر اندھیروں کے خار
 پننے اور روشنی کے گیت بننے لگے تھے۔ طرف بن ہالک ہیشم اور یریم بڑی
 جیزی کے ساتھ دریائے تاجہ کے گیلے سرد ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے گھوڑوں کو
 راتے بھاگتے جا رہے تھے۔

دریائے تاجہ کے کنارے کنارے کوئی بارہ میل تک طلبیرہ کی طرف
 جانے کے بعد اچانک طرف بن ہالک نے دریا کے کنارے کنارے جانے والی
 شاہراہ پر ایک ہیولہ سا دیکھا اس لمحہ اس کے چرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی اس
 لئے کہ اس کو یقین ہو گیا تھا کہ دریا کے کنارے کنارے اپنے سامنے جو ہیولہ
 اسے دکھائی دیا ہے وہ ضرور اس بھی اس ہیولہ ہے جس میں مارتن لوسیر کو بٹھا کر
 طلبیرہ کی طرف بھاگا تھا۔ اپنے گھوڑے کو اسی طرح بھاگاتے ہوئے طرف
 بن ہالک نے اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے دھیمی اور مدہم آواز
 میں کہا اے ہیشم اور یریم میرے دونوں رفیقو سنو اپنے سامنے ذرا غور سے دیکھو
 جس میں ایک ہیولہ دکھائی دے گا اور میرا دل یہ کہتا ہے کہ یہ ہیولہ مارتن کی بھی
 تاجہ ہے اگر ایسا ہے تو گویا رات کی تاریکی میں ہم مارتن کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو
 چکے ہیں اس موقع پر یریم نے بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے
 ابن ہالک تمہارا اندازہ درست ہے یہ ہمارے سامنے دکھائی دینے والا اور لمحہ بہ
 لمحہ نمایاں ہونے والا ہیولہ یقیناً "مارتن کی بھی ہے اور اب یہ محض نہ ہی لوسیر

میرے بھائیہ اگر تم طرف بن ہالک کے ساتھ کوشش کرو تو تم مارتن کو را
 میں ہی پکڑ سکتے ہو۔ اس کے ہمراہ اس کا کوئی ساتھی نہیں ہے وہ اکیلا ہی لوسیر
 میاں سے ایک بھی میں لے کر گیا ہے۔ طلبیرہ میاں سے تقریباً "ہیں"
 کے فاصلے پر ہے اور اگر تم تینوں کوشش کرو تو عشاء کے قریب تم مارتن
 طلبیرہ کی طرف جاتے ہوئے راستے ہی میں پکڑ سکتے ہو میں سمجھتا ہوں کہ
 وقت ضائع نہ کرو اس لئے کہ سورج اب غروب ہونے والا ہے تم تینوں فوراً
 مارتن کے تعاقب میں لگ جاؤ۔

قبل اس کے ہیشم اور یریم میں سے کوئی سوالاؤ کو اس کی گفتگو کا کام
 جواب دیتا طرف بن ہالک نے سوالاؤ کو مخاطب کرنے میں پل کی اور اس۔
 کہا اے سوالاؤ تمہارا شہر یہ کہ تو نے مارتن سے متعلق نہ صرف یہ کہ بہت
 معلومات فراہم کی ہیں بلکہ اس پر قابو پانے کے لئے عمدہ مشورہ بھی دیا ہے۔
 ہمیں امید ہے کہ لوسیر کے ساتھ مارتن ہم سے بھاگ کر بچ نہ سکے گا۔ اس
 بعد طرف بن ہالک نے اپنے دونوں ساتھیوں ہیشم اور یریم دونوں کو مخاطب
 کرتے ہوئے کہا اے میرے رفیقو! دیکھو سورج اب جبکہ کر غروب ہو گیا ہے
 اور فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیلنے لگی ہیں ہمیں فوراً "مارتن کے تعاقب میں
 نکل کھڑا ہونا چاہیے اگر اس نے کہیں اپنی منزل پر پہنچ کر ٹھکانہ کر لیا تو پھر ہم
 پر قابو پانے کے لئے ہمارے لئے کسی ایک دشواریاں اور مشکلات اٹھ کھڑی ہوا
 گی۔ لہذا آؤ میاں سے کوچ کریں اور طلبیرہ کی طرف جاتے ہوئے مارتن
 راستے میں ہی جا لیں۔ ہیشم اور یریم دونوں نے طرف بن ہالک کی اس گفتگو
 سے اتفاق کیا۔ پھر وہ تینوں اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے
 جس وقت وہ شہر سے نکلے تھے اس وقت تک سورج غروب ہو چکا تھا اور فضاؤں
 کے اندر تاریکیاں بکھر چکی تھیں۔ فضاؤں کے اندر چھائی رات اور اس کے پھیلنے
 اندھیروں کی پرواہ کئے بغیر وہ تینوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اس شاہراہ پر
 سرٹ دوڑا رہے تھے جو دریائے تاجہ کے کنارے کنارے لویڈو سے طلبیرہ
 کی طرف جاتی تھی۔

کو ہم سے چھپا سکے گا اور نہ ہی ہم سے بچ کر بھاگ نکلے میں کامیاب ہوئے
 طریف بن مالک یا بیشم کسی نے بھی یریم کی اس بات کا جواب نہ دیا اور
 تینوں اپنے گھوڑی اسی طرح دریائے تاجہ کے کنارے بھاگتے رہے یہاں تک
 وہ کبھی کے قریب پہنچے پھر طریف بن مالک نے بیشم اور یریم دونوں
 مخاطب کرتے ہوئے کہا تم کبھی سے آگے نکل کر کبھی کے گھوڑوں کو پکڑ کر
 دو پھر دیکھتے ہیں کہ مارتن کیسے رد عمل کا اظہار کرتا ہے بیشم اور یریم دونوں
 طریف بن مالک کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو اور زیادہ
 سے بھاگا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کبھی کے دونوں گھوڑوں
 کو روک کر کبھی کو ایک جگہ کھڑا کر دیا تھا۔ جبکہ خود طریف بن مالک کبھی
 پچھلے حصے میں ہی رک کر مارتن کی طرف سے کسی رد عمل کا انتظار کرنے لگا تم

○

بیشم اور یریم دونوں مارتن کو پہچان گئے تھے۔ وہ خود بھی بے گھوڑوں
 ہانک رہا تھا اور جب ان دونوں نے کبھی کو روک دیا تو مارتن نے ہاتھ میں
 ہوا چرمی چابک ایک طرف رکھ دیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی کھوار
 اور ڈھال اٹھائے ہوئے اس نے بیشم اور یریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
 بیشم اور یریم میں تم دونوں کو پہچان چکا ہوں مجھے پہلے ہی امید تھی کہ تم ضرور
 لوسبر کو لینے کے لئے میرے خاقاب میں نکلو گے کیا تم دونوں ہی لوسبر کو لینے
 لئے میرے پیچھے آئے ہو۔ اس پر بیشم نے کچھ سوچا پھر اس نے مارتن کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا اے مارتن سنو اس وقت تو صرف میں اور یریم ہی تمہارے
 سامنے ہیں اور میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں تم سے بٹ کر
 لوسبر کو ضرور واپس لے جائے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بیشم کے اس جملے
 پر مارتن کے چہرے پر مسکراہٹ نکھر گئی تھی اور اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر اس نے
 اگر میرے خاقاب میں صرف تم دونوں ہی آئے ہو اور رات کی اس تاریکی میں
 تمہارا تیسرا ساتھی جس کا نام طریف بن مالک ہے تمہارے ساتھ نہیں ہے تو
 تم دونوں سن رکھو میں اس کبھی کو تم دونوں کی لاشوں کے اوپر سے گزار آ

ایہ کو لے کر طلبہ پرہ شری کی طرف لے کر جانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔
 ہری چلتی بھاری اور خون کے رنگ بکھیرے والی کھوار جب تم دونوں پر برسے
 لی تو تم دونوں کو اپنے چاروں طرف موت کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دے گا۔
 رتن تھوڑی دیر کا۔ ایک چشم برق ان دونوں پر ڈالتے ہوئے پھر کہا تم دونوں
 لی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھے اور لوسبر کو ہمارے حال پر چھوڑ کر
 میں سے واپس لوٹو شری کی طرف چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے تیسرے ساتھی
 لریف بن مالک کو لے کر افریقہ روانہ ہو جاؤ اور اگر تم نے میرا کہا نہ مانا تو یاد
 رکھو تم دونوں کے لئے اس گہری تاریکی رات میں میں سفاک لحوں کا طوفان
 ن جاؤں گا اور تمہاری رگ رگ، تمہارے ریشے ریشے میں موت اور مرگ کا
 پام ڈھال کر رکھ دوں گا بیشم اور یریم میں سے کوئی مارتن کی اس گفتگو کا
 واب دینے ہی والا تھا کہ طریف بن مالک اپنے گھوڑے کو ہانکتے ہوئے کبھی کی
 پردہ میں لایا پھر اس نے اپنی بھاری آواز اور کھولتے لہجہ میں مارتن کو مخاطب
 کرتے ہوئے اور چونکا دینے والے انداز میں کہا۔

اے مارتن رات کی اس تاریکی میں جو گفتگو ابھی ابھی تم نے میرے دونوں
 ساتھیوں بیشم اور یریم کے ساتھ کی ہے یہ گفتگو بچوں کے ڈرائے کے کام تو آ
 ئی ہے لیکن ایسی گفتگو ہم تینوں پر کوئی اثر نہیں چھوڑ سکتی! سنو مارتن میری
 طرف سے غور سے دیکھو میں طریف بن مالک ہوں اور میں اپنے ان دونوں
 ساتھیوں کے ساتھ تم سے لوسبر کو حاصل کرنے کے لئے میں افریقہ سے ہسپانیہ
 کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں اور اے مارتن تم جانتے ہو میں تمہارے مرکزی
 لہر لوزیدو کے موت کے میدان کے اندر تیغ و نیا کا مقابلہ بھی جیت چکا ہوں اور
 آہ تم میری ذات اور میری شخصیت سے پوری طرح واقف اور آگاہ بھی ہو چکے
 ہو گے میں تمہارے ساتھ ابھی شرافت کے ساتھ گفتگو کر رہا ہوں اور اگر تم نے
 ہماری شرافت کا جواب شرافت کے ساتھ نہ دیا تو پھر سن رکھو میرے تمہارے
 ایک لمحہ کا انکار بھی تمہارے لئے موت اور مرگ کا پیغام بن کر رہ جائے گا۔
 اے مارتن میں تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کی سرزمین میں تم سے

کے اندر اکیلی لوسید ایک نشست پر پڑی ہوئی تھی اور مارتن نے اسے بھیجی کے اندر رسیوں سے جکڑ کر پوری طرح بے بس کر رکھا تھا۔ طریف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا کیا تم اس لڑکی کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے۔ اس پر جیشم نے بولتے ہوئے کہا اے امیر ہم جانتے ہیں یہ لوسید ہی ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے ہم مارتن سے اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اس پر طریف بن مالک نے خوش کن انداز میں کہا کہ اگر یہ لوسید ہے تو پھر آگے بڑھ کر رسیاں کھول کر اسے آزاد کرو۔ جیشم اور یریم دونوں آگے بڑھے انہوں نے رسیوں کو کھول دیا جن کے اندر لوسید کو جکڑا گیا تھا۔ جب لوسید آزاد ہوئی تو وہ بھیجی سے نیچے اتری پھر اس نے بڑے حوصلوں اور بڑے اطمینان کے ساتھ طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں جیشم اور یریم کو تو پہچان چکی ہوں کہ یہ دونوں میرے خوب جاننے والے ہیں لیکن میں آپ کو نہیں جان سکی کہ آپ کون ہیں اور کیوں میری مدد کے لئے آئے ہیں۔ لوسید کے اس انتشار پر طریف بن مالک نے بڑی نرمی اور بڑی محبت سے کہا! سنو میری بہن میرا نام طریف بن مالک ہے میں بھی الورا نام کی بہتی کا رہنے والا ہوں لیکن میں بیچپن سے ہی اپنے باپ کے ساتھ اسلامی لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔ میں اب جیشم اور یریم کے ساتھ اس مارتن سے صرف تمہیں حاصل کرنے کے لئے ہی ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا ہوں۔

طریف بن مالک کے جواب پر لوسید نے گلوگیر سی آواز میں مخاطب کر کے کہا میں تم تینوں کی شکر گزار ہوں کہ تم تینوں مسلمان ہو کر میری مدد کے لئے یوں افریقہ سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ہو۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو میں تمہارے سامنے پیش کر کے تم تینوں کا شکریہ ادا کر سکوں اس پر طریف بن مالک نے پھر لوسید کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا اے میری بہن ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم ہماری بہتی ہمارے صحرا کی بیٹی ہو۔ ضرورت کے وقت تمہاری مدد کرنا اور تمہارے کام آنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ لہذا مارتن کے خلاف تمہاری مدد کر کے ہم نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا

تمہاری ذات ہی کا تادان وصول کرنے کا مدد لے کر داخل ہوا تھا۔ قتل اس میں غائب ہوا۔ ہواؤں کی طرح تم پر حملہ آور ہو کر تمہارے اعضاء شل تمہارے اوسان خلا کر کے رکھ دوں اے مارتن زندگی چاہتے ہو۔ خزانہ خزا۔ رات کی اس تاریکی میں تم اپنی تلوار اور ڈھال پھینک کر بھیجی سے نیچے اتر آؤ۔ درندہ میں اپنے گھوڑے کو ایذا لگا کر آگے بڑھاؤں گا اور پھر جب میری تلوار پر برسے گی تمہیں اس شب میں چاروں طرف زندگی پر پھیلنے ہوئی موت ہو موت دکھائی دے گی۔ قتل اس کے کہ میں تمہارے لئے اجنبی بن کر اپنی تلوار سوخت لوں قتل اس کے کہ بھیجی کے اندر تمہارے خلاف ایک صحرا ایک ظلم ہو کر دینے والے التناک لہجوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوں اے مارتن میں تمہیں آخری بار تنبیہ کرتا ہوں کہ اپنی تلوار اور اپنی ڈھال پھینک کر بھیجی سے نیچے اتر آؤ۔ طریف بن مالک کی اس دھمکی کا مارتن پر خاطر خواہ اثر ہوا تھا اس کے جسم پر لرزہ راشت طاری ہو گیا تھا پھر ایک آخری نگاہ طریف بن مالک پر ڈالتے ہوئے اپنی تلوار اور ڈھال بھیجی کے اندر پھینک دی پھر وہ بھیجی سے نیچے کود گیا تھا۔

اس موقع پر طریف بن مالک نے اپنی بلند آواز میں جیشم اور یریم کو مخاطب کر کے کہا! اے جیشم اور یریم میرے دونوں ساتھیو اپنے گھوڑوں سے نیچے اترو اور اس مارتن کی دونوں ٹانگیں اور دونوں ہاتھ اس کی پشت پر رسیوں سے باندھ کر بھیجی کے اندر دھکی دے گا جائزہ لو کہ اس کے اندر کون کون ہے۔ طریف بن مالک کے کہنے پر جیشم یریم فوراً دونوں حرکت میں آئے وہ فوراً اپنے گھوڑوں سے کود گئے اپنے گھوڑوں کی غریبزیں سے انہوں نے رسیاں نکالیں مارتن کو زمین پر بٹھا کر اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر خوب جکڑ کر کس دیئے تھے۔ اس کے بعد طریف بن مالک بھی اپنے گھوڑے سے نیچے کود گیا اور اس نے دوبارہ جیشم اور یریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم دونوں بھیجی کے پردے ہٹاؤ میں دیکھوں کہ اندر کون ہے جیشم اور یریم دونوں نے آگے بڑھ کر بھیجی کے پردے ہٹائے تو انہوں نے چاند اور ستاروں کی روشنی میں دیکھا بھیجی

کوئے کوئے میں پھیلا شروع ہو گئی تھیں۔ ایسے میں دریائے تاجہ کے کنارے کنارے بھی کوہاٹکے ہوئے میٹھ نے بھی کے گھوڑوں کو ٹولیدو شر کے شمال میں عین دریائے تاجہ کے کنارے ان کے سب سے بڑے کلیسا کے سامنے گھوڑوں کو روک دیا تھا پھر وہ بھی سے نیچے اترا اس وقت تک طریف بن مالک اور یریم بھی اپنے گھوڑوں سے اتر پئے تھے۔ پھر میٹھ طریف بن مالک کی طرف آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے ابن مالک! کبھی تو میں نے ہسپانیہ کے سب سے بڑے کلیسا کے سامنے روک دی ہے اب مجھے مزید کیا کرنا چاہیے۔ میٹھ کے اس استفسار پر طریف بن مالک کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وہ رک گیا کیونکہ کلیسا کے اندر سے وہی راہبہ اسے باہر آتی دکھائی دے رہی تھی جس کا نام ایملہ تھا۔ وہی ایملہ جس نے روجر اور رومیر سے مقابلہ جیتنے کے بعد طریف بن مالک کو مبارکباد دیتے ہوئے ایک پھول پیش کیا تھا۔ وہی ایملہ جو طریف بن مالک کے کمرے میں گئی تھی اور اس سے افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف آنے کی تفصیل پوچھتی رہی تھی بہر حال ایملہ کو دیکھتے ہوئے طریف بن مالک خاموش ہو گیا تھا۔

دوسری طرف میٹھ اور یریم بھی دونوں بڑے غور اور اٹھاک سے اپنی طرف آتی ہوئی ایملہ کی طرف دیکھ رہے تھے جب ایملہ نزدیک آئی تو ان دونوں نے اندازہ لگایا۔ طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے ایملہ کے گلاب چہرے پر غزلوں کا بھپور روپ تھا اس کا شہاب جبین پر جمال سحر اس کی حسین کمری نیلی آنکھوں کے اندر زندگی کی مرغوب جھلک اور خیالات کی لہروں کی زیبائی تھی اس کے شراب ناب سے بھپور سرخ ہونٹوں پر اس سے نغمہ کے اترتے قطروں کا سا سماں تھا۔ اس سے ایملہ نام کی وہ راہبہ ایک خوار اک لذت اک طراب اور ہزاروں کیف و سرور کی طرح طریف بن مالک کے سامنے آئی اور پھر اس نے شہنم کے اترتے قطروں کی طرح پر کشش اور پھٹکی برف جیسے نرم انداز میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ جو آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجھ کی طرح آئے ہیں تو کیا یہاں آپ کو کوئی کام ہے۔ طریف بن مالک نے غور سے ایملہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے راہبہ

اپنا فرض ادا کیا ہے اب تم بھی میں بیٹھ جاؤ اب ہم یہاں سے واپس ٹولیدو شر کی طرف جائیں گے۔ طریف بن مالک کے کہنے پر لوسیر فوراً دوبارہ کبھی میں بیٹھ گئی پھر طریف بن مالک نے میٹھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سنو میٹھ پہلے مارتن کو اٹھا کر کبھی کے اگلے حصے میں رکھو پھر تم اپنے گھوڑے کو کبھی کے ساتھ باندھ دو اور کبھی کو ہانک کر ٹولیدو شر کی طرف لے چلو۔ میٹھ فوراً حرکت میں آیا۔ پہلے اس نے مارتن کو اٹھا کر کبھی کے اگلے حصے میں رکھ دیا پھر وہ اپنے گھوڑے کو کبھی کے ساتھ باندھنے لگا تھا۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے پھر اسے مخاطب کر کے کہا میری ایک اور بات سنو میٹھ کبھی کو تم اس رفتار سے ٹولیدو شر کی طرف لے جانا کہ ہم اس وقت شر کے سامنے نمودار ہوں جب رات ختم ہو چکی اور اور سورج طلوع ہو رہا ہو اور کبھی کو شر میں داخل ہونے سے پہلے شر سے باہر جو ہسپانیہ کا سب سے بڑا کلیسا ہے وہاں لے کر جانا میں وہاں کلیسا کے استقف سے اس حادثہ سے متعلق گفتگو کرنا چاہوں گا طریف بن مالک کی ہدایت پر میٹھ نے اپنے سر کو اٹھاتے میں ہلا دیا تھا پھر وہ کبھی میں سوار ہوا اور اسے موڑتے ہوئے اسے دریائے تاجہ کے کنارے کنارے کبھی کے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے واپس ٹولیدو شر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا جب کہ طریف بن مالک اور یریم دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار کبھی کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔

○

ظلم و مروت و محبت بکھیرتی ہوئی رات دریائے تاجہ کے کنارے ہوا کی جھولتی لہروں کی طرح اپنے انتہائے خیال کو بھاگتی ہوئی جا رہی تھی۔ ہر شے وصال لکھوں اور گہری سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی یوں دریائے تاجہ کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے آہستہ ریختی اور ختم ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ مشرق سے سورج طلوع ہوا اور کائنات کی نگاہوں کے اندر صبح کا عروج نمایاں اور پرانی یادوں کی گرد دھم ہونے لگی تھی خوابوں کے معبد ویران اور دکھوں کے اندھے کنوئیں روشن ہونا شروع ہو گئے تھے کائنات کے اندر دھوپ چھاؤں کا مکمل شروع ہو گیا تھا اور روشنی کی کرنیں دیواروں اور چھتوں سے اتر کر دھرتی کے

تیرا شکریہ کہ تو نے ہماری یوں اپنائیت کے ساتھ پذیرائی کی۔ دراصل میں اکیلا کے استغ سے ملنا چاہتا ہوں۔ طریف بن مالک کے اس جواب پر حنین ایلان نے اپنی نظر نظر میں وقا کے آگن اور اپنے بھولے بھالے چہرے پر جلا رتوں کی کیفیت ٹھہراتے ہوئے کہا۔

اگر آپ اس کلیسا کے استغ سے ملنے آئے ہیں تو پھر یوں آپ باہر کیا کھڑے ہو گئے ہیں اور کیا اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی پوچھ سکتی ہوں کہ کبھی کس کی ہے اور اس کے اندر کون سوار ہے۔ اس پر طریف بن مالک نے پھر کہا اے راہبہ میں راتن نام کے جس جوان کی تلاش میں آیا تھا اسے میں نے جکڑ لیا ہے اور اس سے میں نے لوسبہ کو بھی حاصل کر لیا ہے۔ یہ شخص لولیا شہر سے بھاگ رہا تھا پر میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا تعاقب کر کے اسے جالیا اب اس وقت کبھی کے اندر لوسبہ کے علاوہ راتن بھی ہے اور اسے میں نے رسیوں سے جکڑ رکھا ہے۔ اسی سلسلے میں میں اس کلیسا کے استغ سے ملنا چاہتا ہوں۔ ایلان نے بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا آپ لوگ مجھ کو کلیسا کے صحن کے اندر لے آئیں میں آپ کو اس کلیسا کے استغ سے ملانے میں ہوں جس کا نام علیان ہے۔ ایلان کے کہنے پر کبھی کو کلیسا کے صحن میں لا کر ایک طرف کھڑا کر دیا گیا تھا پھر ایلان نے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا آہ تھوڑی دیر بیٹیں رکھیں میں آپ کی آمد کے سلسلے میں استغ علیان کے سامنے بات کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ایلان وہاں سے ہٹی اور قریب ہی وہ سائے والے ایک کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔

جب طریف بن مالک جیشم اور یریم کو وہاں کھڑے کھڑے کچھ دیر ہو اور ایلان لوٹ کر نہ آئی تب اس موقع پر جیشم نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک ہم نے اس راہبہ پر مجبور سب تو کر لیا ہے پھر مجھے کچھ شکوک اور خطرناک لگتی ہے۔ اس سے پہلے یہ ایک بار آپ کے کمرے میں بھی آ چکی ہے اس وقت بھی اس کے بارے میں میرے دل میں شکوک اور شبہات اٹھتے تھے پر میں مصلحت کو دیکھتے ہوئے آپ کے سامنے اپنے شکوک

اقتدار نہ کر سکا تھا۔ اے ابن مالک یہ راہبہ مجھے کچھ جاسوس لگتی ہے اور مجھے خدشہ ہے یہ ہمارے خلاف کسی اور کے لئے جاسوسی کا کام انجام دے رہی ہے اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں اس راہبہ کو کچھ زیادہ مجبور نہ کرنا چاہیے بلکہ اس کی طرف سے ہمیں چوکس اور محتاط ہی رہنا چاہیے۔ جیشم کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک کچھ کہنا چاہتا تھا پر اسی لمحہ حنین ایلان اسی کمرے سے نمودار ہوئی جس میں وہ داخل ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ذعلقی عمر کا ایک شخص بھی تھا جو اپنے لباس اور طے سے پادری لگتا تھا۔ اس پادری کے ساتھ حنین ایلان مسکراتی ہوئی طریف بن مالک کے قریب آئی پھر بڑی خوشی میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک یہ میرے ساتھ اس کلیسا کے استغ علیان ہیں۔ میں نے تمہارے متعلق انہیں تفصیل سے بتا دیا ہے تمہارے حالات سن کر یہ اس قدر متاثر ہوئے ہیں کہ تمہارے استقبال اور تمہاری پذیرائی کے لئے اپنے کمرے سے اٹھ کر باہر آئے ہیں ورنہ آپ جانے کہ استغ علیان اپنے کمرے سے باہر نکل کر یوں کسی کا استقبال نہیں کرتے۔ جب راہبہ خاموش ہوئی تو تب استغ علیان حرکت میں آیا پہلے اس نے آگے بڑھ کر طریف بن مالک اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پر جوش مصافحہ کیا پھر اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے ابن مالک ایلان نام کی راہبہ مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا چکی ہے کہ کس طرح راتن نام کے ایک نوجوان نے افریقہ کی سرزمین سے لوسبہ نام کی ایک راہبہ کو اغوا کیا تھا اور اسی راہبہ کی ہڈیاں کے لئے تم اس ہڈیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ہو اے ابن مالک اس سے قبل میں تمہیں موت کے میدان میں تیغ زنی کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ چکا ہوں تم انتہائی قابل تعریف ہو کہ تم نے ایک ہی وقت میں دو روبرو اور دو میر جیسے تیغ زلوں کو اپنے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

اے ابن مالک! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اپنے ان دونوں ساتھیوں کے

کروں کے اندر قیام کر رکھا ہے جو موت کے میدان کے اطراف میں بنے ہوئے ہیں اور وہاں ہم لوسیا کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے لہذا میری آپ سے پہلی گزارش تو یہ ہے جب تک ہم ہسپانیہ سے کوچ نہیں کرتے اس وقت لوسیا نام کی اس راہبہ کو کلیسا میں رہنے کی اجازت دے دی جائے۔

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں علیان نے مسکراتے ہوئے کہا تم اس سلسلے میں کسی پریشانی اور فکر مندی کا اظہار نہ کرو جب تک تم ہسپانیہ کی سرزمین سے افریقہ کی طرف روانہ نہیں ہوتے اس وقت تک یہ لوسیا میری بیٹی کی حیثیت سے اس کلیسا کے اندر قیام کرے گی اور اس کا رتبہ اور اس کی عزت اس کا مرتبہ اس کلیسا کے اندر دوسری راہباؤں جیسا ہی ہو گا۔ اب تم بولو مزید تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر طریف بن مالک پھر یہ کہہ رہا تھا۔ اے بزرگ علیان مجھے اس مارتن سے بھی خطرہ اور غدشہ ہے کہ یہ کہیں اپنے ساتھیوں اور جاننے والوں کو اپنے ساتھ ملا کر ہمارے خلاف یا اس لوسیا کے خلاف پھر حرکت میں نہ آجائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرے اور ہم اپنے دفاع میں اٹھ کھڑے ہوں اور یہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے تو میں چاہتا ہوں ایسے حالات میں آپ ہمارا ساتھ دیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے ہاتھوں سے مارا جاتا ہے تو یہ معاملہ کسی بھی مذہبی عدالت میں ہی پیش کیا جائے گا اور یہاں کی ساری مذہبی عدالتیں آپ کے تحت ہی کام کرتی ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ یہ سارا معاملہ پہلے سے آپ کے ذہن میں رہے اگر ایسا کوئی حادثہ یا ایسا پیش آتا ہے تو آپ کو حقیقت حال سے آگاہی ہونی چاہیے۔ طریف بن مالک کی اس گفتگو پر اس استغف علیان نے تھوڑی دیر سر جھکا کر کچھ سوچا۔ پھر اس نے اپنے قریب رکھی کلاڑی کی چھوٹی سی ایک ہتھوڑی اٹھائی اور اپنے دائیں پہلو میں لٹکتے ہوئے ایک نشہ پر اس کلاڑی کی ہتھوڑی کو اس نے دے مارا تھا کرے کے اندر ایک گہری گونج بلند ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی ایک نوعمر پادری اس کمرے میں داخل ہوا۔ استغف علیان نے اپنے اس پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اس وقت جس قدر کارکن کلیسا کے اندر موجود ہیں انہیں

علاوہ مارتن اور لوسیا کو لے کر میرے کمرے میں آؤ وہاں بیٹھ کر میں تمہارا ساتھ تفصیل کے ساتھ بات کرنا پسند کروں گا۔ اس گفتگو کے دوران لوسیا سچم سے باہر آگئی تھی۔ پھر ابن مالک نے لوسیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے استغف علیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ وہ لوسیا نام کی راہبہ ہے جسے حاصل کرنے کے لئے میں افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف آیا ہوں۔ استغف علیان نے آگے بڑھ کر شفقت سے لوسیا کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ طریف بن مالک نے سچم اور یریم کا طرف دیکھتے ہوئے کہا تم دونوں اس مارتن کو کبھی سے نکال کر میرے ساتھ لا پھر وہ سب استغف علیان کے ساتھ ہوئے اور اس کے کمرے میں جا بیٹھے تھے۔ استغف علیان نے طریف بن مالک کو اپنے سامنے بٹھایا تھا جب کہ دائیں طرف سچم یریم اور مارتن بیٹھ گئے اور بائیں طرف ایسا اور لوسیا بیٹھ گئے تھیں پھر علیان نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے ابن مالک قتل اس کے میں اپنی طرف سے گفتگو کا آغاز کروں پہلے تم مجھ سے یہ کہو کہ تو یہاں کس سلسلے میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہو۔ اس پر طریف بن مالک بولا اور کہا اے بزرگ علیان آپ جانتے ہیں میں کس سلسلے میں سرزمین میں داخل ہوا تھا۔ اب جب کہ میں نے لوسیا کو حاصل کر لیا ہے اور مارتن بھی میرے قبضے میں ہے میں چاہتا ہوں کہ قتل کر سکتا تھا پر میں نے ایسا نہیں کیا میں اسے شہنشاہ کی مملت دینا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس آنے کا مقصد اور دعا یہ ہے کہ شاید میں چند روز تک افریقہ کی طرف روانہ ہو سکوں کیونکہ اس سلسلے میں مجھے موت کے میدان کے ناظم رازرک سے بھی بات کرنی ہے کیونکہ اس نے میری بہترین پذیرائی کی ہے اور ہسپانیہ کی سرزمین سے رخصت ہونے سے قبل میں اس سے مل کر اس سے اجازت لینا چاہتا ہوں اور اس کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے یہاں اس سرزمین میں ہمارے ساتھ کس قدر تعاون کیا۔ آپ کے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہسپانیہ کی سرزمین سے کوچ نہیں کرتا ہوں اس وقت تک لوسیا نام کی یہ راہبہ آپ کے اس کلیسا کے اندر ہی قیام کر لے کیونکہ ہم تینوں ساتھیوں نے ان

تو جنہیں اجازت ہے کہ تم اس مارتن کی گردن کاٹ دینا اس کے لئے جو بھی حالات پیش آئیں گے ان کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ اب تم سب جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ اسکے ساتھ ہی سارے پادری اور راہبائیں اپنے سر کو سرنگوں کرتے ہوئے چلے گئے تھے۔ اسقف علیان ان سب کو اپنے کمرے میں لے کر آیا۔ سب پہلے کی طرح اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے سب سے پہلے علیان نے مارتن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے مارتن اب تم یہاں سے اپنے گھر جاسکتے ہو اور یہ بات اپنے ذہن میں رکھنا اگر تم نے کسی وقت بھی لوسیر یا طرفین بن مالک کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا۔ مارتن اپنے سر کو جھکائے شرم سار سا ہو کر گلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد علیان نے پھر طرفین بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے ابن مالک تم اس کے علاوہ بھی کیا میری طرف سے کوئی یقین دہانی چاہتے ہو۔ اس پر طرفین بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا اے بزرگ علیان اب مزید میں آپ کی طرف سے کچھ نہیں چاہتا یقیناً آپ نے مجھے اپنے رویے سے خوش اور مطمئن کر دیا ہے۔ طرفین بن مالک کا یہ جواب سننے کے بعد اسقف علیان کسی قدر سنجیدہ ہو گیا اور دوبارہ اس نے طرفین بن مالک کو مخاطب کر کے کہا۔

اے ابن مالک جیسا کہ تم میرے پاس آئے تھے وہ تو طے ہوا اب میں تم پر ایک مزید انکشاف کرتا ہوں اور وہ یہ کہ شاید تم جلد اپنے دوست رازرک سے مل نہ سکو۔ اس لئے کہ ہسپانیہ کے اندر ایک جونی انقلاب آ چکا ہے اور یہ انقلاب گذشتہ رات کو ہی نمودار ہوا ہے اور ہسپانیہ کے اندر رات ہی رات حکومت تبدیل ہو کر رہ گئی ہے۔ اسقف علیان کے انکشاف پر طرفین بن مالک نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے بزرگ علیان میں نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ علیان نے پھر طرفین بن مالک کو سمجھانے کے انداز میں پھر کہنا شروع کیا۔

اے ابن مالک ہسپانیہ کے اندر بغاوت رونما ہو گئی ہے اور یہ سارا کام

میرے کمرے کے سامنے جمع کر دو۔

وہ نوجوان بھانگا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر آیا اور اپنے سر کو جھکاتے ہوئے علیان سے کہا اے مقدس باپ! سارے کارکن آپ کا حکم سننے کے لئے آپ کے کمرے سے باہر جمع ہیں علیان کے سر کے اشارہ سے اس کو جانے کو کہا پھر اس نے طرفین بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا: اے ابن مالک اس مارتن کی رسیاں کھول دو۔ پھر تم دیکھو تمہاری منگھو کے جواب میں کس عمل کا اظہار کرتا ہوں طرفین بن مالک نے فوراً اٹھ کر مارتن کی رسیاں کھول دیں پھر علیان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا تم سب لوگ میرے ساتھ آؤ مارتن تم بھی میرے کمرے سے باہر آؤ جب سارے لوگ علیان کے کمرے سے باہر آئے انہوں نے دیکھا کمرے سے باہر سارے کلیسا کے پادری اور راہبائیں بڑی تنظیم کے ساتھ صفیں پانچے کھڑے تھے۔

علیان نے بلند آواز میں ان پادریوں اور راہبوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے عزیز پادریو اور راہباؤ میری بات غور سے سنو میرے دائیں پہلو میں جو جوان کھڑا ہے اس کا نام طرفین بن مالک ہے اور میرے بائیں طرف جو جوان کھڑا ہے اس کا نام مارتن ہے یہ افریقہ کی سرزمین سے یہ میرے پیچھے کھڑی لڑکی کو افرا کر کے لے آیا تھا اس لڑکی کا نام لوسیرا ہے یہ وہاں راہبہ ہے یہ نوجوان جس کا نام میں نے طرفین بن مالک بتایا ہے یہ اس لوسیرا کی تلاش میں اور اسے حاصل کرنے کے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا تھا کہ یہ لڑکی نوجوان ہے جسے تم کل موت کے میدان میں مقابلہ کرتے ہوئے اور فتح مندی حاصل کرتے ہوئے دیکھ چکے ہو۔

اس جوان نے اس مارتن سے لوسیرا کو تو حاصل کر لیا ہے۔ یہ اس کی بیوی جو ان مردی اور انسانیت ہے اب یہ اپنے لئے اور لوسیرا کے لئے اس مارتن نام کے جوان سے خطرہ محسوس کرتا ہے! لہذا میں جنہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر کسی موقع پر یہ مارتن اس لوسیرا یا اس طرفین بن مالک کے خلاف حرکت میں آتا ہے

ابھی اور اس وقت افریقہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اسقف علیان نے بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک اگر تم کسی کی طرف سے اپنے ساتھیوں اور اسی لوسیہ کے لئے کوئی خطرے محسوس کرتے ہو تو تم اس کلیسا میں قیام کر سکتے ہو یہاں ہمیں کسی قسم کا کوئی خطرہ اور غم نہ نہیں جب تک تم چاہو یہاں قیام کرو پھر جب چاہو اپنی مرضی کے مطابق یہاں سے افریقہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔

طریف بن مالک اسقف علیان کی اس گفتگو کا کوئی جواب دینے ہی والا تھا کہ اس کمرے کے دروازے پر دس مسلح جوان نمودار ہوئے اور طرف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے ان میں سے ایک بولا اے ابن مالک ہم گزشتہ رات سے آپ کی تلاش میں سرگرداں ہیں آپ کو ہمسپانیہ کے بادشاہ رازرک نے طلب کیا ہے۔ رات کے وقت ہم پہلے آپ کی رہائش گاہ کی طرف گئے لیکن وہاں پر قفل لگا ہوا تھا۔ اس کے بعد ہم نے اس معاملہ کی اطلاع جب رازرک کو دی تو اس نے ہمیں حکم دیا کہ طرف بن مالک کو مارتن کے محلے میں دیکھا جائے کیونکہ وہ لوسیہ نام کی ایک راہبہ کو افریقہ سے اٹھالایا تھا اور طرف بن مالک اس کی تلاش میں سرگرداں ہے ہم جب مارتن کے محلے میں گئے تو وہاں سے ہمیں خبر ملی کہ مارتن تو لوسیہ کو لے کر طلیسیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے یوں ہمیں تلاش کرتے کرتے صبح ہو گئی۔ تھوڑی دیر قبل ہماری نگاہ مارتن پر پڑ گئی تھی ہم نے اسے پکڑ لیا اور اس سے استفسار کیا تو اس نے پتہ چلا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کلیسا کے اندر ہیں چونکہ ہمیں رازرک نے حکم دیا تھا کہ مارتن جہاں نہیں بھی نظر آئے اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ لہذا اے ابن مالک ہم نے مارتن کو قتل کر دیا ہے اور آپ ہمارے ساتھ چلیں کیونکہ ہمسپانیہ کے بادشاہ رازرک نے آپ کو طلب کیا ہے۔

اس مسلح جوان کی گفتگو سن کر طرف بن مالک نے اپنے دونوں ساتھیوں بیشم اور یریم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے دونوں رفیقو! تم ابھی اور اسی وقت لوسیہ کو لے کر قدوس شہر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں تم اسی ملاح

گزشتہ رات نمودار ہوا۔ ہمسپانیہ کے بادشاہ عیش اور اس کے بیٹے یوراک کو دلی عہد بھی مقرر کیا جا چکا تھا دونوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ ہمسپانیہ میں جہاں تک تک عیش بادشاہ تھا وہاں آج موت کے میدان کا ناظم اور عیش کا سردار رازرک ہمسپانیہ کا بادشاہ بن گیا ہے۔ ابھی تک جو خبریں سننے میں آئی ہیں ان کے مطابق رازرک اندر ہی اندر عیش کے خلاف کام کر رہا تھا۔ اس نے عیش کے دونوں بڑے بیٹے شامیج اور جیوس کو بھی اپنے ساتھ ملا رکھا تھا۔ یہ شامیج اور جیوس بھی اپنے باپ کے خلاف اور اس کے رویہ سے ناراض اور تالاں تھے، اس لئے کہ عیش نے ان دونوں کو نظر انداز کر کے اپنے چھوٹے بیٹے یوراک کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا جب کہ یوراک عیش کی چھوٹی بیوی اور شامیج اور جیوس عیش کی بڑی بیوی کے بطن سے ہیں اس کے علاوہ یہ بھی اطلاعات سننے میں آئی ہیں عیش کی بیوی الیانہ اور اس کی بیٹی اٹلیماکسیں روپوش ہو چکی ہیں تاہم رازرک اور اس کے کارکن بڑی سرگرمی کے ساتھ ان دونوں ماں بیٹی کا تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔

سنو مالک اب ہمسپانیہ کا بادشاہ عیش نہیں رازرک ہے اور میں جنہیں مزید بتاؤں کہ گزشتہ رات عیش کو قتل کرنے اور حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد رازرک نے ایک لڑکی سے شادی بھی کر لی ہے جس کا نام لونہ ہے اس لڑکی سے ایک عرصہ ہوا رازرک محبت کرتا چلا آ رہا تھا۔ اب رازرک ہمسپانیہ کا بادشاہ اور لونہ رازرک کی بیوی اور محبوبہ کی حیثیت سے ہمسپانیہ کی ملک بن گئی ہے۔

اسقف علیان کی یہ گفتگو سن کر طرف بن مالک کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اسقف علیان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے بزرگ علیان اب ہمارا مزید ہمسپانیہ کی سرزمین میں غمراہا خلاف مصالحت ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے اب آپ کو لوسیہ کے محلے میں کوئی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی۔ بزرگ علیان میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔ میں اب لوسیہ کو یہاں آپ کے کلیسا میں نہ غمراؤں گا بلکہ ہم تینوں ساتھی لوسیہ کو لے کر

طریف بن مالک کے یہ الفاظ سن کر رازرک کے چہرے پر گہری خوشیاں بکھر گئیں جنہیں اس نے مدھم مدھم اور دھیمی دھیمی سی آواز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے ابن مالک قسم یسوع مسیح کی مجھے تم سے ایسے الفاظ کی امید اور توقع تھی۔ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ حیث نے ناانسانی اور جانبداری کا مظاہرہ کیا تھا تو ای عہد کا اصل حق شاخجہ اور جیوس کے ساتھ گذشتہ کئی ماہ سے کام کر رہا تھا اب گذشتہ رات ہمیں اپنے کام کی تکمیل کا موقع مل گیا تو ہم نے حیث اور اس کے بیٹے یوراکہ کا کام تمام کر کے ہسپانیہ کے اندر ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس کے نتیجے میں تم دیکھتے ہو کہ حیث کی جگہ اب میں ہسپانیہ کا بادشاہ ہوں۔

اور ہاں اے ابن مالک تم جانتے ہو کہ میں حیث کی بیٹی اقلما سے بے پناہ محبت کرتا ہوں لیکن جواب میں اقلما موت کے میدان میں تمہارے ساتھ مقابلہ میں حصہ لینے والے رومیر کو پسند کرتی تھی۔ اس انقلاب کے بعد اقلما اور اس کی ماں الیانہ کا کچھ پتہ نہیں چلا کہ وہ دونوں کہاں اور کدھر غائب ہو گئی ہیں محل کا کونہ کونہ ان کی تلاش میں چھان مارا گیا ہے لیکن ان کا کچھ پتہ نہیں چلا تاہم میں نے ٹولیزو شہر کے سارے ہی دروازوں کے محافظوں کو تاکید کر دی ہے کہ اقلما اور اس کی ماں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور جب وہ ٹولیزو شہر سے باہر نکل کر کہیں جانا چاہیں تو امیں گرفتار کر کے فوراً میرے سامنے پیش کیا جائے۔ اور اے ابن مالک میں نے کچھ آدمیوں کو اقلما اور اس کی ماں کو تلاش کرنے پر مقرر کر دیا ہے۔ یہ لوگ ٹولیزو شہر کے اطراف کے علاقہ ہسپانیہ کی سرزمین کا کچھ چھان ماریں گے اور امید ہے کہ ایک نہ ایک روز وہ اقلما اور اس کی ماں کو ضرور گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کریں گے اے ابن مالک میں نے تمہیں اس لئے یہاں طلب کیا ہے کہ تم فی الحال ہسپانیہ سے واپس افریقہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دو تم اپنے دونوں ساتھیوں اور راہبہ لوسہ کو بے شک افریقہ کی طرف روانہ کر سکتے ہو لیکن تم کچھ عرصہ کے لئے ہسپانیہ کی سرزمین میں ہی قیام کرو مجھے یہاں کئی مواقع پر تمہاری ضرورت پیش آئے گی۔

سے طو جو ہمیں افریقہ سے لے کر آیا تھا اور اس کی منشی میں بیٹہ کر لوسہ کے ساتھ اپنی بہتی الویرہ کی طرف کوچ کر جانا جب کہ میں اب مسلح جوانوں کے ساتھ رازرک کی طرف جاتا ہوں اور سنو تم میری طرف سے فکر مند نہ ہونا میری بھی بہت جلد رازرک سے اجازت لے کر افریقہ کی طرف لوٹ آؤں گا اور سنو تم تینوں اس کلیسا سے میری موجودگی میں کوچ کرو تاکہ مجھے اطمینان ہو کہ تم یہاں سے روانہ ہو چکے ہو۔

طریف بن مالک کے کہنے پر میثم یریم اور لوسہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوسہ کو کبھی میں تنہا دیا گیا میثم کبھی کے گھوڑوں کو ہانکنے کا جبکہ ایک محافظ کا حیثیت سے یریم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا تھا اس طرح وہ تینوں اس کلیسا سے قافس شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے جبکہ خود طریف بن مالک رازرک کی طرف جانے کے لئے ان پانچوں مسلح جوانوں کے ساتھ ہولم تھا۔

ان پانچوں مسلح جوانوں کے ساتھ طریف بن مالک ہسپانیہ کے شاہی محل میں ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر رازرک اس کی بیوی لونا اور ہسپانیہ کے سابق بادشاہ کے بیٹے شاخجہ اور جیوس بیٹھے ہوئے تھے رازرک کے پہلو میں چونکہ اس کی بیوی لونا بیٹھی ہوئی تھی لہذا رازرک نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا اے ابن مالک یہاں بیٹھو! اسپین کا بادشاہ اب حیث نہیں بلکہ تمہارا دوست رازرک ہے میں نے تمہیں یہاں ایک کام کے سلسلے میں طلب کیا ہے رازرک کے خاموش ہونے پر طریف بن مالک نے اسے مخاطب کر کے کہا اے ہسپانیہ کے بادشاہ میں آپ کو آپ کی اس نئی سرپرستی اور نئے انقلاب پر مبارکباد دیتا ہوں مجھے ٹولیزو شہر کے شاہی کلیسا کے اسقف طلیان سے پتہ چل گیا تھا کہ ہسپانیہ کے اندر ایک تبدیلی رونما ہو چکی ہے اور یہ کہ حیث اور اس کا بیٹا یوراکہ مارے ہو چکے ہیں اور اب آپ ہی ہسپانیہ کے بادشاہ ہیں سو میں آپ کو ایک بار پھر ہسپانیہ کے بادشاہ ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اقلیا اور اس کی ماں کو زندہ چلا کر میرے حضور پیش کرے گا اسے انعام کے طور پر ایک بھاری رقم ادا کی جائے گی۔ اور سنو ابن مالک! میں ہر صحت میں اقلیا کو گرفتار کر کے اس سے شادی کرنے کا عزم کر چکا ہوں اس لئے کہ اقلیا وہ ہستی ہے جس سے میں برسوں سے پیار کرتا چلا آ رہا ہوں اے ابن مالک اب تم جاؤ آج کی رات تم اپنے کمرے میں آرام کرو کل سے اپنے کام کی ابتداء کر دو اس کے ساتھ طریف بن مالک اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ لولیزو کے شاہی محل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

سرا کی طویل اور چاند رات صبح کی سرحد کی طرف بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر شے پر خود فریبی کا نشہ انا کا جادو روح میں ڈھل اتر گیا تھا آئیوں کو بے عکس کر دینے والے ہولے ساکت اور سماعت کے درہنچے چپ اور خاموش تھے۔ اندھیرے اور روشنی کی تیز کاری کے باعث دامن شب کے اندر خواب کے نئے میں مست کسی مسافر کی طرح نقش بکھرتے عکس سینے جا رہے تھے۔ اپنے کمرے میں طریف بن مالک نیند اور بیداری کی سی حالت میں تھا کہ اس کے کمرے کے بیرونی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ طریف بن مالک چونک کر اٹھ کھڑا ہوا کمرے کے اندر مضمیٰ بن مشعل کی روشنی میں پہلے اس نے اپنے کمرے کا جائزہ لیا۔ پھر قریب پڑا ہوا اپنا آہنی خود اٹھا کر اپنے سر پر جمایا تھا۔ اس کے بعد اپنی تلوار اور ڈھال سنہال کر وہ کمرے سے نکل کر صحن میں آیا پھر اس نے اپنا کان بیرونی دروازے کے ساتھ لگا کر کچھ سننے کی کوشش کی۔ اسے کوئی آواز تو سنائی نہ دی، تاہم اس نے اپنی تیز اور بیدار حیات بجا کر یہ اندازہ لگایا تھا کہ اس کے کمرے کے باہر کوئی شخص کھڑا دروازہ کھٹکے کا شہر ہے۔

طریف بن مالک دروازہ کھولنے کے بجائے دروازے کے قریب ہی کھڑا ہو گیا تھا اور اگلی دستک کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر پھر ہلکی سی دستک ہوئی اس بار طریف بن مالک آگے بڑھا اپنا منہ وہ دروازے کے قریب لے گیا پھر اس نے رازدارانہ آواز میں پوچھا کون ہے؟ باہر سے خوشبو کی طرح بکھیرتی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ دروازہ کھولے طریف بن مالک۔ رات کی

رازدارک تھوڑی دیر کے لئے راکا اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں پڑی ہوئی نقدی کی تھیلیوں میں سے ایک تھیلی اٹھا کر طریف بن مالک کی گود میں رکھتے ہوئے کہا اے ابن مالک نقدی کی یہ تھیلی سنہال کر رکھ اور میرے ایک مخلص کارکن کی حیثیت سے تم بھی اقلیا اور اس کی ماں ایلانہ کی تلاش میں شامل ہو جاؤ اور سنو ابن مالک رو میر بھی کہیں غائب ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں اسی رو میر نے ہی اقلیا اور اس کی ماں کو کہیں چھپا رکھا ہے اگر ایسا ہے تو رو میر بھی میرے انتقام اور غضب سے نہ بچ سکے گا۔ اے ابن مالک! تم آج کی رات اپنے کمرے میں آرام اور قیام کرو اور پھر کل صبح تم بھی اقلیا اور اس کی ماں کو تلاش کرنے میں شامل ہو جاؤ۔ تمہارا اس تلاش میں شامل ہونا بے حد ضروری ہے اس لئے کہ اگر اقلیا اور اس کی ماں کے ساتھ رو میر ہے تو رو میر کا مقابلہ تم ہی آسانی اور سہولت کے ساتھ کرتے ہوئے اس پر قابو پا کر اقلیا اور اس کی ماں کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کر سکتے ہو۔

رازدارک جب خاموش ہوا تو طریف بن مالک نے بڑی نرمی اور عقیدہ جندی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بادشاہ میں اپنے دونوں ساتھیوں شیم اور یریم کو پہلے ہی رامیر لوسیر کے ساتھ افریقہ روانہ کر چکا ہوں جہاں تک میری ذات کا سوال ہے تو اے بادشاہ آپ بے فکر اور مطمئن رہیں میں اس وقت تک ہسپانیہ کی سرزمین چھوڑ کر افریقہ کی طرف روانہ نہ ہوں گا جب تک آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہ دیں گے وہی بات اقلیا اور اس کی ماں کو تلاش کرنے کی تو میں اس تلاش میں پوری طرح آپ کے ساتھ ہوں میں آج کی رات اپنے کمرے میں آرام کروں گا اور کل صبح میں بھی اقلیا اور اس کی ماں کی تلاش میں نکل کھڑا ہوں گا۔

طریف بن مالک کا جواب سن کر رازدارک نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک تم نے ایسی گفتگو کر کے قسم یسوع صبح کی میرا دل خوش کر کے رکھ دیا ہے اور ہاں سنو آج ہی میں مختلف شہروں کی طرف مناد اور قاصد بھی بھیجا رہا ہوں جو ہر شہر میں یہ منادی کروا دیں گے کہ جو بھی شخص

ایسا نے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں کچھ کہنا چاہتی ہوں اس سے پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ جو دن کے وقت رازرق نے آپ کو طلب کیا تھا تو اس نے آپ سے کیا کہا۔ طریف بن مالک نے سچائی سے کام لیتے ہوئے کہا اے ایسا اس نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ تاکہ میں اس کی خاطر اقلیما اور اس کی ماں کو تلاش کرنے میں لگ جاؤں اس لئے کہ اس نے اپنے بہت سے ساتھیوں کو ان دونوں ماں بیٹی کی تلاش میں لگا دیا تھا اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اس تلاش میں میں بھی شامل ہو جاؤں۔ رازرق کو یہ شک ہے کہ اقلیما اور اس کی ماں دونوں کو رومیر نام کا جوان کیس لے گیا ہے جس کا موت کے میدان میں میرے ساتھ مقابلہ ہوا تھا۔ رازرق کیونکہ اقلیما کو پسند کرتا ہے اس لئے اس نے اس کی تلاش میں کارکنوں کو لگا دیا ہے س کے علاوہ اس نے آج ہی اپنے قاصد مختلف شہروں کو روانہ کر دیئے ہیں جو ہر شہر میں منادی کریں گے کہ جو شخص بھی اقلیما اور اس کی ماں کو پکڑ کر رازرق کے سامنے پیش کرے گا اسے انعام کے طور پر بھاری رقم ادا کی جائے گی۔

اس لئے رازرق ہر حالت میں اقلیما کو پکڑ کر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ طریف بن مالک کی گفتگو سننے کے بعد ایسا نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہی تھی۔ اے ابن مالک میں بھی اقلیما اور اس کی ماں ہی سے متعلق کچھ گفتگو کرنے آئی ہوں میں چاہتی ہوں آپ ان دونوں کی مدد کریں اور انہیں رازرق کے بے رحم ہاتھوں سے بچائیں اور پھر اے ابن مالک جس روز موت کے میدان میں آپ نے حق زنی کے مقابلے جیتے تھے اس روز ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عطیش نے آپ کو اپنی بیٹی اقلیما کا محافظ مقرر کیا تھا اور اس کے لئے آپ کو پیشگی میں نقدی کی بھی ایک تھیلی دی تھی۔ لہذا ان حالات میں اقلیما کے ایک محافظ کی حیثیت سے آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ اقلیما اور اس کی ماں کی حفاظت کریں ایسا کے یہ الفاظ سن کر طریف بن مالک نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا اے ایسا جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو وہ کھل کر کہو جواب میں ایسا بولی اور کہا کھل کر بات کرنے سے پہلے آپ میرے ساتھ وعدہ کیجئے کہ

خاموشی کے اندر رسائی دینے والی اس نسوانی آواز کے اندر جذبات کی صداقت احساس کی لطافت اور انجائیت کے رشتوں میں ڈوبی اگڑے ہوئے سانسوں کی علامت تھی۔ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر طریف بن مالک نے کچھ سوچا اس کے بعد اپنا منہ دروازے کے قریب لے گیا اور انتہائی مدہم آواز میں بولتے ہوئے کہا ”میں یوں دروازہ نہیں کھولوں گا جب تک تم یہ نہ بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور رات کے اس وقت مجھ سے کیا چاہتی ہو۔ جواب میں پھر کچھ پکارتی آواز سنائی دی اے ابن مالک! دروازہ کھولے میں راہبہ ایسا ہوں اور رات کے اس وقت ایک انتہائی اہم موضوع پر میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ طریف بن مالک اب راہبہ ایسا کی آواز پہچان چکا تھا لہذا اس نے دروازہ کھول دیا یوں ہی دروازہ کھلا اور راہبہ ایسا آندھی و طوفان کی طرح اندر داخل ہوئی اور پھر اس نے خود ہی اندر سے دروازہ بند کر کے زنجیر لگا دی تھی اس کے بعد اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے ابن مالک آپ میرے ساتھ ذرا اپنے کمرے کے اندر آئیے میرے پاس وقت بہت کم ہے جبکہ میں آپ سے بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں میں جانتی ہوں کہ میں آپ کے لئے اجنبی ہوں۔ لہذا آپ میری طرف سے طرح طرح کی بدگمانیوں، بد اعتمادیوں میں مبتلا ہوں گے لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اسے صرف آپ ہی سرانجام دے سکتے ہیں اور اس میں بہت لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے طریف بن مالک چپ چاپ ایسا کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اس نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر اس سے پوچھا اے راہبہ کو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اس پر ایسا نے بولتے ہوئے کہا اے ابن مالک آپ جانتے ہیں کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ سابق بادشاہ عطیش اور اس کے بیٹے کو قتل کیا جا چکا ہے۔ عطیش کی بیوی الیانہ اور اس کی بیٹی اقلیما روپوش ہیں اور میں انہیں دونوں کے سلسلے میں آپ سے بات اور گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ ایسا کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے طریف بن مالک نے بڑی نرمی سے کہا کہ میں کیا کہنا چاہتی ہو۔

کے اندر میں کام کرتی ہوں اور جہاں سے تربیت حاصل کرنے کے لئے میں اس ٹولینڈو شہر میں وارد ہوئی ہوں اس کلیسا کا استقبالیہ یعنی بڑا پادری جس کا نام سٹیوس ہے۔ وہ اقلیمہا کی ماں الیانہ کے عزیز اور رشتہ داروں میں سے ہے یہ دونوں ماں بیٹی اسی کے پاس جا کر پناہ لیتا چلتی ہیں میں پہلے ہی آپ کو بتا چکی ہوں کہ اقلیمہا سخت بخار میں مبتلا تھی۔ دونوں ماں بیٹی نے رومیرو کے ساتھ جس بستی کے اندر پناہ لی تھی وہ ٹولینڈو شہر کے قریب ہی ہے۔ اقلیمہا چونکہ اپنی بیماری کے باعث سفر کرنے کے قابل نہ تھی اور اس بستی کو جلد از جلد چھوڑ بھی دینا چاہتی تھی۔ لہذا رومیرو اقلیمہا کو اسی بستی میں اپنے عزیزوں کے ہاں چھوڑ کر اقلیمہا کی ماں کو لے کر قادس شہر کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔

اے ابن مالک اب تمہارا کام یہ ہو گا کہ تم چند روز کا وقفہ ڈال کر اقلیمہا کو اس بستی سے نکال کر دریائے تاجہ کے کنارے کنارے مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ کاسٹیلہ کے مقام پر جہاں پر دریائے تاجہ کے اندر اس کا ایک معاون دریا گرتا ہے وہاں پر رومیرو تمہارے انتظار میں ہو گا۔ وہاں پر تم اقلیمہا کو رومیرو کے حوالے کر دینا اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔ اب بولو اے ابن مالک کیا تم یہ کام کرنے کے لئے تیار ہو۔

طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے اور فریخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے راہبہ میں اس کام کے لئے تیار ہوں پر پہلے تم میرے سکون قلب کے لئے میرے چند سوالوں کا جواب دو۔ ایملہ نے سنبل کر بیٹھے ہوئے پوچھا کہنے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ طریف بن مالک بولا اور پوچھا اے راہبہ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں ان ساری باتوں کی کیسے خبر ہوئی ایملہ کہنے لگی جیسا کہ میں آپ کو پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ قادس شہر کے جس کلیسا میں میں کام کرتی ہوں کہ اس کا بڑا پادری سٹیوس اقلیمہا کی ماں کا رشتہ دار ہے اور اس نے میرے ہاتھ ان لوگوں کے لئے کچھ چیزیں بھی روانہ کی تھیں۔ لہذا اقلیمہا کی ماں اور خدا اقلیمہا دونوں جانتی ہیں میرا اس کلیسا سے تعلق ہے اور یہ کہ میں ان کے رشتہ دار سٹیوس کے ساتھ کام کرتی ہوں۔ لہذا ٹولینڈو شہر کے اندر صرف مجھے ہی قابل

اقلیمہا اور اس کی ماں کو پکڑ کر رازرق کے بے رحم ہاتھوں میں نہ دیں گے بلکہ ان کی حفاظت کریں گے اور ان دونوں ماں بیٹی کو وہاں پہنچا دیں گے جہاں وہ جانا چاہتی ہیں۔

طریف بن مالک نے جواب میں کچھ دیر خاموش رہ کر سوچا پھر وہ کہہ رہا تھا۔ اے راہبہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عیث نے واقعی مجھے اپنی بیٹی اقلیمہا کا محافظ مقرر کیا تھا تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو وہ بلا تھجک کو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اقلیمہا اور اس کی ماں مجھے مل گئیں تو میں کسی بھی صورت انہیں رازرق کے ہاتھ نہ لگنے دوں گا بلکہ ان کی حفاظت کروں گا اور انہیں جہاں وہ جانا چاہتی ہیں حفاظت کے ساتھ پہنچا کر دم لوں گا۔ اب کو تم اس سلسلے میں کیا کہنا چاہتی ہو۔

ایملہ نے جواب میں تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچ و بچار سے کام لیا۔ چند ساعتوں کے لئے اس نے طریف بن مالک کے چہرے کی طرف بڑے غور سے دیکھا پھر اس کی آواز کرے میں کچھ ایسی سرنی اور ایسی لطافت کے ساتھ بلند ہوئی جیسے اوقات حیات قطرہ خیم کے ساتھ محو تھک ہو گئے ہوں۔ وہ طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی اے ابن مالک گذشتہ رات جب رازرق ہسپانیہ کے اندر انقلاب لایا اس نے ہسپانیہ کے بادشاہ عیث اور اس کے بیٹے پوراکھ کو قتل کر دیا تو کچھ خیر خواہوں نے اس خونی واقعہ کی اطلاع اقلیمہا اور اس کی ماں کو کر دی تھی لہذا وہ رات کی تاریکی میں ٹولینڈو شہر سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھیں بد قسمتی سے ان دونوں اقلیمہا سخت بخار میں مبتلا تھی اور وہ بڑی مشکل کے ساتھ شہر سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ دونوں ماں بیٹی نے شہر سے باہر نکل کر ایک بستی کے اندر پناہ لی تھی اور رومیرو جس کو اقلیمہا پسند کرتی ہے وہ بھی ان دونوں ماں بیٹی کے ساتھ تھا اور بستی کے جس مکان میں پناہ لی ہے اس مکان کے مالک رومیرو کے عزیز اور اس کے چاہنے والوں میں سے تھے۔

اے ابن مالک میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ قادس شہر کا وہ کلیسا جس

بمورد سمجھتے ہوئے اپنی ایک قابل اعتماد اور مخلص لوٹڈی کو میری طرف روانہ کیا جس نے آج یہ سارے حالات کی مجھے خبر دی اور وہاں اے ابن مالک تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ رویمیر چونکہ القلیما کی ماں کو لے کر روانہ ہو چکا ہے لہذا وہ القلیما کی ماں کو قلاس شہر کے اس کلیسا میں چھوڑ کر واپس آئے گا اور پھر کاسٹیلہ کے مقام پر دریائے تاجہ کے معاون دریا کے منہ پر وہ القلیما کو بھی تجھ سے لے لے گا۔ دونوں ماں بیٹی تمہارے اور رویمیر کے تعاون سے راز رک کے خونی ہاتھوں سے بچ کر قلاس شہر کے کلیسا میں پراسن زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔

طریف بن مالک نے پھر راہبہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے راہبہ! تم مجھے یہ بھی بتاؤ کہ یہ تم مجھ پر جو بمورد کر رہی ہو یہ چاہتی ہو کہ میں القلیما کو اس بستی سے نکال کر کاسٹیلہ تک دونوں دریاؤں کے منہ پر پہنچا دوں تو یہ تمہارا اپنا خیال ہے یا ایسا کرنے کے لئے جس میں کسی اور نے مشورہ دیا ہے۔ ایسا نے بحث ہوتے ہوئے کہا اے ابن مالک نہ میرا اپنا خیال ہے نہ یہ میری ذاتی خواہش ہے بلکہ ایسا کرنے کے لئے القلیما کی ماں نے کہا تھا۔ القلیما کی ماں نے اس بستی سے روانہ ہوتے وقت اپنی لوٹڈی کے ہاتھوں میرے نام جو پیغام پہنچایا تھا اس میں اس نے سنجے کے ساتھ یہ نصیحت کی تھی کہ القلیما کاسٹیلہ کی طرف صرف طریف بن مالک کے ساتھ سفر کرے اور اس کا یہ بھی حکم تھا کہ اگر طریف بن مالک القلیما کو وہاں تک پہنچانے پر رضامند نہ ہو تو پھر القلیما کو اسی بستی کے اندر پڑا رہنے دیں تاوقت کہ حالات دوسرا رخ اختیار کریں اور القلیما کو وہاں سے نکالا جائے اور وہاں القلیما کی ماں ایلانہ نے یہ بھی کہا لیکن تھا۔ اس سلسلے میں طریف بن مالک سے کھل کر بات کی جائے اس کا خیال تھا کہ اس معاملے میں طریف بن مالک دھوکہ دہی سے کام نہیں لے گا۔

اس لوٹڈی کے ہاتھ القلیما کی ماں ایلانہ نے ان خیالات کا اظہار بھی کیا تو کہ موت کے میدان میں مقابلے کے دوران وہ طریف بن مالک کا بڑے غور اور انہماک سے جائزہ لے چکی ہے جس کی بنا پر وہ پراسن ہے کہ طریف بن مالک

کسی بھی صورت میں ماں بیٹی کو دھوکہ نہ دے گا۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے طریف بن مالک نے پھر ایسا سے پوچھا۔ اے راہبہ تمہارے خیال میں مجھے کب تک القلیما کو اس بستی سے لے کر کاسٹیلہ کی طرف روانہ ہونا چاہیے اور یہ کہ اس بستی کے اندر القلیما کو کہاں اور کس جگہ تلاش کروں گا۔ طریف بن مالک کے پوچھنے پر ایسا نے بڑے مطمئن انداز میں کہا! اے ابن مالک تم چند روز تک انتظار کرو القلیما اور اس کی ماں ایلانہ کی قابل اعتبار لوٹڈی اب تک اس شہر ٹریڈو کے اندر ہی ہے وہ برابر القلیما کے ساتھ رابطہ قائم رکھے گی اور جب القلیما کا بخار ٹوٹ جائے گا اور وہ مکمل طور پر صحت مند ہونے کے بعد سفر کے قابل ہو جائے گی تو اے ابن مالک اس کے بعد ایک روز صبح ہی صبح ایک سے فروش آپ کے اس کمرے کی طرف آئے گا اس سے فروش کا نام قندیان ہے قندیان نام کا یہ بے فروش بھی القلیما اور اس کے خاندان کا مخلص اور جاں نثار ہے پس میں بے فروش آپ کو اس بستی کی طرف لے جائے گا جس میں القلیما ٹھہری ہوئی ہے وہی آپ کو القلیما سے ملائے گا اور وہی آپ اور القلیما کے کوچ کے سارے انتظامات کو آخری شکل دے گا۔

اے ابن مالک اب آپ کئے آپ مزید مجھ سے کیا چاہنا چاہتے ہیں اس پر طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اے راہبہ جو کچھ میں پوچھتا چاہتا تھا وہ تو میں پوچھ چکا ہوں اب میں جس یقین دلاتا ہوں کہ تم مطمئن رہو۔ جب وہ سے فروش مجھ سے رابطہ قائم کرے گا تو میں القلیما کو اس کی ماں ایلانہ کی خواہش کے مطابق ضرور کاسٹیلہ تک پہنچا کر رویمیر کے حوالے کر دوں گا اس کے ساتھ ہی ایسا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے ابن مالک میں آپ کی بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ کام کرنے کی حاضری بھری ہے اور وہاں میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ شاید میری اور آپ کی آخری ملاقات ہوگی اس لئے کہ میں بھی کل واپس قلاس شہر کی طرف روانہ ہو چکی ہوں گی۔ اس لئے کہ اول تو میری تربیت مکمل ہو چکی ہے دوسری یہ کہ جو راہبائیں باہر سے تربیت کے لئے آئیں تھیں انہوں نے

ابھی چند ہفتے تک مزید یہاں قیام کرنا تھا لیکن یہ جو حکومت کے اندر انقلاب آیا ہے اس کے باعث کلیسا کے بڑے پادری نے ہم دیا ہے کہ رہائشیں باہر سے آئی ہیں وہ واپس اپنے اپنے کلیسا کی طرف لوٹ جائیں لہذا ابن مالک کل میں یہاں ٹولینڈو سے قلاس کی طرف کوچ کر جاؤں گی اس موقع پر آپ سے یہ بھی گزارش کروں گی کہ میں آپ کے اخلاق اور آپ کی باتوں سے بے حد متاثر ہوئی ہوں اور ہاں اگر آپ کا کبھی قلاس شرکی طرف آتا ہو تو آپ مجھ سے ملنے قلاس شرکے اس کلیسا میں ضرور آئیں۔ میں آپ کا انتظار کروں گی ایسلا کے خاموش ہونے پر طرف بن مالک نے نگر بندی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے راہبہ یہ جو تم رات کے اس وقت لوٹ رہی ہو اور جسیں شر سے باہر نکل کر اس کلیسا کی طرف جاتا ہے تو کیا ایسے موقعہ پر رات کے اس وقت تم پر کوئی شک اور شبہ تو ظاہر نہ کرے گا۔ جواب میں ایسلا نے مسکراتے ہوئے کہا اے ابن مالک جو آپ نے میرے متعلق اس قدر ہمدردی اور نگر بندی کا اظہار کیا ہے میں آپ کی ممنون ہوں پر میں آپ سے یہ کہوں کہ آج رات ٹولینڈو شرکے ایک کلیسا کے اندر ایک دعائیہ اجتماع تھا جس میں سارے پادری اور ساری رہائشیں جمع ہو چکی ہیں۔ دعائیہ اجتماع کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ میں پہلے ہی اس دعائیہ تقریب سے نکل کر آپ کی طرف آگئی ہوں اور اب میں واپس اسی کلیسا کی طرف جاؤں گی جس میں کہ دعائیہ تقریب جاری ہے اور وہ ابھی تک تقریب ختم نہیں ہوئی ہو گی لہذا میں اپنے پادری اور رہائشوں سے جاملوں گی اور ان کے ساتھ ہی میں اپنے کلیسا کی طرف روانہ ہو جاؤں گی ایسلا کا جواب سن کر طرف بن مالک مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ دونوں صحن میں آئے دروازے کے قریب آکر راہبہ نے ہاتھ فضا میں لہرا کر طرف بن مالک کو الوداع کہا پھر وہ باہر نکل گئی تھی۔ طرف بن مالک دروازے پر کھڑا ہوا اسے دیکھتا رہا جب وہ اندھیرے کی چادر میں روپوش ہو گئی تو طرف بن مالک نے اپنی رہائش گاہ کا بیرونی دروازہ بند کر کے اندر سے ذخیرہ لگا لیا۔ پھر وہ اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد گہری نیند سو رہا تھا۔

طرف بن مالک اور ایسلا کی اس ملاقات پر کوئی آٹھ دس دن گزر چکے تھے۔ ایک روز جبکہ دوپہر ڈھل چکی تھی۔ طرف بن مالک قیلولہ کرنے کے بعد سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ اس کی رہائش گاہ کے بیرونی دروازے پر دستک ہوئی تھی تھوڑی دیر بعد اس نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ دروازے پر ایک ڈھلتی ہوئی عمر کا شخص ایک خوب توانا اور قد اور اونٹ کی نگیل پکڑے کھڑا تھا اور اس اونٹ پر شراب کے چوبیس تنکے لادے ہوئے تھے اس شخص کو دیکھتے ہوئے طرف بن مالک کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جواب میں وہ شخص بھی مسکرایا اور پھر اس نے بڑی رازداری سے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ ہی طرف بن مالک ہیں۔

طرف بن مالک نے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کر کے ہاں اے شرسوار! تیرا اندازہ درست ہے اور اگر میں غلطی پر نہیں تو تم قیدیان ہو اور سے فروشی کا کام کرتے ہو۔ جواب میں اس شرسوار نے بڑے مطمئن انداز میں کہا آپ کا اندازہ سلیفہ درست ہے یقیناً" راہبہ ایسلا نے میرے متعلق معلومات درست فراہم کی ہیں اب بتائیے آپ کا کیا خیال ہے طرف بن مالک اس سے فروش کے اور زیادہ قریب ہو گیا اور اس سے مخاطب ہوتے ہوئے بڑی رازداری سے۔ کہہ کر جس شخصیت کو ٹولینڈو شرکی ایک بیرونی بستی سے لے کر میں نے کاسٹیلہ کی طرف روانہ ہونا ہے کیا وہ اب صحت مند ہے اور کوچ کے لئے تیار ہے جواب میں وہ سے فروش مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے ابن مالک! وہ حسین مسافر جس نے آپ کے ساتھ اس بستی سے کاسٹیلہ کی طرف کوچ کرنا ہے وہ اب مکمل طور پر صحت مند ہے۔ وہ بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہی ہے تاکہ وہ آپ کے ہمراہ قلاس شرکی طرف کوچ کر جائے۔ اس پر طرف بن مالک نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے قیدیان تم تھوڑی دیر میں باہری رکو میں اپنا لباس تبدیل کر کے اپنا ضرورت کا سامان خرچین میں ڈالتا ہوں اس کے علاوہ گھوڑے پر زین ڈال کر تمہارے ساتھ ہو لیتا

دیوان خانے کا دروازہ کھول دیا۔ اس پر خدیان نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ دیوان خانے میں بیٹھیں میں تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوتا ہوں۔ طریف بن مالک اس دیوان خانے میں جب داخل ہوا تو دروازہ کھولنے والے نے دوبارہ دیوان خانے کا بیرونی دروازہ بند کر دیا تھا اور اس دیوان خانے سے باہر نکل گیا۔ طریف بن مالک نے دیکھا دیوان خانے کی دیوار سے لٹھی ہوئی وہاں ایک چھوٹی سی مشعل جل رہی تھی جس کی روشنی میں اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ کمرہ آرائش کی حد تک آراستہ کیا ہوا تھا اور کمرے کا جائزہ لینے کے بعد طریف بن مالک ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا جب کہ دوسری طرف خدیان نام کا سے فروش اپنے اونٹ اور گھوڑے کو حویلی کے اندر لے گیا تھا اور جس شخص نے حویلی کا دروازہ کھولا تھا اس نے پھر پہلے کسی طرح حویلی کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔

اس دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے طریف بن مالک کو تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ خدیان وہاں داخل ہوا اور طریف بن مالک کے سامنے بیٹھے ہوئے اس نے کہا شروع کیا اے ابن مالک اقلما کو آپ کی آمد کی اطلاع کی جا چکی ہے وہ اپنی تیاریاں مکمل کر رہی ہے جب کہ میں اس کے گھوڑے پر زین بھی ڈال آیا ہوں اور اس کے گھوڑے سے لٹھی ہوئی چری خرچین کے اندر اس حویلی کے مالک کے تعاون سے ضروریات کی چیزیں بھی ڈال آیا ہوں ان چیزوں میں بہت سی کھانے پینے کی اشیاء ہیں۔ اے ابن مالک تم میرے ساتھ مل کر یہاں کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد تم اقلما کو یہاں سے لے کر کوچ کر جانا سے فروش خدیان کی اس گفتگو کے جواب میں طریف بن مالک کچھ کتنا چاہتا تھا کہ حویلی کا ایک ملازم ایک بڑے شست میں کھانا لے آیا لہذا بڑی خاموشی سے دونوں مل کر کھانا کھاتے گئے۔

طریف بن مالک اور خدیان جب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو جو ملازم ان کے لئے کھانا لایا تھا خالی برتن بھی اٹھا کر لے گیا دونوں کچھ دیر تک اس کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ کمرے میں اقلما داخل ہوئی کمرے کی

ہوں۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اپنا لباس تبدیل کر کے اس نے اپنا جنگی لباس پہن لیا۔ ایک خرچین کے اندر اپنے کپڑے اور ضروریات کا سامان بھی رکھ لیا پھر اس نے اپنے گھوڑے پر زین ڈالنے کے بعد وہاں چڑھایا چری خرچین گھوڑے کی زین کے ساتھ ہاتھی دوسری طرف اس نے زین کے ساتھ اپنا بستر ہاتھ لیا تھا اس کے بعد وہ گھوڑے کی ہانگ پکڑ کر باہر نکلا اپنی رہائش گاہ کو باہر سے نکل گیا اور خدیان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آؤ آپ یہاں سے کوچ کریں۔ خدیان نے اونٹ کی گردن پر رسی مار کر پہلے اسے بٹھایا۔ اونٹ پر سوار ہوا پھر وہ دوبارہ اس کی گردن پر رسی مار کر اسے اٹھا دیا۔ اتنی دیر تک طریف بن مالک بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

شام ہو گئی تھی ہواؤں کے اندر شفق کے رنگ اور خرمیوں بکھر گئی تھیں ذہن میں اڑتے خوابوں کی طرح پرندے فضاؤں کے اندر پرواز کرتے اور اپنے زخمِ دل کے گیت گاتے اپنے اپنے آشیانوں کو لوٹ رہے تھے۔ چھتوں، دیواروں، درختوں اور کوساروں پر دھوپ چھاؤں کا مکمل ختم ہو چکا تھا۔ رات کی تاریکیاں دشت طلب میں بے فہر بجکتے مسافر کی طرح کائنات کے دل پر سایہ کرتے لگی تھیں۔ رات کی آمد آمد گھروں کے آگے کو اچاڑنے اور لوگوں کی آنکھوں میں خواب سہانے لگی تھیں۔ ایسے میں طریف بن مالک اور وہ سے فروش جس کا نام خدیان تھا ہسپانیہ کے مرکزی شہر تولیڈو سے باہر ایک بستی میں داخل ہوئے بستی کے بیرونی حصہ میں ہی ایک بڑی حویلی کے سامنے سے فروش نے اپنے اونٹ کو روک لیا اور طریف بن مالک کو بھی اس نے رکھنے کا اشارہ کر دیا تھا پھر وہ سے فروش اونٹ کے کچاوسے سے لٹکا ہوا پیچے اترا اور آگے بڑھ کر اس نے اس حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے حویلی کا دروازہ کھولا سے فروش خدیان نے اس شخص کے ساتھ بڑی رازداری کے ساتھ کمر پھر میں مٹھکو کی اس کے جواب میں دروازہ کھولنے والے نے پیچھے ہٹتے ہوئے دائیں طرف حویلی کے

مقام پر رو میر تک پہنچا دیں تو میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گی۔ اے ابن مالک میں جانتی ہوں کہ جس روز آپ نے روجر اور رو میر کے خلاف موت کے میدان میں تیغ زنی کا مقابلہ پیچھا تھا اس روز میں نے آپ کے ساتھ نہ صرف یہ زیادتی کی تھی بلکہ میں نے اپنے سارے اہل خانہ کے سامنے بد قیڑی کا مظاہرہ بھی کیا تھا میں اس کے لئے بھی آپ سے مددرت خواہ ہوں۔ طرف بن مالک نے کسی قدر بے توقبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے خاتون میں اس سرزمین میں تمہاری خوشنودی یا نفرت کے حصول کے لئے داخل نہ ہوا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ گزرے ہوئے دنوں میں تم نے میرے لئے کیا کچھ کہا اگر تم نے کچھ کہا بھی تو مجبی میں مکمل طور پر فراموش کر چکا ہوں میں تو یہ جانتا ہوں کہ جس مقدمہ کے تحت ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا تھا اس مقدمہ کو مکمل کر چکا ہوں۔ اے خاتون اب میں حمیس کا ستیلا کے مقام پر رو میر کے حوالے کرنے کی ذمہ داری قبول کر چکا ہوں! لہذا میں حمیس یقین دلانا ہوں کہ اس ذمہ داری کو بھی پوری طرح نبھوں گا لہذا تم مجھے یہ تاؤ کہ تم کب تک یہاں سے کوچ کرنے کے لئے تیار ہو سکتی ہو۔

اقلما نے پہلی بار اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالتے ہوئے اور ہوردی کے بھرپور جذبات میں طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک آپ نے مجھے خاتون کہہ کر مخاطب کیا ہے میرا نام اقلما ہے اور آپ مجھے میرے نام سے مخاطب کر سکتے ہیں۔ طرف بن مالک نے پھر انجیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے خاتون! میں اور تم ایک دوسرے کے لئے اجنبی اور بیگنے ہیں۔ ہمارا آپس میں کوئی تعلق، کوئی واسطہ، کوئی رابطہ، کوئی رشتہ و مناسبت اور میلان نہیں ہے لہذا میں اس اجنبی حالت میں حمیس تمہارے نام کے بجائے حمیس خاتون ہی کہہ کر مخاطب کروں گا میں ایک بار پھر کہوں گا کہ تم دیکھ باتوں کو چھوڑو اور مجھے یہ تاؤ کہ تم کب تک یہاں سے کوچ کر سکتی ہو۔ اقلما نے اس بار کسی قدر افسردہ لہجہ میں کہا میں ابھی اور اسی وقت کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں اور میرا گھوڑا بھی کوچ کے لئے تیار کر دیا گیا ہے۔

دیوار سے لٹکی مشعل کی روشنی میں طرف بن مالک نے دیکھا۔ اقلما کی حالت عجیب ہو رہی تھی یوں لگتا جیسے وہ کسی پر اپنے درد و سوز اور غم میں جلا ہو کر رہ گئی ہو شاید ہسپانیہ کے اندر دھماکے والے انقلاب کے پردرو اثرات نے اس کے انہرست اور منور چہرے پر یادوں کے رنگ کی طرح گہرا اثر کیا تھا۔ اس کے چاند چہرے پر پھولوں جیسے گالوں اور حسین و بے مثال بدن پر احساس کا کرب، روح کا طوفان اور دکھ کے مراحل دیکھے جاسکتے تھے۔

اس کی حالت سے ایسا لگتا جیسے اس کے دھڑکتے جاتے ہڈیوں کی ضو اس کی حسین آنکھوں کا تجسس تنہائی کی دھوپ اور ترقوں میں قیامت خیز دوریوں کا شکار ہو کر رہ گیا ہو اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ پیار کی راہ میں دور کی دوری اور مسافت کی راتوں سے دوچار ہو گئی ہے۔ طرف بن مالک کے سامنے اقلما کسی ستون کی طرح خاموش کھڑی تھی۔ اس موقع پر طرف بن مالک کے دل میں اس کے لئے ترم آمیز جذبے اٹھ کھڑے ہوئے تھے کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اقلما کی کیفیت میں کرب کا ایک طویل سلسلہ تھا جو اس بات کا مظہر تھا کہ وہ شاہی ایوانوں میں زندگی بسر کرنے والی نوجوان لڑکی ذمہ رہنے کی تنہا میں بڑی مشکل کے ساتھ اپنی زینت کے لمحوں کو حشر اور اپنے اعصاب کو ٹھکرنے سے بچا سکی ہو وہ اقلما جس کے سنورنے سے آئینے سنورے تھے جس کے خود غل حسن اور خوبصورتی کو بھی شرمادیتے تھے وہ کھگت و ریخت کے طویل سلسلے جیسی او اس اور کف خیال کی یادوں میں آبلوں جیسی افسردہ اور ہزار ہزار سی تھی۔

تھوڑی دیر تک اقلما خاموشی کے ساتھ طرف بن مالک کے سامنے کھڑی رہی پھر وہ حرکت میں آئی اور طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے ابن مالک گو مجھے آپ کی ذات سے کسی خوش کن جذبے کی توقع کی امید نہ تھی تاہم میں آپ کی شکر گزار اور ممنون ہوں کہ راجہ اہلما کے کئے پر آپ میری مدد اور میری حمایت کے لئے آمادہ اور تیار ہو گئے ہیں اگر آپ مجھے باخاعت دریائے تاجہ اور اس کے معاون دریا کے منظم کے پاس کا ستیلا کے

اٹھیا کا یہ جواب سن کر طریف بن مالک فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو
 تھا اور سے فرود خدیان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے خدیان اب مجھے
 اجازت ہے کہ میں اس خاتون کے ساتھ یہاں سے کاسٹیل کی طرف کوچ کر
 جاؤں؟ جواب میں خدیان اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دونوں ہاتھ طریف بن مالک کے
 کندھوں پر رکھتے ہوئے اور اس نے بڑی عقیدت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے
 کہا اے ابن مالک! تم اب اٹھیا کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤ اور سنو اگر
 ہستی سے نکل کر دریائے تاجہ کے کنارے کنارے مشرق کی طرف پوچھنا میں سہل
 آگے جانے کے بعد چھوٹی چھوٹی چٹنیوں پر مشتمل کوستانی سلسلہ شروع ہوتا ہے
 جہاں پر دریائے تاجہ کا ایک معاون دریا اس میں ملتا ہے وہیں پر کاسٹیل نام کا
 ایک بستی بھی ہے اسی سکیم کے قریب ہمیں رو میرے گا اور تم اٹھیا کو اس
 کے حوالے کر دینا طریف بن مالک نے فوراً خدیان کی بات کانٹے ہوئے کہا اے
 خدیان تم غر مند نہ ہو میں تمہاری شکوک سمجھ چکا ہوں تم مجھے یہاں سے کوچ
 کرنے دو۔ اس کے ساتھ ہی خدیان طریف بن مالک اور اٹھیا کو لے کر حویلی
 کے اضلاع کی طرف لے کر آیا۔ دونوں کے گھوڑے کھول کر اس نے ان کے
 حوالے کئے پھر وہ ان دونوں کے ساتھ حویلی کے باہر آیا اس کے دیکھتے ہی دیکھتے
 طریف بن مالک اور اٹھیا گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔
 جب تک اٹھیا اور طریف بن مالک خدیان کو دکھائی دیتے رہے وہ اسی حویلی کے
 دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھتا رہا جب اندھیرے میں اس کی نگاہوں سے
 روپوش ہو گئے تو وہ حویلی کے اندر چلا گیا تھا۔

○

طریف بن مالک اور اٹھیا رات بھر دریائے تاجہ کے کنارے کنارے
 مشرق کی طرف سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب پوچھنی اور مشرق سے صبح کے
 آثار دکھائی دینے لگے تو وہ دونوں اس وقت تک کاسٹیل نام کی بستی کے قریب
 اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں پر دریائے تاجہ اور اس کا ایک معاون دریا آپس میں
 ملتے تھے۔ نغذاؤں کے اندر ابھی بکلی بکلی تاریکی تھی یہ دونوں دریاؤں کے سکیم

کے پاس ہی اپنے گھوڑوں سے اترے کھڑے ہوئے اور پھر دریا کنارے کی
 طرف ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر وہاں پر رو میر کا انتظار کرنے لگے تھے۔
 تھوڑی دیر بعد جب سورج مشرق کی طرف سے طلوع ہو رہا تھا اور نغذاؤں کے
 اندر بکلی بکلی دھوپ پھیلنا شروع ہوئی تو چٹانوں کے اندر سے اپنے گھوڑے پر
 سوار رو میر ان دونوں کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اٹھیا کے قریب آکر رو میر اپنے
 گھوڑے سے اترا اور پھر بڑے محبت آمیز انداز میں اس نے آگے بڑھ کر اٹھیا
 کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے چاہتوں بھری آواز میں اس نے کہا
 اے اٹھیا مجھے امید تھی کہ ایک نہ ایک روز دریا تاجہ اور اس کے معاون دریا
 کے اس سنگم پر میری اور تمہاری ملاقات ضرور ہوگی۔ تمہارا لویڈو شہر سے
 نکل کر اس سنگم تک پہنچ جانا اس بات کی علامت ہے کہ اب میں تمہیں سلامتی
 کے ساتھ قادس شہر میں پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

رو میر جب خاموش ہو گیا تب طریف بن مالک نے اٹھیا کی طرف دیکھتے
 ہوئے کہا اے خاتون میں نے تمہیں لویڈو سے دونوں دریاؤں کے سنگم تک
 پہنچانے کا امداد کیا تھا اور تو دیکھتی ہے کہ میں نے عہد پورا کر دیا ہے کیا میں اب
 واپس یہاں سے لویڈو شہر کی طرف روانہ ہو سکتا ہوں۔ حسین اٹھیا طریف بن
 مالک کو کوئی جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ اچانک رو میر نے اپنی کھوار سونت لی اور
 طریف بن مالک پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ اس نے چاہا تھا کہ اپنی کھوار مار کر
 طریف بن مالک کے شانے کو کاٹ کر رکھ دے یہ حملہ ایسا اچانک اور فی الفور تھا
 کہ طریف بن مالک نہ ہی سنبھل سکا اور نہ ہی اپنی ڈھال یا کھوار مار کر وہ رو میر
 کے حملہ کا دفاع کر سکا تھا تاہم اپنی ذمہ داری بچانے کے لئے اس نے بروقت ایک
 قدم اٹھایا اور فوراً اپنے سر سے اپنا آہنی خود انار کر رو میر کی گرتی ہوئے کھوار
 کو اس پر روک لیا تھا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹا خود دوبارہ اس نے اپنے
 سر پر رکھا پھر کھوار اور ڈھال سنبھال کر وہ مستعد ہو گیا تھا اسی وقت اٹھیا بھی
 حرکت میں آئی اس نے بے حد فتنے اور غصہ بانی کا اظہار کرتے ہوئے رو میر کو
 مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رو میر یہ کیا حماقت اور بزدلی ہے کہ تم اس ابن

مالک پر حملہ آور ہو گئے ہو جب کہ تم دیکھتے ہو کہ اب یہ ہمارا محسن ہے کہ اس نے مجھے ایک انتہائی شریف آدمی کی طرح بھلائی یہاں دریاؤں کے اس سنگم تک پہنچایا ہے۔

رومیر نے کمال دھڑائی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھیا کہ مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اٹھیا اب ابن مالک یہاں سے بچ کر نہیں جاسکتا۔ ان دیرانوں کے اندر میں ضرور اسے قتل کر کے رہوں گا اور اس کا قتل مجھ پر دو لحاظ سے فرض ہو چکا ہے اول اس لحاظ سے کہ اس نے موت کے میدان میں صرف روج ہی کو نہیں بلکہ مجھے بھی شکست دے کر اپنے سامنے نیچا اور مطلوب دکھایا اور دوم یہ کہ اسے اب خبر ہے کہ میں جنہیں یہاں سے لے کر قافوس شہر کی طرف جاؤں گا۔ جب یہ یہاں سے واپس جانے کے بعد فولیڈو شہر میں رہے گا تو یہ کسی بھی وقت رازدارک کے سامنے اس بات کا انکشاف کر سکتا ہے کہ اٹھیا اور اس کی ماں اور میں قافوس شہر کے کلیسا میں رہتے ہیں۔

جب اس نے ایسا کر دیا تو رازدارک ہم تیز کی گردنیں کاٹ کر رکھ دے گا۔ لہذا میں اسے کیوں فولیڈو شہر واپس جانے دوں گا۔ میں ان دیرانوں کے اندر ہی اس کا سر قلم کر دوں گا۔ جواب میں اٹھیا نے پھر غصے اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے رومیر تم احمق اور بے وقوف ہو یہ غصے کیوں رازدارک کے سامنے ہمارے راز کا انکشاف کرے گا اگر اس نے ایسا کرنا ہوتا تو یہ مجھے یہاں تک کیوں لے آتا یہ بچارہ فولیڈو شہر میں ہی رازدارک کو بتا دیتا کہ اٹھیا فلاں بستی میں قیام کئے ہوئے ہے وہیں یہ مجھے رازدارک کے حوالے کر سکتا تو لہذا یہ طرف بن مالک ہمارے لئے قابل اعتماد اور بھروسے کا ایک ساتھی اور رفیق ہے تم اس کے سامنے اپنی گلواری اپنی نیام میں کر لو اور اس کا شہرہ اوڑھ کر کہ اس نے مجھے یہاں تک پہنچایا اور یہ کہ سفر کے دوران میرے ساتھ کمال نرمی کمال عزت اور شرافت کے ساتھ پیش آیا رومیر نے پھر اپنی ضد کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے اٹھیا تم کچھ بھی کہو کچھ بھی کہو میں اس طرف بن مالک کو یہاں سے بچ کر نہ جانے دوں گا پھر رومیر اٹھیا کی طرف سے مڑا اور طرف

بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

اے ابن مالک اب تو بچ کر یہاں سے بھاگ نہ سکے گا میں موت کو تیرا جزو جان بنائوں گا اور کچھوں کی صدا کی طرح دریاؤں کے اس سنگم کے کنارے جنہیں نکیر کر رکھ دوں گا یہاں ان دیرانوں کے اندر تیرے نفس کی توہین کروں گا، تجھے تیری ذلت کا بوجھ اور ذات کا عذاب بنا دوں گا۔ اے ابن مالک! میں جب تم پر حملہ آور ہوں گا تو تیری سانس سگ اسٹھی کی اور تیرا دل دھواں بن کر اڑنے لگے گا۔ ان دیرانوں کے اندر اے ابن مالک میں تجھے ہر کے لمحوں اور کاسہ دریوزہ گر کی طرح او اس اور کشت روح سینہ دیران اور درد کی لو جیسا طول بنا کر رکھ دوں گا سو دیکھ ان دیولازوں کے اندر میں تم پر حملہ آور ہوتا ہوں اور تجھے تیری زندگی کے خاتمے سے ہمکنار کرتا ہوں۔

جواب میں طرف بن مالک نے اپنی دھال اپنے سامنے کرتے اور گلواری بھی لہراتے ہوئے ایک عزم اور انوکھی سی جرات مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے رومیر کسی غلطی نہ ہو کہ میں جلا نہ رہتا اب بھی دقت ہے اپنی گلواریام میں کر لو اور اٹھیا کو یہاں سے لے کر قافوس شہر کی طرف کوچ کر جاؤ میں جنہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تم دونوں اور اٹھیا کی ماں سے متعلق رازدارک سے کچھ نہ کہوں گا تم مجھ پر بھروسہ کر لو میں تمہارا کوئی بھی راز رازدارک پر ظاہر نہ کروں گا اور تم پر امن طور پر قافوس شہر میں زندگی بسر کر سکو گے۔ جواب میں رومیر نے چلائے ہوئے کہا اے ابن مالک میں تو کسی صورت میں تم پر نہ اعتماد کروں گا نہ ہی جنہیں یہاں سے واپس جانے دوں گا بلکہ ان دیرانوں کو میں تمہاری مرگ تمہاری موت کا میدان بنا کر رکھوں گا۔ رومیر کا یہ جواب سن کر طرف بن مالک کے چہرے پر غصہ اور غصے کے آثار پھیل گئے تھے پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں رومیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رومیر اگر تم اس حد تک ہی ہٹ دھرم ہے، یہ دعا اور نمک حرام ہو چکے ہو تو پھر آؤ مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھنا میں کیسے تمہارے بدن کو ذمہ دہم تمہارے جسم کو تخت لخت کرتا ہوں۔ کیسے تمہاری سانپوں میں جلن اور تمہاری روح کے اندر دکھ اور کرب بھر کے دکھنا ہوں

اے رویمیر میں جب شور سلاسل اور لمحہ کرب کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا
تیرے جسم کی نہ صرف شادابی جاتی رہے گی بلکہ تو اپنے جسم کی رگوں میں وصال
کی تھی دوڑتے اور رقص کرتے ہوئے محسوس کرے گا اے تنگ حرام رویمیر
آگے بڑھ مجھ پر حملہ آور ہو اور دیکھ دریاؤں کے اس سنگم پر کس طرح میں
الہیا کی موجودگی میں تیرا حرص کینہ بغض نفرت خود پرستی اور بے حسی تیرے
ہی خون میں ڈبو تباہوں۔ طریف بن مالک کے اس پہنچ پر رویمیر نے نہ آؤ دیکھ
نہ آؤ اور فوراً آگے بڑھ کر طریف بن مالک پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

رویمیر نے آگے بڑھ کر پوری قوت اور پوری جانفشانی سے طریف بن مالک
پر ایک وار کیا تھا جسے اس نے بڑی آسانی کے ساتھ اپنی وحال پر روک لیا تھا پھر
جواب میں طریف بن مالک بھی بڑے غضب ناک انداز میں رویمیر پر حملہ آور
ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر تک دونوں خوب جم کر دونوں دریاؤں کے اس سنگم کے
پاس ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہو چکا تھا تھوڑی دیر تک دونوں
خوب جم کر دونوں دریاؤں کے اس سنگم کے پاس ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر
حملہ آور ہوتے رہے جب کہ اٹھیا سرا سید و حیران آرزوؤں کی فطرتی کے ساتھ
ایک سے ہوتے چبھی کی طرح گلابی روح لئے ایک طرف ہٹ کر خاموشی میں
گمنم بیٹھ گئے تھے ساتھ ان دونوں کو ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھ
دے تھی۔

تھوڑی دیر بعد طریف بن مالک کے مقابلے میں رویمیر کے اندر تھکاوٹ
کے آثار نمودار ہونے لگے تھے جہاں طریف بن مالک کے حملوں کے اندر لمحہ بہ
لمحہ تیزی اور خوشنکاحی اترتی چلی آ رہی تھی وہاں رویمیر کے حملوں کے اندر آہستگی
اور تھکاوٹ کے آثار نمودار ہوتے جا رہے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے رویمیر حملوں
کے سامنے کرب کی رت ذمہ دل اور سوز سلاسل کا شکار ہوا جا رہا ہو جب کہ اس
کے مقابلے میں طریف بن مالک کی حالت ابھی تک تازہ دم تھی اور وہ رقص
مستانہ کی طرح اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کرتا جا رہا تھا ایسا لگ رہا تھا
اس مقابلے نے اس کے خون کی شریانوں میں نشتر اتار دیے ہوں۔ وہ بادِ غلیظ

بخش کی طرح ہر شے پر حاوی ہو جانے کا عزم کر چکا ہو اس موقع پر اچانک اور
خستہ طریف بن مالک کی کھوار برق کے انداز میں رویمیر کے شانے پر ذمہ لگتی
ہوئی کل گئی تھی۔ شانے پر آنے والے اس ذمہ کی وجہ سے جو ہی رویمیر
اپنے وحال والا ہاتھ اپنے شانے کے ذمہ کی طرف لے گیا اسی لمحہ طریف بن
مالک نے وحال اس کی کھوار پر دے ماری اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کی چپتی
ہوئی بھاری پھل کی کھوار بھی رویمیر پر گر گئی، اس کی گردن کاٹتی ہوئی چلی گئی
تھی۔ دریائے تاجہ اور ان قریبی چٹانوں کے درمیان پڑنے والی ریت پر رویمیر کا
دھڑ دو حصوں میں کٹ کر گر گیا تھا اور اس کا خون اس کے جسم سے کل کر
ریت میں جذب ہونے لگا تھا۔

رویمیر کی لاش کو خون میں لت پت یوں ریت پر پڑے دیکھ کر اٹھیا کا
عزت بدوش بدن اور گل ترسا مرمرس جسم کیسا کے اندر رکے کسی دینے کی
طرح جھلجانے لگا تھا اس کی پٹی پٹی نگاہوں میں دور تک دیرانیاں ہی دیرانیاں
تھیں اور اس کے چہرے پر خوف اور وحشت خوب عیاں ہو کر رہ گئی تھی۔
تھوڑی دیر تک وہ رویمیر کی لاش کو بڑے غور سے دیکھتی رہی پھر اس کی نگاہیں
جک گئیں۔ طریف بن مالک نے اپنی جگہ کھڑے ہی کھڑے اٹھیا کو مخاطب کرتے
ہوئے کہا اے خاتون مجھے انوس ہے کہ تمہیں چاہئے والا اور تمہارا پسندیدہ
رویمیر میرے ہاتھوں اپنی بہت دھری اور محنت کی وجہ سے مارا گیا! میں تمہیں
اس کے حوالے کر کے یہاں سے لوٹ جانا چاہتا تھا پر یہ خود ہی میری زندگی کے
دور ہو گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان جوانوں میں سے ہے جو انسانی خون سے
چراغ روشن کرنے پر فرح محسوس کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان احمق
انسانوں میں سے ہے جو اپنی زندگی کو زندگی مجدد و بد کرنے کا عزم کرتے ہیں۔
برسوں کی بھائی کو منتقل کرنے، سکون کی گلیاں خون آلود بنانے اور زندگی کے
صحرا سے اس کے پیار کے لمحات چھیننے پر فرح محسوس کرتے ہیں بہر حال اے خاتون!
میں نے اس رویمیر کو قتل کر دیا ہے جس سے تم محبت کرتی تھیں اس نے میرے
لوہ میں اپنی کھوار ڈبو کر خوشی کا رقص کرنے کا ارادہ کیا تھا جب کہ میں نے موت

ہوئے کہا! میری خوشی میری تنہا میری آرزو تو اسی میں ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح قادس شرابی ماں کے پاس پہنچ جاؤں وہیں وہ کر میں اپنی زندگی کے بھایا دن پر امن اور سکون کے ساتھ گزار سکی ہوں اگر میں واپس اسی بستی کی طرف گئی جہاں سے میں نے کوچ کیا ہے تو وہاں میں چند دن سے زائد زندہ نہ رہ سکوں گی اور رازرک کے ہاتھوں چھ جاؤں گی اس پر طریف بن مالک پھر بولا اور اقلیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا! اے خاتون اگر تم میرے ہمراہ اور میرے ساتھ سفر کرنے پر آمادہ ہو تو پھر میں تمہیں قادس شرمیں تمہاری ماں کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ اقلیہ نے بغیر کسی توقف کے بولتے ہوئے کہا میں آپ کے ساتھ سفر کرنے میں کیوں آمادہ نہ ہوں گی۔ جب میں آپ کے ساتھ اس بستی سے یہاں تک رات کی تاریکی میں سفر کر چکی ہوں تو میں کیوں کر قادس شرم تک آپ کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی میں آپ کی شرافت اور اخلاق سے پہلے ہی سناڑ ہوں میں آپ کے ساتھ قادس شرم تک بخوشی سفر کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اقلیہ کی گفتگو سن کر طریف بن مالک نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے خاتون اگر ایسا ہے تو پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ تاکہ یہاں سے کوچ کیا جائے۔ اقلیہ فوراً "حرکت میں آئی رومیر کی کھوار ڈھال اس کا آہنی خود جیروں بھرا ترس اور کلن پر اس نے قبضہ کر لیا تھا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی حتیٰ اس کے بعد طریف بن مالک نے رومیر کی لاش کو اٹھا کر دریائے تاج میں پھینک دیا تھا۔ پھر وہ خود بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور وہاں سے وہ دونوں کوچ کر گئے تھے۔

○

کی لہریں اس کی رگوں میں دوڑا کر رکھ دی ہیں۔

اے خاتون! میں نے اس کی زندگی کے اس ظلم ہست وجود کا خاتمہ کر دیا ہے میں نہیں جانتا کہ تو میرے متعلق کیا خیال کرتی ہے پر میں اس موقع پر یہ ضرور کہوں گا کہ اس دنیا کی زندگی ایک خواب سے کوئی مختلف نہیں ہے۔ زندگی اور خواب میں صرف نام ہی کا فرق ہے ایک طویل ہے اور دوسری مختصر۔ طریف بن مالک جب خاموش ہوا تو اقلیہ نے اپنی جھکی جھکی نگاہیں اٹھائیں طریف بن مالک نے دیکھا اس کی آنکھوں کے اندر غلٹ و جویر کی تیزیز کاری کا ایک سلسلہ تھا اس کے چہرے پر سراپ زندگی اور سرخروشی کی سی کیفیت تھی پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے ابن مالک میں حلیم کرتی ہوں کہ رومیر خود اپنی ماگی ہوئی موت کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گیا ہے۔ میں نے اسے ہتھیار متع کیا لیکن یہ اپنی حماقت اور ہٹ دھرمی کے باعث آپ سے مقابلہ کر بیٹھا۔ جب کہ یہ جانتا تھا کہ اس سے قبل موت کے میدان میں آپ اسے زیر اور مغلوب کر چکے ہیں برحال اس کے مرے سے مجھے بہت بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا یہ کہ اب قادس کی بجائے مجھے واپس اسی بستی کا رخ کرنا پڑے گا جہاں سے آپ کے ساتھ میں نے کوچ کیا تھا لگتا ہے کہ میری قسمت میں قادس اپنی ماں کے پاس پہنچنا نہیں لکھا اور اگر میں واپس اسی بستی میں گئی تو میں سمجھتی ہوں ایک نہ ایک روز رازرک کو خبر ہو جائے گی کہ میں نے اس بستی کے اندر قیام کر رکھا ہے پھر وہ مجھے اپنا امیر بنا کر اپنے پاس لے جائے گا اور میری زندگی کو ختم بنا کر رکھ دے گا۔ برحال میری تقدیر میری قسمت جو لکھا ہے۔ وہ مجھے بھگتا ہی ہو گا۔

طریف بن مالک نے دریائے کنارے کی خشک ریت پر اپنی کھوار رگوں کو پھیلے اسے صاف کیا پھر اپنی کھوار کو غلام میں ڈالتے ڈھال کو پشت پر باندھنے کے بعد طریف بن مالک نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تھا کہ اے خاتون کیا تم اپنی خوشی سے اس بستی کی طرف جانا چاہتی ہو کہ جہاں گزشتہ رات تم نے میرے ساتھ اس طرف آنے کے لئے کوچ کیا تھا اس پر اقلیہ نے بحث بولنے

اس منگھو پر جواب دینا طریف بن مالک کسی طوطان کی طرح حرکت میں آیا اپنی کھوار ڈھال سنبھال کر اس نے پھری آہٹھی کی طرح ان پر حملہ کر دیا تھا اور لہجوں کے اندر اس نے ان میں سے تین کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں تھیں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھیا بھی حرکت میں آئی اس نے بھی رد میر کی کھوار اور ڈھال سنبھال لی اور ان پر حملہ آور ہوئی۔ ان پانچوں میں سے ایک کی وہ بھی گردن کاٹنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ چار کے یوں مرجانے کے بعد ان پانچوں کے آخری ساتھی نے بھی وہاں سے بھاگ جانا چاہا پر طریف بن مالک نے اس کے تعاقب میں گھوڑا لگایا اور اس کی پشت کی طرف سے اس کے شانے پر ایسا زور وار وار کیا کہ طریف بن مالک کی کھوار اس کے جسم کو کاٹی ہوئی گھوڑے کی زین تک جا پہنچی تھی۔

ان پانچوں کے آخری ساتھی کا بھی خاتمہ کرنے کے بعد طریف بن مالک اس کے کپڑوں سے اپنی کھوار صاف کرنے کے بعد اسے نیام میں کرتا ہوا جب دوبارہ اٹھیا کی طرف آیا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھیا کے چہرے پر بھرنے کے دھارے ہو جو رات کے جاو کی طرح خوشی اور سکون نکھر گئے تھے اور وہ لس کے احساس اور کسی شائستہ حقیقت کی طرح رنگین شکل گلاب ہو کر رہ گئی تھی۔ جب طریف بن مالک اس کے قریب آیا تب اٹھیا نے جرات اعتماد کی انتہائی دلکش ادا میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک میں آپ کی بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے ان پانچوں کے ہاتھوں مجھے نجات دی اور اگر یہ پانچوں مجھے پکڑ کر رازدک کے سامنے پیش کر دیتے تو رازدک نہ صرف یہ کہ مجھے بے آبرو کر دیتا بلکہ مجھے ذرہ ذرہ شادی پر مجبور بھی کرتا آپ کا یہ احسان میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گی۔ جواب میں طریف بن مالک کہہ رہا تھا۔ اے خاٹون میں نے تم پر کوئی احسان، تم پر کوئی بوجھ اور بار نہیں ڈالا بلکہ تمہاری حفاظت کرنا میرا فرض ہے اس لئے کہ تم جاتی ہو فولیڈو شہر کے موت کے اس میدان کے اندر تمہارے مرنے والے باپ نے مجھے تمہارا حفاظ مقرر کیا تھا اور اس کے لئے مجھے نقدی کی ایک چھٹی کی پیشگی ادائیگی بھی کر دی

طریف بن مالک اور اٹھیا نے اپنے گھوڑوں پر بڑی ہمتی رفتاری سے سفر کیا تھا کچھ دور تک وہ دریائے تاجہ کے معاون دریا کے ساتھ آگے بڑھتے رہے طریف بن مالک کیونکہ ان سرزمینوں سے انجینی تھا فزا سفر کرنے کے ساتھ ساتھ وہ آگے بڑھنے کے لئے اٹھیا سے راہنمائی حاصل کرتا رہا۔ دریائے تاجہ کے اس معاون کے ساتھ ساتھ کچھ دور تک آگے بڑھنے کے بعد اٹھیا کی ہدایت کے مطابق طریف بن مالک نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور اب وہ دونوں جنوب مشرق کی طرف رخ موڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ راستے میں دوسرے کے قریب رک کر انہوں نے ایک جگہ اپنے زاور راہ میں سے کھانا کھایا اور پھر دوبارہ سفر شروع کر دیا تھا۔ شام کے تھوڑی دیر پہلے وہ وادی شترہ کے کوہستانی سلسلہ میں داخل ہو گئے تھے۔ اس دوران تک اچانک آسمان کی نیلی عربیوں کے اس پار سے تیل حرص و ہوس کی طرح پادل نمودار ہو کر سارے آسمان پر پھینکا شروع ہو گئے تھے۔ پر نمودار سے بڑا بے کراں آسمان خالی ہو گیا تھا۔ صدیوں پرانی زمین کسی انقلاب کی منظر دکھائی دینے لگی تھی۔ آسمان پر پھیلنے ہوئے پادل اور زیادہ گہرے ہو کر زمین کی طرف جھکے لگے تھے اور پھر وہ جنم کی سرگوشیاں کی سی گونگزاہٹ پیدا کرنے لگے تھے ایسا لگتا تھا جیسے تیز بادش یا ہف ہادی ہونے والی ہو ایسے میں طریف بن مالک اور اٹھیا وادی شترہ کے اس کوہستانی سلسلے میں آگے بڑھ رہے تھے کہ ناگہاں سامنے کی طرف سے پانچ سوار نمودار ہوئے۔ جب وہ طریف بن مالک اور اٹھیا کے پاس آئے تو اٹھیا کو دیکھ کر ان کی خوشی کی انتہاء نہ رہی پھر ان میں سے کسی ایک ساتھی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میرے رفیقو اس جوان کے ساتھ جو لڑکی ہے اسے غور سے دیکھو یہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ عیش کی بیٹی اٹھیا ہے جس کی گرفتاری کے حقیق ہسپانیہ کے موجودہ بادشاہ، رازدک نے ایک بھاری انعام مقرر کر رکھا ہے آؤ اسے پکڑ کر رازدک کے پاس لے چلیں اور اس سے وہ انعام حاصل کریں جس کا اس نے اعلان کر رکھا ہے۔ قتل اس کے دوسروں میں سے کوئی اپنے پہلے ساتھی کی

حقی لڑا میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا بلکہ میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں چو کہ ایک محافظ کی حیثیت سے مجھ پر یہ فرض بنتا ہے کہ ہر مشکل وقت میں تمہاری مدد اور تمہاری حفاظت کروں۔

اقلیما نے پھر اپنے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ دیتے ہوئے کہا کچھ بھی ہو میں بہر حال آپ کی اس طرف داری پر بے حد ممنون ہوں اس پر طریف بن مالک نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا اے خاتون! آؤ پہلے ان پانچوں کی لاشوں کو راستے سے دور ہٹا دیں تاکہ کسی آئے جانے والے کی ان پر نگاہ نہ پڑے پھر وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے کوچ کر جائیں اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنے گھوڑے سے کود گیا تھا۔ اس کی دیکھا دیکھی اقلیما بھی اپنے گھوڑے سے کود گئی دونوں نے مل کر ان کی لاشوں کو کھینچتے ہوئے راستے سے دور ہٹا دیا پھر وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

وادئ شمرہ کے اس کوستانی سلسلے کے اندر طریف بن مالک اور اقلیما تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ فضاؤں کے اندر برف باری شروع ہو گئی تھی کھیتوں کا لہلہا شباب فصلوں کا گنگنا ساں اور غلٹیوں کے اندر بیٹھنے والوں کے نقوش سفید ہونے لگے تھے اس برف باری کے باعث فضاؤں کے اندر مرگ اثر سکوت طاری ہو گیا تھا ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے ہر ذی حیات پر عرصہ مسکرات طاری ہو گیا ہو ہر سمت قبر کی طرح چپ اور اداسی سی پھیل کر رہ گئی تھی ایسے میں اپنے گھوڑے کو ایک جگہ روکے ہوئے طریف بن مالک نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے خاتون اگر تم مجھ سے اتفاق کرو اور تمہاری رضامندی ہو تو اس برف باری سے بچنے کے لئے ہمیں اس کوستانی سلسلے کی کسی غار کسی کھوہ میں پناہ لینی چاہیے تھوڑی دیر تک رات بھی وارد ہونے والی ہے۔ رات کی تاریکی اور اس برف باری کے اندر اگر ہلکے گئے تو پھر ہمارا زندہ رہنا اگر ممکن نہیں تو مشکل ہو کر رہ جائے گا اس موقع پر حسین اقلیما نے ہجر آتشاں لہجوں اور جھجھکے کی طرح بڑے سوز اور پڑی نرمی میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

اے ابن مالک میں آپ کے اس مشورے سے پوری طرح اتفاق کرتی ہوں۔ میں خود ہی آپ سے کہنے والی تھی کہ اس برف باری اور تیزی سے المتی ہوئی رات سے بچنے کے لئے ہمیں کسی پہاڑی کھوہ یا غار کے اندر پناہ لینی چاہیے اور اے ابن مالک اگر آپ برا نہ مانتے تو آپ مجھے خاتون کے بجائے اقلیما کہہ کر مخاطب کریں اس لئے کہ میرا نام خاتون نہیں اقلیما ہے اور آپ میرے نام سے خوب واقف بھی ہیں مجھے حیرت اور تعجب ہوتا ہے ایک طرف تو آپ اپنے آپ کو میرا محافظ ظاہر کرتے ہیں اور دوسری طرف اس قدر نا آشنائی اجنبیت برتتے ہیں کہ مجھے میرے نام سے مخاطب کرنا پسند نہیں کرتے بلکہ مجھے خاتون کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔

اقلیما کی اس گفتگو پر طریف بن مالک فوراً "خبیثہ ہو گیا تھا اپنی گردن کو جھکاتے ہوئے کہا اے خاتون معاف کرنا میں تمہیں تمہارے نام سے مخاطب نہیں کر سکتا اس لئے کہ میری اور تمہاری طبیعت اور فطرت میں ایک بعد ایک دوری ایک طوائف ہے لہذا میں تمہارے اصل نام کے بجائے خاتون ہی کہہ کر مخاطب کروں گا۔ طریف بن مالک کی اس گفتگو پر اقلیما کی آنکھوں میں دکھ اور چہرے پر لمحہ یہ لمحہ گہرا ہوتا ہو کر بے پھیل گیا تھا تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ پھیری اور ایک بار پھر اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی خوش طبعی میں کہا اے ابن مالک جو آپ کے جی میں آئے کریں آپ چاہیں تو مجھے اقلیما کہہ کر مخاطب کریں یا چاہیے خاتون بہر حال میں آپ کے رویے اور آپ کے سلوک سے بے حد متاثر اور خوش ہوں اب ہمیں وقت ضائع کئے بغیر پناہ کے طور پر کسی پہاڑی کی کھوہ یا غار تلاش کرنی چاہیے۔

طریف بن مالک نے اقلیما کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے کوستانی سلسلہ میں کسی مناسب غار کی تلاش میں سرگرواں ہو گئے تھے۔ کوستانی سلسلے کے اندر تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد ایک دم طریف

ہمارے گھوڑے بھی ہیں اس غار میں ہم دونوں ہی سکتے ہیں۔ ہمارے گھوڑے یہاں نہیں کھڑے ہو سکتے۔ لہذا کافی تعداد میں گھاس پھوس اور کھڑیاں جمع کرنے کے بعد آگے بڑھی ہوئی اس چٹان ہی کی طرف جاتے ہیں۔ گھوڑوں کو بھی چٹان کے نیچے باندھ دیں گے اور خشک گھاس ان کے آگے ڈال دیں گے تاکہ چبا چا کر پیٹ بھر لیں اور ان کھڑیوں اور گھاس سے وہاں آگ کا لالہ روشن کر لیں گے اس سے گھوڑے بھی گرم رہیں گے اور ہم بھی برف باری کی مار سے بچ کر رات گزارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

طریف بن مالک نے اقلیمہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں بڑی تیزی سے کھڑیاں اور گھاس چن کر ایک بڑی چٹان کی آڑ میں رکھنے لگے تھے تاکہ وہ کھڑیاں اور گھاس برف باری میں اور زیادہ بھیجئے نہ پائیں اقلیمہ کے قریب ہی گھاس اور کھڑیاں اکٹھی کرتے کرتے طریف بن مالک اچانک چونک کر کھڑا ہو گیا وہ اس انداز میں کسی شے کو جاننے اور سننے کی کوشش کرنے لگا تھا جیسے اچانک موت کی آواز سن لی ہو اقلیمہ نے دیکھا اس لمحے اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اس کی رگوں میں لو پیچنے لگا ہو یا وہ حیات و موت کا افسانہ دیکھنے لگا ہو اور اس کے سارے خیالات امید سے تنہیک کی طرف بھاگنے لگے تھے۔ اقلیمہ اس سے طریف بن مالک کی آنکھوں کی واہیوں میں دور دور تک غرضات اور دیرانیاں دیکھ رہی تھی ایسا لگتا تھا طریف بن مالک جھم کے اس خطرے کی روح کے قرب میں جلا ہو کر رو گیا ہو جسے آگ پر رکھ دیا گیا ہو۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اقلیمہ کسی بھی قدر غمر نہ ہو گئی پھر اس نے فوراً اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے ابن مالک میں بھی دیکھتی ہوں آپ کچھ پریشان اور غمر نہ سے دکھائی دے رہے ہیں کیا اس کو مستانی سلسلے میں آپ کسی خدشے کسی خطرے کی بو پوارے ہیں جواب میں طریف بن مالک نے فوراً اپنی ڈھال سنبلای اور اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے کہا اے خاتون تمہارا اندازہ درست ہے میں اس وقت خطرے کی بو پوارا ہوں ایسا لگ رہا ہے جیسے بے شمار درندے ہمارے گھوڑوں کی طرف لپک رہے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی طریف

بن مالک نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور پھر اس نے اقلیمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے خاتون یہ اپنے پائیں طرف دیکھو ایک بہت بڑی چٹان آگے کی طرف بڑھی ہوئی ہے اس چٹان کے نیچے ہم خود بھی بیٹھ کر اور گھوڑوں کو باندھ کر اس برف باری سے بچا حاصل کر سکتے ہیں اور پھر تم اس چٹان کے ارد گرد اور اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے ٹیلے اور پہاڑی سلسلے میں ان کے اوپر بھی نگاہ دو اور ان پر خشک گھاس کے انبار لگے ہوئے ہیں اور ادھر ادھر بہت سی خشک کھڑیاں بھی پھیلی ہوئی ہیں اور اگر یہ خشک کھڑیاں کم ہوتیں تب بھی اس کو مستانی سلسلے کے اوپر خشک درخت دکھائی دے رہے ہیں میں اپنے کھانڈے سے کٹ کر یہاں پر ڈھیر ساری کھڑیاں اور گھاس جمع کر دوں گا جنہیں جلا کر ہم اس برف باری میں آسانی کے ساتھ رات گزار سکیں گے۔ اے خاتون اب تم کو میرے اس مشورے کے جواب میں تم کیا کہتی ہو۔ اقلیمہ نے فوراً بولنے بولتے ہوئے کہا اے ابن مالک میں آپ کی تجویز اور اس مشورے سے پوری طرح اتفاق کرتی ہوں بلکہ میں یہ مشورہ دوں گی کہ ہمیں فوراً اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس خشک گھاس اور کھڑیوں کو ایک جگہ جمع کر لینا چاہیے اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ گھوڑوں کو انہوں نے ایک جگہ کی صورت میں آگے بڑھی ہوئی چٹان کے نیچے کھڑا کر دیا جب کہ وہ چھوٹے چھوٹے کو مستانی ٹیلوں کے اوپر چڑھ گئے تھے تاکہ رات بھر کرنے کے لئے گھاس اور کھڑیاں جمع کر سکیں۔

کھڑیاں اور گھاس جمع کرتے ہوئے طریف بن مالک کی نگاہ اچانک پہاڑ کے اوپر ایک چھوٹے سے مگر محفوظ غار کی طرف پڑی اور اس نے چلانے کے انداز میں اقلیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! ادھر دیکھو خاتون اگر ہمارے ساتھ ہمارے گھوڑے نہ ہوتے تو یہ چھوٹا غار ہم دونوں کی پناہ کے لئے بے حد محفوظ اور پرسکون تھا۔ اقلیمہ نے بھی قریب آکر وہ غار دیکھا اور طریف بن مالک کی بات میں ہاں ملاتے ہوئے اس نے کہا آپ کا اندازہ درست ہے۔ یہ غار بڑا محفوظ اور اس وقت برف باری میں پرسکون ثابت ہو سکتا ہے لیکن ہمارے ساتھ

ان سارے حملہ آور بھیڑیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد طریف بن مالک نے اقلیم کو اپنے شاہوں سے بچے امار دیا پھر وہ بڑے تاسف اور بڑے افسوس کے انداز میں اپنے ان دونوں گھوڑوں کی طرف دیکھ رہا تھا جنہیں بھیڑیوں نے حملہ آور ہو کر چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا اور ان کے جسم کا تقریباً آدھا گوشت چٹ کر گئے تھے۔ طریف بن مالک کے پہلو میں کڑی حسین اقلیم بھی بڑے لمبل اور نگر مند انداز میں ان دونوں گھوڑوں کی لاشوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دونوں گھوڑوں کی لاشوں سے نگاہ ہٹا کر طریف بن مالک نے اچانک اقلیم کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے خاتون میں مضرت خواہ ہوں کہ کوستانی سلسلے سے بچے اتر کر میں سے جسیں اچانک اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا ایا کرنا صرف تمہاری ہی بجزی اور بھلائی کے لئے تھا کیونکہ میں جسیں اپنے شاہوں پر بٹھا کر حملہ آور بھیڑیوں سے محفوظ رکھنا چاہتا تھے مجھے امید ہے کہ تم نے میری اس حرکت کا برا نہ مانا ہو گا اور اگر جسیں میری یہ حرکت ناگوار گذری ہو تو تب بھی اسے خاتون میں تم سے اپنے اس رویے کی معافی مانگتا ہوں حالانکہ میں نے یہ سب کچھ تمہاری حفاظت ہی کی خاطر کیا تھا۔

اقلیم تھوڑی دیر تک بھردری اور درد مندی سے بھرپور ہنسیوں کے ساتھ طریف بن مالک کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے ٹھکر آئیہ آواز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے ابن مالک میں نے ہرگز آپ کی اس حرکت کا برا اور ناگوار نہیں مانا۔ میں جانتی ہوں آپ نے وہ سب کچھ میری حفاظت کے لئے کیا تھا! قسم یوں سچ کی ان دیرالوں کے اندر اگر میرے ساتھ رو میر ہوتا تو وہ بھی اس طرح میری حفاظت اور مدد نہ کرتا جس طرح آپ نے میری مدد کی ہے اے ابن مالک پہلی بار آپ نے ان پانچ حملہ آوروں سے مجھے بچا کر میری حفاظت کی اور اب ان حملہ آور بھیڑیوں سے میری حفاظت کر کے آپ نے دوسری بار مجھے نئی زندگی عطا کی ہے۔ اس پر طریف بن مالک نے فوراً بولنے ہوئے کہا اے خاتون میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا زندگی اور موت عطا کرنے والا میرا اللہ ہی ہے جو بڑا بے نیاز ہے میں تو اس کا ایک بڑا عاجز اور مجبور بندہ ہوں

بن مالک گوار سنبھالے بچے وادی کی طرف بھاگے لگا تھا جہاں پر ان کے گھوڑے بندھے تھے اقلیم بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ انہوں نے دیکھا ایک طرف سے دس بارہ خوشنوار بھیڑیے نمودار ہوئے اور وہ ان دونوں کے گھوڑوں کو اپنے سامنے بے بس کر دیا اور انہوں نے لکھوں کے اندر انہیں جبر پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔ طریف بن مالک اور اقلیم جوں ہی کوستانی سلسلے سے وادی میں اترے تو چند بھیڑیے بڑی خوشنواری سے ان دونوں کی طرف بھی بھاگ پڑے۔

اس موقع پر طریف بن مالک نے بڑی دوراندیشی اور عقل مندی سے کام لیا۔ اور اس نے دیکھا کہ اقلیم اس وقت سختی تھی اور اپنی گوار ڈھال وہ اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ ہی باندھ آئی تھی۔ لہذا طریف بن مالک فوراً پلٹا اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اقلیم کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر بٹھالیا۔ طریف بن مالک کی اچانک اس حرکت سے اقلیم کچھ سمجھ نہ پائی تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ اس وقت تک بھیڑیے قریب آگئے تھے۔ لہذا طریف بن مالک سنبھل چکا تھا اس نے اپنی ڈھال آگے کر لی تھی جوں ہی بھیڑیے قریب آئے انہیں اس نے اپنی ڈھال سے روکتے ہوئے ان پر اپنی گوار سے بوجھا کر دی تھی اس طرح چند لکھوں کے اندر اس نے پانچ بھیڑیوں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے دونوں گھوڑوں کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا جوں جوں وہ قریب کیا تو ان کا واکھیرا اس کی طرف دیکھتے ہوئے خراٹے اس پر حملہ آور ہوتا رہا۔

طریف بن مالک اپنی گوار اور ڈھال کو سامنے رکھ کر اپنا وقار کرتا ہوا اپنی گوار سے انہیں کاٹتا رہا یہاں تک کہ وہ دس بھیڑیوں کو کاٹنے کے بعد گھوڑوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اب بھی وہ بھیڑیے گھوڑوں کا گوشت لوپٹے میں مصروف تھے طریف بن مالک نے بلا جھجک آگے بڑھ کر ان آخری دو بھیڑیوں پر گوار برساتی اور ان کا خاتمہ بھی کر دیا لیکن اس وقت تک دونوں گھوڑے مر چکے تھے اور ان کے جسموں کا کافی سے زیادہ گوشت بھیڑیے لوچ لوچ کر کھا چکے تھے۔

کاٹ کر ان کے کھوٹے کرنے لگا تھا جبکہ کڑی کے ان ٹکڑوں کو اٹھا اٹھا کر حسین اٹھیا عار کے منہ کے سامنے رکھنے لگی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اس قدر ٹکڑیاں کاٹ چکے ہیں کہ اگر صبح تک بھی آگ جلتی رہے تو کافی ہوں تب وہ دونوں عار میں آئے۔ طریف بن مالک نے پہلے عار کا جائزہ لیا پھر وہ اپنا بستر کھولنے لگا تھا فضاؤں کے اندر اب تاریکیاں گہری ہوئے گی تھیں شاید شام ہو رہی تھی۔ عار کے اندر اپنا بستر طریف بن مالک نے بچھا دیا اور اٹھیا کو مخاطب کرتے تو اس نے کہا اے خاتون اب تم اس بستر پر بیٹھ کر آرام اور راحت کرو میں پتھروں کو رگڑ کر آگ پیدا کرتا ہوں اور الاؤ روشن کر کے عار کو گرم رکھنے کی کوشش کرتا ہوں اٹھیا اس بستر پر بیٹھ گئی جب کہ پتھروں کو رگڑ کر طریف بن مالک آگ پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگا تھا ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اچانک اٹھیا جھج مارتی ہوئی بستر سے بدک کر اٹھ کھڑی ہوئی اس کی حالت اس ہلکی کی طرح ہو رہی تھی جس کے پیچھے جھگ میں خوں خوار درندے لگ گئے ہوں۔

طریف بن مالک نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پتھر پینٹ دیئے اور بڑی فکر مندی سے اس نے اٹھیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے خاتون کیا ہے۔ اس پر اٹھیا نے بڑی بدحواسی میں طریف بن مالک کے بالکل قریب ہوتے ہوئے کہا اے ابن مالک اس بستر کے نیچے کوئی چیز ایسے چل رہی ہے جیسے کوئی سانپ ہو اتنی دیر میں طریف بن مالک نے جب غور سے بستر کی طرف دیکھا تو بستر کے نیچے واقعی کوئی چیز حرکت کر رہی تھی۔ طریف بن مالک نے فوراً ہی اپنی ڈھال سنبھالی اور اندازہ لگاتے ہوئے دیکھا کہ حرکت کرنے والی چیز کا سر کہاں ہے اور اندازہ لگاتے کے بعد اس نے وہاں پر لگاؤ ڈھال کی ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ جب ڈھال کی ضربیں کھانے کے بعد اس چیز نے بستر کے نیچے حرکت بند کر دی۔ تب طریف بن مالک نے جب بستر پلٹ کر ٹیڑھ کیا تو نیچے ایک سیاہ رنگ کا بچہ ڈھیر سا سانپ مڑا ہوا تھا اسے جوتے کی ایز سے اس سانپ کے منہ پر طریف بن مالک نے دو تین اور ضربیں لگائیں پھر تلواریں سے اس سانپ کو اس

اگر اس نے ہماری حفاظت کا کام مجھ سے لیا ہے تو یہ میرے لئے باعثِ غرہ ہے۔ طریف بن مالک جب خاموش ہوا تو اٹھیا نے ایک بار پھر فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے ابن مالک ہمارے دونوں گھوڑوں کو تو بھیڑیوں نے چیر پھاڑ دیا ہے اب ہم کیسے اور کس طرح قاصد شمر کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکیں گے۔ پھر طریف بن مالک نے اسے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا اے خاتون گھوڑوں کے متعلق سوچنا تو اب بعد کی بات ہے اس لئے کہ ہم نے یہاں سے سڑاب کل صبح کو کرنا ہے اور ان گھوڑوں کے متعلق تو بعد میں سوچا جاسکتا ہے اب ہم اس امبری ہوئی چٹان کے نیچے ہمیں ملیں گے چونکہ یہ کھلی ہے یہاں پر بھیڑیوں سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے یہاں ہم پناہ صرف اپنے گھوڑوں کی خاطر لے رہے تھے اب جب کہ دونوں گھوڑے مارے جا چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہستانی سلسلے کے اوپر ہم نے جو ایک جھوٹا عار دیکھا تھا ہم اسی عار کے اندر پناہ لیں گے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ برف باری سے ہم محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ برف باری کے بعد اگر تیز ہوائیں چلتی ہیں تو رخ بستہ ہواؤں سے بھی اس عار کے اندر ہم محفوظ رہ سکتے ہیں لہذا گھوڑوں کے منٹھوں کے ساتھ ہمارا جو سامان بندھا ہے آؤ سارے سامان کو اتار کر اوپر لے جائیں پھر اس عار کے ساتھ گھاس اور ٹکڑیاں جمع کر کے وہاں برف باری سے بچنے کی کوشش کریں۔

طریف بن مالک کی یہ تجویز اٹھیا کو بے حد پسند آئی تھی لہذا وہ اپنے مرے ہوئے گھوڑے کی چپے سے اپنا سارا ضروری سامان اتارنے لگی تھی۔ دوسری طرف طریف بن مالک بھی اپنے گھوڑے سے بندھا ہوا بستر چری خرچیں اور دوسرا سامان اتار رہا تھا دونوں اپنا سارا سامان لے کر پہاڑ کے اوپر چڑھے اور اس سارے سامان کو انہوں نے کو ہستانی عار کے منہ کے سامنے رکھ دیا تھا پھر وہ عار کے سامنے ہی گھاس اور ٹکڑیاں اٹھا اٹھا کر اکٹھا کرنے لگے تھے لیکن ٹکڑیاں کچھ کم پڑ گئیں لہذا طریف بن مالک نے اپنا کھانا سنبھالا اور کو ہستانی سلسلے کے اوپر جو خشک درخت کھڑے تھے وہ انہیں کاٹنے لگا طریف بن مالک درخت کاٹ

کے قریب رکھ دیا اتنی دیر تک کافی لکڑیاں سنگ اٹھی حسیں اور غار کے منہ کے آگے کافی آگ بن گئی تھی۔

طریف بن مالک نے ایک بار پھر اقلیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے خاتون بستر ہے کہ تم آگ کا یہ الاؤ غار کے اندر روشن کریں اس پر اقلیمیا نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ میں بھی آپ سے یہی کہنے والی تھی۔ غار کے منہ کے باہر آگ روشن کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس طرح تو یہ غار ٹھنڈے کا ٹھنڈا ہی رہے گا اس پر طریف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا اے خاتون جس بل سے یہ سانپ نکلا تھا اس کو میں نے ابھی طرح بھر دیا ہے۔ اس بل کے اوپر ہی میں آگ روشن کرتا ہوں تاکہ اس کے اندر کوئی اور سانپ ہو تو آگ کی گرمی پا کر وہ یہاں سے دور بھاگ جائے گا اس پر اقلیمیا نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں۔ طریف بن مالک حرکت میں آیا بڑی بڑی وہ لکڑیاں جو اب اچھی طرح جل رہی تھیں وہ اس نے اس جگہ رکھیں جہاں پر اس نے سانپ کا وہ بل بھرا تھا ان جلتی لکڑیوں کے اوپر اس نے اور لکڑیاں ڈال دیں اس طرح غار کے اندر آگ کا الاؤ خوب روشن ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد غار بھی گرم ہو گیا تھا۔

جبھی دیر تک طریف بن مالک غار کے اندر آگ کا الاؤ روشن کرتا رہا اتنی دیر تک حسین اقلیمیا بھی کام میں مصروف رہی اپنی چری خرچین سے اس نے پہلے زاور راہ نکالا جس میں نواح و اقسام کے کھانے اور تازہ پھل اور میوے شامل تھے کھانے کی وہ سب چیزیں بڑی ترتیب کے ساتھ اس نے بستر پر سہائیں پھر اس نے پانی کا اپنا اور طریف بن مالک کا منگیتہ بھی قریب رکھا اس کے بعد اس نے اپنے ہونٹوں پر دلچسپ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے ابن مالک غار کے اندر اب آگ کا الاؤ روشن ہو گیا ہے۔ نغماؤں کے اندر تاریکیاں اب بستر ہی گرمی ہو چکی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور رات اس کا نکلتا پر وارو ہو گئی ہے اس کے علاوہ میں بھوک بھی محسوس کر رہی ہوں لہذا آئیے پہلے کھانا کھائیں۔ طریف بن

نے کو بستانی سلسلے میں بیٹے پیریک دیا تھا۔

اس کے بعد اس نے معذرت طلب انداز میں اقلیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے خاتون مجھے افسوس ہے کہ میں یہ زحمت اٹھانا پڑی دراصل غار کے اندر بستر بچھانے سے قبل میں نے غار کا جائزہ نہیں لیا تھا یہ میری غلطی تھی۔ اس پر اقلیمیا نے جھٹ بولتے ہوئے کہا آپ مجھ سے معذرت کیوں کرتے ہیں۔ بستر بچھانے وقت کم از کم میرا بھی یہ فرض تھا کہ میں بھی غار کا جائزہ لیتی بہر حال آپ نے جو کچھ کیا ہے میری بہتری کے لئے کیا ہے اور اے ابن مالک یہ تیسری بار ہے کہ آپ نے میری جان بچائی ہے۔ اب تو میرے پاس الفاظ بھی نہیں رہے کہ میں آپ کا شکر یہ ادا کر سکوں! اس پر طریف بن مالک نے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا اے خاتون تم تھوڑی دیر تک یہاں کھڑی رہو میں پہلے آگ روشن کرتا ہوں اور پھر میں آگے کے الاؤ کی روشنی میں اس غار کا جائزہ لوں گا اور اسے ہر طرف سے محفوظ کرنے کے بعد میں اس کے اندر بستر لگاؤں گا۔ دونوں تھروں کو درگتے ہوئے طریف بن مالک نے پہلے آگ پیدا کی سب سے پہلے اس نے گھاس کو آگ لگائی اور جب گھاس جل کر زین پر تھوڑی سی آگ بن گئی تب اس نے توڑ توڑ کر چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اس آگ پر رکھ دی تھیں جب لکڑیاں بھی جل اٹھیں تو اس نے آگ کے اوپر چھ بڑی لکڑیاں ڈال دیں جنہیں اس طرح آگ زیادہ بھڑک اٹھی اور پھر شیلے بلند ہونے لگے تو غار اندرونی حصہ پوری طرح روشن ہو گیا تھا۔ طریف بن مالک نے پہلے یہ کام کیا کہ جہاں پر اس نے بستر بچھایا تھا وہاں پر ایک بل تھا جس سے وہ سانپ نکلا تھا۔ چپا اس نے تھروں سے اس بل کو بھر دیا اس کے بعد اس نے ساری غار کا جائزہ لیا جہاں جہاں بھی سودا سراخ دکھائی دیا وہ اس نے تھروں سے خوب ٹھوٹک ٹھوٹک کر بھر دیا تھا اس کے بعد اس نے غار کے ایک کونے میں صاف تھری جگہ بستر لگایا اور دو بارہ اس نے اقلیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے خاتون اب تم اس بستر پر بیٹھو اور اپنا سامان جو غار کے باہر ہے وہ بھی اندر لے آؤ اس پر اقلیمیا فوراً حرکت میں آئی اپنا اور طریف بن مالک کا سارا سامان اٹھا کر اس نے بستر

مالک کچھ کئے بغیر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا بہتر پر وہ اٹھما کے سامنے بیٹھ گیا۔ دونوں نے پہلے خاموشی کے ساتھ بیٹھ بھر کر کھانا کھایا اس کے بعد اٹھما نے کھانے کی ساری چیزیں سیٹھ کر دوبارہ اپنی چڑی خربجین میں ڈال دیں پھر دونوں سکیڑے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیئے اور طرف بن مالک کی طرف دیکھنے ہوئے کہا زاد راہ میں ابھی ہمارے پاس اس قدر ہے کہ ہم کل صبح اور دوپہر تک کا گزارہ کر سکیں اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ کل صبح ہی مجھ کو ٹھوڈوں کی غیر موجودگی میں ہم اپنے سفر کو کیسے جاری رکھ سکیں گے۔

اٹھما کے اس سوال پر طرف بن مالک نے کچھ دیر سر جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے خاتون آج کی رات تو اس غار میں گزارتے ہیں۔ سورج طلوع ہونے کے بعد ہم اس کو ہستانی سلسلے کے دوسری طرف اتریں گے اور دور نزدیک اگر کوئی بستی دکھائی دی تو اس بستی کی طرف بدھیں گے اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے خرید کر دوبارہ اپنی منزل کی طرف رخ کریں گے۔ طرف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اٹھما خوش ہو گئی تھی اور اپنی آواز میں۔ پتاہ سرسبز بھرتے ہوئے اس نے کہا آپ کا یہ مشورہ بہت خوب ہے کل آج پہاڑی کی دوسری طرف اتریں گے اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے حاصل کر کے کی کوشش کریں گے۔ آپ فندی کے متعلق بالکل فکر مند نہ ہوں جیسی ام چڑی خربجین کے اندر اس قدر نظری ہے کہ اگر ہم ساری عمر رازدراک کے خوف خدشے سے ڈر کر خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتے رہیں تب بھی وہ ہم سے ختم نہیں ہوگی۔

طرف بن مالک نے اٹھما کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا اے خاتون اب تم اس بہتر پر لیٹ کر آرام کرو جو کہ میں اس غار کے منہ پر بیٹھ کر پہرہ دیتا ہوں اس سے پہلے تم دیکھ چکی ہو ان علاقوں سے کس طرح اچانک بھیڑیے نمودار ہو کر ہمارے گھوڑوں کو چٹ گئے ہیں اب میں تمہیں چاہتا کہ بھیڑیوں کا اور کوئی گروہ اس کو ہستانی سلسلے نمودار ہو اور ہم دونوں کا بھی خاتمہ کر جائے اگر ہم دونوں سو گئے اور سودا

میں کسی دروغ سے بے ہم پر حملہ کر دیا تو ہم دونوں کا آسانی سے خاتمہ ہو جائے گا لہذا تم اس بہتر پر لیٹ کر آرام کرو غار اب کافی گرم ہو چکا ہے میں اس کے منہ پر بیٹھ کر نہ صرف یہ کہ تمہاری حفاظت کا کام سرانجام دوں گا بلکہ الاؤ پر لکڑیاں رکھ رکھ کر اسے گرم رکھنے کی بھی کوشش کروں گا۔

اس موقع پر اٹھما نے منہ سے تو کچھ نہ کہا بس وہ بھاری احسان مند اور شکرگزاری کے سے انداز میں طرف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے بہتر پر دراز ہو کر آرام کرنے لگی تھی۔ جب کہ خود طرف بن مالک غار کے منہ پر آ بیٹھا تھا وہ باہر نکلیں جاتے ہوئے اپنی تلواریں اور ڈھال منبھالے غار کی حفاظت کرنے لگا تھا اور ساتھ ہی ساتھ آگ پر لکڑیاں رکھ رکھ کر الاؤ کو روشن بھی کرتا جا رہا تھا۔

رات کے پچھلے حصے میں اٹھما کی آنکھ جب اچانک کھل گئی تو اس نے دیکھا طرف بن مالک اس کی پنڈلیاں جو بے خیالی اور خواب میں تھکی ہو گئی تھیں وہ چادر اوپر ڈال کر ڈھانپ رہا تھا طرف بن مالک کی یہ حرکت دیکھ کر اٹھما بھاری بڑی ممنونیت سے جو اس کی طرف دیکھتی رہی تھی اس موقع پر طرف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا اے خاتون تم کچھ اور نہ سمجھنا سوتے میں یہ تمہاری پنڈلیاں تھکی ہو رہی تھیں لہذا میں نے انہیں چادر سے ڈھانپ دیا ہے طرف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اٹھما کے چہرے پر بڑی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا اے ابن مالک تم کافی دیر تک جاگتے رہے ہو اب تم سو جاؤ اب میں غار کے منہ پر بیٹھ کر حفاظت کا کام کرتی ہوں اور ساتھ ہی ساتھ آگ کے الاؤ کو بھی روشن رکھتی ہوں۔ اس پر طرف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا اے خاتون اب جاگنے کا کیا فائدہ اب تو رات ختم ہو چکی ہے صبح نمودار ہونے والی ہے۔ باہر اب برف باری بھی ختم ہو چکی ہے میں پہلے اپنی جگر کی عبادت کر لوں تو ڈی دیر تک سورج بھی طلوع ہو جائے گا اس کے بعد اٹھنے بیٹھ کر صبح کا کھانا کھاتے ہیں پھر میاں سے کوچ کی تیاری کرتے ہیں۔

اٹھیا۔ طرف بن مالک کے اس فیصلہ سے اتفاق کیا اس کے بعد طرف بن مالک حرکت میں آیا پہلے اس نے اپنے بڑے منجھڑے سے پانی لے کر وضو کیا۔ غار کے منہ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پہلے بلند آواز سے آذان دی پھر وہ فجر کی نماز ادا کرنے لگا تھما اسے آذان دیتے ہوئے اس کے بعد فجر کی نماز ادا کرتے ہوئے بڑی حیرت، جستجو، تعجب اور سکون کے طے جلتے جذبات میں دیکھ رہی تھی۔ نماز ادا کرنے کے بعد طرف بن مالک نے دعا مانگی اتنی دیر تک اٹھیا کہ ابھی اٹھ کر ہاتھ منہ دھو لیا پھر اس نے غار سے باہر ایک پتھر لگایا باہر اب واقعی برف پادی تھم چکی تھی اور رات کا خاتمہ ہو رہا تھا اس لئے کہ مشرق کی طرف سب جب روشنی ابھر رہی تھی اور سورج کے طلوع ہونے کے آثار دکھائی دینے لگے تھے دوبارہ وہ غار کے اندر گئی۔ دونوں نے پہلے مل کر صبح کا کھانا کھایا پھر اپنا سارا سامان انہوں نے سمیٹ کر اور فرش پر لگا ہوا ہتھ پھی لپیٹ کر باندھ لیا تھا۔ جب یہ تیاری ہو چکی تھ طرف بن مالک نے اٹھیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے خاتون میرا خیال ہے کہ تم اس غار کے اندر رک کر ہی خیرا انتظار کرو تم دیکھتی ہو کہ سورج اب طلوع ہو چکا ہے آسمان پر بادل بھی گہرے نہیں ہیں اکا دکا کوئی بادل کا ٹکڑا ہے۔ تھوڑی دیر تک دھوپ بھی گل آئے گی میں اس کو مستانی سلطے کے دوسرے طرف کسی بستی کی تلاش میں نکلا ہوں اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

طرف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں اٹھیا نے فوراً بولتے ہوئے کہا اے ابن مالک ایسا نہیں ہو سکتا اس کو مستانی سلطے میں شام کے وقت میں بھیڑیوں کا گھوڑوں پر حملہ آور ہونے کا سامنا دیکھ چکی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں اس کو مستانی سلطے کے اندر اٹھیں کی طرح موت حرکت کرتی پھر رہی ہے اگر آپ یہاں سے اکیلے جاتے ہیں اور اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو میں اس غار کے اندر بھوک اور ذلت و مجبوری کی موت ماری جاؤں گی اور میں ایسی موت مرنا نہیں چاہتی اس چرخ شیکلوں کے نیچے یہ پہاڑی سلسلہ اور کنج ویران مجھے ایک موت کا مہر پیش کرتا ہے لہذا میں اس غار کے اندر اکیلی نہیں رہوں گی بلکہ آپ کے

ساتھ جاؤں گی اور جو بستی بھی نزدیک ہوئی وہاں سے گھوڑے خرید کر وہیں سے میں آپ کے ساتھ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گی۔ اس پر طرف بن مالک نے فوراً اٹھیا کی بات مانتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر آؤ اپنا سامان ہمیں اور یہاں سے کوچ کریں۔

طرف بن مالک نے اپنی تلوار اور ڈھال اپنا حمزہ بھرا ترش اپنی کمان سنبھالنے کے بعد اپنا کھانا کندھے پر لٹکایا ہتھ کو لپیٹ کر اس نے اپنی پیٹھ پر باندھ لیا۔ پھر اٹھیا کی طرف دیکھتے ہوئے اے خاتون تم میری چری خرچین اٹھا لو۔ اس میں وزن کم ہے یہ ابھی ہے اپنی خرچین تم مجھے دے دو۔ وہ میں اٹھا لیتا ہوں۔ اس میں زاد راہ کے علاوہ دوسرا بھی سامان ہے اور وہ بھاری ہے اس پر اٹھیا نے ہمدردی میں ڈھونچ ہوئی آواز میں کہا آپ کے پاس پہلے ہی زیادہ سامان ہے۔ آپ بے فکر رہیں میں دونوں خرچینوں کو اٹھا لوں گی۔ اس کے بعد اٹھیا فوراً حرکت میں آئی اپنی اور طرف بن مالک کی بھی خرچین اپنے کندھوں سے لٹکالیں تھیں۔ پھر وہ دونوں غار سے نکل کر کو مستانی سلطے کے دوسری سمت بڑی تیزی کے ساتھ اترنے لگے تھے۔

اس کو مستانی سلطے سے اتر کر ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں سامنے ایک بستی دکھائی دی جسے دیکھتے ہوئے ان دونوں کے چروں پر خوشیاں ی خوشیاں بکھر گئی تھیں اس موقع پر طرف بن مالک نے اٹھیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے خاتون ہم دونوں خوش قسمت ہیں۔ وہ دیکھو تو سامنے بستی دکھائی دے رہی ہے اب آؤ اس بستی کی طرف جاتے ہیں اور وہاں سے اپنے لئے گھوڑے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس سے پہلے تم اپنے چرے کو اچھی طرح ڈھانپ لو اور چرے پر بھاری اور موٹا نقاب ڈال لو تاکہ کسی دیکھنے والے کی نگاہ تمہیں پہچان نہ سکے طرف بن مالک کی بات مانتے ہوئے اٹھیا فوراً حرکت میں آئی اور اس نے اپنے چرے کو اچھی طرح ڈھانپتے ہوئے موٹا نقاب ڈال لیا تھا تاکہ اسے کوئی پہچان نہ سکے پھر اس کے بعد مطمئن ہو کر وہ دونوں بستی کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

جانتے ہیں اور وہاں سے گھوڑے خرید کر واپس لوٹ آتے ہیں اگر تم اس کام کے لئے کوئی معاوضہ بھی چاہو تو وہ بھی میں جیسے ادا کروں گا۔ اس جوان نے فوراً بولے ہوئے ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا میں ایسی کوئی بات نہیں یہ بچہ میرا بیٹا ہے یہ اس خاتون کے ساتھ بیٹھ رہتا ہے انہیں میرے ساتھ میں آپ کو بہت سی طرف لے جاتا ہوں۔ طریف بن مالک نے سارا سامان ایک چتر کے پاس رکھا اگلیا کو بھی اس نے وہاں بیٹھنے کی ہدایت کی پھر وہ اس جوان کے ساتھ ہو گیا تھا۔

وہ چرواہا طریف بن مالک کو لے کر بہت سی داخل ہوا پھر ایک حویلی کے دروازے پر اس نے دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دھلی ہوئی عمر کے ایک شخص نے دروازہ کھولا جسے دیکھتے ہی اس چرواہے نے اسے مخاطب کر کے کہا میں آپ کے لئے ایک اچھا گاہک لایا ہوں یہ شاید وہ سامان بیوی ہیں اس کو مستانی سلسلے کے اندر سفر کر رہے تھے۔ رات برف باری سے بچنے کے لئے انہوں نے کیس ایک غار کے اندر پنہاں لی اور آپ جانتے ہیں کہ اس کو مستانی سلسلے کے اندر خونخوار بھیڑیے بہت ہیں۔ پس ان بھیڑیوں نے ان کے گھوڑوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا اب یہ اپنا سفر جاری رکھنے کے لئے آپ سے نئے دو گھوڑے خریدنا چاہتے ہیں۔ وہ شخص جس سے چرواہا مخاطب ہوا تھا شاید گھوڑوں کا سوداگر ہی تھا اس نے دروازہ پوری طرح کھولتے ہوئے ایک طرف ہٹ کر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ سامنے گھوڑے بندھے ہیں۔ اندر تشریف لائیں۔ ان گھوڑوں کو دیکھیں جو گھوڑے آپ کو پسند ہیں اس کی قیمت ادا کریں اور لے جائیں اس بوڑھے سوداگر کے کہنے پر طریف بن مالک اندر داخل ہوا۔ سامنے چھپرنا ایک بڑا اصطلیل بنا ہوا تھا جس کے اندر ایک لمبی لائن میں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ طریف بن مالک تھوڑی دیر تک ان گھوڑوں کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دو عمدہ نسل کے خوب قد آور اور توانا اور پلے ہوئے گھوڑے ان میں سے چنے اور گھوڑوں کے اس سوداگر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا یہ دونوں گھوڑے میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں آپ ان دونوں کی

دونوں کے اس بہتی کے قریب پہنچے تک سورج کافی بلند ہو گیا تھا۔ بلند یوں اور تھیب کے اندر دھوپ اب تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی برف اب کسی قدر پگھلنا شروع ہو چکی تھی۔ وادی کے اندر کیونکہ کو مستانی سلسلے کی نسبت برف کم پڑی تھی لہذا لوگ اپنے گھروں سے اپنے اپنے جانوروں کو نکال کر چرانے لگے تھے ایسے میں طریف بن مالک نے دیکھا کہ بہتی سے باہر ایک جوان اپنے جانوروں کو چرا رہا تھا جس کے ریوڑ میں بھیڑ بکریاں اور کچھ گدھے اور ایک دو لاغر گھوڑے بھی شامل تھے اس جوان کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جو کہ اپنے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھڑی لے ہوئے تھا۔

طریف بن مالک اس جوان کے پاس آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا ہم دونوں اب بھی ہیں اس کو مستانی سلسلے کے اندر سفر کر رہے تھے کہ برف باری شروع ہو گئی۔ ہم نے ایک کو مستانی غار کے اندر پنہاں لی لیکن اس دوران اچانک کو مستانی سلسلے سے چہر بھیڑیے نکلے اور ہمارے گھوڑوں کا آگاہی انہوں نے خاتمہ کر کے ان کا گوشت ہڑپ کر لیا۔ ہم دونوں نے بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچائیں اب ہم اس بہتی کی طرف آئے ہیں تاکہ اپنے لئے دو گھوڑے خرید کر اپنے سفر کو پھر جاری رکھ سکیں۔ اے جوان کیا اس بہتی سے مجھے دو گھوڑے مل جائیں گے کہ میں ان کی اچھی قیمت ادا کر کے اپنے لئے خرید سکوں۔ اس جوان نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے خوش گوار لہجہ میں کہا ہاں اس بہتی سے تمہیں بہت اچھے گھوڑے مل سکتے ہیں یہاں ایک شخص ہے جو گھوڑوں ہی کا کاروبار کرتا ہے اور وہ گھوڑوں کی خرید و فروخت کرتے ہی گزار بسر کرتا ہے۔ میں تمہیں اس کا پتہ دیتا ہوں تم بہتی میں جاؤ اور ام سے گھوڑے حاصل کر لو۔

اس پر طریف بن مالک نے کہا کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم میرے ساتھ چلو دیکھتے ہو کہ ہم دونوں کے پاس سامان کافی ہے کہ میں سارا سامان میںیں رکھ دوں تمہارے ساتھ یہ جو بچہ یہ بھی میںیں بیٹھتا ہے اور میرے ساتھ یہ خاتون ہے یہ بھی یہاں بیٹھ کر میرا انتظار کرتی ہے اور ہم اس بہتی کی طرف

قیمت بتائیں تاکہ ان کی قیمت چکانے کے بعد یہ گھوڑے میں لے جا سکیں اور ہاں اس موقع پر میں یہ بھی کہوں کہ ان گھوڑوں کے ساتھ مجھے زمینیں بھی درکار ہوں گی۔

گھوڑوں کا وہ سوداگر تھوڑی دیر تک سرسجھا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا جو قیمت آپ کو بتانے لگا ہوں۔ اس قیمت میں گھوڑوں کی اور چڑے کی اچھی قسم کی زمینوں کی قیمت بھی شامل ہوگی۔ اس پر طریف بن مالک نے فوراً بولتے ہوئے کہا آپ بتائیں کیا بتاتے ہیں۔ طریف بن مالک کے اس جواب میں جب اس سوداگر نے ان دونوں گھوڑوں کی قیمت بتائی تو طریف بن مالک نے فوراً وہ قیمت وہیں کھڑے کھڑے چکا دی وہ سوداگر منہ بولی رقم پا کر بے حد خوش ہوا۔ بھاگا بھاگا وہ اندر گیا اور ان دونوں گھوڑوں کے لئے چڑے کی زمینیں بھی لٹھیا لٹھیا طریف بن مالک نے جلدی جلدی ان دونوں گھوڑوں پر زمینیں ڈالیں پھر اس چڑاہے کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا ایک گھوڑے پر تم سوار ہو جاؤ۔ دوسرے پر میں بیٹھا ہوں اور آؤ یہاں سے کوچ کریں۔

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر چڑاہا خوش ہوا تھا ایک گھوڑا کھول کر اس پر طریف بن مالک خود سوار ہو گیا۔ دوسرے چڑاہا بیٹھ گیا۔ پھر وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔ دونوں گھوڑوں کو بھاگتے ہوئے وہ اسی جگہ آئے جہاں چڑاہے کے جانور چر رہے تھے۔ گھوڑے سے اترنے کے بعد طریف بن مالک نے اس چڑاہے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے جان میں تیرا شکر گزار ہوں آ تو نے میرے ساتھ بستی میں جا کر یہ گھوڑے حاصل کرنے میں میری مدد کی۔ ام پر اس جان نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا ایسی کوئی بات نہیں آپ دونوں میاں بیوی اس سرزمین میں انجبی ہیں لہذا اس موقع پر آپ کی مدد کرنا میرا فرم بنتا ہے۔ اس چڑاہے کی یہ گفتگو سن کر اقلیمائے شرم کے مارے اپنی گردن جھکا لی تھی۔ طریف بن مالک نے بھی اس چڑاہے کی گفتگو کو سن کر نظر انداز کرتے ہوئے دونوں گھوڑوں کی پائیں پکڑ لیں وہ دونوں گھوڑوں کو اقلیمائے

قریب لایا۔ پہلے سارے مسلمان کو اس نے دونوں گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ باندھا پھر اس نے سارا دے کر ایک گھوڑے پر اقلیمائے شرم بٹھا دیا چونکہ اقلیمائے شرم موقد پر اپنے چہرے پر بھاری نقاب ڈالے ہوئے تھی۔

لہذا طریف بن مالک کے لئے اسے سارا دینا ضروری ہو گیا تھا۔ اس کے بعد طریف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک بار پھر وہ اس چڑاہے کا شکر ادا کرتے ہوئے وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔ تھوڑا سا آگے جا کر اقلیمائے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا تھا اس لمحہ اس کی حالت عجیب خوش گوار اور خوش کن ہو رہی تھی اس کے چہرے پر جلوہ منتاب اور چاندنی راتوں کے احساس جیل جیسی دل رہا دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں حلقہ بونے پہن اور آتش گل کی طرح دیک رہی تھیں۔ نور کے سیلاب لذت آغوش کی طرح وہ پر کشش اور خوش اندام دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے خوبصورت سرخ گال اور دھکتا ہوا چہرہ غارہ زبنت اور خوشبو کے سز کا ساں ہانڈہ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ گل ترسا اس کا بدن اور اس کے سینے لب و رخسار کچھ یوں چمک دیک اٹھے ہوں جیسے اس کے لئے دھرتی اور آکاش مل گئے ہوں یا اس کے بہن بستی سے اچانک خوشیوں کے سوتے پھوٹ نکلے ہوں اپنی اسی حالت میں تھوڑی دیر تک اقلیمائے شرم غور اور خوش گوار انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ بولی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

اے ابن مالک یہ چو تھی بار ہے کہ آپ نے میری زندگی کی ذوق ہوئی ناؤ کو ساحل فراہم کیا ہے یہ چو تھی بار ہے کہ آپ نے مجھ سے میری موت چھین کر مجھے زندگی کی خوشیاں عطا کی ہیں کاش میرے پاس آپ کا شکر ادا کرنے کے لئے اس قدر ڈیروں الفاظ ہوتے کہ ہر موقع پر میں آپ کا مناسب طریقہ سے شکر ادا کر سکتی اس موقع پر طریف بن مالک نے اقلیمائے شرم کی طرف دیکھ کر بغیر کا اے خاتون میں تمہیں پہلے یہ بتا چکا کہ کسی بھی موقع پر میرا شکر ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ تمہاری خاطر جو کچھ کر رہا ہوں یہ سب میرے فرائض میں شامل ہیں اور اب قافس شرم کے اس کلیسا میں جہاں تمہاری ماں

تمہارا انتظار کر رہی ہے جسیں پہنچانا میرے لئے فرض ہو چکا ہے لہذا ایسے کسی بھی موقع پر میرا شکر ہے اور نہ کیا کرو اس لئے کہ جو فرض ادا کیا جا رہا ہو تا ہے اس کا شکر ہے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں اقلیہ خاموش رہی حتیٰ پھر ان دونوں نے اپنے گھوڑوں کو اڑ لگا کر سرہٹ دوڑا دیا تھا اور یوں وہ بڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ راستے میں اپنا زاد راہ لیتے ہوئے طریف بن مالک اور اقلیہ سز کرتے رہے۔ وادی شمر کے کوہستانی سلسلے سے نکل کر وہ مرہبہ شمر کے شمال مشرق سے گزرتے ہوئے وادی آتش کے کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے تھے۔ ایک روز صبح ہی صبح وہ اس کوہستانی سلسلے کے اندر ایک ندی کے کنارے کنارے سز کر رہے تھے کہ ناگہا طریف بن مالک کی نظر ایک جنگلی بکری پر پڑی جو کوہستانی سلسلے سے اتر کر اس ندی سے پانی پینے آئی تھی۔ اس جنگلی بکری کو دیکھتے ہی طریف بن مالک نے اپنے گھوڑے کو اڑ لگا کر اس کے پیچھے لگایا اور اپنی مکان سیدھی کر کے اس نے ترش سے تیر نکال کر چلہ پر چڑھایا اور تاک کر اس نے اپنا تیر مارا تو اس کا ہلا ہی تیر نٹانے پر پڑا تھا۔ بکری لوٹ پوٹ ہوتی ہوئی دریا کے کنارے گر گئی تھی۔ طریف بن مالک اپنا منجر سنبھال کر ہوا گھوڑے سے اترا۔ لپک کر اس نے بکری کو دریچ لیا اور اسے ذبح کر دیا حتیٰ دیر تک اقلیہ بھی اپنے گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی پہنچ گئی تھی۔ وہ بھی نیچے اتر گئی اور بکری کا چمڑا اتارنے میں طریف بن مالک کی مدد کرنے لگی تھی۔ بکری کا گوشت صاف کرنے کے بعد انہوں نے ندی کے کنارے لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کی اور دونوں نے اس آگ کے پاس بیٹھ کر گوشت بخون لیا تھا کچھ گوشت انہوں نے وہیں بیٹھ کر کھا لیا تھا اور باقی بھتا ہوا گوشت وہ اپنی خوجینوں میں ڈال کر پھر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے تھے۔ وادی آتش کے کوہستانی سلسلے سے نکلنے کے بعد راستے میں قیام کو چھ کرتے ہوئے طریف بن مالک اور اقلیہ گرائڈا اور جبل شیع کے چھ چھ گزرتے ہوئے جبل رعدہ میں داخل ہوئے اور اس کے بعد مرہبہ سدودیکا کے شمال سے گزرتے ہوئے ایک روز

عشاء کے بعد وہ قادس شمر میں داخل ہوئے تھے۔ شمر سے باہر ہی سمندر کے کنارے کے قریب قادس شمر کا وہ کلیسا تھا جس کے اسقف کا نام ستیوس تھا جو اقلیہ کی ماں کے رشتے داروں میں سے تھا جس کے ہاں اقلیہ کی ماں نے پناہ لے رکھی تھی۔

○

اس کلیسا کے قریب جا کر اقلیہ نے بے پناہ خوشی اور بے حساب مسرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک یہ عمارت جو سامنے دکھائی دے رہی ہے جس کی کمرکیوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آ رہی ہے۔ یہی وہ قادس شمر کا کلیسا ہے جو ہم دونوں کی منزل ہے۔ اقلیہ کے اس انکشاف پر طریف بن مالک نے فوراً اپنے گھوڑے کو روک دیا اور پھر اس نے اقلیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے خاتون اب جب کہ تم اپنی منزل پر پہنچ چکی ہو تو مجھے اجازت دو میں یہاں سے رخصت ہوتا ہوں۔

طریف بن مالک کے اس جواب پر اقلیہ بھاری سراپہ و حیران ہو کر وہ مٹی چھٹی جہاں تھوڑی دیر قبل تک اس کے چہرے پر خوشیاں شادائیاں شادائیاں سرنہیاں اور تروتازگیاں رقص کر رہی تھیں وہاں وہ تیرتے خیال گرہاں 'شورشِ نبی' 'موجِ پریشان' 'انگهی پیاس اور پینچنے ہلکوں جیسی ہو کر وہ مٹی چھٹی۔ پھر اقلیہ نے اپنے آپ کو اسی قدر سنبھالا اور آسمان پر رقص کرتے چاند نگوں کے فسوں میں اس نے اوس میں بیٹھتی بھکیوں اور روٹی ختم کی سی حالت کے باوجود ترنم رہن آواز میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! آپ میرے اور میرے اہل خانہ کی ذوقی کشی کے ساطول کا ایک پرکشش نشان ہیں میں آپ کے خدا اور رسول کے نام سے آپ سے مت کرتی ہوں کہ آپ مجھے اس کلیسا سے باہر چھوڑ کر یہاں سے رخصت نہ ہو جائیں بلکہ آپ یہاں میری ماں سے ملیں وہ آپ کو کچھ کرے حد خوش ہوگی۔

اقلیہ جب خاموش ہوئی تو طریف بن مالک نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور اس کا جائزہ لیا کہ اس موقع پر اقلیہ کی وحندلانی ہوئی آنکھوں کے اندر

جہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو گی اور اس کلیسا کے اندر جہیں ایسا سکون ایسا آرام ملے گا جیسے میٹلی کے لیوں پر شیر مریم کی خوش کن کلیز! اقلیمیا کی مٹھکوں سن کر طرفین بن مالک نے ہار مانتے ہوئے کہا اے خاتون اگر ایسا ہی ہے تو اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھو۔ میں تمہارے ساتھ اس کلیسا میں ضرور داخل ہوں گا اس لئے کہ تم نے مجھے میرے رسول کا واسطہ دیا ہے اب نہ میں تمہاری اس التجا کو رد کر سکتا ہوں نہ ایسا کرنے سے انکار کر سکتا ہوں۔

طرفین بن مالک کا یہ جواب سن کر اقلیمیا کے چہرے پر دلولہ خیر ضیاء کا سیلاب اور روشنی کی صہا کرئیں پھیل گئی جہیں اس کی حالت سے یوں لگتا تھا جیسے صبح ازل سے لے کر شام اب تک اس کے عقد اور اس کی قسمت میں خوشیاں ہی خوشیاں اور کامیابیاں لکھی گئی ہوں پھر اس نے جیب سے خوبصورت انداز میں طرفین بن مالک کی طرف دیکھا اور وسعت بحر کی سی فراخی اور امرت میں اس کو ملتی ہوئی آواز میں اس نے طرفین بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک میں آپ کی اتنا درجہ کی ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرا کہا ناظر آپ نے اپنے انکار کو توڑ دیا اب آگے بڑھیں اور کلیسا میں داخل ہوں اس کے ساتھ ہی ان دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا دی تھی۔

کلیسا کے قریب جا کر ایک درخت کے نیچے طرفین بن مالک اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور اقلیمیا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے خاتون تم بھی اپنے گھوڑے سے اتر جاؤ۔ دونوں گھوڑوں کی بائیں بازو کریمیاں کھڑی رہو اب ہمیں اس کلیسا میں بھی احتیاط کرنی چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کسی ایسے شخص کی نگاہ تم پر پڑ جائے تو تمہاری یہاں موجودگی کی خبر رازدار تک پہنچا دے لہذا میں اکیلا آگے جا کر اس کلیسا کے دروازے پر دستک دیتا ہوں۔ استغفر سبوح سے تمہارے حلق ہات کرتا ہوں جب مجھے اطمینان ہو جائے گا اس کے بعد میں جہیں اس کلیسا کے اندر لے کر جاؤں گا۔ طرفین بن مالک کی یہ احتیاط اور اپنے حلق اس قدر فکر مندی کے الفاظ سن کر اقلیمیا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور رات کی تاریکی میں اس کے موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے دانت بخوبی

آنسوؤں کے ننھے ننھے قطرے تیر رہے تھے۔ پھر اس کی سانس پھولتی جا رہی تھی۔ جیسے وہ شخص کے بوجھ کا شکار ہو کر رہ گئی ہو پھر طرفین بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون میں جانتا ہوں تم رو میرے ٹوٹ کر بیکار کرتی تھیں تم اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ یہ ایک طبعہ بات ہے کہ رو میرے قتل کے بعد جہیں ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جہیں ان دیوانوں کے اندر سے اس قدس شریک پہنچا دے ورنہ کسی اور موقع پر میں رو میر کو یوں قتل کرتا تو اب تک تم میری گردن نکڑا چکی ہوتی اس موقع پر اس لئے نہیں ہوتی تھی کہ جہیں میری ضرورت تھی اب میں اگر تمہارے ساتھ اس کلیسا کے اندر جاتا ہوں اور تمہاری ماں کو یہ خبر ہوتی ہے کہ میں نے اس رو میر کو قتل کر دیا ہے جس سے اس کی بیٹی محبت کرتی تھی تو اس کی نگاہوں کے اندر میری کیا وقعت کیا عزت رہ جائے گی لہذا اے خاتون یہ سامنے دکھائی دیتا کلیسا اب تمہاری حزل ہے تم اس کے اندر چلی جاؤ میں اب یہاں سے کوچ کرتا ہوں مجھے رازدار کے ایک نفیذ کی حیل دی دے کہ اس کام پر لگایا تھا کہ میں اس کی خاطر جہیں تلاش کروں اب میں واپس لوٹتا ہوں شہر جاؤں گا اور وہاں جا کر رازدار کو خبر کروں گا کہ میں نے عیش کی بیٹی کو بھت تلاش کیا لیکن وہ کہیں ملی نہیں۔ میں اس کے سامنے اپنی شکست اپنی باکائی کا اعتراف کروں گا لہذا اے خاتون تم اس کلیسا کے اندر جاؤ تمہاری ماں جہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو گی۔

اقلیمیا نے اس بار پھر روتی ہوئی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اے ابن مالک جب میں کلیسا کے اندر اکیلی جاؤں گی اور مجھے میری ماں ملے گی تو میں اسے کیا جواب دوں گی کہ لوٹتا ہوں شہر سے یہاں تک دیوانوں کے اندر میں نے کس کے ساتھ سطرے کیا۔ اے ابن مالک اس کلیسا میں میری ماں اور کلیسا کے استغفر اور میرے رشتہ دار سبوح سے سامنے صرف تم ہی ہے ثبوت پیش کر سکتے ہو کہ میں اپنی عزت و آبرو کو لے کر تمہارے ساتھ باحفاظت کلیسا میں پہنچنے میں کامیاب ہوئی ہوں اے ابن مالک میں جہیں تمہارے رسول کا واسطہ دینی ہوں۔ میری اس التجا کو رو نہ کرو میرے ساتھ اس کلیسا میں داخل ہو میری ماں

دیکھے جا سکتے تھے تاہم ایک بار پھر اس نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے ابن مالک میں تمہاری اس احتیاط اور اس فکر مندی کا بھی شکر ادا کرتی ہوں۔ جواب میں طرف بن مالک کچھ کے بغیر کلیسا کی اس عمارت کی طرف بڑھ گیا اور سامنے والے دروازے پر جا کر وہ دستک دینے لگا تھا۔

دو تین بار دستک دینے کے بعد ایک نوجوان پادری نے جب دروازہ کھولا تو طرف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کلیسا بلکہ میں اس شہر میں اپنی ہوں اور مجھے اس کلیسا کے استقف ستیوس سے ملنا ہے اس پادری نے کلیسا سے بالکل ملحقہ ایک بلند اور کافی بڑی عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا استقف ستیوس تو اس عمارت میں رہتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو ان سے ملاتا ہوں وہ نوجوان پادری آگے آگے چل دیا طرف بن مالک خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ کلیسا سے متصل اس عمارت کے دروازے پر جا کر اس پادری نے جب دروازہ پر دستک دی تو اوپر سر کے ایک شخص نے دروازہ کھولا وہ اپنے ہاتھ میں ایک مشعل بھی پکڑے ہوئے تھا اس پادری نے اس بوڑھے شخص کو جس نے اپنے ہاتھ میں مشعل پکڑی ہوئی تھی اور جس نے دروازہ کھولا تھا اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے مقدس باپ یہ نوجوان جس کا میں نے ابھی نام اور پتہ نہیں پوچھا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے استقف ستیوس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل کو اوپر کرتے ہوئے کہا میں ہی ستیوس ہوں جس سے تم ملنا چاہتے ہو کہو تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ طرف بن مالک نے اپنے قریب کھڑے پادری پر ایک نگاہ دوڑائی پھر اس نے استقف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں علیحدگی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ استقف ستیوس نے اس نوجوان پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم کلیسا میں جا کر آرام کرو۔ جب مجھے تمہاری ضرورت ہوگی میں جہیں آواز دے کر بلا لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان پادری تیزی سے چلا ہوا کلیسا کے اندر چلا گیا تھا اور اس کے جانے کے بعد استقف ستیوس نے پھر طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اب کو اے

نوجوان تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ جواب میں طرف بن مالک نے استقف ستیوس سے اور زیادہ قریب ہوئے ہوئے بڑی رازداری میں کہا۔ اے محترم ستیوس میں ہسپانیہ کے سابق بادشاہ حلیش کی بیوہ اور اقلیہ کی ماں الیانہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ طرف بن مالک کی یہ مشکوک سن کر استقف ستیوس چونک پڑا تھا اور بڑی بیگانگی اور اجنبیت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا اے نوجوان تم کیسی اور کس قسم کی مشکوک کرتے ہو نہ میں کسی اقلیہ کو جانتا ہوں اور نہ اس کی ماں الیانہ کو تم غلط منزل کی طرف آ گئے ہو۔ طرف بن مالک نے پھر بڑی رازداری سے ستیوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے بزرگ ستیوس میں غلط منزل پر نہیں آیا بلکہ آپ خواہ مخواہ شک اور بے اعتمادی کی نظر سے مجھے دیکھ رہے تھے اگر آپ اپنا یہ شک دور ہی کرنا چاہتے ہیں تو آپ ایسا نام کی اس راہبہ کو بلائیے جو حال ہی میں ٹولیدو شہر سے اپنی تربیت مکمل کر کے آئی ہے۔ وہ راہبہ یقیناً میرے متعلق آپ کے سارے شک اور شبہات دور کر دے گی۔ جواب میں ستیوس بلند آواز میں کسی کو پکارنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہی نوجوان پادری کلیسا سے نکل کر یہاں آکا ہوا اس طرف آیا اور ستیوس کے سامنے اپنے سر کو گھول کرتے ہوئے اس نے پوچھا: اے مقدس باپ آپ نے مجھے طلب کیا۔ استقف نے بڑی نرمی سے اس نوجوان پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم جاؤ اور راہبہ ایملہ کو بلا کر میرے پاس لاؤ اور اس کے بعد تم کلیسا میں جا کر آرام کرو۔ استقف ستیوس کا یہ حکم پا کر وہ پادری فوراً وہاں سے چلا گیا تھا۔ ستیوس اور طرف بن مالک تھوڑی دیر تک وہیں کھڑے رہ کر انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایملہ وہاں آگئی وہ اس وقت عام سے سادہ اور صاف ستھرے لباس میں لباس تھی اور بڑی خوبصورت و کمائی دے رہی تھی۔

طرف بن مالک کو دیکھ کر ایملہ کچھ چونک سی پڑی اور بڑی خوشی اور سرت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے پوچھا اے ابن مالک رات کے اس وقت

آپ یہاں اویہ اکیلے قتل اس کے کہ طریف بن مالک ایسا کو کوئی جواب دینا اس سٹیوس نے فوراً ایسا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا! اے ایسا میری بیٹی تم اس جوان کو کیسے اور کب سے جانتی ہو؟ ایسا نے مسکراہٹیں بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا! اے بزرگ باپ! طریف بن مالک عام کا یہ نوجوان جو آپ کے سامنے کھڑا ہے اس کے حلق آپ بھی سمجھیں کہ میرا سا بھائی ہے قسم خداوند کی اس موقع پر میرا سا بھائی بھی میرے سامنے ہوتا تو میں اس کے سامنے اس سے زیادہ خرمیاں اور پیار نہ نکھیر سکتی۔ اے مقدس باپ اس نوجوان نے فریڈو کے موت کے میدان میں دو ایسے سچ زلوں کو اپنے سامنے زیر کیا جو ناقابل تسخیر سمجھے جاتے تھے۔ جب یہ اس مقابلے میں جیت کر باہر نکلا تو میرے پاس اس وقت تھا تو کچھ نہیں صرف ایک پھول تھا جو میں نے اسے پیش کیا میں نے اپنے دل میں عہد کیا تھا کہ میں اس نوجوان کو اپنا بھائی بناؤں گی۔

اے مقدس باپ اب آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کے سامنے میں اسے اپنا بھائی ہی کہہ کر مخاطب کر رہی ہوں اس قدر کہنے کے بعد ایسا تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی پھر اس نے آگے بڑھ کر اسقف سٹیوس کے بیان میں کوئی سرکشی کی جس کے جواب میں سٹیوس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے آگے بڑھ کر طریف بن مالک کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اے نوجوان میں شرمندہ ہوں کہ میں نے جسیں اتنی دیر تک اس عمارت کے باہر کھڑے رکھا۔ دراصل میں نے ایسا سب کچھ ایک احتیاط کے تحت کیا ہے میں جسیں اس کیسا کے اندر خوش آمدید کہتا ہوں تم یہ بتاؤ کہ اگلیا کہاں ہے پھر میں جسیں اس کی ہاں کے حلق خبر کرتا ہوں۔ طریف بن مالک نے فوراً سرکشی کے انداز میں کہا میں اگلیا کو اپنے دونوں گھوڑوں کے ساتھ اور کیسا کے سامنے درختوں کے ایک جھڈ بٹے کھڑا کر آیا ہوں۔ ایسا میں نے احتیاط کے تحت کیا ہے میں چاہتا ہوں اگلیا کا اس کیسا کے اندر داخلہ صرف بزرگ سٹیوس کے علم میں ہونا چاہیے اور کسی کو بھی اس کا علم نہ ہونا پائے کہ اگلیا اس کیسا کے اندر داخل ہو چکا ہے اسقف سٹیوس نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر طریف بن مالک کو گلے

لگاتے ہوئے کہا اے نوجوان تم انتہائی ذریعہ اور صل مند ہو جو تم نے ایسی احتیاط برتی ہے اب میں اور ایسا میں کھڑے ہوتے ہیں تم اگلیا کو لے کر یہاں آؤ۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک وہاں سے ہٹ کر اگلیا کی طرف جا رہا تھا۔

اگلیا کے قریب آکر طریف بن مالک نے پھر دونوں گھوڑوں کی پائیں لیں۔ پھر بڑی رازداری سے اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے خاتون وہ کیسا ہے ملحق جو عمارت ہے اور جس کے سامنے کوئی مشعل لئے کھڑا ہے۔ وہاں اسقف سٹیوس اور راجہ ایسا تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ تم چلو میں تمہارے پیچھے پیچھے دونوں گھوڑوں کو لے کر آتا ہوں۔ طریف بن مالک کے اس انکشاف پر اگلیا بھانپتی ہوئی اس طرف بڑھی تھی۔ جب وہ سٹیوس اور ایسا کے پاس آئی پہلے ایسا اسے گلے لگا کر کئی پھر سٹیوس نے اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا اور ایسا اگلیا کو عمارت کے اندر لے گئی تھی۔ جب کہ اسقف سٹیوس مشعل لئے دروازے پر ہی کھڑا رہا تھا جب طریف بن مالک دونوں گھوڑوں کی پائیں پکڑے وہاں پہنچا تو سٹیوس نے آگے بڑھ کر ایک گھوڑے کی ہانگ پکڑی اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے سٹیوس نے کہا میرے ساتھ آؤ۔

طریف بن مالک سٹیوس کے پیچھے پیچھے عمارت میں داخل ہوا پہلے سٹیوس نے دروازے کو اندر سے دھجک لگا دی پھر بائیں طرف سزا تھوڑا آگے جانے کے بعد عمارت کے اندر ایک بہت بڑا اور پختہ اسٹیل بنا ہوا تھا جس کے اندر پہلے سے کچھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ اسقف سٹیوس نے دونوں گھوڑوں کو وہاں سے بانٹنے کے بعد ان کے آگے دانہ اور چارا ڈال دیا تھا۔ اتنی دیر تک طریف بن مالک نے دونوں گھوڑوں کی زنجیروں سے سامان بطریقہ کر لیا۔ پھر اس نے زنجیروں اتار کر رکھ دی تھیں۔ اتنی دیر تک اسقف سٹیوس بھی قانع ہو چکا تھا پھر طریف بن مالک اپنا اور اگلیا کا سارا سامان اتار کر اسقف سٹیوس کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اسقف سٹیوس طریف بن مالک کو لے کر عمارت کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس میں پہلے سے ایک مشعل روشن تھی وہاں طریف بن

مالک کو اس نے ایک نشست پر بٹھایا۔ طرف بن مالک سارا اٹھایا ہوا سامان ایک طرف رکھنے کے بعد اس نشست پر بیٹھ گیا تھا اور اس کے سامنے اسقف سٹیوس نے بیٹھے ہوئے کنا ایلا اس وقت اٹھیا کہ اس کی ماں سے ملا رہی ہوگی۔ میرا خیال ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ سب یہیں آ جائیں گی۔ اچھی دیر تک ہم دونوں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے ہیں اور ان کا انتظار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اسقف سٹیوس طرف بن مالک اور اٹھیا کے اس سفر کے متعلق سوالات کرتے لگاتار طرف بن مالک تفصیل کے ساتھ اسے جوابات دے رہا تھا۔



طرف بن مالک اور اسقف سٹیوس کو اس کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کمرے میں اٹھیا، اس کی ماں الیانا اور رافیلہ ایلا داخل ہوئیں۔ الیانا نے اندر داخل ہوتے ہی آگے بڑھ کر طرف بن مالک کے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور کئی بار اس نے اس کا سر اور پیشانی چوم لی پھر وہ اٹھیا اور ایلا کے ساتھ طرف بن مالک کے سامنے والی نشستوں پر بیٹھ گئی اور طرف بن مالک کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک! پیڑے بیٹے! اٹھیا مجھے تمہارے ساتھ سفر کی ساری روداد سنا چکی ہے اس سفر کے دوران تم نے جو شرافت اور انسانیت، پاکیزگی، شکر، پرہیزگاری اور طہارت کا ثبوت دیا ہے اس کا کوئی جواب اس کی کوئی مثال میں پیش نہیں کر سکتی۔ اے میرے بیٹے میں تمہاری صحت و صفت، جرات و مردانگی اور شجاعت اور بے باکی پر بے حد خوش اور مطمئن ہوں۔ جن حالات میں تم نے رومیرو کو قتل کیا اس میں بھی تم حق بجانب تھے اس سبب اگر رومیرو بھی اٹھیا کے ساتھ ہوتا تو وہ بھی اٹھیا کو اس طرح یہاں نہ پہنچاتا جس طرح تم نے پہنچایا ہے اور سنا اٹھیا کہہ رہی تھی تم غصہ ظاہر کر رہے تھے کہ میں رومیرو کے قتل پر تم سے تھا ہوں گی میں بھلا ایسا کیوں کروں گی جب خود اٹھیا اس بات پر مطمئن ہے کہ رومیرو خود اپنی غلطی کی وجہ سے مارا گیا ہے تو میں اس سلسلے میں کیونکر تم سے باز پرس کروں گی۔ رومیرو کو قتل نہ کرنا چاہیے

تھا کیونکہ یہ ہماری ہمت اور جرات بندی تھی کہ تم فریڈو سے اٹھیا کو نکال کر وہاں تک لے گئے تھے۔ بہر حال اب جب کہ تم نے یہ سارے کام انجام دیے ہیں تو میں زندگی بھر تمہاری احسان مند اور ممنون رہوں گی۔

الیانا یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے رک گئی اور پھر دوبارہ طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ہاں میرے بیٹے! اٹھیا مجھے یہ بھی بتا رہی تھی کہ تم اسے کلیسا کے باہر ہی چھوڑ کر واپس جانے والے تھے اگر تم ایسا کرتے تو مجھے یقیناً تمہارے ساتھ بے حد شکوہ اور بے حد شکایات ہوتیں۔ اٹھیا نے اچھا کیا جو خدا کر کے تمہیں اندر لے آئی اب تم چند روز تک یہاں قیام کرو گے اور تمہاری حیثیت ہمارے ہاں ایک باعزت اور محترم مہمان کی سی ہوگی۔ آج رات ایلا بھی ہم دونوں کے ساتھ ہی رہے گی یہ بھی ایک قابل اعتبار بیٹی ہے۔ میں اس سے بے پناہ محبت کرتی ہوں۔ الیانا جب خاموش ہوئی۔ اسقف سٹیوس نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا شروع کرو۔

اے ابن مالک اب جب کہ تم ہمارے گھر کے ایک فرد ہو میں تمہیں سب کچھ تفصیل سے بتاتا ہوں۔ سنا اس عمارت کے اندر ایک بڑا خانہ ہے دن کے وقت اٹھیا کی ماں الیانا اس عمارت کے اندر رہتی تھی اور رات کو باہر ہی رہتی تھی۔ ہاں جب کبھی غصہ ہوتا تھا تو وہ فوراً اس بڑے خانے کے اندر چلی جاتی تھی اس بڑے خانے کے اندر آرام و آسٹام اور ضرورت کی ہر شے موجود ہے ہوا پانی اور خوراک کا بھی اس کے اندر بہترین انتظام ہے اب جب کہ اٹھیا بھی یہاں آگئی ہے تو یہ بھی اپنی ماں کے ساتھ غصے کے وقت ایسا ہی کیا کرے گی اور اپنی ماں کے ساتھ بڑے خانے کے اندر چلی جایا کرے گی اور ہاں اے ابن مالک جب بھی کوئی اجنبی شخص اس کلیسا کی حدود میں داخل ہوتا ہے تو مجھے پہلے سے اطلاع کر دی جاتی ہے اور میں الیانا کو اس کی خبر کر دیتا رہا ہوں اب میں الیانا اور اٹھیا دونوں کے ساتھ ایسا ہی کروں گا۔

رات کی اس تاریکی میں جس وقت تم اٹھیا کے ساتھ اس کلیسا میں داخل

ہوئے تھے۔ میرے چند جلس کارکنوں نے اس وقت مجھے اطلاع کر دی تھی اور مجھے امید تھی کہ کوئی نہ کوئی ضرور اہلکار کو لے کر آیا ہے لیکن اس کے باوجود میں احقاد اور مجرد کر لینے کے بعد ہی ہمارے ساتھ کھل کر منگوا کرنا چاہتا تھا! اے ابن مالک اب تم چند روز یہاں رہو گے اور ہم خداوند کی ہمارے یہاں رہنے سے مجھے 'اہلکار' یا الیائہ اور ہمارے بن راہبہ ایسا کہ بے حد خوشی اور اطمینان ہوگا۔

جواب میں طرف بن مالک مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا اے بزرگ ستیوس اگر میرے یہاں چند روز ٹھہرنے سے آپ کی خوشی اور اطمینان وابستہ ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی خواہش اور مرضی کے مطابق ضرور چند روز تک یہاں قیام کروں گا۔ طرف بن مالک کے اس جواب پر حسین اہلکار کے چہرے پر بے انت خوشیاں اور بے پناہ مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔ پھر الیائہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور استغنی ستیوس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے بزرگ باپ ہم تو کھانا کھا چکے ہیں لیکن میں اہلکار سے پوچھ چکی ہوں ان دونوں نے ابھی شام کا کھانا کھانا ہے میں ان دونوں کے لئے کھانا تیار کرنے کے بعد یہاں آئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی الیائہ ایسا کہ ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گئی تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ دونوں لوگوں۔ اہلکار اور طرف بن مالک کے سامنے انہوں نے کھانے کے برتن رکھ دیئے تھے اور وہ دونوں خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے۔

○

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک ایک روز اپنے دربار میں اپنے خیروں اور درباریوں کے ساتھ سلطنت کے مختلف صلاح مشورہ کر رہا تھا کہ اس کا ایک پرے دار اندر آیا اس کے سامنے آکر زمین کی طرف جھکا اور رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا شروع کیا اے بادشاہ دربار کے باہر اس وقت دو ذہنی عمر کے اشخاص کھڑے ہیں اور وہ فی الفور آپ سے ملنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ کسی نہایت اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے کے خواہش مند ہیں اگر

آپ حکم دیں تو میں انہیں اندر بھیج دوں اور اگر آپ اس دربار کی برعاقب کے بعد ملنا چاہیں تو میں انہیں باہر ہی روک دیتا ہوں۔ اس لحاظ کی گفتگو کو رازرک نے غور سے سنا اور پھر اس نے تخت پر چلو بدلتے ہوئے اس لحاظ کو مخاطب کر کے کہا ان دونوں کو باہر نہیں روکو بلکہ انہیں اندر بھیج دو میں ابھی اور اسی وقت اس سے ملنا اور گفتگو کرنا پسند کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پرے دار ایک بار پھر زمین کی طرف جھکتے ہوئے آداب بجالایا اور وہ بڑی تعظیم کے ساتھ باہر نکل گیا تھا۔

اس کے لحاظ کے باہر جانے کے تھوڑی دیر بعد دو اشخاص اس پرے کرے میں داخل ہوئے۔ یہ دونوں پرانی وضع کے سفید بچے پئے ہوئے تھے۔ ان کے لمبے لمبے خوشیاں پگھلے پر منقہ ہرج کی تصویریں نقش تھیں جن میں سے بے شمار کھٹے کے کھٹے لٹک رہے تھے۔ رازرک کے سامنے آکر وہ ذرا رکے پھر انہوں نے ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا شروع کیا۔

اے بادشاہ قدیم زمانے میں جب ہر کوئیس نے سمندر کے کنارے وہ چار نسب کئے جو آج تک اسی کے نام سے مشہور چلے آتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک نہایت عالی شان اور مضبوط عمارت بہ شکل گنبد اس قدیم شہر کے اطراف میں بنا کر اس میں ایک ظلم رکھا تھا اور اس ظلم کو اس نے آہنی کواڑوں اور چوکتھ سے محفوظ کر کے اس عمارت کے دروازے پر فولادی قفل ڈالوا دیئے تھے اور باغیچہ دور انکس و احتیاط یہ انتظام کیا کہ ہر نیا بادشاہ جو سرور آرائے سلطنت ہو اپنے نام کا ایک علیحدہ قفل عمارت کے اس دروازے پر لگایا کرے تاکہ اس عمارت کے اندر جو ظلمی راز ہے وہ اس کے مقررہ وقت سے پہلے افشا نہ ہوئے پائے۔

اے بادشاہ اس گنبد کے حلق ہر کوئیس کی یہ پیش گوئی بھی ہے کہ جو شخص بھی گنبد کی غنیت کو شلت از بام کرنے یا کم از کم دریافت کرنے کی کوشش کرے گا وہ سخت مصائب و آفات اور وہ بدترین دشواریوں اور ایستوں

سے لے کر عیش تک تمام بادشاہوں کے ہاتھ کے ہماری ہماری قفل پڑے ہوئے تھے۔

جب بادشاہ رازرک اپنے دوستوں کے ساتھ اس گنبد کے دروازے پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دروازے کے دونوں جانب وہی دونوں بوڑھے کھڑے تھے جو اس کے دربار میں حاضر ہوئے تھے۔ ان دونوں بوڑھوں نے ہر چند بادشاہ رازرک کو منع کیا اور سخت نصیحت کی پیش گوئی کی اور اسے تنبیہ کی اگر وہ اس گنبد کے اندر داخل ہوا یہ داخلہ اس کے لئے نہایت تکلیف دہ اور مستقبل کی مصیبتوں کا باعث بن جائے گا لیکن جب ان دونوں بوڑھوں کی کوئی نصیحت رازرک پر کارگر نہ ہوئی تو وہ خاموش ہو رہے۔ ان کی اس خاموشی کے بعد رازرک نے اپنے سپاہیوں کو سارے قفل گھولنے کا حکم دیا اور تاجدار وہ دونوں بوڑھے بھی اس طلسمی غمارت کے وہ قفل کھولنے میں رازرک کے سپاہیوں کا ساتھ دینے لگے تھے۔

آخر کار غروب آفتاب کے وقت تمام قفل کھل گئے اور بادشاہ رازرک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا اور گنبد کا ہماری بھر کم پرانا قدیم کواڑ کھول کر اس غمارت میں داخل ہوا! اول ایک وسیع کمرے میں داخل ہوا۔ دوسری جانب ایک اور ایسا ہی دروازہ تھا جس سے پاس والے کمرے میں راستہ جاتا تھا۔ اس دروازے کے سامنے چٹیل کا ایک بڑا میب خوف ناک مردانہ بت استادہ تھا۔ اس بت کے ہاتھ میں ایک ہماری گرز تھا جسے وہ وقتہ وقتہ سے زین پر مارا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے بادشاہ رازرک خوف و حیرت میں ڈوب اور غرق ہو کر رہ گیا پھر رازرک نے چٹیل کے میب اور خوف ناک بت کی چھاتی پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھ کر رازرک کو کچھ حوصلہ اور ڈھارس ہوئی۔ چٹیل کے اس بت کے سینے پر یہ فقرہ درج تھا۔ ”میں اپنا انزض منشی پر اکر آتا ہوں۔“

رازرک نے اس بت کے سینے پر جب یہ فقرہ کدہ دیکھا اس کا حوصلہ بڑھا اور چٹیل کے اس مجسمے کو پاس لے کر دے کر کہا! مجھے گزر جانے دے میری

کا حکار ہو کر رہ جائے گا۔ چونکہ ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ہر کوئیں کے زمانے سے لے کر اس وقت تک گنبد کی حفاظت کرنے میں کوئی دقیقہ فراموش نہیں کیا اور کبھی کسی کو اس میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اسے بادشاہ ہم یہ کہنے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بھی وہاں اپنے نام کا ایک قفل لگائیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد دونوں بوڑھے واپس مڑے اور رازرک کے دربار سے نکل گئے تھے۔ ان دونوں بوڑھوں میں سے ایک کی زبانی یہ حیرت انگیز قصہ سننے کے بعد رازرک حیرت اور تعجب میں ڈوب کر رہ گیا تھا۔ اس کے دل میں اس گنبد کا طلسمی راز حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور اس کا اہتمام اپنے وزیران پر اس کے سامنے بھی کیا اور رازرک کا یہ شوق اس حد تک بڑھا کہ اس کے مشیروں، وزیروں اس کے ہمشیر اور اس کے پادریوں نے اسے منع کیا اور کہا آج تک گنبد کے اندر کوئی شخص زندہ داخل نہیں ہوا حتیٰ کہ قیصر اعظم بھی اس قسم کی جرأت نہ کر سکا کہ وہ اس طلسم کو جاننے لگے اس غمارت میں داخل ہو سکے۔

کیونکہ قدیم کتبہ میں بھی لکھا گیا ہے کہ گنبد کا بھید کوئی دریافت نہ کر سکے گا مگر ایک بادشاہ جو اپنے سلسلے میں آخری ہو گا اور اس کو بھی یہ امر اس وقت میر جو گا جب ستون سلطنت مرکز قفل سے مل جائے گا۔ جب باہمی خفاق کو بے وفائی اس کی بیخ بنیاد کو کھوکھلی کر دیں گی اور غضب الہی ہوئے والا ہو گا مگر بادشاہ رازرک ان تمام نصیحتوں کے برخلاف اس طلسمی گنبد کا راز جاننے پر بہت ہو گیا تھا۔ لہذا ایک روز ان تمام خطرات کے باوجود وہ اپنے بت سے سوار اور پیادہ دوستوں کو لے کر اس طلسمی گنبد کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

یہ گنبد کے چٹیلوں کے چچ وچچ ایک بلند کوستانی سلسلے کی چوٹی پر واقع تھا۔ اس کی دیواریں سنگ مرمر اور سنگ زبرجد سے بنائی گئیں تھیں جن پر نہایت نازک اور دقیق مجسمیں کدہ تھیں اور جو اس قدر صاف شفاف تھیں کہ باوجود اس قدر پرانی ہونے کے آفتاب کی دست درازیوں کی تاب نہ لا سکتی تھیں۔ گنبد کا دروازہ پورے چتر کو تراش کر بنایا گیا تھا جس کے کواڑوں پر ہر کوئیں

تصویروں کے چہرے لمایت خون خوار ہمایک تھے جو پیش قبض سے مسلح تھے اور پیشانی کے سطح پر یہ عبارت لکھی تھی دیکھ اے بد اندیش ان لوگوں کو جو تجھے تیرے تخت و تاج کے نیچے گرا دیں گے تیرے ملک پر قبضہ کر لیں گے۔

اس کے بعد رازرک اور اس کے اراکین سلطنت نے دیکھا کہ دفعتاً چڑے کے ان دو اوراق پر میدان جنگ کا ساہل دکھائی دینے لگا تھا کیودار کا شور بلند ہوتے ہوئے سنائی دینے لگا طلسمی گھوڑے چڑے کے ان اوراق پر یک بہ یک بادلوں کی طرح حرکت کرنے لگے اور اس موقع میں ایک حقیقی میدان جنگ کا ساہل بندھ گیا تھا۔ بد نصیب رازرک کی آنکھوں کے سامنے اس عالم استحباب و حیرت میں جاں گذار واقعات پیش ہونے لگے تھے جو ایک دوسرے کے بعد دکھائی دیتے تھے اور نقش بر آب کی طرح مٹ جاتے تھے اور جن میں ان آنے والے حادثوں اور لڑائیوں کے نتیجے دریافت ہوتے تھے۔

رازرک چڑے کے ان اوراق پر ایسے واقعات دیکھ رہا تھا جو ابھی کسی کے وہم و گمان میں نہ تھے۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک میدان جنگ ہے جس میں نصرانی اور مسلمانوں کے درمیان ایک سخت جنگدار گرامر گم ہے رازرک کو لگا جیسے کچھ لوگ عربوں جیسا لباس پہنے ہوئے تھے پہچینی شتی کی طرح فاتحانہ انداز میں انہوں نے وہاں درود کیا تھا اور رات کے سب سے پہلے ہاتھ کی طرح ہر طرف چماتے لگے تھے ان کے سامنے ہسپانیہ کی رفعت بستانا اچلے لگی تھیں ہر طرف زینکتے جنم، امیر قفس اور سید ہوس کا ساہل بکھرنے لگا تھا۔ رازرک کی آنکھوں کے سامنے دل کی راکھ ہوتی بستانا خاک اڑاتی چمکاتی دھوپ اور رقص کرتے ہوئے آگ کے شعلے، چلے بیستانوں کا حد آبیروں ہانڈھنے لگے تھے۔ شور بے پناہ کے اندر سینہ ارض خون آلود اور جبین زخم آلودہ دکھائی دینے لگیں تھیں۔

یہ سال دیکھ کر رازرک نے تھوڑی دیر کے لئے اپنی آنکھیں بند کر لیں جب دوبارہ اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے دیکھا کہ وہ عرب جوش مارے ہوئے طوفانوں کی طرح جھٹ رہے تھے اور وہ اپنے پاؤں سے جانفوں کی لاشوں

ہرگز یہ غلام اور ارادہ نہیں ہے کہ اس گنبد کے اندر رکھی اشیاء کو میں کوئی نقصان پہنچاؤں یا میں اس کے اندر تحریک کے درپے ہوں۔ میں تو صرف اس کے اندر رکے ہوئے راز کو جانتا اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک جب یہ جملے ادا کر چکا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے دیکھا کہ اس جیل کے مجسمہ نے اپنی گردن گھمنا بند کر دیا تھا اور وہ مجسمہ بالکل ساکن اور خاموش کھڑا رہ گیا تھا یوں رازرک اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ جیل کے اس مجسمہ کے نیچے سے گزر کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا اس کمرے کی دیواروں پر جابجا ہر قسم کے پتھر نصب تھے اور میں اس کمرے کے وسط میں ایک انتہائی قدیم اور بوسیدہ میز رکھی تھی جس پر ایک پرانا ڈبک آلود صندوق پڑا ہوا تھا اور اس صندوق پر کے اوپر ایک عبارت کندہ تھی صندوق پر لکھا تھا تمام غیفات گنبد اس صندوق میں ہیں۔ بجز ایک بادشاہ کے اس صندوق پر کو کھولنے کی اور کوئی حیات نہ کر سکے گا لیکن اس صندوق پر کو کھولنے والے بادشاہ کو بھی خردوار اور ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ جس وقت وہ اس صندوق پر کو کھولے گا اس وقت اس کو عجیب و غریب واقعات دکھائی دیں گے جو مرنے سے پہلے اسے پیش آئیں گے۔

رازرک نے جب وہ صندوق کھولا تو اس نے دیکھا صندوق پر کے اندر صرف تانبے کی دو تختیاں تھیں اور جب اس نے تانبے کی دو تختیوں ا علیحدہ کیا تو اس نے مزید دیکھا ان تختیوں کے درمیان دو چرمی اوراق تھے جو ہر رازرک نے ان چرمی اوراق کو کھولا۔ اسے یوں لگا جیسے نفرت کا ایک بارہ پت پڑا ہو، آگ اور خون کے بھرے راستے، عذاب الیم میب تصویروں کا طرح بہ نکلے ہوں اس کی رنگوں کے اندر روح کی تھقی اور ذہن کے اندر ہوتا کے جھکڑوں کی پیرش شروع ہو گئی تھی۔ وہ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے خون ان گنت نالے بہتے ہوئے شور کرنے لگے ہوں۔

اس چرمی وحلی کا کھلنا تھا کہ رازرک نے دیکھا اس چڑے کے اوراق جو گھوڑ سواروں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں وہ حرکت میں آ گئی تھیں۔

آگ لگ گئی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے گنبد کے اندر سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور اس کا گنبد کا ہر پتھر ہر انٹ بل کر خاک سیاہ ہو گئی تھی۔ اس طلسمی گنبد کی یہ حالت دیکھ کر رازدک احماتی بدحواسی کے عالم میں اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر وہ واپس اپنے شاہی محل کی طرف اپنے گھوڑے کو سرہٹ دوڑا رہا تھا۔

○

سورج ابھی ابھی غروب ہوا تھا۔ پھول پتیاں قطرہ شبنم کے آئینوں سے غو محنگو ہو گئی تھیں۔ بے کنار ریگستانوں کے اندر گرمی خاموشی کی چادر بھیلچلی چلی گئی تھی۔ درخت گم سم اور اداس کھڑے تھے۔ لفظائیں اپنے خیالات کو ہاتھ کی حلا کرنے کی خاطر گرمی سوچوں میں ڈوب چکی تھیں۔ رات کے موت جیسے اوجھٹ ناک لمبے اپنے قد کو بڑھانے اور پھیلانے لگے تھے۔ ذہن کی رسائی اور چاقی ہوئی آنکھوں کے اندر غنڈ کی دھند نے چیلنا شروع کر دیا تھا۔ ایسے میں قدوس شرے باہر سمندر کے کنارے واقعہ کلیسا کی عمارت کے اندر استغنیوس کی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں طرف بن مالک، ستیوس، اقلیمیا، الیانہ اور رابیرہ ایسا اسٹے بیٹھے کسی موضوع پر محنگو کر رہے تھے کہ کلیسا کا ایک نوجوان پادری بھاگا بھاگا وہاں آیا اور اس نے استغنیوس کو مخاطب کرتے ہوئے اور ساتھ ہی اپنی گردن کو کافی حد تک خم کرتے ہوئے کنا شروع کیا! اے مقدس باپ سمندر کے کنارے کنارے مافی کیوں کی کشیتوں کے اندر کچھ ایسے لوگ محوم رہے ہیں جو مسخ ہونے کے ساتھ ساتھ اقلیمیا کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ لہذا آپ کو قنط ہو جانا چاہیے جو سکتا ہے تلاش کرنے والے وہ مسخ جو ان کلیسا کی طرف بھی آجائیں یہاں تک کہنے کے بعد وہ نوجوان پادری خاموش ہو گیا تھا پر اس کی محنگو من کر استغنیوس چونک کر اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر اس نے اس نوجوان پادری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تم کلیسا میں واپس اپنے ٹھکانے پر چلے جاؤ اور چاروں طرف نگاہ رکھو جب وہ نوجوان پادری چلا گیا تو ستیوس نے فوراً اپنے سامنے بیٹھی ہوئی رابیرہ ایسا کو

کو روک دینے قزوں کی مہیب آوازوں، محسوس کی جھکار اور ٹبل جگ کا طوفان غیر شہر بلند کرتے ہوئے بدستہ جارہے تھے۔ ان کی تلواریں ان کے گردان کے زہر میں لچھے ہوئے تھیں اپنے سامنے آنے والے ہر پائی کو موت کا پیغام سن رہے تھے۔ تیزے اور برہمیاں چاروں طرف پھینکے جانے لگے تھے۔ یہاں تک کہ رازدک نے دیکھا، نصرانی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور حملہ آور عرب ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہیں ذلت آمیز شکست سے دوچار کرنے لگے تھے۔ پھر رازدک نے مزید دیکھا کہ اس کا علم یعنی ہسپانیہ کا جینڈا جس پر صلیب کا نشان نصب تھا زمین پر گر گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی فتح مند کی خوشی کے نعروں سے سمیت زادوں کی مفید و شہد کی چیخوں اور قریب المرگ زفیروں کی آہ و زاری سے تمام لفظا کو بجھنے لگی تھی۔ شکست خوردہ سپاہیوں میں جو وہ ہلا ہو کر ادھر ادھر بھاگے جاتے تھے موت کا سال غاری تھا۔

رازدک کی نظر اچانک ایک ایسے سوار پر پڑی جس کی پیٹھ اس کی طرف تھی اور یہ جوان اپنے سر پر شاہی تاج پہنے اپنے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ رازدک نے جب غور سے سوار کی طرف دیکھا تو یوں لگا کہ جیسے وہ خود ہی اس سوار کی صورت میں موجود ہو کیونکہ اس کی پیٹھ جو اپنی پیٹھ جیسی تھی اور اس کے پیچے جو گھوڑا تھا وہ گھوڑا بھی بالکل ایسے ہی تھا جیسے رازدک کا اپنا گھوڑا تھا گویا رازدک کو یوں لگا کہ وہ جوان خود رازدک ہو۔ اس جنگ کے اچھڑے حصہ لے رہا ہوا مین ہنگامہ کے عروج پر رازدک نے پھر دیکھا وہ گھوڑا سوار اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا اور پھر کہیں اس کا پتہ اور نشان معلوم نہ ہوا اور اس کا گھوڑا دیوانہ وار خالی پشت چاروں طرف بھاگا پھرتا تھا۔ یہ سارا سا دیکھنے کے بعد رازدک اور اس کے ہمراہی طلسمی گنبد سے حواس باختہ ہو کر بھاگے مگر اس سے پہلے ہی جیل کا وہ مجسمہ وہاں سے غائب ہو چکا تھا اور بوڑھے جو کبھی رازدک کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور طلسمی گنبد پر انہوں نے اسے اپنے طرف سے ایک قفل لگائے کو کہا تھا وہ اس گنبد کے دروازے پر سرے پڑے ہوئے تھے جوں ہی رازدک اس گنبد سے باہر نکلا تو اس گنبد کے اندر فوراً

کرے گی۔

اے بزرگ ستیوس جو لڑکی میرے جیسے بزرگ کے متعلق ایسے خیالات اور ایسی سوچیں رکھتی ہو اس سے اور اس کی ماں سے میرا کیا تعلق اور یہ جو میں نے اقلیما کو ٹویڈو شہر سے یہاں قانس شہر تک پہنچایا ہے تو یہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے اسلئے کہ ٹویڈو شہر میں جب میں نے موت کے میدان میں رومیرو اور روبر سے مقابلہ جیتا تھا تو ہسپانیہ کے سابق بادشاہ حبش نے نقدی کی ایک تھیلی مجھے دیتے ہوئے مجھے اپنی بیٹی اقلیما کو اعطاء مقرر کیا تھا۔ پس اسی اعطاء کی حیثیت سے میں اقلیما کو یہاں تک لایا ہوں اب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں اور جو معاوضہ حبش نے دیا تھا اس معاوضہ پر میں اقلیما کو یہاں تک پہنچانے کا کام سرانجام دے چکا ہوں۔

اب میرے ذمہ ان ماں بیٹی کا کوئی احسان کوئی بوجھ اور بھار نہیں ہے۔ اے بزرگ ستیوس! اقلیما اور الیانہ دونوں ماں بیٹی کے لئے میں کل بھی آغاشا تھا اور آج بھی ان دونوں کے لئے آغاشی ہوں لہذا میں یہاں سے یوں اچانک روانگی میں کئے لئے کسی پریشانی اور دکھ کا باعث نہ بنے گی۔

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر اسقف ستیوس چند باتوں کے لئے ناگوار اور ناہنہ بدھی خاموشی میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت و تعجب میں پوچھا اے ابن مالک مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اقلیما نے تمہیں ایسے الفاظ کئے ہوں۔ چونکہ یہ بات تم کہہ رہے ہو لہذا تمہاری بات میں رو بھی نہیں کر سکتا۔ ضرور اقلیما نے تم سے یہ الفاظ کئے ہوں گے۔ پر اے ابن مالک اقلیما تو روڈو میرے سامنے تمہاری شرافت تمہاری نیکی اور تمہاری پارسائی کی تعریف کرتی ہوئی نہیں سمجھتی وہ تو کئی بار مجھے یہ کہہ چکی ہے جس طرح ٹویڈو سے لے کر قانس شہر تک سر کے دوران طریف بن مالک میرے ساتھ بلند اخلاق اور عمدہ حیرت کے ساتھ پیش آیا ہے ایسا اگر رومیرو بھی اس کے ساتھ ہوتا تو نہ کہ پاتا میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے دل میں تمہارے لئے محبت نہیں تو ہمدردی اور دردمندی کے جذبات ضرور ہیں یا یہ

عاطف کرتے ہوئے کہا۔ اے اقلیما میری بیٹی تم الیانہ اور اقلیما کو یہ خانے کی طرف لے جاؤ۔ اسقف ستیوس کا یہ حکم پا کر اقلیما فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اس کمرے سے اٹھ کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئیں۔ وہاں سے اس کے ساتھ ہی اقلیما الیانہ بھی کھڑی ہو گئی تھیں۔ پھر اقلیما کی راہنمائی میں گزرنے کے بعد وہ بائیں طرف یہ خانے کے اندر چلی گئی تھیں۔

ان تینوں کے جانے کے بعد طریف بن مالک نے اسقف ستیوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے بزرگ ستیوس میں بھی اب یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔ میری منزل اب ہسپانیہ کا مرکزی شہر ٹویڈو ہو گی وہاں جا کر میں رازدک سے کہہ دوں گا تو اس کے کہنے کے مطابق میں نے اقلیما کو بہت تلاش کیا پر وہ مجھے نہیں ملی طریف بن مالک کی یوں اچانک روانگی کا سن کر اسقف ستیوس ایک طرح سے چونک پڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس نے تعجب خیز اور حیرت زدگی کے سے انداز میں طریف بن مالک کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا۔ اے ابن مالک! تمہاری یہاں سے روانگی کا سن کر جسم بیوسہ صبح کی مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہو رہا ہے ہر حال تم ہمیشہ کے لئے تو یہاں نہیں رہ سکتے۔ ایک نہ ایک روز تمہیں یہاں سے رخصت ہونا ہی ہے پر اے ابن مالک کیا یہ اچھا ہو گا کہ تم اقلیما اور اس کی ماں الیانہ کی غیر موجودگی میں ان دونوں ماں بیٹی سے ملے بغیر یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ میں سمجھتا ہوں جب انہیں یہ پتہ چلے گا تو ان سے ملے بغیر ہی یہاں سے چلے گئے ہو تو انہیں بے حد دکھ اور صدمہ ہو گا۔

اسقف ستیوس کے یہ الفاظ سن کر طریف بن مالک کے چہرے پر ہلکی ہلکی بلکہ نظر آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے ستیوس کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں کہا انہیں کیوں صدمہ ہو گا۔ میرا ان دونوں سے کیا رشتہ کیا واسطہ کیا تعلق کیا رابطہ ہے۔ اے ستیوس اس موقع پر شاید یہ انکشاف بھی تمہارے لئے نیا ہو گا کہ اقلیما ایک بار اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے یہاں تک کہہ چکی ہے کہ اگر ایک طرف کوئی بزرگ ہو دوسری طرف ہسپانیہ کا کوئی کتا تو وہ اس بزرگ کی نسبت کتے کو ترجیح دے گی اور اس سے زیادہ محبت اور پیار

ممکن ہے کہ موت کے میدان میں جب اس نے ہمارے حلق یہ الفاظ کہے ہوں اس وقت اس کے جذبات ہمارے حلق مختلف ہوں اور جب اس نے فولیڈو شر سے قانس تک سفر کے دوران ہماری سیرت ہمارے اخلاق کو عملی طور پر دیکھا تو پھر وہ ہمیں اور ہماری اصلیت کو سمجھنے میں کامیاب ہو گئی ہو اور اپنے پہلے جذبات پر قابو پا کر وہ ہمیں اپنی ہمدردی اور دردمندی کے قابل سمجھنے لگی ہو۔

طریف بن مالک نے اسقف سٹیوس کے ان خیالات کا جواب دیتے ہوئے کہا! اے بزرگ سٹیوس میں تجھیں اور اندازوں کا قائل نہیں ہوں میں اس بات کو قابلِ بغور اور قابلِ اعتبار سمجھتا ہوں جو عملی طور پر کسی پر گزر چکی ہو۔ بہر حال میں اس موضوع پر مزید گفتگو نہیں کرنا چاہتا اور میرا پختہ عزم ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ اسقف سٹیوس نے طریف بن مالک کے اس ارادے کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا! اے امین مالک قسم خداوند کی میں تم سے ایک بیٹے جیسی محبت اور ہمدردی رکھتا ہوں۔ بہر حال اگر تم اسی وقت کوچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارے عزم کے سامنے آؤں گا۔ اس لئے کہ تم فیصلہ اپنی مرضی سے کرنے کا حق رکھتے ہو۔ جواب میں طریف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا میں آپ کا ممنون ہوں جو آپ نے میرے حلق اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ میرے ساتھ اصلیل تک چلیں تاکہ میں اپنے گھوڑے کو تیار کر کے یہاں سے کوچ کر سکوں۔

اسقف سٹیوس نے بڑی خندہ پیشانی سے کہا کیوں نہیں میں ضرور تمہارے ساتھ اصلیل ہی نہیں بلکہ اس عمارت کے باہر تک چلوں گا تاکہ میں تمہیں اپنے ایک محسن کی حیثیت سے رخصت کر سکوں۔ اسقف سٹیوس کے ان خیالات پر طریف بن مالک خوش ہوا۔ اس نے ساتھ والے کمرے سے اپنی خرچین لے کر لیا گیا ہوا ہتھوڑا اور دیگر ضروری سامان اٹھایا۔ دوبارہ وہ سٹیوس کے پاس آیا اور اسے کہا آئیے اصلیل کی طرف چلیں۔ اس کمرے سے نکل کر وہ لوں بڑی جیڑی

کے ساتھ اصلیل میں آئے طریف بن مالک نے پہلے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی پھر زین کی طرف اس نے اپنا ہتھوڑا باندھ دیا۔ دوسری طرف اس نے اپنی چری خرچین لگا دی تھی۔ اپنی ڈھال اپنی کمان اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش بھی اس نے زین کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ اپنے سر پر آہنی خدو رکھنے کے بعد اوپر اس نے اپنا مہمہ باندھ لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کو دھانچہ چلا دیا اور اس کی باگ پکڑ کر بیرونی دروازے کی طرف ہو لیا جب کہ سٹیوس بھی اس کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔

عمارت سے باہر نکل کر طریف بن مالک نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا! اے بزرگ سٹیوس یہاں قیام کے دوران آپ نے جو میری معجزانہ مہمان نوازی کی میں آپ کا بیش بہا ممنون اور شکر گزار رہوں گا۔ سٹیوس نے طریف بن مالک کا آگے بڑھا ہوا ہاتھ ایک طرف ہٹا دیا پھر آگے بڑھ کر اس نے طریف بن مالک کو پر جوش انداز میں اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ اس کے بعد اس کی پیشانی چومتے ہوئے سٹیوس کہنے لگا۔ اے امین مالک اس کے بعد کبھی تمہارا اہم شرے گزر ہو یا تمہارا ادھر آنا ہو تو میرے پاس اس کیلئے میں ضرور آنا میں تمہارا اپنے بیٹے کی حیثیت سے استقبال کروں گا۔ اب میں تمہیں رخصت کرتا ہوں اور تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ خداوند تمہیں خوش اور زندہ رکھے۔ سٹیوس کے دعائیہ الفاظ کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اسے ایڑ لگا کر باگ دیا تھا۔

اسقف سٹیوس اس وقت وہاں کھڑا رہا جب تک طریف بن مالک اسے دکھائی دیتا رہا اور جب طریف بن مالک اس کی نگاہوں سے اندھیرے کی چادر کے اندر روپوش ہو گیا تب سٹیوس دکھ اور انہوں میں اپنی گردن جھکائے عمارت کے اندر چلا گیا۔

وہ رات اقلیم اور اس کی ماں الیاند اور ایملہ نے دھانے کے اندر ہی گزاری تھی۔ دوسرے روز صبح ہی صبح دھانے سے جب وہ تینوں باہر آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ اسقف ستیوس اس عمارت اور کلیسا کے درمیان پڑنے والے سبزہ زار پر چل قدمی کر رہا تھا۔ اس پر اقلیم نے پریشان کن انداز میں ایملہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے ایملہ میری بہن تو دیکھتی ہے کہ آج مقدس باپ اس سبزہ زار پر اکیلے ہی چل قدمی کر رہے ہیں جب کہ تو جانتی ہے کہ جب سے طرف بن مالک یہاں آئے ہیں وہ ہمیشہ اسقف کے ساتھ اس سبزے پر چل قدمی کرتے رہے ہیں پر آج وہ صبح ہی صبح کہاں چلے گئے ہیں۔ ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے کہیں وہ اپنے کمرے میں ابھی تک سوئے تو نہیں پڑے ہوئے۔ اس پر ایملہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا اس وقت تک وہ کیسے سو سکتا ہے تم جانتی ہو کہ وہ اندھیرے ہی اندھیرے اٹھ کر اپنی عبادت سے فارغ ہو جاتا ہے پھر ایسا شخص دن چڑھے تک کیسے اپنے کمرے میں سو سکتا ہے۔ اس پر اقلیم نے تشریح کر کے انداز میں ایملہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آؤ ان کے کمرے کی طرف بڑھیں جہاں طرف بن مالک نے قیام کر رکھا تھا جب کہ الیاند بھی ان کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔

اس کمرے میں داخل ہوتے ہی اقلیم چونک سی پڑی اور پھر اس نے انتہائی دکھ اور صدمے کی حالت میں ایملہ کی طرف دیکھتے ہوئے نکری نکری مگر روتی روتی سی آواز میں اس کو مخاطب کر کے کہا! اے ایملہ یہاں تو طرف بن مالک نہیں ہیں نہ ان کا یہاں بستر ہے۔ ان کی چری خربین کے علاوہ دیگر ان کا سامان جو کمرہ میں رکھا رہتا تھا وہ بھی نہیں ہے اتنی دیر تک الیاند بھی وہاں پہنچ سکی تھی۔ پھر اقلیم نے ٹھکڑوں سے بھرپور آواز میں اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے میری ماں یہ طرف بن مالک صبح ہی صبح کہاں چلے گئے ہیں ان کا سامان بھی یہاں نہیں ہے کہیں وہ ہم سے ملے بغیر یہاں سے کوچ تو نہیں کر گئے اقلیم کے یہ الفاظ سن کر الیاند کے چہرے پر بھی تشریح کے آثار نمودار ہوئے تھے پھر اس نے ایملہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے ایملہ میری بہن تم

ذرا اطمینان میں پا کر دیکھو وہاں طرف بن مالک کا گھوڑا بندھا ہوا ہے یا نہیں۔ اس پر ایملہ بھانپتی ہوئی اطمینان کی طرف مٹی پر وہ جلدی ہی لوٹ آئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی، دکھ اور صدمے کے اثرات تھے پھر اس نے عجیب دکھ بھرے انداز میں الیاند اور اقلیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اقلیم کا اندازہ درست ہے۔ طرف بن مالک یہاں سے کوچ کر چکے ہیں ان کا گھوڑا اطمینان میں نہیں ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ رات کے کسی وقت یا صبح ہی صبح یہاں سے کوچ کر چکے ہیں۔

ایملہ کے اس انکشاف پر اقلیم کے گل لالہ و خیم اور اوس میں بھی کلیوں جیسے چہرے پر شعور و حسٹ ٹوٹے بکھرے آئینوں اور پہنے پادیاؤں جیسی کیفیت پکڑنے لگی تھی اس کی قربوں کے کنول اور نکس جلال جیسی آنکھوں کے اندر تھکی کا قریب، سراب مسلسل اور اندھیروں کے ساغر رقص کرنے لگے تھے۔ مجموعی طور پر اقلیم کی حالت انگلیں بھری داستان کے طاق لسیاں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ سب لہو اور مسلسل چابکی کی طرح چپ اور خاموش کمری رہی پھر اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری ماں! طرف بن مالک کے معاملہ میں ٹوئینڈو شہر کے موت کے میدان میں آج سے زیادتی ضروری ہوئی تھی میں نے ان کے بارے میں کچھ ناراوا جملے بھی ادا کئے تھے۔ اے میری ماں ٹوئینڈو سے قافس کی طرف ان کے ساتھ سفر کرتے ہوئے راستے میں میں نے ان سے اپنے رویہ کی معافی بھی مانگی تھی اے میری ماں میں نے راستے میں اپنے من کے آگہن میں جلتی امیدوں اور دل کی گمرائیوں سے امنیں پیار اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اور ان کے درمیان فرقوں کے ساغر اجنبیت اور دوریوں کی خلیج کو پائنے کی انتہائی کوشش کی تھی۔ اے میری ماں میں سمجھتی ہوں کہ انہیں ہم سے یوں نا آشنائی اور اجنبیت نہ برتنی چاہیے تھی۔ یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے کم از کم امنیں ہم سے ضرور ملنا چاہیے تھا اور ہم سے ملے بغیر یہاں سے کوچ نہ کرنا چاہیے تھا

لہذا اے اقلیمیری بیٹی طرف بن مالک تم دونوں ماں بیٹی کے ساتھ اپنا حساب برابر کرنے کے بعد یہاں سے کوچ کر چکا ہے یہاں تک کہنے کے بعد اسقف سٹیوس ایک بار پھر رک گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر اور پوسے غور سے اقلیمیا کی طرف دیکھتے ہوئے وہ اس کی حالت کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دوبارہ کہا شروع کیا اے اقلیمیری بیٹی! گو طرف بن مالک ایک مسلمان ہے اور یہاں وہ میرے ساتھ چند دن ہی رہا ہے پر اے میری بیٹی جتنے دن بھی وہ یہاں رہا ہے۔ اس کے ساتھ رہتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ وہ کوئی عام مانوجوان نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان جوانوں میں سے ہے جو سنگ و شمشل کی بارش اور گھٹک و ریخت کے طویل سلسلے کے اندر بھی اپنے اخلاق کی بلندی اور اپنی سیرت کی رفعت کو فہمیں بھولتے۔ اے میری بیٹی طرف بن مالک ایک بہت شریلا پرست گمراہ انسان ہے ایسے لوگ ابر کے اس ٹکڑے کی طرح بابرکت ہوتے ہیں جو لحوں کے اندر دشت بے کنار کی ریت اور چلنے ہوئے صحرا کی پیاس بجھا دیتے ہیں۔ اے میری بیٹی اب جب کہ طرف بن مالک یہاں سے کوچ کر چکا ہے اور اس کے پھر کبھی لوٹ کر یہاں آنے کے امکانات نہیں ہیں میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ کاش ٹولینڈو شہر میں موت کے میدان کے اندر تم نے اپنی مالک کے ساتھ ٹاروا سلوک نہ کیا ہوتا اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ چند دن اور یہاں قیام کرتا تم دونوں ماں بیٹی سے اجازت لے کر یہاں سے رخصت ہوتا اور میں سمجھتا ہوں کہ پھر وہ دوبارہ لوٹ کر تم دونوں کی خاطر کبھی یہاں آتا اور تمہارے ساتھ قلعن تمہارے ساتھ رابطہ کو مزید استوار کرتا اسقف سٹیوس کے ان الفاظ پر شعور رنگ لطافت بھرپور اقلیمیا کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں تھیں اور وہ اپنی اس کیفیت کو چھپانے کے لئے دوسرے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی۔ الیانا اور ایملیا بھی اس کی حالت بھانپ گئی تھیں لہذا اسے سارا اور تسلی دینے کی خاطر وہ بھی دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں۔

○

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک شانی محل کے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس

اس لئے کہ اب وہ ہمارے لئے اجنبی نہ تھے۔ اب تو ہمارے مہلی اور ہمارے محسن ہیں۔ اقلیمیا ابھی تک یہی کہہ پائی کہ باہر ہنرے پر چل قدمی کرتا ہوا اسقف سٹیوس وہاں داخل ہوا اور ٹھوڑی دیر میں اس نے اقلیمیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے اقلیمیری بیٹی کیا اپنے مہیوں اور اپنے محسنوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے کہ بھرے مجمع میں اور سب لوگوں کے سامنے یہ کہا جائے کہ اگر ایک طرف افریقہ کا بربر اور دوسری طرف ہسپانیہ کا کتا ہو تو میں افریقہ کے بربر پر ہسپانیہ کے کتے کو ترجیح دوں گی! اے میری بیٹی جس انسان کو جانوروں سے بھی کم اور بدتر سمجھا جائے تو وہ تم لوگوں کے ساتھ اجنبیت و آشنائی برستے ہیں حق بجانب ہے اور پھر وہ کیوں یہاں سے رخصت ہوئے سے پہلے تم دونوں ماں بیٹی سے مل کر جاتے یہاں تک کہنے کے بعد اسقف سٹیوس تھوڑی دیر کے لئے راکھروہ اقلیمیا ایملیا اور الیانا کے قریب ہوتا ہوا بولا۔

اے اقلیمیری بیٹی سنو طرف بن مالک اس وقت ہی یہاں سے رخصت ہو گیا تھا جس وقت تم تینوں شام کے وقت کمرے سے اٹھ کر یہ خانے کی طرف گئیں تھیں۔ میں نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی پھر وہ نہیں رکا۔ میں نے اسے یہ بھی کہا کہ کم از کم آج رات ہی انتظار کر لے اور صبح اقلیمیا اور الیانا سے مل کر یہاں سے چلا جائے پر اس نے مجھے ساری وہ باتیں کہہ دیں جو اس کے ساتھ ٹولینڈو میں موت کے میدان کے اندر پیش آئیں تھیں۔ وہ اپنے آپ کو جہاد کی لگنوں میں قابلِ نفرت سمجھتا ہے اس بنا پر اس نے مجھ سے کہا کہ میرا اقلیمیا اور الیانا سے کیا تعلق کیا واسطہ کیا رشتہ اور کیا رابطہ ہے کہ میں ان سے مل کر جاؤں وہ کہہ رہا تھا۔ اقلیمیا کو یہاں پہنچانا میرے ذمہ ایک فرض اس لئے کہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ حیدر نے اسے جہاد کا مفاد مقرر کیا تھا جو اس کام کے لئے طرف کو نقدی کی ایک جھلی بھی فراہم کی تھی۔ ابن مالک مقرر کہہ رہا تھا کہ اقلیمیا کو یہاں تک پہنچانے کے بعد اس نے اس رقم کا بوجھ اس سر سے اتار دیا ہے جو اسے حیدر نے تمہارے مفاد کی حیثیت سے ادا کیا تھا۔

اس مشاط کا یہ جواب سن کر رازرک بہت خوش ہوا پھر وہ کہنے لگا! اے مشاط تم جانتی ہو کہ میں سابق بادشاہ عدلیہ کی نوجوان نوخیز حسین بیٹی! اقلیہا کو پسند کرتا تھا اور یہ میری ولی خواہش تھی کہ میں اسے اپنے حرام میں داخل کروں اور وہ میری بدلتوز بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ زندگی بسر کرے پر اے مشاط تم جانتی ہو کہ اس موجودہ انقلاب کے دوران اقلیہا اپنی ماں کے ساتھ ایسی عائب ہوئی کہ خاصی تلاش اور جستجو کے باوجود آج تک اس کا کوئی پتہ کوئی نام و نشان نہیں ملا۔ اب میں اس کی بازیابی اور اس کے ملنے سے کس قدر مایوس ہو گیا ہوں لیکن میں اس کے باوجود اسے نہیں بھلا سکا۔ اس کی محبت اس کے پیار اس کی یاد کو قطعی طور پر میں فراموش نہیں کر سکتا اور اس کی یادیں میرے دل میں پہلے کی طرح تروتازہ ہیں۔

میں اقلیہا سے اپنی اس محبت اور چاہت کی تکمیل کے لئے اے مشاط میں نے ایک بہت اہم فیصلہ کیا ہے اور میرے خیال میں تم بھی میرے اس فیصلہ سے اتفاق کرو گی۔ اس پر مشاط نے پھربولنے ہوئے پوچھا! اے بادشاہ کہنے آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ جواب میں رازرک نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے میں اس کی آواز بلند ہوئی۔

اے مشاط تم جانتی ہو کہ بہتہ کے حاکم کاؤٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا ان دنوں شاہی محل کے اندر زیر تربیت ہے یہ فلورنڈا کو اقلیہا کی بھانجی ہے پر عمر میں یہ اقلیہا سے کس قدر بڑی ہے لیکن اس کے اندر سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اپنے قد کاٹھ اپنی شکل اپنے حسن اپنی خوبصورتی میں بالکل اقلیہا جیسی ہے! اے مشاط اب جب کہ اقلیہا مجھے نہیں ملتی تو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اقلیہا کی جگہ میں اس فلورنڈا سے شادی کروں گا اس لئے کہ یہ لڑکی بھی اپنے حسن اور خوبصورتی کا اپنی شکل و شبہت میں مکمل اقلیہا ہی ہے۔ لہذا تم ابھی اور اسی وقت شاہی محل کے اس صے میں جاؤ جہاں تربیت کے لئے باہر سے آنے والی لڑکیاں قیام کرتی ہیں۔ وہاں فلورنڈا سے ملو اور میری طرف سے اسے یہ پیغام سناؤ کہ ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک اس کے ساتھ شادی کا خواہش مند ہے

کے چہرے اور اس کے انداز سے گلتا تھا جیسے وہ گہری سوچوں میں گھویا ہوا ہو اور کوئی فیصلہ کرنے کی نیت سے گم سم چپ چپ بیٹھا ہو پھر وہ اچانک حرکت میں آیا جیسے اس نے کچھ سوچ لیا ہو یا کوئی فیصلہ کر لیا ہو اور اپنے دائیں ہاتھ رکھی ٹکڑی کی ایک چھوٹی سی تھوڑی انگارہ اس کے قریب لٹکتے ہوئے تانبے کے ایک بڑے تخت پر دسے ماری تھی اس کے ساتھ ہی شاہی محل کا وہ کمرہ ارتعاش کے ساتھ بلند ہوتی کوچ کے ساتھ تھر تھرا سا اٹھا تھا تانبے کے اس تخت کی آواز کے جواب میں ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کا ایک حافظ اس کمرے میں داخل ہوا اور اس کے سامنے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے اور گردن کو جھکاتے ہوئے کھڑا ہو گیا تھا۔

اس حافظ کی طرف رازرک نے تھوڑی دیر کے لئے غور سے دیکھا۔ پھر اس کو مخاطب کر کے اس نے کہا! شاہی حرام کی مشاط کو میرے پاس بلا کر لاؤ رازرک کا یہ حکم سن کر وہ پریداوروں سے نکل گیا تھا جب کہ رازرک پہلے کی طرح اپنی سوچوں میں گھو کر رہ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد شاہی حرام کی مشاط اس کمرے میں داخل ہوئی اور وہ اپنے سر کو خم کرتی ہوئی رازرک کے سامنے کھڑی ہو گئی وہ تین پینتیس عمر کی ایک جیز طرار اور کسی قدر خوبصورت عورت تھی۔ جب وہ رازرک کے سامنے آکر کھڑی ہوئی تو رازرک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے مشاط میں نے جیسی ایک اہم اور انتہائی ضروری کام کی سرانجامی کے لئے طلب کیا ہے وہ کام میری ذات کے ساتھ وابستہ ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میرا یہ ذاتی کام ضرور کر گزرو گی۔ رازرک کی گفتگو سن کر اس مشاط نے اپنی گردن کو سیدھا کیا اور رازرک کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے جواب دیا! اے بادشاہ میں تو آپ کے شاہی حرام کی مشاط ہوں اور آپ کے ہر حکم کی بجا آوری میرے فرائض میں شامل ہے۔ کہنے وہ کون سا کام ہے جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے اور آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اس کام کی انجام دہی میں اپنی ساری قوتوں اور اپنی ساری استعداد کو بروئے کار لے آؤں گی۔

اور مجھے امید ہے کہ وہ نہ صرف میرے فیصلہ کو سن کر خوش ہوگی بلکہ شادی کا یہ پیغام اس کی زندگی میں جیسے پہنوں سے بھی زیادہ پرکشش ہو گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میری اس پیش کش کو بخوش قبول کرے گی لہذا اے مشاطہ تم مجازاً اس موضوع پر غور و خفا سے متفکرو کرو اور پھر اس کے نتائج سے واپس آکر مجھے آگاہ کرو۔

رازرک کا یہ حکم سن کر مشاطہ نے گردن کو ایک بار پھر خم کیا۔ پھر وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مشاطہ محل کے اس کمرے میں داخل ہوئی جس میں غور و خفا کی رہائش تھی۔ اسے دیکھ کر غور و خفا خوش ہوئی اور ایک نشست پر اسے بیٹھنے کی پیش کش کی۔

غور و خفا کی پیش کش نے مشاطہ کا حوصلہ بوجھا دیا۔ وہ آگے بڑھی اور غور و خفا کے سامنے بیٹھنے ہوئے اس نے کہا! اے جولین کی بیٹی میں تمہارے لئے ایک انتہائی اہم انتہائی معتبر اور انتہائی خوش کن پیغام لے کر آئی ہوں یہ پیغام ہسپانیہ کے بادشاہ کی ذات سے وابستہ ہے اور اس نے ہی مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہیں یہ پیغام دوں۔ مشاطہ کی یہ گفتگو سن کر غور و خفا کسی قدر غمگین ہوئی پر جلدی سے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور مشاطہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا اس پیغام کی نوعیت کیا ہے جو رازرک کی طرف سے تم میرے پاس لے کر آئی ہو اس پر مشاطہ نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا۔ شاید وہ کہنے کے لئے مناسب الفاظ جمع کر رہی تھی۔ پھر اس نے آخری فیصلہ کرتے ہوئے غور و خفا کو مخاطب کر کے کہا۔

اے غور و خفا اصل بات یہ ہے کہ موجودہ بادشاہ رازرک سابق بادشاہ عیث کی بیٹی اقلیم اور تمہاری خالہ کو دل و جان سے پسند کرتا تھا اور یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ اقلیم کے ساتھ شادی کر کے اسے اپنے حرام میں داخل کر لے اور اس کے ساتھ خوش گوار زندگی بسر کرے پر تم جانتی ہو کہ اقلیم اپنی ماں کے ساتھ انقلاب کے وقت سے اچانک غائب ہو چکی ہے۔ اب تک ان دونوں کا کوئی پتہ نہیں رازرک نے ان دونوں کو بہت تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اب تک وہ

ناکام ہے چونکہ جسمانی صاف ستھاری حسن و خوبصورتی اور عقل و شہادت کے لحاظ سے تم ہو اپنی خالہ اقلیم جیسی ہو۔ لہذا اقلیم کی طرف سے بایوس ہو کر اب رازرک تمہارے ساتھ شادی کرنے کا خواہش مند ہے اور اس نے مجھے یہی پیغام دے کر بھیجا ہے کہ میں تمہیں رازرک کی طرف سے شادی کا پیغام دوں۔ پس اے جولین کی بیٹی کو رازرک تم سے شادی کا خواہش مند ہے تم اس کے جواب میں کیا کہتی ہو۔

مشاطہ کے اس پیغام اور انکشاف پر غور و خفا کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا گویا وہ حزن قلب و جگر کا شکار اور اسیرالم دیاس ہو گئی ہو وہ یاد غم انگیز، کھوئے کھوئے پردے کی طرح دکھائی دینے لگی تھی اس کے سمٹ لالہ و گل چہرے پر دیران ویران اور تھا تھا جھنڈے فکر بکرا اور پھیل گئے تھے۔ نفرت کی تیز دھوپ پوری شدت کے ساتھ اس کے چہرے پر دیکھی جاسکتی تھی اور اس کی آنکھوں کے اندر نفرت کے کوندے جوش مارنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ حسین غور و خفا اس حالت اور کیفیت میں جلا رہی اس دوران اس کے سامنے بیٹھی ہوئی مشاطہ اسے بڑی غمگینی اور پریشانی کے ساتھ دیکھ رہی تھی پھر غور و خفا نے اپنے آپ کو کس قدر سنبھالا اور اپنے سامنے بیٹھی ہوئی مشاطہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے مشاطہ تو نے جو انکشاف اور پیغام دیا ہے تو ایسا کرنے کے لئے تو پابند اور مجبور تھی اس لئے کہ یہ پیغام تجھے رازرک نے دیا ہے اور رازرک کا حکم ماننا میری ایک مجبوری ہے رازرک اس وقت ہسپانیہ کا بادشاہ ہے پر سن اے مشاطہ میں بہت سے حکمران کاؤنٹ جولین کی بیٹی ہوں اور یہاں تربیت کی غرض سے آئی تھی تم جانتی ہو کہ ہسپانیہ کا سابق بادشاہ عیث میرا نانا تھا اور میں اس کی نوایس ہوں اس کے باوجود میں نے محل کے اسی حصے میں تربیت کے لئے آنے والی دوسری لڑکیوں کے ساتھ قیام کر رکھا۔ اب جب کہ میرے نانا کے بجائے یہ رازرک ہسپانیہ کا حکمران ہے تو اس کے باوجود میں تم سے کون میں اس کے کسی فعل اور حکم کی پابند نہیں ہوں یہ جو میرے ساتھ شادی کا پیغام اس

تھمارے ساتھ شادی کرنے کا خواہش مند ہے پر اسے بادشاہ ایسا ہوا کہ یہ پیغام سن کر اس کے خوبصورت چہرے پر پانچپندہ کی کے آثار اور اس کی آنکھوں میں نفرت کے کوندے لپکے لگے تھے۔ توڑی دیر تک وہ اپنے آپ کو سنبھالتی رہی پھر اس نے مجھے یہ جواب دیا کہ شادی پر رضامند نہیں اس نے یہ بھی کہا کہ وہ ایسے شخص کو کیونکر پسند کر سکتی ہے جو اس کے ٹانا اور اس کے ماموں کا قاتل ہو۔

لہذا اے بادشاہ اس نے مکمل نفرت دے زاری کا اہتمام کرتے ہوئے آپ کے اس پیغام کو ٹھکرا دیا ہے۔ فلورڈا کی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ وہ کسی بھی حالت میں آپ کے ساتھ شادی پر آمادہ نہ ہوگی لہذا اس مسئلہ میں اگر کوئی مزید اقدام کرنا چاہتے ہیں یا مجھے کوئی اور حکم دینا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔

مشاطہ سے فلورڈا کا یہ جواب سن کر غصہ اور غضب میں رازرک کی حالت بے کراں انگ کوئلے سمندر اور سرد آہوں کے طوفان جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی نگاہوں کے اندر اجاڑ پین عیاں ہو چکا تھا اور ایسے لگتا تھا جیسے ماضی کی یادیں اپنی پوری شورہ بختی کے ساتھ اس پر وارد ہوئی ہوں اور اس کے آئینوں کے طاق کو ریزہ ریزہ کرتے ہوئے اس کی حالت ایک ایسے مسافر جیسے کر گئی ہوں جو تن کا سیراب نگرین کا پیاس ہو۔ توڑی دیر تک وہ اپنی نشست پر ادھر ادھر سے اور بے زاری میں پلو بدلتا رہا لگتا تھا۔ ایک ایک پہل اس کے لئے حشر سلمان اور اک اک لمحہ اس کے لئے عذاب جان بن کر رہ گیا۔ توڑی دیر تک وہ ایسی حالت اور کیفیت میں رہا پھر اس نے اس مشاطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مشاطہ اب تم جاؤ رہی فلورڈا تو اس نے میرے اس پیغام کو ٹھکرا اور مجھ سے نفرت اور بے زاری کا اہتمام کر کے اپنا ہی نقصان کیا ہے اس کے اس انکار کی میں اسے ایسی سزا دوں گا اور اس کے دامن عصمت پر ایسا داغ لگاؤں گا جو زندگی بھر مٹنے سے بھی مٹ نہ سکے گا۔

رازرک کی وہ خوں خوار حالت دیکھتے ہوئے مشاطہ نہ صرف یہ کہ لرز اور

لے بھوایا ہے اس پیغام کو میں انتہائی نفرت اور کراہت کے ساتھ ٹھکراتی ہوں جس قدر یہ رازرک میری خالہ اقلیم کے ساتھ محبت کرتا ہے میں اس سے دس گنا زیادہ اس کے ساتھ نفرت کرتی ہوں۔ اس لئے کہ یہ وہ شخص ہے جو میرے ٹانا میرے ماموں کا قاتل ہے اور اسی کی وجہ سے میری ٹانی الیاند اور میری ہر دلچیز اور پیاری خالہ اقلیم روپوشی کی زندگی بسر کرتے ہوئے دنگے کھانے پر مجبور ہیں لہذا اے مشاطہ تم واپس جاؤ اور میری طرف سے رازرک سے کہو کہ فلورڈا تھمارے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرتی ہے۔ فلورڈا کا یہ جواب سن کر مشاطہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ فلورڈا کی حالت دیکھتے ہوئے اسے مزید کہنے کی جرات نہ ہوئی تھی۔ پھر وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

○

شاہی محل کی وہ مشاطہ جب واپس رازرک کے سامنے پیش آئی تو اس نے دیکھا رازرک اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا اور بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ مشاطہ اس کے سامنے آ کر رکی اور اپنے سر کو خم کرتے ہوئے وہ اس کے لئے آداب بجالائی تب رازرک نے بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی کا اہتمام کرتے ہوئے اس سے پوچھا اے مشاطہ کیا میری ملاقات فلورڈا سے ہوئی اور اگر ہوئی ہے تو اس نے میرے بھجوائے ہوئے پیغام کا تجھے کیا جواب دیا ہے۔ رازرک کے سامنے کھڑی مشاطہ کی حالت بھی ہوئی شمع اور بکھری بکھری راگ جیسی ہو رہی تھی تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا چند مناسب الفاظ اس نے اپنے ذہن میں جمع کئے اور رازرک کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے کہنا شروع کیا۔

اے بادشاہ آپ کے حکم کے مطابق میں جہ کے حاکم کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورڈا کے پاس گئی بڑے طریقے اور بڑی مہارت کے ساتھ میں نے اسے یہ سمجھایا کہ بادشاہ دقت اس سے پہلے اقلیم سے محبت کرتا رہا ہے اور اقلیم چونکہ روپوش ہو چکی ہے اور یہ کہ تھماری شکل و صورت اور جسمانی ساخت چونکہ اپنی خالہ اقلیم کے ساتھ ملتی ہے۔ لہذا اقلیم کے نہ ملنے کی وجہ سے رازرک

کاپ کر رہ گئی تھی بلکہ اس کا جسم پیسے چھوڑنے لگا تھا۔ جلدی جلدی اس نے ایک بار پھر رازدک کے سامنے اپنے سر کو غم کیا اور اس کے بعد وہ اس کمرے سے تیزی کے ساتھ نکل گئی تھی۔ اس مشاہدے کے جانے کے بعد رازدک تھوڑی دیر تک اپنی اسی فکرت پر بیٹھا بیٹھا اور غصہ کے دہاؤ تلے کچھ سوچا رہا۔ اس کے بعد ایک بار پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ پر رکھی ہوئی لکڑی کی جھوڑی اٹھائی اور قریب ہی لٹکے ہوئے آئینے کے قشر پر زور سے دے ماری۔ کمرے کے اندر اس ضرب سے گہری آواز بلند ہوئی جس کے جواب میں بڑی تیزی کے ساتھ رازدک کا ایک محافظ کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی رازدک نے اسے مخاطب کر کے کہا آج رات کے پہلے صبح میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ محل کے اس صحن میں داخل ہونا جہاں باہر سے تربیت کے لئے آنے والی لڑکیاں رہتی ہیں وہاں سے تم بہت کے حاکم کاؤنٹ جو لین کی بیٹی فلورنڈا کو اٹھا کر میری خواہگاہ میں پہنچا دیتا ہوں آج کے لئے تمہارا یہی کام ہے اس پر تم جاؤ۔

رازدک کو غصے اور غصہ کی حالت میں دیکھتے ہوئے پہرہ دار کو جواب میں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور وہ واپس مڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ اسی رات فلورنڈا کو زبردستی رازدک کی خواہگاہ میں پہنچا دیا گیا جہاں اس نامراد رازدک نے فلورنڈا کی عصمت کا خون گھرتے ہوئے اسے داغ دار اور بے ایمو بنا کر رکھ دیا تھا۔



ایک روز جب کہ شام ہونے میں کچھ دیر باقی تھی۔ طریف بن مالک دوسرا دن رومی سے اپنے گھوڑے کو بانٹا ہوا فولیڈو شہر میں داخل ہوا اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے کے لئے جب وہ شہر کے مرکزی بازار سے گزر رہا تھا تو اچانک ایک مسلح جوان اس کے سامنے آیا اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے اس نے انتہائی خوش گواری میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک آپ اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے کے بجائے شای محل کا رخ کیجئے اس لئے کہ چند روز ہوئے بادشاہ رازدک نے اپنے محافظوں کو حکم دے رکھا

ہے کہ طریف بن مالک جو یں شہر میں داخل ہو اسے میرے سامنے پیش کیا جائے۔ وہ گھوڑے کی باگ پکڑنے والا جوان جو اپنے لباس سے رازدک کے پہرے داروں میں ایک لگتا تھا اس کی ہتھکڑی پر طریف بن مالک کے چہرے پر وقتی طور پر پریشانی اور ٹھکرات کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ پھر جلد ہی اس نے ایسے تمام خیالات کو جھٹک دیا۔ اپنی حالت کو اس نے سنبھالا اور چپ چاپ وہ اس پہریدار کے ساتھ ہو لیا تھا شای محل میں جا کر اس پہریدار نے پھر طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک میں آپ کے گھوڑے کو اسطبل میں باندھتا ہوں آپ شای محل کے وہ دائیں طرف والے کمرے میں داخل ہوں وہاں اس وقت رازدک روجر کے ساتھ محو گفتگو ہے طریف بن مالک نے اس پہریدار کی ان باتوں کو کوئی جواب نہ دیا۔ اپنے گھوڑے سے اتر کر چپ چاپ اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس کی طرف پہریدار نے اشارہ کیا تھا۔

طریف بن مالک جب اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا اندر ہسپانیہ کا بادشاہ رازدک اور وہ روجر جس کے ساتھ موت کے میدان میں طریف بن مالک کا مقابلہ ہوا تھا دونوں آئے سامنے بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے طریف بن مالک کو دیکھتے ہی رازدک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا آگے بڑھ کر اس نے طریف بن مالک کو گلے لگ لیا اور پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا اے ابن مالک تم انتہائی مناسب وقت پر فولیڈو شہر میں داخل ہوئے ہو! یہاں میرے سامنے بیٹھو میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد رازدک نے روجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے روجر تم اس وقت جاؤ میں بعد میں کسی وقت تمہیں بلاؤں گا اور جو گفتگو تمہارے ساتھ ہو رہی ہے اس کی تکمیل کروں گا۔ بہر حال تم مطمئن رہو کہ میں تمہیں اپنے لشکر میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز کروں گا۔ یہ گفتگو سن کر روجر خوش ہو گیا تھا اور پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ روجر کے جانے کے بعد رازدک نے غور سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا شروع کیا۔ اے ابن مالک ان دنوں تم کہاں کہاں رہے جواب میں طریف بن مالک

روز اپنے پرے واروں کے ذریعے میں لے قورٹزا کو زبردستی اس کی رہائش سے انھوا کر یہاں شاہی محل میں اپنی خواب گاہ میں بلوا لیا اور اس کی صحت کو داغ دار کر دیا مجھے اپنی اس غلطی کا احساس ہو رہا ہے اس لئے کہ قورٹزا کا پاپ یعنی بت کا حاکم میرے بہترین دوستوں میں سے ہے اور جب یہ خبر کاؤنٹ جولین کے پاس پہنچی کہ تو میرے متعلق وہ کیا سوچے گا۔ اس دوران قورٹزا نے دو تین بار چند غلاموں اور لونڈیوں کی مدد سے یہ بری خبر اپنے پاپ تک پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ لوطی اور غلام پکڑے گئے اور انھیں قتل کروا دیا گیا اور جو پیغام لکھ کر قورٹزا نے ان کے حوالے کیا تھا وہ جلا دیا گیا۔

اے ابن مالک اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ابھی اور اسی وقت قورٹزا کے پاس جاؤ۔ اس لئے کہ وہ تمہاری خوب جاننے والی ہے ایک تو تم اس کے پاپ کی طرف سے اس کے لئے کچھ اشیاء اور پیغام بھی لے کر آئے تھے دوسرے اس کے پاپ نے تمہاری تعریف کرتے ہوئے میرے باپ بھی ایک خط لکھا تھا۔ اس بنا پر وہ جانتی ہے کہ تم اس کے پاپ کے پسندیدہ ہو۔ لہذا تم قورٹزا کے پاس جاؤ اسے سمجھاؤ کہ جو کچھ ہونا تھا وہ غلطی کی بنا پر ہو چکا اب وہ اس حادثے اس ایسے کو فراموش کر دے اور اس کی خبر اپنے پاپ کاؤنٹ جولین کو نہ کرے تاکہ میرے اور جولین کے تعلقات پتلے جیسے ہی خوشگوار رہیں۔ رازرک کی یہ ساری گفتگو سن کر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک سوچوں میں غرق رہا پھر اس نے رازرک کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا! اے بادشاہ آپ بالکل بے فکر اور مطمئن رہیں میں ابھی اور اسی وقت شاہی محل کے اس حصے کی طرف جاتا ہوں جہاں باہر سے حریت حاصل کرنے والی لڑکیاں قیام کرتی ہیں۔ وہاں قورٹزا سے ملتا ہوں اور اسے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرے دن سمجھانے پر وہ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر رضامند ہو جائے گی۔

رازرک نے اپنی جگہ سے اٹھ کر خوشی میں طریف بن مالک کی پیشانی چوم لی اور پھر کہا اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو میں سمجھوں گا کہ تمہارے علاوہ میرا اور کوئی شخص اور ٹھگسار ہی نہیں۔ اب تم انھو اور قورٹزا کی طرف جاؤ۔ رازرک کے

لے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا! اے بادشاہ آپ کی خواہش اور آپ کے کہنے کے مطابق میں ان دنوں اقلیم اور اس کی ماں کی تلاش میں سرگرداں رہا۔ مجھے دکھ اور افسوس ہے میں ان دونوں کی تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ میں جنوب کے مختلف شہروں کی طرف گیا۔ میں انتہائی جنوب میں سمندر کے کنارے قانس کی بندرگاہ تک بھی گیا جگہ جگہ اقلیم اور اس کی ماں الیائہ اور دومیر سے متعلق دریافت کیا! پر اے بادشاہ مجھے افسوس ہے کہ ہر جگہ ہر قصبے اور ہر شہر میں مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا! اور یہ کہ میں ان تینوں کی تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

طریف بن مالک کی اس وضاحت کے جواب میں رازرک نے کھل کر چپے اور قہقہہ لگاتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔ اے ابن مالک اگر یہ اقلیم الیائہ اور دومیر تمہیں نہیں ملے تو اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے اور نہ ہی تمہیں اپنی اس ناکامی کی وجہ سے میرے سامنے کسی طرح کی وضاحت پیش کرنے کی ضرورت ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب اقلیم الیائہ اور دومیر کی تلاش اور جستجو کو بھول جاؤ۔ میرا اندازہ ہے وہ تینوں ہمسایہ سے کھل کر فراہمی کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ بہر حال اس موضوع کو ختم کر دو میں نے تمہیں ایک اور انتہائی اہم کام کے سلسلے میں طلب کیا ہے اور وہ کام یہ ہے تمہاری اس غیر حاضری کے دوران ایک غلطی مجھ سے سرزد ہوئی! اے ابن مالک تم جانتے ہو کہ میں ایک عرصے سے اقلیم کو پسند کرتا رہا ہوں اور اس کے ساتھ شاہی کاؤنٹس منہ بھی رہا ہوں اقلیم کے عتاب ہو جانے کی وجہ سے میں بڑا پریشان اور افسردہ تھا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ بت کے حاکم کاؤنٹ جولین کی بیٹی قورٹزا جو اقلیم کی بھانجی بھی ہے اس کی شکل اور جسمانی ساخت حیرت انگیز طور پر اقلیم کے ساتھ ملتی جلتی ہے۔ لہذا میں نے شاہی محل کی مشاطہ کو اس کے پاس بھیجا اور اسے یہ پیغام پہنچایا کہ میرے ساتھ شاہی کمرے لیکن قورٹزا نے بڑی نفرت اور بے زاری کے ساتھ میرے اس پیغام کو ٹھکرا دیا جس کا مجھے دکھ اور افسوس اور غصہ ہوا اور اپنی اسی کیفیت میں ایک

صدہ اور افسوس ہے! طریف بن مالک کے ان ہوردانہ الفاظ کے جواب میں قورڈا منہ سے تو کچھ نہ کہہ سکی تاہم وہ اپنی آنکھوں میں اڑنے والے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکی اور آنسو نگار اس کے دامن میں گرے گئے۔ پھر اس کی حالت مزید بگڑنے لگی اور وہ طریف بن مالک کے سامنے بیٹھی چکیوں سکیوں میں روئے لگی تھی۔ طریف بن مالک تھوڑی دیر تک اس کی طرف بڑی ہوردی کے ساتھ دیکتا رہا اور قورڈا اس کے سامنے بیٹھی روئی رہی۔ پھر طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قورڈا میری بہن! سنبھلو میں تمہارے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے آیا ہوں اس گفتگو میں تمہارے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

طریف بن مالک کے کہنے پر قورڈا نے فوراً سر پر باندھے ہوئے رومال سے اپنے آنسو پونچھ لئے اس نے اپنی حالت کو کسی قدر سنبھالا اور ٹھوکنوں اور گھون سے بھرپور آواز میں اس نے کہا اس بے شک و دنام راز رک نے مجھے اپنے سامنے بے زور مایہ جان کر میری عزت میری صفت اور میری صحت کو داغ و یاد کیا ہے۔ اے طریف بن مالک میرے بھائی اب تو میں صبح و شام مر جانے کی حسرت لئے زندگی کے دن گزار رہی ہوں۔ طریف بن مالک نے فوراً اپنا ہاتھ بیچا کر پیار اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر اس نے نرم اور شفقت سے بھرپور آواز میں کہا شروع کیا۔

اے قورڈا میری بہن! مانا کہ یہ ایک بت المیہ حادثہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم خوبی طوفان سے ہو کر گزری ہو پر اپنے آپ کو سنبھالو اس لئے کہ ہم سب نے مل کر راز رک کو اس برباد کاری جرم کی سزا دی ہے۔ سنو قورڈا تم اپنے آپ کو سنبھالو اور جس طرح تم پہلے خوش باش اس محل کے اندر زندگی گزار رہی تھیں ایسے ہی تم دوبارہ خوش باش رہنا شروع کر دو کسی کو کالوں کان یہ خبر نہ ہونے دینا کہ راز رک نے تمہیں بے آہود کر دیا ہے اگر تم ایسا کر دیتی تو اس کے دو نقصان ہوں گے اول یہ اس محل میں نہیں بلکہ لویڈو شہر کے اندر تمہاری کوئی عزت تمہاری کوئی وقعت نہ رہے گی اور اگر اس بات کا چرچا ہوا تو

کہنے پر طریف بن مالک فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

طریف بن مالک تیز چیز قدم اٹھاتا ہوا شاہی محل کے اس حصے میں داخل ہوا جس میں شاہی انداز کی تربیت حاصل کرنے کے لئے باہر سے لڑکیاں آکر قیام کرتی تھیں اس عمارت کے گھرانے سے پہلے طریف بن مالک نے قورڈا کے کمرے کے متعلق پوچھا اور آگے بڑھ کر اس نے عمارت کے ایک کمرے میں دستک دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد قورڈا نے دروازہ کھولا۔ طریف بن مالک نے دیکھا اس سے قورڈا کا حسن گفتگو دل کی دیرانی اور خزاں کے گیت جیسا ہو رہا تھا اور اس کا جمال درخشاں اس لمحہ کرب آلودہ اور دیران خلوتوں جیسا دکھائی دے رہا تھا وہ خون میں تر راہ گزر چکی اداس، کراہ بن جانے والے نفس کی طرح دیران تھی۔ طریف بن مالک کو وہاں دیکھتے ہوئے قورڈا کی آنکھوں میں آنسو جھلکانے لگے تھے اس موقع پر طریف بن مالک نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قورڈا میری بہن کیا تم مجھے اندر آنے کو نہ کہو گی۔ جواب میں قورڈا فوراً ایک طرف ہٹ گئی اور پھر اپنی دیران دیران آنکھوں میں اس نے موت کے سہ لہجہ میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے بھائی آپ ضرور اندر آئیے آپ جیسے بھائی کو میں اپنے کمرے میں خوش آمدید کہتی ہوں۔

طریف بن مالک اندر داخل ہوا اور کمرے کے دائیں طرف ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اسی وقت قورڈا نے دروازے کو پھر بند کر دیا اور وہ بھی طریف بن مالک کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔ دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور اس کے بعد طریف بن مالک نے قورڈا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا شروع کیا۔

اے میری بہن! میں آج ہی ایک مہم سے لوٹ کر آیا ہوں اور آج ہی یہ خبر ہوئی ہے کہ اس عالم اور بے حیا راز رک نے تم کو بے صحت اور بے آہود کر کے رکھ دیا ہے! تم مجھے اپنے خداوند کی مجھے رازدار اس حادثے کا سخت

اس کا دوسرا نقصان یہ ہو گا کہ رازدک حلف چلے استعمال کر کے ہمیں اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے گا تاکہ تم اس کے خلاف مزید کوئی زبان نہ کھول سکو اور ہو سکتا ہے وہ کسی کے ہاتھوں تمہارا خاتمہ کرا دے۔

تھوڑی دیر رک کر طریف بن مالک نے پھر کتنا شروع کیا اے قورنڈا تم نے مجھے اس وقت بھائی کہا تھا جب موت کے میدان میں میں نے رو میرا اور روج سے مقابلہ جیتا تھا! سنو ایک بھائی کی حیثیت سے تمہاری بہتری اور تمہاری بھلائی چاہتا ہوں اور تم سے یہ امید رکھتا ہوں کہ تم ایسا ہی کرو گی جیسا میں تم سے کون لگا۔ قورنڈا نے بڑی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے ابن مالک آپ جانتے ہیں کہ شاہی محل میں مجھ پر ایک طوفان گزر گیا ہے تاہم میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ آپ جس طرح کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔ مجھے آپ پر اعتماد اور محروسہ ہے اور مجھے امید ہے کہ جو کچھ آپ کہیں گے یا کریں گے اس میں میری ہی بہتری اور بھلائی ہو گی۔

قورنڈا کا جواب سن کر طریف بن مالک خوش ہوا اور دوبارہ اس نے اسے ڈھارس اور تسلی دینے کے انداز میں کہا! اے قورنڈا پہلا کام تم یہ کرو کہ حسب سابق خوش و خرم اس محل کے اندر زندگی بسر کرتی رہو تم سے ملنے کے بعد میں میدھا رازدک کے پاس جاؤں گا اور اس سے اجازت لے کر میں افریقہ کی طرف لوٹ جاؤں گا اور وہاں تمہارے باپ کو ان سارے حالات کی خبر کروں گا۔ اور اسے یہ بھی کہوں گا کہ وہ بہت کی طرف سے ہسپانیہ کی طرف جائے وہاں اپنے رویہ سے یہ ظاہر کرے جیسے اسے اس طوفان کی خبری میں جو اس کی بیٹی پر گزرا ہے یہاں آکر وہ رازدک کو اسے بادشاہ بننے پر مبارک باد دے گا اور اس سے اتنا س کرے گا کہ اس کی بیٹی قورنڈا کو چند یوم کے لئے بہت جائے کی اجازت دے دے اور جب تم اپنے باپ کے ساتھ ہسپانیہ سے بہت پہنچ جاؤ گی تو اس کے بعد رازدک کے حلق سوچا جائے گا کہ اس کے خلاف کیا اقدام کرنا چاہیے۔

طریف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں قورنڈا نے فوراً بولے ہوئے کہا! اے میرے بھائی جیسا تم نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گی۔ میں اپنے آپ مکمل طور پر ہسپانل لوں گی کسی پر یہ ظاہر ہی نہ ہونے دوں گی کہ میرے ساتھ کیا جتا ہے اے میرے بھائی اس سے پہلے میں دو لوہڑیوں اور ایک غلام کو باری باری تیار کر چکی تھی۔ انہیں میں نے اپنے باپ کے نام خط بھی میا کئے تھے جس میں وہ ساری باتیں لکھ دی تھیں جو یہاں میرے ساتھ گزری تھیں اور اپنے باپ سے مدد کی درخواست لکھی تھی لیکن لگتا ہے کہ رازدک میری طرف سے انتہائی محتاط اور چوکنا ہے وہ لوہڑیاں اور غلام پکڑے گئے ان سے رازدک کے آدمی نے خط چھین لئے اور اس نے ان کا خاتمہ کرا دیا۔ اب تک میری حالت میرے بھائی! قفس میں بند کسی سے بس پرندے کی طرح تھی لیکن اب تمہارے آجانے سے میں اپنے آپ میں ایک طرح کی تقویت اور قوت محسوس کرتی ہوں تمہارے کہنے پر میں اپنے آپ کو مکمل طور پر ہسپانل لوں گی۔ تمہارے یہاں سے جانے کے بعد میں ہسپانیہ میں اپنے باپ کے داخل ہونے کا انتظار کروں گی۔ قورنڈا جب خاموش ہوئی! تب طریف بن مالک اپنا منہ اس کے اور قریب لے گیا اور بڑے رازدارانہ انداز میں اس نے قورنڈا سے پوچھا! اے قورنڈا میری بہن اس موقع پر جب کہ اس کمرے میں حیرے اور تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے میں تم سے ایک خوش خبری نہ کہوں؟ قورنڈا نے ہنسنے لگا ہوں سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے بھائی کیا اس شاہی محل کے اندر میرے لئے بھی کوئی خوش خبری ہو سکتی ہے آپ جانتے ہیں کہ ہسپانیہ کے اندر ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے میرے نانا اور ہسپانیہ کے بادشاہ عیث اور میرے ناموں پر اور کہ کو قتل کیا جا چکا ہے۔ جب کہ میری ٹائی الیاند اور میری خالہ جو عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے وہ کہیں روپوش ہیں میں ان دونوں کی طرف سے انتہائی فکر مند اور متکین ہوں کاش یہ دونوں یہاں سے بھاگ کر بہت پہنچے میں کامیاب ہو چکی ہوں۔ طریف بن مالک نے پہلے ہی جیسی رازداری میں قورنڈا کو مخاطب کر کے کہا اے قورنڈا میں تمہیں

ہسپانیہ کا بادشاہ رازرک اسی طرح شاہی محل میں اپنے کمرے میں طرفہ بن مالک کا منتظر بیٹھا تھا۔ طرفہ بن مالک اس کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی بڑی امیدوں اور بڑے شوق میں رازرک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی بے چینی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے ابن مالک تم کیا کر کے لوٹ رہے ہو۔ طرفہ بن مالک آگے رازرک کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گیا اور بڑی رازداری میں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا شروع کیا! اے بادشاہ قہور بڑا سے میں طویل ملاقات کر کے لوٹ رہا ہوں۔ اب آپ اس کی طرف سے بالکل مطمئن اور بے فکر ہیں میں نے اسے پوری طرح سمجھا دیا ہے اب اور آج کے بعد وہ نہ تو اس حادثہ پر زبان کھولے گی اور نہ ہی اس محل کے اندر آپ کے ہاتھوں اس پر جو بیچی اس کا کسی اور سے ذکر کرے گی۔ اب وہ میری باتوں سے ایسی مطمئن ہو گئی ہے کہ اپنے باپ سے بھی وہ اس حادثہ کا ذکر نہ کرے گی! لہذا اے بادشاہ اب آپ قہور بڑا کی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائیں اور میری اس ملاقات کے بعد آپ دیکھیں گے کہ قہور بڑا شاہی محل کے اندر دوسری لڑکیوں کے ساتھ ایسے ہی زندگی بسر کرنے لگے گی جس طرح کہ وہ پہلے اس محل کے اندر خوش و خرم اور مطمئن رہا کرتی تھی۔

طرفہ بن مالک تھوڑی دیر کے لئے رکا تھا۔ پھر کہنے لگا۔ اے بادشاہ! آپ کا اصل کام جس کے لئے آپ میری ضرورت محسوس کرتے تھے وہ تو میں کر چکا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں آئے والے دنوں میں یہ قہور بڑا آپ کے لئے کسی طرح کا فخر اور خدمت نہ بنے گی میں سمجھتا ہوں ان حالات میں جب کہ قہور بڑا آپ سے شادی کرنے سے انکار کر چکی ہے تو میں ایک بار پھر آپ کے لئے اٹھما کی تلاش میں نکلتا ہوں اور ہاں بادشاہ اس موقع پر میں یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ قہور بڑا کے معاملہ میں آپ کو زبردستی اور جبر نہیں کرنا چاہیے تھا اس لئے کہ اس کا باپ سب کا حاکم ہے اور یہ کہ طرفہ بن مالک یہیں تک کہنے پایا تھا کہ رازرک نے اس کی بات کانتے ہوئے فوراً! کہا شروع کیا۔

اے ابن مالک! مجھے اس صورت حال کی خطرناکی کا احساس ہے میں جانتا

تمہاری ثانی الیائہ اور تمہاری خالہ اٹھما کے متعلق ہی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ طرفہ بن مالک کے یہ الفاظ سن کر قہور بڑا ایک طرح سے چونک سی پڑی۔ اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور اس نے بڑی دلچسپی اور بڑے شوق سے طرفہ بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے ابن مالک آپ میری ثانی الیائہ اور میری خالہ اٹھما سے متعلق کیا کہنا چاہتے ہیں! طرفہ بن مالک نے مدھم مدھم آواز اور رازدوانہ سرکوشی میں کہا اے قہور بڑا تمہاری ثانی الیائہ اور تمہاری خالہ اٹھما دونوں زندہ ہیں۔ اٹھما کو میں یہاں سے نکال کر ہسپانیہ کے جنوبی شر قاض کی طرف لے گیا تھا وہاں وہ دونوں ماں بیٹی قاض شہر سے باہر سمندر کے کنارے کلیسا کے استغنیہ سٹیوس کے پاس پرامن اور محفوظ زندگی بسر کر رہی ہیں۔ یہ خبر سن کر قہور بڑا سرور جذبات سے ایسی مطلوب ہوئی کہ اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے طرفہ بن مالک کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا اور پھر اس نے اس کے ہاتھ چومنے کے بعد بے پناہ خوشی اور بے کنار طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں دوبارہ شکر یہ ادا کر سکوں۔ ایک اس بات کا شکریہ کہ تم نے میری ثانی اور میری خالہ کو ٹولینڈ شہر سے نکال کر قاض کے کلیسا تک پہنچایا اور دوسرا اس بات کا شکریہ کہ تم نے مجھے یہ خوش خبری سنائی کہ میری ثانی اور میری خالہ دونوں زندہ ہیں اور پرامن اور پرسکون زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی طرفہ بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور قہور بڑا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قہور بڑا اب میں جاتا ہوں اور رازرک کو یہ اطمینان دلاتا ہوں کہ وہ اب اس حادثہ سے متعلق اپنی زبان نہیں کھولے گی جو اس پر بیت چکا ہے اور تم مکمل طور پر میری ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔ جواب میں قہور بڑا نے اپنے ہونٹوں پر گہری اور دلچسپ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا اے میرے بھائی تم میری طرف سے مکمل طور سے بے فکر رہو جو کچھ آپ نے کہا ہے اس پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔ اس کے ساتھ ہی طرفہ بن مالک حرکت میں آیا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

لے ہوئے خیمہ پیشانی سے طرف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے ابن مالک میں تو اس وقت جلدی میں ہوں اگر تم بیٹنا چاہو تو میں دیوان خانے کا دروازہ کھولتا ہوں۔ میرا بیٹا جھاری دیکھ بھال اور جھاری صمان نوازی کرے گا جب کہ میں اپنی کشتی لے کر افریقہ میں بیت کے ساحل کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔ فردیلہ کا یہ جواب سن کر طرف بن مالک خوش ہو گیا اور اس نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

اے فردیلہ میں یہاں بیٹھوں گا میں تمہارا جواب سن کر مجھے ایک طرح کا اطمینان اور سکون مل گیا ہے اس لئے کہ میں ٹولینڈو شرے لوٹ رہا ہوں میں مارتن سے افریقہ کی راہیں لوسید کو حاصل کر چکا ہوں اور میرے ساتھی اسے لے کر افریقہ بھی پہنچ چکے ہیں۔ جواب میں فردیلہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا یہ معاملہ تو میں جانتا ہوں۔ اس لئے کہ لوسید اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو میں ہی افریقہ چھوڑ کر آیا تھا اب میں یہاں سے مال لے کر تھوڑی دیر تک پھر بیت کی طرف کوچ کر رہا ہوں۔ طرف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا! اے فردیلہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں عین وقت پر پہنچا ہوں اس لئے کہ میں بھی اب افریقہ کی طرف کوچ کرنا چاہا ہوں۔

طرف بن مالک کے اس انکشاف پر فردیلہ خوش ہوا اور گھر سے باہر نکل کر طرف کے پہلو میں کھڑے ہوئے اس نے کہا! اے ابن مالک اگر ایسا ہے تو یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں تمہیں لے کر بیت کے ساحل کی طرف کوچ کروں گا۔ ویسے تو میری کشتی میں کھانے پینے کی ہر شے موجود ہے لیکن اگر تم سفر کے باعث بھوک محسوس کرتے ہو تو چاہے میں تمہارے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔ طرف بن مالک نے کہا میں فردیلہ ایسی کوئی بات نہیں میں تمہارے گھر کی طرف آتے ہوئے بازار سے کھانا کھانے کے علاوہ زاور راہ کے طور پر کچھ تازہ اور خشک پھل بھی خرید چکا ہوں۔ اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے میں تمہارے ساتھ کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر فردیلہ نے طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر

ہوں کہ فوراً کے معاملہ میں زیدوستی اور جبر میں کیا جاسکتا اس لئے کہ اس چپ کاؤٹ جولین بیت کا حاکم ہے اور اگر میں زیدوستی فوراً کے ساتھ شادو ہجرت لیتا ہوں تو بیت کا حاکم کاؤٹ جولین ضرور میرے خلاف حرکت میں آئے گا اور وہ یہاں تک دور چلا جائے گا کہ میرے خلاف وہ قحطیہ سے بھی مدد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر اس نے ایسا کیا تو پھر حالات میرے حق میں اچھے نہ ہوں گے! لہذا فوراً کو اس کی مرضی اور اس کی غلطی پر چھوڑتا ہوں اور ہاں اسے ابن مالک میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم ایک بار پھر اقلیم کی تلاش میں نکل جاؤ اور اگر تم اسے میری خاطر تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھوں گا کہ مجھے دنیا کی ہر چیز مل گئی ہے اس لئے کہ اقلیم ہی میری عبت اور میری زندگی کا محور اور ستون ہے اس کے ساتھ ہی طرف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر رازرک سے کہا میں اب جاتا ہوں۔ دو ایک روز اپنا قیام گاہ میں آرام کرتا ہوں اور اس کے بعد پھر میں اقلیم کی تلاش میں نکل جاؤں گا۔ رازرک نے اپنے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے طرف بن مالک کو اس تجویز سے اتفاق کیا اور پھر طرف بن مالک شاہی محل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

طرف بن مالک نے دو روز تک ٹولینڈو شر میں قیام کر کے آرام کیا اور اس کے بعد ایک بار وہ پھر کادس شر کی طرف روانہ ہو گیا تھا! ایک روز شام سے پہلے طرف بن مالک سمندر کے کنارے مٹی گیدوں کی ہتھی کے اندر فردیلہ نام کے اس ملاح کے دروازے پر دستک دے رہا تھا جو اسے اور اس کے بیٹوں ساتھیوں کو افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف لے کر آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب دروازہ کھلا طرف بن مالک نے دیکھا کہ اس کے سامنے خود فردیلہ کھڑا تھا۔ اس نے اپنے کندھوں پر سے سالن سے بھرا ہوا ایک چرمی تھیلا لٹکا رکھا تھا اس کے لباس اور اس کے چرمی قبیلے سے یوں لگتا جیسے وہ کہیں جانے کی تیاریاں کر رہا ہو۔ اپنے دروازے پر طرف بن مالک کو دیکھتے ہوئے فردیلہ خوش ہو گیا اور اس

طرف نہ آئے۔ لہذا میں تمہارے ساتھ چلوں تم میری راہنمائی کرو تم نے کہا کہ طرف بن مالک کو ملاح کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں اسے خود اپنے ساتھ یہاں لے کر آؤں گا۔ اسقف سٹیوس جب خاموش ہوا تو راہبہ ایملہ نے بولتے ہوئے کہا اے مقدس باپ آپ کو جانے کی ضرورت نہیں ہے میں خود اس پادری کے ساتھ جاتی ہوں اور طرف بن مالک کو اپنے ساتھ لے کر یہاں آتی ہوں مجھے امید ہے کہ وہ میری بات میرا کہنا نہ ٹالے گا اور اگر ہم اسے لینے کے لئے نہ گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ خود ہم سے ملے اس طرف نہیں آئے گا۔ اسقف سٹیوس نے ایملہ کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا! اچھا تم پھر پادری کے ساتھ جاؤ اور طرف بن مالک سے طوائف ہر صورت میں یہاں لے کر آؤ۔ اسقف کے سٹیوس کے فیصلے کے بعد ایملہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اس نوجوان پادری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم نے طرف بن مالک کو وہاں سمندر کے ساحل پر کس ملاح کے ساتھ دیکھا تھا اس کے جواب میں اس پادری نے کہا طرف بن مالک اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ساحل سمندر کی طرف جس ملاح کی طرف جا رہا تھا اس کا نام فریڈلے ہے اور میں اسے جانتا ہوں اور وہ یہاں سے مل کر بتہ کی طرف جاتا ہے۔ جواب میں ایملہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا فریڈلے نام کے اس ملاح کو میں بھی جانتی ہوں۔ تم یہیں رہو میں اکیلی ہی ساحل کی طرف جاتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں طرف بن مالک کو یہاں اپنے ساتھ لانے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ ایملہ کے اس فیصلہ کے جواب میں وہ نوجوان پادری کیسٹیا کی طرف چلا گیا تھا جب کہ ایملہ بھی وہاں سے نکل کر بڑی تیزی سے ساحل سمندر کی طرف جا رہی تھی۔

ایملہ بڑی تیزی سے ساحل سمندر پر آئی۔ ساحل کے ساتھ ساتھ کشتیوں پر گری نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے ایک چکر لگایا پر فریڈلے اسے کہیں دکھائی نہ دیا آخر کنارے پر کھڑے ایک ملاح کے پاس وہ آئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا! اے میرے بھائی مجھے فریڈلے سے ملنا ہے کیا تم بتا سکو گے وہ اس وقت کہاں ہو گا۔ اس پر اس نوجوان ملاح نے تعظیماً ”سر کو ایملہ کے سامنے غم

میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنی کشتی کی طرف لے جاتا ہوں۔ میرے ساتھی اس وقت کشتی میں سامان بھر رہے ہوں گے۔ تھوڑی دیر تک جو سامان ہم نے بتہ تک لے جانا ہے وہ کشتی میں بھر چکے گا اس کے بعد ہم بتہ کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ طرف بن مالک نے فریڈلے کی اس پیشکش سے اتفاق کیا پھر وہ فریڈلے کے ساتھ سمندر کے کنارے اس جے کی طرف جا رہا تھا جہاں پر ملاحوں اور ماہی گیروں کی کشتیاں کھڑی تھیں۔

○

مقدس شہر کے کلیسا کا اسقف سٹیوس اپنی رہائش گاہ کے درمیانی کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے اس وقت ایملہ اور ایملہ بیٹی ہوئی تھی سب آپس میں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ کلیسا کا جواں سالہ پادری تقریباً بھاگتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا اور سٹیوس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ایک اچھا انکشاف کرنے اور خوش خبری سنانے کے انداز میں کہا! اے مقدس باپ! میں آپ لوگوں کے لئے ایک اچھی خبر اور خوش خبری لایا ہوں اور وہ یہ کہ طرف بن مالک نام کا وہ جوان جو اقلیم کو لوئیڈ شہر سے لے کر یہاں آیا تھا اس میں نے اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ایک ملاح کے ساتھ کشتیوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پادری کے ان الفاظ پر خوشی اور مسرت میں اقلیم کی آنکھوں میں امیدوں کے گوہر اور اس کی ہچکوں کے گمراہوں پر نئے نئے چمکنے لگے تھے اس کے رنگ بھرے موٹوں پر طلسم جادو، کیف و مستی کے دوفر چادواں کی طرح آوارہ عجم رقص نکلاں ہو گیا تھا۔ شباب و جمال سے لبریز اقلیم اس سے صبح طرب کر نہیں لیتی تریگ اور وہ رعنائی نگر و خیال جیسی حسین اور پرکشش دکھائی دینے لگی تھی اس پادری کے اس انکشاف کے جواب میں وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اس سے پہلے ہی اسقف سٹیوس بول پڑا اور اس پادری کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

تم نے ایک اچھی اور خوش کن خبر سنائی ہے۔ اس لئے کہ طرف بن مالک ہمارا محسن اور ہمارا مرثی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہم سے ملنے کے لئے اسی

کرتے ہوئے کہا اے مقدس راہب! وہ ابھی ابھی یہاں سے گزرا ہے اس کے ساتھ ایک ایسا نوجوان بھی تھا جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور وہ اپنی شکل اور طے سے کوئی بر لگتا تھا اس پر ایلا نے بے چین ہو کر کہا ہاں مجھے اسی سوار سے ملنا ہے جو شکل و صورت سے بڑے لگ رہا تھا اور فردیلہ کے ساتھ تھا۔ اس نوجوان ملاح نے تھوڑی دور چھوڑ دی بڑی کھڑی کشتیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اے! اے مقدس راہب! وہاں چلی جاؤ فردیلہ کی کشتی عموماً وہیں پر کھڑی رہتی ہے وہاں سے تمہیں پہچان جائے گا فردیلہ کہاں ہے۔

ایلا نے جواب میں اس نوجوان ملاح کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کشتیوں کی طرف بڑھنے لگی تھی جس طرف اس نوجوان ملاح نے اشارہ کیا تھا! ایلا جب ان کشتیوں کے قریب گئی تو اس نے دیکھا وہاں پر کچھ ملاح ساحل کی گیلی ریت پر بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ جب ایلا ان کے قریب گئی تو وہ سارے ملاح اسے دیکھتے ہوئے تھکھا "اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایلا نے ان کو فوراً مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے بھائی مجھے فردیلہ سے ملنا ہے کیا تم بتا سکو گے وہ اس وقت کہاں ہے ہاں شاید تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ فردیلہ کے ساتھ ایک ایسا نوجوان تھا جو اپنی شکل اور طے سے بڑے لگتا ہے۔ اس پر ایک ملاح نے فوراً بولتے ہوئے کہا! اے مقدس راہب! اگر آپ فردیلہ اور اس کے ساتھ بڑے سوار سے ملنا چاہتی ہو جس کا نام طریف بن مالک ہے تو آپ تھوڑی دیر اور تاخیر سے آئی ہیں۔ اس ملاح نے سمندر کے اندر تھوڑے فاصلے پر جاتی ہوئی ایک بہت بڑی کشتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا! اے مقدس راہب! وہ جو سامنے کشتی جا رہی ہے وہ فردیلہ کی ہی کشتی ہے اس کشتی میں فردیلہ کے ساتھ طریف بن مالک کے نام کا وہ بڑے بھی ہے جس سے آپ ملنا چاہتی ہیں۔ آپ تھوڑی دیر پہلے آئیں تو پھر آپ طریف بن مالک نام کے اس بڑے مل کشتی میں آئیں اب تو آپ دیکھتی ہیں کہ وہ کوچ کر چکا ہے اور فردیلہ کی کشتی سمندر میں اس قدر دور جا چکی تھی کہ یہاں سے آواز بھی دھکی

جائے تو اس کشتی تک نہیں پہنچ سکتی۔ ایلا نے اس ملاح کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ سمندر کے اندر لہ بہ لہ دور ہوتی ہوئی کشتی کو بڑی حسرت اور بڑی بے بسی سے دیکھنے لگی تھی۔

سورج اب غروب ہو رہا تھا۔ ایلا بچاری سمندر کے اندر لہ بہ لہ دور ہوتی ہوئی اس کشتی کو بڑے غور اور بڑی بے بسی کے عالم میں دیکھے جا رہی تھی اس کی حالت بدھنسی کے سایوں اور روح کی سنگین تاریکیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ دوسوں، اندیشوں، خظروں اور دھولوں میں کھو کر رہ گئی تھی وہ ایسا لگتا تھا دور دور ہوتی ہوئی اس کشتی نے اسے دکھ اور دھولوں کے گہرے سمندر میں ڈبو کر رکھ دیا ہو۔ سمندر کے کنارے کھڑے اس بچاری کی حالت اٹھکوں اور آہوں سے لب ریز اس سینہ زلیست جیسی ہو گئی تھی جو بے تعبیر خوابوں اور مرگ و خزان میں ڈوب جائے والا ہو۔

سورج اب غروب ہو چکا تھا۔ دھوپ اور سایوں کے درمیان زندگی کا کندہ آہنگ اور ساتھ ٹوٹ چکا تھا۔ حادثات روز شب کی طرح وہ کشتی جس پر ایلا نے نگاہیں جمائیں تھیں۔ آہستہ آہستہ پچھلی تاریکی کے اندر یہوے کی صورت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ پھر وہ کشتی سمندر کی دستوں میں لہ بہ لہ گھری ہوئی تاریکیوں کے اندر ایلا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ اس موقع پر انتہائی افسروں کی ایلا کی گردن جھک گئی تھی اپنے پاس وہاں کھڑے ملاحوں سے اس نے کچھ بھی نہ کہا اور واپس مڑتی ہوئی اور اداس چلتی ہوئی وہ پھر کلیسا کی طرف جا رہی تھی۔

اپنی گردن جھکائے اور مردہ سی چال چلتی ہوئی ایلا جب اس کمرے میں داخل ہوئی جہاں اسقف سینیوس الیانہ اور اقلیما بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے تو اس کی افسردہ اور اداس حالت دیکھتے ہوئے حسین اقلیما کی آواز کا سارا ترنم، روح کا سرور، حلاوت کا انداز اور طلسماتی لہجہ سب کچھ جا رہا تھا اس کی سرکیں پلکیں بوجھل ہو کر جھک گئی تھیں۔ اس کے شد میں ڈوبے گلگن ہونٹ ایک دوسرے سے چپکتے ہوئے عجیبگی اختیار کر گئے تھے جب کہ اس

اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے الیانا کے قریب جا کر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا! اے الیانا سو تم دیکھتی ہو کہ طرف بن مالک کے پلے جانے کے بعد اقلیہا کی حالت کیا ہو رہی ہے۔ تم اور ایلا دونوں اسے ساتھ والے کمرے میں جا کر اسے دھاریں اور سنبھالا دو۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تھوڑی دیر تک یہ یہاں کھڑی رہی تو یہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر جائے گی۔ الیانا اور ایلا فوراً حرکت میں آئیں اور دونوں اقلیہا کو سارا دیتی ہوئی وہ دوسرے کمرے کی طرف لے جا رہی تھیں۔



رات مجموعہ انسان کے ذہنی خمیر کی طرح کراہتی ہوئی اپنے انجام کو پہنچ گئی تھی۔ تابوت شب کے اندر اندر جیروں کا جھوم تمام ہو گیا تھا۔ مطلع مشرق میں اپنی مشعل حزم اور ضرورین کرکوں نے کائنات کے نگار خانہ کو روشن اور منور کر دیا تھا۔ رات کی بے گورد کنن لاش پر صبح تنہا کے ترانے اور جلوہ ہائے حرب انگیز رقص کرتے لگے تھے سمندری پرندے دھندلے دھندلے ان گنت خاکوں کی طرح رزق کی حلاش میں سمندر کے اوپر اپنی اندھی الزاؤں میں مصروف ہو گئے تھے ایسے میں وہ کشتی جس میں طرف بن مالک قانس شہر سے افریقہ کے ساحل کی طرف روانہ ہوا تھا۔ بتہ شہر کے ساحل پر آکر ٹکرا انداز ہوئی تھی۔ طرف بن مالک نے پہلے اپنے گھوڑے کو ساحل پر اتارا پھر اس نے کشتی کے مالک فرویلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

اے فرویلہ میں تمرا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے ایک معزز مہمان کی سی عزت اور تحکیم دیتے ہوئے قانس شہر سے یہاں افریقی ساحل تک پہنچا دیا ہے! اے فرویلہ کبھی وقت آیا تو میں تیرے ان احسانات کا بدلہ ضرور چکاؤں گا۔ طرف بن مالک کی اس گفتگو کے جواب میں فرویلہ اپنی کشتی سے نکل کر ساحل پر آیا۔ بڑی شفقت اور بڑے پیار سے اس نے اپنا ہاتھ طرف بن مالک کے شانے پر رکھتے ہوئے کہا! اے طرف بن مالک میں نے تم پر کوئی احسان اور کوئی بار نہیں ڈالا۔ تم ایک مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے

کا ایک نرم و نازک چہرہ اور اس کا نازک بدن کوئی بری خبر سننے کے انتظار میں لڑنے اور کانچے لگا تھا۔ ایلا کو افسردہ حالت میں دیکھتے ہوئے اسقف سٹیوس نے پریشانی اور غمخیزانہ سے بھری ہوئی آواز میں پوچھا! اے ایلا میری بیٹی کیا ہوا! کیا طرف بن مالک نہیں ملا اور اگر وہ ملا ہے تو کیا اس نے یہاں آنے سے انکار کر دیا ہے۔ ایلا اسقف سٹیوس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھوڑی دیر تک وہ بھاری اقلیہا کو عجیب سے انداز میں دیکھتی رہی پھر اس نے اسقف سٹیوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے مقدس باپ طرف بن مالک مجھے ملای نہیں ہے اگر وہ مجھے مل جاتا تو میں کم از کم اقلیہا کی خاطر اسے ضرور اپنے ساتھ لے آتی۔ میں جب ساحل پر پہنچی تو وہ فرویلہ کی کشتی میں افریقہ کی طرف جانے کے لئے کوچ کر چکا تھا اور سمندر کے اندر اس کی کشتی اس قدر دور جا چکی تھی کہ انسانی آواز بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی! اے مقدس باپ سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر میں اس وقت تک اس کی کشتی کو دیکھتی رہی جب تک اس کی کشتی سمندر کی وسعت اور پھیلتی تاریکی کے اندر روپوش نہ ہو گئی اور جب وہ کشتی میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو اے مقدس باپ میں واپس لوٹ آئی ہوں۔ کاش میں طرف بن مالک سے مل سکتی کہ میں اسے اپنا بھائی کہہ سکتی ہوں۔ کاش میں اسے اقلیہا کی خاطر یہاں لاسکتی! کاش طرف بن مالک میرے ساحل پر پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے کوچ نہ کر چکا ہوتا! اے مقدس باپ مجھے دکھ اور رنج ہے کہ میں شکام لونی ہوں۔

یہ خبر سن کر اقلیہا بھاری پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہو گئی تھی جیسے وہ قلب کی تیرگی اور ذہن کی مفلکی کا شکار ہو گئی ہو۔ وہ سکھول گدائی کی طرح اداس، تابوت شب جیسی افسردہ اور غمخیزانہ کی لہر جیسی مایوس کن ہو کر رو گئی تھی۔ اس نے زبان سے کچھ بھی نہ کہا یوں لگتا تھا گویا وہ سکوت کے بیکراں سمندر میں ڈوگ گئی ہو اس کی حالت بے اندازہ لگایا جا سکتا تھا گویا وہ خاک و خون کے مراحل سے گزر گئی ہو اور اس کے جسم و جان کے سارے روادبا اور روح کی ساری توانائیاں ختم ہونے والی ہوں۔ اقلیہا کی حالت دیکھتے ہوئے اسقف سٹیوس

بٹھاتا ہوں۔ اس کے بعد کاؤنٹ جولین کو آپ کے آنے کی خبر کرتا ہوں۔ طرف بن مالک چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا۔ اس سرخیل نے پہلے طرف بن مالک کو دروازے کے قریب ہی محل کے سامان خانے میں بٹھایا پھر وہ محل کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

طرف بن مالک کو بت کے اس شاہی محل کے سامان خانے میں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کاؤنٹ جولین اپنی بیوی کے ساتھ مسکراتا ہوا سامان خانے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی طرف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر بیوی فراخانی سے طرف بن مالک کو گلے لگا لیا۔ اس نے طرف بن مالک کو بٹھایا اور خود بھی اس کے سامنے بیٹھے ہوئے اس نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا! اے ابن مالک یہ میری بیوی غریبہ ہے اتنی دیر تک غریبہ بھی کاؤنٹ جولین کے پہلو میں بیٹھ چکی تھی۔ پھر محل اس کے کہ طرف بن مالک ان دونوں میاں بیوی پر کوئی انکشاف کرتا غریبہ نے بولنے میں پہل کی اور بیوی فکر انگیز آواز میں اس نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے ابن مالک! ان ملاحوں کے ذریعے جو اپنی کشتیاں ہسپانیہ سے بیت کی طرف لے کر آتے رہے ہیں یہ خبریں ملتی رہی ہیں کہ ہسپانیہ کے اندر بے گتوت ہو چکی ہے اور یہ کہ میرے باپ حبشہ کے خلاف رازدک نے بے گتوت کر کے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا ہے اور نہ صرف یہ کہ اس نے میرے باپ حبشہ اور بھائی یوراک کو قتل کر دیا ہے بلکہ میری ماں اور میری چھوٹی بہن القہما کی بھی سبکدوش نہیں کہ وہ کہاں ہیں یہاں تک کہنے کے بعد غریبہ خاموش ہو گئی تھی۔ طرف بن مالک نے اندازہ لگایا کہ اس موقع پر غریبہ ڈسٹی تاریکیوں جیسی دیران ویران زخم جان مجروح اور داستان غم کی طرح نکھری نکھری اور بھیجھی بھیجھی سی دکھائی دے رہی تھی۔ پھر طرف بن مالک نے ایک ایک بار غور سے کاؤنٹ جولین اور اس کی بیوی غریبہ کی طرف دیکھا اس نے کہا شروع کیا!

جو خبریں تم لوگوں نے سنی ہیں وہ صحیح اور درست ہیں۔ رازدک نے

افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف گئے تھے۔ سو جنہیں ہسپانیہ سے افریقہ میں پہنچانا بھی میرے فرائض میں سے ایک فرض ہی تھا جسے میں ادا کر چکا ہوں! اے ابن مالک اب تم یہاں سے سیدھے اپنے شہر طنجہ کی طرف کوچ کرو گے یا تم یہاں رک کر بت کے حاکم کاؤنٹ جولین سے بھی ملو گے۔ جواب میں طرف بن مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے فریڈلہ میں بت شہر میں داخل ہوں گا اور کاؤنٹ جولین سے مل کر طنجہ کی طرف کوچ کروں گا۔ اس کے بعد طرف بن مالک نے آگے بڑھ کر فریڈلہ کو اپنے ساتھ لٹایا پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کہ بعد الوداعی انداز سے ہاتھ ہلاتا ہوا بت شہر کی طرف چلا گیا تھا۔ جب کہ فریڈلہ اپنی کشتی کے اندر لدا ہوا سامان اتروانے لگا تھا۔

اپنے گھوڑے کو درمیان روی سے ہانکتا ہوا طرف بن مالک بت کے شاہی محل کے سامنے آن رکا۔ وہاں کھڑے ہو کر محافظوں میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! میرا نام طرف بن مالک ہے میں ہسپانیہ سے لوٹ رہا ہوں اور ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں میں بت کے حاکم کاؤنٹ جولین سے ملنا چاہتا ہوں کیا تم اسے میرے آنے کی اطلاع کرو گے۔ ان محافظوں کا سرخیل آگے بڑھا اور اس نے بیوی انکساری کے ساتھ طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابن مالک آپ اس محل کے اندر رہنے والوں اور امن کے محافظوں کے لئے آئین نہیں ہیں آپ جس مقدس کام کے لئے ہسپانیہ گئے تھے ہم اس کے حقائق خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ آئینوں کی طرح اس محل کے دروازے پر کیوں رک گئے ہیں آپ اندر تشریف لائیں۔ محل کے سامان خانے میں بیٹھیں اس کے بعد ہم کاؤنٹ جولین کو آپ کی آمد کی اطلاع کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس سرخیل کے اشارہ پر ایک محافظ آگے بڑھا اور طرف بن مالک کے گھوڑے کی باگ اس سے لیتے ہوئے وہ گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے گیا تھا جب کہ پیرا اردوں کے اس سرخیل نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو پہلے سامان خانے میں

ہسپانیہ کے اندر ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اس نے ہسپانیہ کے بادشاہ علیحدہ اس کے بیٹے پر اور اک کو قتل کر دیا ہے۔ اے میرے محسن کاؤنٹ جولین کی بیوی غریب! اس موقع پر تمہیں ایک خوش خبری سناتا ہوں۔ میں نے تمہاری ماں الیانہ اور تمہاری چھوٹی بہن اقلیم کو بچا لیا تھا وہ دونوں ماں بیٹی انقلاب کے وقت لویڈو شہر سے بھاگ کر ایک قریب کی بستی میں پناہ گزین ہو گئی تھیں۔ پھر ان دونوں کے سلسلے میں قاتل شہر کے ایک کلیسا کی ایک راہبہ نے میرے ساتھ رابطہ قائم کیا وہ راہبہ ان دونوں لویڈو کے بڑے کلیسا میں زیر تربیت تھی اس نے مجھے بتایا کہ الیانہ اور اقلیم دونوں ماں بیٹی شہر سے باہر ایک بستی میں پناہ لے چکی ہیں اور وہ قاتل شہر کے کلیسا کے بڑے اسقف سٹیوس کے پاس جا کر رہنا چاہتی ہیں سو میں نے الیانہ اور اقلیم دونوں ماں بیٹی کو لویڈو شہر کی اس بستی سے نکال کر قاتل شہر کے اس کلیسا میں پھنسا دیا ہے جہاں وہ اس کلیسا کے اندر پرسکون اور محفوظ زندگی بسر کر رہی ہیں۔

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر غریب نے بڑی ممنونیت اور تفکر آمیز نگاہوں سے طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے ابن مالک آپ کا بے حد شہر یہ کہ آپ نے میری ماں اور چھوٹی بہن کی جان بچائی! کاش آپ میری ماں اور میری بہن کو ہسپانیہ سے نکال کر اپنے ساتھ یہاں لے آتے اور میرے پاس وہ دونوں خوش و خرم زندگی بسر کرتیں! اس پر طریف بن مالک کے بجائے کاؤنٹ جولین نے بولتے ہوئے کہا ان دونوں ماں بیٹی کو وہاں سے نکال کر یہاں لانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اگر انہیں کلیسا سے نکالا جاتا اور کسی کی ان پر نگاہ پڑ جاتی تو رازدک سارے کلیسا پر موت طاری کر کے رکھ دیتا۔ میں رازدک کی فطرت اور اس کی طبیعت کو خوب جانتا ہوں۔ وہ اونٹ کی طرح ختم مزاج اور فطرت کا انتہائی برا انسان ہے اپنے محسن کو سانپ کی طرح ڈسنا اس کے لئے معمولی کام ہے اور اگر الیانہ اور اقلیم کو وہاں سے نکال کر کوئی یہاں لائے میں کاسباب بھی ہو جاتا تو ایک نہ ایک دن رازدک کو ان کے نکلنے کی خبر ہو جاتی۔ پھر وہ مجھ سے ان دونوں کی واپسی کا مطالبہ کرتا اور جب میں ایسا نہ کرتا تو اسے

غریب تم جانتی ہو رازدک انتہائی برا انسان ہے۔ وہ اپنے فکر کے ساتھ بندہ پر حملہ آور ہو جاتا اور نہ صرف یہ کہ مجھے بندہ کی حکمرانی سے محروم کر دیتا بلکہ میں سمجھتا ہوں مجھے اور تمہیں وہ موت کے گھاٹ اتار دیتا۔

کاؤنٹ جولین کی اس گفتگو کے جواب میں غریب نے بڑی بے چینی سے اپنی جگہ پر پلو بدلتے ہوئے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میری ماں اور بہن کے لئے قاتل شہر کا کلیسا ہی محفوظ ہے اگر وہ یہاں آئیں تو رازدک یقیناً ہمارے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیتا۔ یہاں تک کہنے کے بعد غریب تھوڑی دیر کے لئے رک گئی پھر اس نے دوبارہ طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے ابن مالک تم میری بیٹی فلورنڈا سے بھی ملے ہو گے وہ تو اس انقلاب سے محفوظ رہی ہے نا اس پر تو کوئی آج نہیں آئی اور کیا وہ پہلے ہی کی طرح دوسری لڑکیوں کے ساتھ شاہی محل کے اندر قیام کئے ہوئے ہے۔ فلورنڈا کے ذکر پر طریف بن مالک کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ اس کی گردن لحد بجز کے لئے جگمگاتی تھی اس پر کاؤنٹ جولین نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے ابن مالک میری بیٹی فلورنڈا کے ذکر پر تم او اس اور دیران کیوں ہو گئے اور تمہاری گردن کیوں جگمگاتی ہے اس پر طریف بن مالک نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے کاؤنٹ جولین تمہاری بیٹی فلورنڈا کے سلسلے میں میں تمہارے لئے ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔

طریف بن مالک کے ان الفاظ پر کاؤنٹ جولین کی حالت دل کے دیران گوشوں تمدن کسے اور نظام فرسودہ جیسی ہو کر رہ گئی تھی جب کہ اس کے پلو میں بیٹھی ہوئی اس کی بیوی غریب بھی ایک غم انگیز چہرے، مجلسی ہوئی شاخوں دھویں اور رستے زخموں جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ ان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے طریف بن مالک نے فکر انگیز اور غم زدہ سی آواز میں کہنا شروع کیا! اے کاؤنٹ جولین میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ ہسپانیہ کا موجودہ بادشاہ رازدک جس وقت موت کے میدان کے اندر ناظم اعلیٰ تھا اس وقت سے ہی وہ تمہاری بیوی غریب کی چھوٹی بہن اقلیم کو پسند کرتا تھا اور اس سے وہ شادی کرنا چاہتا تھا

کی بیوی غریبہ سالہا سال کے قدیم دھنڑلوں کی طرح سر جھکائے فکر و احساس کے منہمک شیشٹوں کی طرح دیران دیران سی ہو کر روئے گئی تھی۔ اس بے چاری کی حالت اپنی بیٹی کے بے آبرو ہونے پر اس مسافر بھی دکھائی دے رہی تھی جسے موت کی دواؤں میں سرگرداں رہنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو۔

تھوڑی دیر تک بیت کے اس شاہی محل کے صمان خانے کے اندر کات کھائے والی خاموشی اور تنہائی طاری رہی اس دوران طریف بن مالک باری باری کاؤنٹ جولین اور اس کی بیوی غریبہ کی طرف دیکتا رہا پھر کاؤنٹ جولین نے اپنے آپ کو تنہالا اور انتہائی زہریلے اور پھری ہوئی آواز میں بولتے ہوئے اس نے کہا شروع کیا!

اے ابن مالک اس نامراد اور حرام خور رازرک نے میری بیٹی قورڈزا کو داغ دار کر کے اپنی موت کے دروازے پر دستک دی ہے اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں بیت جیسے ایک چھوٹے سے قلعہ نما شہر کا حاکم ہوں اور افریقہ کے ساحل پر پڑا ہوا ہوں اور ہسپانیہ میں داخل ہو کر اس سے انتقام میں لے سکوں گا تو یہ اس کی غلط فہمی اور اس کی خود فریبی ہے، میں اسے معاف نہیں کروں گا اور اس سے اپنی بیٹی کی عزت کا ایسا انتقام لوں گا کہ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر یہ انتقام آنے والی لٹوں کے لئے ایک عبرت اور درس بن کر رہ جائے گا۔

کاؤنٹ جولین جب خاموش ہوا تو بٹ طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کاؤنٹ جولین سے پوچھا۔ اے کاؤنٹ جولین اس موقع پر اگر تم برا محسوس نہ کرو تو تمہاری بیٹی قورڈزا کے سلسلے میں تمہیں ایک مشورہ دوں۔ کاؤنٹ جولین نے فوراً اپنے آپ کو تنہالا لیا اور کسی قدر خوش کن آواز میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک تمہیں مجھ سے اجازت لینے یا پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں تم جو کچھ بھی کو گے اس میں میری بہتری اور بھلائی ہی ہوگی لہذا تم بے جھجک کو کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر طریف بن مالک پھر بولا اور کہنے لگا! اے کاؤنٹ جولین تم کو کوئی بھی فیصلہ جذباتی پن میں آکر نہ کرنا میرا مشورہ یہ ہے کہ تم چند روز تک ہسپانیہ کی طرف کوچ کرو۔ اپنی بیٹی سے

لیکن اقلیم اس سے نفرت کرتی تھی۔ اس لئے کہ اقلیم روئیر نام کے ایک نوجوان سے محبت کرتی تھی جو موت کے اس میدان میں اکثر مقابلے جیتا کرتا تھا اب تو روئیر بھی مارا چکا ہے۔ ہسپانیہ کے اندر انقلاب برپا کرنے کے بعد اور ہسپانیہ کا بادشاہ بننے کے بعد رازرک نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ ہسپانیہ کے بادشاہ علیش اور یوراکہ کو قتل کر دیا اور اس کے بعد اس نے بیوی سرگرمی سے اپنے کارکنوں کے ذریعے ایالت اور اقلیم کی تلاش شروع کر دی تھی۔ رازرک ہر صورت میں اقلیم کو تلاش کر کے اس سے شادی کرنا چاہتا تھا پر میں نے اقلیم اور اس کی ماں کو قاتل شر کے کلیسا میں پہنچا دیا۔ جہاں اب وہ رازرک کی دسترس اسے دور محفوظ اور مامون ہیں۔

اور اے کاؤنٹ جولین تم جانتے ہو کہ تمہاری بیٹی قورڈزا کو عمریں اپنی خالدہ اقلیم سے کچھ بڑی ہے لیکن دونوں اپنی جسمانی ساخت اور اپنی شکل و صورت میں حیرت انگیز طور پر ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ رازرک جب اقلیم کو تلاش کرنے میں ناکام رہا تو اس نے اقلیم کے ساتھ اپنی محبت کی تکمیل کے لئے یہ ارادہ کیا کہ اقلیم کی جگہ وہ قورڈزا سے شادی کر لے اس لئے کہ قورڈزا بھی آخر شکل و صورت میں اقلیم جیسی ہے۔ لہذا اس نے قورڈزا کو شادی کا پیغام بھجوایا اور قورڈزا نے اس پیغام کو رد کر دیا جس کے جواب میں رازرک نے انتقامی صورت اختیار کر لی اور پھر اسے کاؤنٹ جولین ایسا ہوا کہ ایک روز ہسپانیہ کے اس نئے بادشاہ نے تمہاری بیٹی قورڈزا کو بے آبرو کرتے ہوئے اس کی عزت اس کی عصمت کو داغ دار کر دیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد طریف بن مالک خاموش ہو گیا تھا۔

طریف بن مالک کے اس انکشاف پر کاؤنٹ جولین کے اندر ایسی تبدیلی نمودار ہوئی کہ لٹوں کے اندر وہ خروش طوفان، تیز و تندہ خیالدار کی صورت دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کے قلب میں جنم لیتی ہوئی شورشیں اس کے چہرے پر عیاں ہونے لگی تھیں اور ساحل ہواؤں کی مار کی طرح وہ ایک بھرا ہوا اور انتقام کے لئے پوری طرح جاکا ہوا انسان دکھائی دینے لگا تھا۔ دوسری طرف کاؤنٹ جولین

لے کے چھائے سب سے پہلے رازدک کی خدمت میں حاضر ہو اس کے ساتھ اسی طرح نپاک اور ویسے ہی دوستانہ ماحول میں طوہس طرح تم اس وقت ملا کرتے تھے جب وہ لویڈو کے موت کے میدان کا ناظم اعلیٰ تھا اس پر یہ ظاہری نہ ہوئے دینا کہ جنہیں ہسپانیہ کے اندر بپا ہوئے والے انقلاب کا دکھ اور غم ہے۔ اس پر یہ بھی ظاہر نہ کرنا کہ جنہیں اپنی بیٹی کے داغ دار ہو جانے کی خبر ہو چکی ہے ہر جہ کو لاعلمی میں رکھ کر انتہائی دوستانہ ماحول میں انتہائی نپاک کے ساتھ تم رازدک سے ملو۔

اور ہاں کاؤنٹ جولین! تمہارے اس رویہ اور تمہارے اس نپاک سے رازدک خوش ہو گا اور وہ اس بات پر بھی سکون محسوس کرے گا کہ جنہیں اپنی بیٹی غورڈا کے حادثے کی خبر نہیں ہے اور پھر ایسے ماحول میں! اے کاؤنٹ جولین تم رازدک سے کہنا کہ وہ تمہاری بیٹی غورڈا کو چند دن کے لئے تمہارے ساتھ بہت جانے کی اجازت دے دے میرے خیال میں ایسے ماحول میں اور ان حالات میں رازدک بھی بھی غورڈا کو تمہارے ساتھ بھیجے سے انکار نہیں کرے گا اور جب جنہیں غورڈا کو لے جانے کی اجازت دے دے تو تم چپ چاپ غورڈا کو لے کر بہت دواہس آ جانا اپنی بیٹی کو اس جہنم سے نکالنے کے بعد پھر رازدک کے خلاف جو قدم کرنا چاہتے ہو اس کی ابتداء کر دینا اب کو کاؤنٹ جولین جو کچھ میں نے کہا ہے یہ مناسب اور درست ہے کہ نہیں؟

طریف بن مالک کی اس گفتگو پر کاؤنٹ جولین نے کسی قدر سکون محسوس کرتے ہوئے کہا! اے ابن مالک تم نے بہترین تجویز اور طریقہ کار پیش کیا۔ میں اسی پر عمل کر کے اپنی بیٹی غورڈا کو اس جہنم سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ مجھے رازدک کے خلاف کس طرح حرکت میں آنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر مجھے اب اجازت دیں اب میں طوہ کی طرف کوچ کروں گا کیونکہ وہاں طارق بن زیاد میرا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا ہو گا۔ کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر طریف بن مالک کا بازو پکڑ کر پھر بٹھا دیا اور

بڑے پیار اور محبت سے کہا اے ابن مالک پہلے ہم دونوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ اس کے بعد تم یہاں سے کوچ کر سکتے ہو اس کے ساتھ ہی کاؤنٹ جولین اٹھ کر باہر گیا اس نے خدام کو کھانا لانے کے لئے کہا پھر شاہی مہمان خانے کے اندر ہی محل کے خداموں نے کھانا چن دیا تھا! طریف بن مالک نے وہاں بیٹھ کر کاؤنٹ جولین اور غریبہ کے ساتھ کھانا کھایا اس کے بعد وہ بہت سے طوہ شرکی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

ہسپانیہ کا بادشاہ رازدک ایک روز اپنے شاہی محل میں لکڑی کی بنی ہوئی ایک مسند پر بیٹھا ہوا تھا جس کے اوپر یہ درخت کی قالین بچھائے گئے تھے۔ وہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک موٹے اور دبیز قالین بچھے ہوئے تھے۔ مسند پر بیٹھے ہوئے رازدک کے سامنے بائیں طرف تین مازعے عجیب سرلی وحنوں میں ساجھا رہے تھے جب کہ رازدک کے سامنے قریب ہی شاہد و شعرے لہریز، نازک آئینہ، انقلاب دہر اور طغیان شاہد ایک ڈکی محو رقص تھی اس لڑکی کے اعضاء کے تڑم اس کے تھرکتے بازو اس کے لرزاں ہونٹ اور زندگی کی لذتوں سے لہریز اس کا جوان جسم اس کمرے کے اندر قلب کو منظر دے قرار اور دل و دھڑکن میں ڈیلے لگا تھا۔ رازدک اپنی آنکھوں میں ہوس پرستی کی لذت اور چہرے پر گناہوں کے چمکتے جذبات لے لے اسی لڑکی کے رقص کو بڑی محبت اور بڑے غور سے دیکھ رہا تھا ایسا لگتا تھا کہ وہ سند پر بیٹھے ہی بیٹھے جوانی کے بھندوں اور حرم گناہ میں کھوکھو رہ گیا ہو۔ وہ نازک وہ خوش اندام اور حسین لڑکی رقص کرتی ہوئی اور اپنی آنکھیں بائیں گاتی ہوئی رازدک کے قریب آتی تھیں بھر کے لئے رازدک کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر چھوڑ کر دوبارہ گائے اور رقص میں محو ہو گئی تھی اس لڑکی کی اس ادا پر رازدک کی روح پھڑک اٹھی تھی۔ ایک کیف روح بھرا ہوا اس کے جسم کے اندر برق کی طرح دوڑ گیا تھا۔ لڑکی پھر پیچھے ہٹتی ہوئی کھانوں سے بھرے ہوئے جسم شریہ و آفتاب جوانی اور رنگین غزل کی طرح اپنے جسم کو

مظاہرہ کرتا ہوا رازرک کی طرف بڑھا۔ رازرک نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال نہیں کیا بلکہ وہ وہیں اپنی مسد پر بیٹھا رہا۔ کاؤنٹ جولین بڑی حیرتی سے آگے بڑھا جب وہ قریب آیا تو رازرک نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ نکھیرتے ہوئے بیٹھے ہی بیٹھے مصافحہ کے لئے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر اپنی سر کو خم دیتے ہوئے پرجوش انداز میں رازرک سے مصافحہ کیا اس کے بعد رازرک نے اس کا ہاتھ کے اشارے سے اپنے دائیں طرف ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا جس کے جواب میں کاؤنٹ جولین چپ چاپ اس نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر رازرک مشکوکہ کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ کاؤنٹ جولین اس سے پہلے ہی بول پڑا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آقا مجھے خبر ہوئی کہ ہسپانیہ کے اندر آپ نے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اور یہ خبر مجھے ہسپانیہ سے بت کی طرف جانے والے ملاحوں سے ملی! اے آقا اس میں کوئی شک نہیں کہ ہسپانیہ کا سابق بادشاہ حبیب میرا سر اور میری بیوی کا باپ تھا لیکن یہ حکمرانی ہے بادشاہت ایک ایسا کھیل ہے جو بھی زور آور جو بھی دانا و عاقل اور دانش و بینش والا شخص ہو وہی اس سے فائدہ اٹھا کر سربر آرائے سلطنت ہو سکتا ہے۔ اے آقا مجھے اپنے سر اور ہسپانیہ کے سابق بادشاہ حبیب کے قتل کا وقتی طور پر افسوس ضرور ہوا تھا لیکن ایسے دکھ ایسے افسوس انسان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اب میں بت سے آپ کی خدمت میں صرف اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ سب سے پہلے آپ کو ہسپانیہ کا بادشاہ بیٹھے پر مبارک باد دوں اور دوسرے یہ کہ آپ کے سامنے میں ایسے ہی اچھی قربانپوری اور اپنی انکساری کا اہتمام کروں جیسے میں سابق بادشاہ حبیب کے سامنے کیا کرتا تھا! اے بادشاہ یہ وقت گزرتا رہتا ہے لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں پر مجھے تو بت کے ایک حکمران کی حیثیت سے ہر اس بادشاہ کا وفادار اور اطاعت گزار رہنا ہے جو ہسپانیہ پر حکومت کرے۔

کاؤنٹ جولین کی یہ گفتگو سن کر رازرک بے حد خوش ہوا فلورنزا کے

بل دیتی ہوئی نقوش آتھیں اور ورق ہائے حسن کی طرح رکھنے کرنے لگی تھی۔ وہ لڑکی ماہر فن رقاصہ لگتی تھی کہ وہ بار بار اپنے اعضا کی حرکیوں سے رنگین اور خوش کن زاویے اور خط بناتی ہوئی برق اور زرد بن کر رازرک کے ہوش و حواس پر گر رہی تھی۔ رازرک ہوس کی سنسان دایوں میں کھویا لڑکی کے رقص اس کے ہلکے سروں کی نوا اور سرور چنگ میں بری طرح کھویا ہوا تھا کہ اسی لمحہ اس کا ایک محافظ اندر داخل ہوا پہلے اس نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے رازرک کو تعظیم پیش کی پھر اس نے کتا شروع کیا۔

اے آقا افریقی شہر بت کے حکمران کاؤنٹ جولین آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ وہ اس وقت آپ کے اس کمرے سے باہر کھڑے ہیں اور آپ سے ملنے کے منتظر ہیں۔ یہ اطلاع دے کر محافظ سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اور پھر وہ سوالیہ انداز میں رازرک کی طرف دیکھنے لگا تھا! کاؤنٹ جولین کی آمد کا سن کر رازرک کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔ رقص اور گانے کی ساری ٹھاکری، آسودگی اور تازگی اس کی آنکھوں اور چہرے سے جاتی رہی تھی وہ وحشت آلودہ سا ہو گیا تھا یوں لگا تھا کسی نے اس کے ذہن کی قدیلیں بجھا کر اسے ذہنت کے کانٹوں، بھروسے راستوں پر ڈال دیا ہو۔ ہاتھ کے اشارے سے رازرک نے لڑکی کو رقص بند کرنے اور سازندوں کو ساز ختم کرنے کا حکم دیا اور پھر ہاتھ ہی کے اشارے سے بھٹکھٹکی نے انہیں اس کمرے کے پچھلے راستے سے نکل جانے کا حکم دیا۔ جب وہ باہر نکلے اور وہ رقاصہ اس کمرے کے پچھلے دروازے سے نکل گئی تب رازرک نے اپنے اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تم بت کے کاؤنٹ جولین کو اندر بھیجو۔ وہ پہرے دار باہر نکلا۔ رازرک نے اپنے دفاع کی خاطر اپنے دائیں چلوں میں رکھی ہوئی گولہ بے نیام کر کے اپنے پیچھے رکھ لی اور پھر اپنی چری چلی گئی لگا ہوا بیخبر بھی اس نے بے نیام کر کے اپنے لباس کے اندر کر کے چھپا لیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد بت کا حاکم کاؤنٹ جولین اس کمرے میں داخل ہوا اور کمال مبروہ استعجال کا مظاہرہ کرتا ہوا وہ مسکراتا اور بے پناہ مسرت اور اطمینان کا

ساڑا پر اس نے اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے ہات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا اے جولین! یہ جو تم نے کہا ہے کہ تمہاری بیوی اپنی بیٹی قورڈا کے حلقہ اواس اور گھر مند ہے یہ میں تسلیم کرتا ہوں تم اپنی بیٹی قورڈا کو اپنے ساتھ جب جاؤ بت لے جاسکتے ہو لیکن تمہاری یہ بات میرے لئے قابل قبول نہیں کہ تم بہت جلد ہسپانیہ سے بہت کی طرف کوچ کرنا چاہو ہو۔ آخر تم میرے دوست ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ میرے اس شاہی محل میں چند دن گزارو۔ جواب میں کاؤنٹ جولین نے مکرانے ہوئے کہا! اے بادشاہ میری بیوی بھی بہت شرم میں میرے لئے گھر مند ہوگی۔ لہذا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں دو دن آپ کے ساتھ شاہی محل میں قیام کرنے کے بعد واپس بہت کی طرف کوچ کر جاؤں۔

کاؤنٹ جولین کے اس فیصلے کے جواب میں رازرک نے کچھ دیر گردن جھکا کر سوچا پھر اس نے کہا۔ اے جولین تمہارا فیصلہ مجھے منظور ہے تم دو دن تک اس شاہی محل میں قیام کرو تمہاری حیثیت ایک معزز ترین صہان کی ہوگی اس کے بعد تم بہت کی طرف کوچ کر جانا! اس کے جواب میں کاؤنٹ جولین نے پھر بولے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ اگر آپ اجازت دیں میں ابھی اور اسی وقت اپنی بیٹی سے ملنے کے لئے جاؤں اور محل کے اندر جہاں میرا قیام ہو وہاں میری بیٹی بھی میرے ساتھ رہے۔ جواب میں رازرک نے مسکراتے ہوئے کہا! اے کاؤنٹ جولین تمہارے ایسا کرنے کی اجازت ہے ابھی اور اسی وقت اپنی بیٹی قورڈا سے مل سکتے ہو اور شاہی محل میں جہاں تمہاری رہائش کا انتظام کیا جا رہا ہے وہاں تم اپنی بیٹی قورڈا کو بھی اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو۔ رازرک کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد کاؤنٹ جولین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اپنے سر کو خم کرتے ہوئے رازرک کے اس کمرے سے نکل گیا تھا؟

توڑی ویچہد بہت کا حکمران کاؤنٹ جولین اپنی بیٹی قورڈا کے کمرے میں داخل ہوا اس نے دیکھا قورڈا کمرے کے اندر کئی مسمری پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ تاریک کھڑکرات کی طرح بیکر آلام دکھائی دے رہی تھی اس کے جسم کا ایک ایک اور اعضاء و جوارح نور خوں تھے اور اس کی حالت سے یوں دکھائی

حادثے کے سلسلے میں جو خدشات جو غمخیزات اس کے دل میں پرورش پا رہے تھے وہ کسی حد تک جاتے رہے تھے۔ لہذا اس نے ساری پریشانیوں اور سارے غمخیزات کو جھٹکتے ہوئے اور اپنے چہرے پر منونیت اور خوش کن اثرات پھیلاتے ہوئے کاؤنٹ جولین کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی اور بڑے رفیقانہ انداز میں کہنا شروع کیا! اے جولین سنو گمیں اس وقت ہسپانیہ کا بادشاہ ہوں لیکن تمہارے ساتھ میرے تعلقات دینے کے دینے ہی رہیں گے جیسے دوستوں کے درمیان اس وقت تھے جب میں ہسپانیہ کا بادشاہ نہ تھا! اے جولین میں جانتا ہوں کہ تم ایک وفادار اور پر غلوص دوست اور ہسپانیہ کے اس انتخاب کے بعد بھی تم میرے ساتھ تعاون کرنے کی کوشش کرو گے لہذا میرا فیصلہ یہ ہے کہ حسب سابق تم بہت کے حکمران رہو گے اور میرے اس دور میں تمہاری حیثیت تمہاری اس حالت سے زیادہ بڑھ جائے گی جو تمہیں حیثیت کے دور حکومت میں حاصل تھی میں تمہارا شکر گزار اور بے حد ممنون ہوں جو تم بہت سے کل کے میرے بادشاہ بننے پر مجھے مبارک باد دینے کے لئے ہسپانیہ میں داخل ہوئے ہو؟

رازرک کے ان الفاظ نے جولین کا حوصلہ اور بڑھا دیا اور اب اس نے اپنے اصل دماغ اور مقصد کی طرف آتے ہوئے رازرک کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا! اے بادشاہ میں آیا تو صرف اپنے آپ کو مبارکباد دینے کے لئے تھا لیکن اس موقع پر میں آپ سے ایک اچھی اور گزارش بھی کرنا پسند کروں گا۔ اس پر رازرک نے چونک کر کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ اس خوشی کے موقع پر تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر کاؤنٹ جولین نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے بادشاہ آپ جانتے ہیں کہ میری اکلوتی بیٹی قورڈا ایک عرصے سے ہسپانیہ کے شاہی محل کے اندر زیر تربیت ہے اس کی ماں کو اس سے ملنے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے اب اس کی ماں اس کے لئے اواس اور گھر مند ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اس کی بیٹی اس سے ملے لہذا میرا ارادہ یہ ہے کہ جلد از جلد ہسپانیہ سے بہت کی طرف لوٹ جاؤں اور باقی دفعہ اپنی بیٹی قورڈا کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤں۔ کاؤنٹ جولین کی اس بات پر رازرک ذرا کچھ چونک

مند اور پریشان نہ ہو یہ جہاں حادثوں اور سانحوں کا جہاں ہے اس کی آپ وکل کی کھکھ کے اندر آفریش اور ابد کی ساتوں کے درمیان تقدیر کے ایسے بدترین حادثے نمودار ہوتے ہی رہتے ہیں پر عقرب تم دیکھو گی میں رازرک کے سامنے تقدیر کا ایک ناقابل برداشت دھارا بین کر نمودار ہوں گا اور اس رازرک کی تدبیر کی قہاء کے سارے بند کھول کر اس کی سوچوں کی پروں کے خول اس کے ذوق آرزو جستجو میں ڈبر اور اس کے حوصلوں کی ناکا کی میں شکست و ریخت بھر کر رکھ دوں گا میری بیٹی تو اپنے آپ کو سنبھال تیرا اداس اور مفہوم چہرہ میری پریشان حال آنکھیں اور تیری یہ کھری کھری جسمانی حالت میرے بدن میں چپتی ہے اور درد کو ڈنٹتی ہے۔ اے میری بیٹی مطمئن رہ اس رازرک نے آج مجھ پر خون اٹھتی ہوئی سامعین طاری کی ہیں تو آنے والے دنوں میں میں اس رازرک کی زندگی کے راستوں کو آگ اور خون سے بھر دوں گا۔

اے میری بیٹی اب تو اپنے آپ کو سنبھال اور میرے ساتھ چل تاکہ باپ بیٹی اکٹھے دو دن اس شامی محل کے اندر قیام کریں اور اس کے بعد یہاں سے بہت کی طرف کوچ کر جائیں۔ اس لئے کہ تمہاری ماں تمہارے لئے بڑی مگر مند اور پریشان حال ہے اور وہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہوگی۔

کاؤنٹ جولین کے کہنے پر اس کی بیٹی فورڈا نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اور ساتھ والے کمرے میں جا کر ہاتھ منہ دھو کر اور کپڑے تبدیل کر کے پہلے اس نے اپنی حالت کو درست کیا پھر اپنا سارا سامان سمیٹ کر وہ دوبارہ کاؤنٹ جولین کے پاس آکر بیٹھ گئی اور بڑی رازداری سے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میرے باپ میں آپ سے یہ جانتا چاہوں گی کہ آپ اس رازرک سے میری اس بے عزتی کا بدلہ اکیلے اور کس طرح لیں گے اس پر کاؤنٹ جولین کے چہرے پر انتقام کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے تاہم اس نے اپنے آپ کو فوراً سنبھال لیا۔ اپنا ہاتھ بڑے پیار سے اس نے فورڈا کے سر پر رکھا اور کہنے لگا! اے میری بیٹی ایسی باتوں کے لئے یہ جگہ انتہائی نامناسب ہے میں انتقام کی ابتداء کیسے کروں گا۔ یہ بات بہت جا کر تمہاری ماں کے سامنے بتاؤں گا اس وقت تم یہ

دے رہا تھا جیسے غموں کی دھوپ نے اسے چاٹ چاٹ کر کزور اور لاغر بنا کر رکھا دیا ہو۔ جب کاؤنٹ جولین اس کمرے میں داخل ہوئے تو فورڈا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اپنے باپ کو اپنے کمرے میں یوں اچانک دیکھ کر وہ چونک سی پڑی پھر اپنی جگہ سے اٹھی۔ بھائی ہوئی وہ آگے بڑھی اور بری طرح وہ اپنے باپ سے لپٹی رونے لگی تھی۔ فورڈا کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہی کاؤنٹ جولین نے سب سے پہلے کمرے کو اندر سے بند کیا پھر فورڈا کو اپنے ساتھ لپٹائے وہ آگے بڑھا مسمری کے سامنے جو تختیش لگی ہوئی تھیں ان نشیوں میں سے ایک پر اس نے فورڈا کو بٹھایا اور خود اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے انتہائی شفقت انتہائی محبت اور نرمی میں فورڈا کو سمجھانے کے انداز میں کتا شروع کیا اے فورڈا میری بیٹی میں جان چکا ہوں کہ ہمسائیہ میں اس شامی محل میں تم پر کیا گزری ہے اس لئے کہ طغی شر کا طریف بن مالک مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا چکا ہے اے میری بیٹی تم اپنے آپ کو سنبھالو۔ میں دو دن تک اس شامی محل میں قیام کروں گا اور مجھے شک ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اس دوران رازرک ضرور اپنے آدمی میرے پیچھے لگا کر رکھے گا تاکہ وہ میرے اور تمہارے درمیان ہونے والی گفتگو کو رازرک تک پہنچا سکیں۔ لہذا اے میری بیٹی تم اپنی حالت اپنی گفتگو اپنے چہرے اور اپنے جذبات سے قطعاً کسی پر یہ ثابت نہ ہونے دینا کہ اس محل کے قیام کے دوران رازرک کی طرف سے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی ہو چکی ہے۔ رازرک مجھے کہہ چکا ہے کہ میں کم از کم دو دن اس شامی محل میں قیام کروں اور اس دو دن کے قیام کے بعد میں حمیت ساتھ لے کر بہت کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور بہت بچنے کے بعد اے میری بیٹی تم دیکھنا کہ میں تیری اس عزت و ناموس کے پامال کرنے اور تجھے بے آبرو کرنے کا کیسا ہولناک اور برا انتقام اس رازرک سے لیتا ہوں۔

جولین تھوڑی دیر کا پھر وہ دوبارہ بڑی شفقت سے اپنا ہاتھ فورڈا کے شانے پر رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا اے فورڈا میری بیٹی یہ رازرک کبھی میرا رفاق نہ تھا اب میرا شریک جہاں بن کر سامنے آیا ہے۔ اے میری بیٹی تم فکر

کر کہ اپنا سامان لے کر میرے ساتھ ہو لو اور میرے ساتھ ہی تم شاہی محل کے اندر قیام کرو اور اپنے چرے اور اپنی گفتگو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ اس محل کے اندر تمہارے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش ہی نہیں آیا تاکہ رازدک ہم دونوں کی طرف سے بے فکر ہو جائے اور ہمارے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کرے۔ قورڈا اپنے باپ کی ساری گفتگو سمجھ گئی تھی۔ اس نے اپنا سارا سامان سمیٹ کر سنبھالا پھر وہ اپنے باپ کے ساتھ ہوئی تھی۔ کاؤنٹ جولین قورڈا کو لے کر شاہی محل کے اس حصے کی طرف چلا گیا جہاں اس کے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس طرح اس نے رازدک سے ملے شدہ لائحہ عمل کے مطابق دو یوم تک فوڈیزو کے اس شاہی محل میں قیام کیا اس کے بعد وہ اپنی بیٹی قورڈا کو لے کر افریقہ کے ساحلی شہر بیت کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

شام سے تھوڑی دیر پہلے قورڈا اپنے باپ کاؤنٹ جولین کے ساتھ بے چرگی کا دھم اور داغ حسیاں لئے بیت شہر میں اپنے محل کے اندر داخل ہوئی اس موقع پر وہ درندہان جیسی اداس، گھٹکتا جیسی ویران اور باد صحر میں لپٹی حیات گریز جیسی بکری بکری سی تھی۔ اس کی ماں غریبہ کو بھی شاید اپنے شوہر اور بیٹی کی آمد کی خبر ہو گئی تھی اس لئے کہ جب وہ دونوں باپ بیٹی شاہی محل کے صدر دروازے کے اندر داخل ہوئے تو سامنے سے اس کی ماں غریبہ تقریباً بھاگتی ہوئی اس کی طرف بڑھی تھی اپنی ماں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر حسین قورڈا کی بھی نظروں کی غافلہوں کے اندر اٹھوں کے دریا بہہ نکلے تھے اس کی روح میں تین کا ہماری بوجھ پڑ گیا قاتل میں غار گفتگو کی خراشیں گہری ہو گئی تھیں اور ذہن میں نقشہ حسرتوں کی تحفہ پہلے کی نسبت کہیں تیز ہو کر رہ گئی تھیں۔

بہر حال حسین قورڈا اس موقع پر دریا آٹھکیں اور صحر ذہن لئے خاموش آٹھکیں سیال کی طرح اپنی ماں کی طرف بڑھی تھیں اور جب اس کی ماں اس کے قریب آئی تو وہ ہلک پڑی اور پھر وہ اپنی ماں غریبہ کے ساتھ پلٹ کر اور

دعاؤں مار مار کر رونے لگی تھی۔ کافی دیر تک قورڈا اپنی ماں کے ساتھ پلٹ کر روتی رہی جب کہ اس کی ماں غریبہ خود بھی روتی رہی اور بیٹی کو تسلی اور ڈھارس بھی دیتی رہی اور ان دونوں کے قریب کھڑا ہوا بیت کا حکمران کاؤنٹ جولین بھی آنسو بہا رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی ساں رہا پھر غریبہ اپنی بیٹی قورڈا کو کس قدر سنبھالنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اپنی ماں کے کہنے پر قورڈا نے اپنی آٹھکیں خشک کیں پھر بیوی حسرت سے اس موقع پر اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بکری بکری آنسو ڈالنے لگے لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

اے میری ماں رازدک کے ناگ کی طرح خوف بھرے چہن کا دکھار ہو گئی ہوں۔ اس نے مجھے بے صحت بے آہدہ کر دیا ہے۔ اب میں کراہوں میں سانس لیتی ہوئی ایک دکھ بھری زندگی ہوں۔ اے ماں میں ایک ایسی لڑکی ہو کر رہ گئی ہوں جس کا حال ہی اس کے لئے دہان ہے! کاش میں بیت سے نکل کر ہسپانیہ کے مرکزی شہر فوڈیزو میں تربیت حاصل کرنے کے لئے نہ گئی ہوتی! اے ماں اگر مجھے خبر ہوتی کہ ہسپانیہ جا کر میں اپنی صحت کے گہر سے محروم ہو جاؤں گی تو مجھے خداوند جہاں کی میں ہسپانیہ کا رخ نہ کرتی! اے میری ماں بے صحت بے آہدہ ہونے کے بعد اب کون مجھے عزت کون مجھے حکم دے گا اور کون مجھے اپنی زندگی کا ساقی بنانا پسند کرے گا۔ غریبہ اپنی بیٹی قورڈا کی باتوں کا جواب تو کوئی نہ دے سکی تاہم اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی تسلی دے رہی تھی۔ ساتھ ساتھ خود بھی روتی جا رہی تھی۔ اس موقع پر کاؤنٹ جولین بولا اور اس نے قورڈا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میری بیٹی سنا میں رازدک کی اس حیوانیت کو خاموش تماشا بن کر برداشت نہ کروں گا اس نے میری بیٹی کو گہر صحت سے محروم کیا ہے۔ قسم یسوع مسیح کی میں اس کے لئے ایسے اسباب پیدا کروں گا کہ اے اس کی زندگی اس کی جان سے بھی محروم کر کے دکھ دوں گا! اے میری بیٹی مطمئن رہ رازدک اگر احرام انسانیت کا ٹکڑا ہے تو میں اسے ایسا احرام ایسی عقیدت سکھاؤں گا کہ آئے والی لٹیں اور تاریخ کے اوراق اس کے لئے جہت خیر بن کر رہ جائیں

گی۔ یہاں تک کہنے کے بعد کاؤنٹ جولین اچانک خاموش ہو گیا! پھر دروازے کے قریب کڑے ایک محافظ کو اشارہ سے بلایا۔ وہ محافظ بھاگتا ہوا قریب آیا تو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! ابھی اور اسی وقت بھاگتے ہوئے جاؤ اور اسقف طولوس کو بلا کر میرے پاس لاؤ۔ کاؤنٹ جولین کا یہ حکم سن کر وہ محافظ بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا جب کہ خود کاؤنٹ جولین اپنی بیوی غریبہ اور بیٹی فلورینڈا کو اپنے ساتھ لپٹائے محل کے اندرونی حصے کی طرف جا رہا تھا۔

○

کاؤنٹ جولین اس کی بیوی غریبہ اور بیٹی فلورینڈا اپنے محل کے ایک کمرے میں بیٹھے رازدک کی وجہ سے فلورینڈا کو ہسپانیہ میں پیش آنے والے حادثے کے متعلق ہی گفتگو کر رہے تھے کہ جس محافظ کو کاؤنٹ جولین نے بت کے اسقف طولوس کو بلانے کے لئے بھیجا تھا وہ محافظ اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا اپنے سر کو ٹم کرتے اور کاؤنٹ جولین کو تعظیم دینے کے بعد اس نے نرم لہجہ میں کاؤنٹ جولین کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا شروع کیا! اے آقا میں آپ کے حکم کے مطابق اسقف طولوس کو بلا کر لایا ہوں اور وہ اس وقت آپ کے اس کمرے سے باہر آپ سے ملاقات کرنے کے لئے کڑے ہیں اس محافظ کے انکشاف پر کاؤنٹ جولین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم نے اسقف طولوس کو باہر کیوں کھڑا کر دیا ہے۔ انہیں اندر آنے دو کاؤنٹ جولین کے اس حکم کے بعد محافظ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور اسی لہجہ اسقف طولوس کمرے میں داخل ہوا کاؤنٹ جولین نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور سامنے ہی ایک نشست پر اسے بٹھایا پھر وہ خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ کمرے میں چند لمحوں کا سکوت طاری رہا پھر اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے اسقف طولوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا شروع کیا۔

اے اسقف طولوس مجھے غور سے سنو! میں اپنی بیٹی فلورینڈا سے اس لئے متعارف کرا رہا ہوں کہ میں اپنی بیٹی کے متعلق ہی تم سے گفتگو کرنے والا ہوں اور اسی سلسلے میں میں نے تمہیں بلایا ہے۔ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ میری بیٹی

فلورینڈا ہسپانیہ کے شاہی محل میں زیر تربیت تھی۔ یہ اس وقت وہاں گئی تھی جب اس کا نانا عیث ہسپانیہ کا بادشاہ تھا۔ اسقف طولوس تم جانتے ہو کہ عیث اور اس کے بیٹے کو قتل کیا جا چکا ہے اور اب رازدک ہسپانیہ کا بادشاہ ہے یہ رازدک چاہتا تھا کہ میری بیٹی فلورینڈا اس سے شادی کرے اور جب اس نے شادی کا بیٹھام میری بیٹی کو بھیج دیا تو میری بیٹی نے انکار کر دیا اس کے جواب میں اس شیطان صفت انسان نے میری بیٹی کو بے آبرو اور گورہ صحت سے محروم کر کے رکھ دیا ہے۔

کاؤنٹ جولین کے اس انکشاف پر اسقف طولوس چونک سا پڑا اور حیرت زدہ سے انداز میں جولین کی طرف دیکھتے ہوئے پریشان کن انداز میں پوچھا اے جولین تم کیا کہہ رہے ہو یہ رازدک تو ہمارا دوست تھا پھر ہسپانیہ کے تخت پر بیٹھے کے بعد اسے تو ہسپانیہ کی سامری بیٹوں کا بھائی اور ساری بیٹیوں کا باپ ہونا چاہیے تھا اور ہمارے دوست کی حیثیت سے اسے محتاح فلورینڈا کو اپنی بیٹی سمجھنا چاہیے تھا پھر اس شیطان صفت انسان نامراد شخص نے کیسے اور کیوں میری اس بیٹی فلورینڈا کو بے صحت کر کے رکھ دیا۔ اے جولین تم نے اگر اسی حادثے کے متعلق مجھے بلایا ہے تو کل کر کو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

جواب میں کاؤنٹ جولین نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر شاید اس نے اپنے ذہن میں کوئی آخری فیصلہ کرنے کے بعد اسقف طولوس کو مخاطب کر کے کہا شروع کیا۔

اے طولوس میں ہسپانیہ کے موجودہ بادشاہ رازدک سے اپنی بیٹی کی اس بے آبروگی اور اس ذلت اور اس رسوائی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور اس کے لئے جو میں نے طریقہ کار استعمال کرنا ہے اس کے متعلق بھی میں نے سوچ لیا ہے! اے طولوس میں اور تم کل یہاں سے طنجہ شرکی طرف روانہ ہوں گے وہاں ہم طنجہ کے حاکم طارق بن زیاد سے ملیں گے اس سے میں اپنی بیٹی کی اس بے آبروگی کی ساری داستان کہوں گا اور اس سے التجا کروں گا کہ وہ ہسپانیہ پر حملہ آور ہو کر اس ملک کو فتح کر کے اپنی عمل داری میں شامل کر لے اور سنو اسقف

شب کے کارواں خاموش ہیں اور لوگ اپنے ہی سید کی آگ میں سوزاں دکھائی دیتے ہیں۔

کاؤنٹ جولین نے پھر کتنا شروع کیا۔ سٹو طولوس میں ان مسلمانوں کو ہسپانیہ پر نہ صرف ترجیح دیتا ہوں بلکہ ہسپانیہ کے عیسائیوں کے مقابلے میں میں انہیں اخلاقی لحاظ سے انتہائی بلندوں اور اعلیٰ مقام پر پاتا ہوں۔ اے طولوس نہ صرف یہ کہ میں عام مسلمانوں سے کئی بار مل چکا ہوں بلکہ میں افریقہ میں ان کے والی موسیٰ بن نصیر طنجہ کے حاکم طارق بن زیاد اور اس کے نائب طریف بن مالک سے بھی مل چکا ہوں اور ان لوگوں سے ملنے کے بعد میں نے ان کی فضیلت کے حلقے جو اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان رات کے سیاہ پاندوں میں سفید رنگ کے بے داغ پھول ہیں یہ ساحلوں کی عزت اور پرجوں کا جمال ہیں۔ ان کے نقش میں احرام آدمیت اور ان کے عکس میں عظمت انسانیت ہے ان کے اخلاق میں رفعتوں کا جمال اور ان کے کردار میں اچالوں کے رنگ ہیں وہ خضر کے راہبر اور وقت کی گود میں عروس حیات ہیں۔ جب یہ لوگ ہسپانیہ میں داخل ہوں گے تو اے طولوس میں جنس یقین دلاتا ہوں کہ یہ لوگ ہسپانیہ کے اندر خواہوں کے اجڑے کھیتوں کو آباد کریں گے۔ پھروں کی رنگوں میں کھولتی آگ سے فعدے پھٹے پانی کے جھروں کو جاری کر دیں گے اور ہسپانیہ کے اندر ہر سمت اخوت اور احرام انسانیت کا بول بالا کر کے رہیں گے اس لئے کہ ہسپانیہ کے عیسائیوں کے مقابلے میں یہ مسلمان انسانیت کی کھٹکھٹاں اور فطرت کا پرکشش حسن ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد کاؤنٹ جولین تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا! اے طولوس اگر تم میرے ساتھ طنجہ کے مسلمان حاکم طارق بن زیاد کی طرف نہ بھی گئے تب بھی میں اکیلا ہی طنجہ شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اس لئے کہ میں رازرک سے اپنی بیٹی فلورنڈا کا انتقام لینے کا پختہ عزم کر چکا ہوں اور میں ہر صورت میں مسلمانوں کو ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے آمادہ کروں گا! کاؤنٹ جولین کی اس گفتگو کے جواب میں طولوس بولا

طولوس اگر طارق بن زیاد اس پر آمادہ ہو گیا اور اس نے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے پر اپنی ضماندی ظاہر کی تو میں جنس یقین دلاتا ہوں یہ مسلمان نہ صرف ہسپانیہ پر قابض ہو جائیں گے بلکہ رازرک کو گرفتار کر کے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے اور جس روز ایسا ہو گیا کہ میں سمجھوں گا کہ میں نے رازرک اور ہسپانیہ دونوں سے اپنی بیٹی کی بے عصمتی کا بدلہ اور انتقام لے لیا ہے۔ کاؤنٹ جولین جب خاموش ہوا تب طولوس نے حیرت زدہ لیچے اور کسی قدر فضیلتی آواز میں اسے مخاطب کر کے کتنا شروع کیا۔

اے جولین میں تمہاری اس سوچ سے قطعاً اتفاق نہیں کرنا کیا تم ایسا کر کے یہ چاہتے ہو کہ عیسائیت مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو اے جولین! تم چاہتے ہو کہ ہسپانیہ کی زندگی کا دل کش روپ خون کے سیلاب کی نذر ہو جائے کیا تم چاہتے ہو کہ ہسپانیہ کا حسن فطرت بربادی کے طوفانوں کا فکار ہو جائے کیا تم چاہتے ہو کہ ہسپانیہ کی جھبی گھاس اور اس کے عین و گلاب خزاں کے زمزموں اور رس جستے بھوردوں کی نذر ہو کر رہ جائیں۔ اے کاؤنٹ جولین اگر تمہاری سوچ پایہ تکمیل کو پہنچ گئی تو سن رکھو اس طرح عیسائیت کا ایک ملک جو اپنی سرسبز شادابی میں جواب نہیں رکھتا۔ وہ مسلمانوں کے ہاتھ چڑھ جائے گا اور میں ایسا ہرگز پسند نہ کروں گا۔

طولوس کے جواب پر کاؤنٹ جولین نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر اس نے طولوس کی طرف دیکھتے ہوئے کتنا شروع کیا! اے طولوس اگر میری بیٹی فلورنڈا کی جگہ تمہاری بیٹی ہوتی اور رازرک اسے بے رحمی اور شیطان منشی سے کام لیتے ہوئے بے آہود کر دیتا تو پھر میں اس وقت تم سے پوچھتا کہ تمہارے کیا جذبات ہیں اور تمہارا کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے! اے طولوس ہسپانیہ کی اصل حالت اور کیفیت تمہارے سامنے نہیں ہے میں وہاں سے ہو کر آ رہا ہوں وہاں کے کوسے کوسے میں وحشیانہ رقصاں ہیں۔

وہاں کے ذرے ذرے میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے لوگ ان لاشوں کی طرح پلٹے پھرتے ہیں جو اپنی روح پر گراں بار وزن لئے ہوئے ہیں وہاں روز و

داغ چادریں بھی تھیں اور اس چٹائی اور چادروں پر طارق بن زیاد نے کاؤٹ جولین اور طولوس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ کاؤٹ جولین اور طولوس ایک دوسرے کی طرف متنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بیٹھ گئے۔ پھر کاؤٹ جولین نے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا اور کہنا شروع کیا اے طغیہ کے حاکم جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بتہ کا حکمران کاؤٹ جولین ہوں اور میرے ساتھ بتہ کا استقف طولوس ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتے حاضر ہوا ہوں کہ میری بیٹی جس کا نام قلدورہڑا ہے وہ ہسپانیہ کے مرکزی شہر لویڈو میں زیر تربیت تھی۔ ہسپانیہ کا سابق بادشاہ میرا سرور میری بیٹی کا نانا تھا لہذا میری بیٹی بے فکر ہو کر وہاں تربیت حاصل کر رہی تھی لیکن گذشتہ دنوں ہسپانیہ کے ایک سردار جس کا نام رازرک ہے اس نے ہسپانیہ میں بغاوت کر کے نہ صرف یہ کہ سابق بادشاہ عیش کو موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ تخت و تاج پر بھی اس نے قبضہ کر لیا! اے طغیہ کے مہربان حاکم! ہسپانیہ کے تخت پر قابض ہونے کے بعد اس رازرک نے میری بیٹی قلدورہڑا سے شادی کرنا چاہی جب اس نے اپنی خواہش کا اظہار میری بیٹی سے کیا تو میری بیٹی نے اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کی اس رازرک نے میری بیٹی کو یہ سزا دی کہ اس نے زبردستی میری بیٹی کے دامن عصمت کو آلودہ کرتے ہوئے اسے بے آبرو اور بے عصمت کر کے رکھ دیا۔ اتنا کہنے کے بعد کاؤٹ جولین تھوڑی دیر کے لئے رک گیا۔ یہ واقعات بیان کرتے ہوئے اس کے دل پر رقت طاری ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک کاؤٹ جولین یوں ہی خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنی گفتگو کا سلسلہ دوبارہ جاری رکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔ اے ابن زیاد آپ کے نائب طریف بن مالک میرے اور میری بیٹی کے حالات سے پوری طرح واقف ہیں جب مجھے خبر ہوئی کہ میری بیٹی کو بے عصمت کر دیا گیا ہے تو میں ہسپانیہ میں داخل ہوا میں رازرک سے ملا اس پر یہ اظہار نہیں کیا کہ مجھے اپنی بیٹی کے بے عصمت ہونے کی خبر ہو گئی ہے بلکہ میں نے اس پر یہی ظاہر کیا کہ میں اسے اس کے بادشاہ بننے پر اس کو مبارکباد دیتے ہسپانیہ میں

اور پارمانے کے انداز میں اس نے کہا! اے جولین تمہاری گفتگو نے مجھے حاشا کیا ہے۔ میں تمہیں اکیلا طغیہ کے مسلمان حکمران طارق بن زیاد کی طرف نہ جانے دوں گا۔ رازرک کے اس بیباک جرم کے انتقام میں میں بھی پوری طرح تمہارا ساتھ دوں گا اور سچو اے جولین میں کل تمہارے ساتھ طغیہ کی طرف کوچ کروں گا۔ طولوس کا جواب سن کر کاؤٹ جولین خوش ہو گیا تھا لہذا جولین نے باہر نکل کر اپنے خدام کو کھانا لانے کے لئے کہا تھوڑی دیر تک ان چادروں کے لئے اسی کمرے میں کھانا چن دیا گیا اور وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

طغیہ شہر کی جامع مسجد سے ملحق دارالعدل میں طارق بن زیاد طریف بن مالک اور ان دونوں کا مکان منیٹ اکٹھے بیٹھے بیٹوں کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ ایک جوان بڑی تیزی کے ساتھ اس دارالعدل میں داخل ہوا اور طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ یا امیر! بتہ شہر کا حاکم کاؤٹ جولین اور اس کے ساتھ استقف طولوس ہمارے شہر طغیہ میں داخل ہوئے ہیں اور اس وقت وہ دارالعدل کے باہر کھڑے آپ سے ملاقات کرنے کے امیدوار ہیں۔ جواب میں طارق بن زیاد نے بغیر کسی توقف کے اس جوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! ان دونوں کو اندر بھیجوان کے گھوڑوں کو صمان خانے کے اسٹبل کی طرف لے جلاؤ وہ جوان فوراً باہر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کاؤٹ جولین اور استقف طولوس دارالعدل کے اس کمرے میں داخل ہوئے طارق بن زیاد طریف بن مالک اور منیٹ نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور گر جموشی کے ساتھ ان دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے وہ انہیں کمرے کے اس حصے کی طرف لائے جہاں وہ تھوڑی دیر پہلے بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ طارق بن زیاد نے ان دونوں کو اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

کاؤٹ جولین اور استقف طولوس نے اس کمرے کا جائزہ لیا۔ سادہ سادہ ایک کمرہ تھا جس میں رہائش کا کوئی سامان نہ تھا۔ فرش پر سکجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی بچھا دی گئی تھی اور چٹائی کے اوپر چھ سفید رنگ کی چٹکی ہوئی ہے

کسی کی سرزمین پر حملہ آور ہوں یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد طارق بن زیاد نے پھر کاؤٹ جولین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! سنو جولین افریقہ کے اندر مسلمانوں کے ان سارے علاقوں کے امیر اعلیٰ موسیٰ بن نصیر ہیں اور ہسپانیہ پر حملہ آور ہوئے یا نہ ہوئے کا فیصلہ کرنے کا حق صرف انہیں ہی حاصل ہے۔ ہاں اگر وہ مجھے حکم دیں تو پھر میں ہسپانیہ کی سرزمین پر حملہ آور ہونے کا اہتمام کر سکتا ہوں۔ لہذا اے جولین میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ تم یہاں سے ہمارے مرکزی شہر قیروان کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں تم موسیٰ بن نصیر سے ملو۔ ان کے سامنے اپنی عرض داشت پیش کرو اور مجھے امید ہے کہ وہ تمہاری مدد اور نصرت پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا اہتمام ضرور کریں گے۔ اے جولین تم آنے والی رات ہمیں ہمارے پاس ایک ہمسائے کی حیثیت سے قیام کرو اور کل صبح ہی صبح تم اسقف طولوس کے ساتھ طنجہ شہر سے قیروان کی طرف کوچ کر جاؤ اور مجھے امید ہے کہ ہمارے امیر اعلیٰ موسیٰ بن نصیر تمہیں مایوس نہ کریں گے۔

کاؤٹ جولین تھوڑی دیر تک بڑی شہر گزاری اور منونیت سے طارق بن زیاد کی طرف دیکھا رہا پھر اس نے کہا شروع کیا! اے ابن زیاد میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری بہترین راہنمائی کی ہے آپ نے جو ہم دونوں پر یہ مہمانی کی ہے کہ آپ نے ہمیں یہاں ایک ہمسائے کی حیثیت سے قیام کرنے کی دعوت دی ہے تو میں اس موقع پر آپ سے گزارش کروں گا۔ آپ ایک مہمانی اور ہم پر کیجئے آپ اپنے کسی آدمی کو ہمارے ساتھ روانہ کیجئے جو ہم دونوں کو یہاں سے قیروان کی طرف لے جائے اور وہاں ہماری ملاقات مسلمانوں کے امیر اعلیٰ موسیٰ بن نصیر سے کرا دے۔ کاؤٹ جولین کی اس التجاہ کے جواب میں طارق بن زیاد پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر شاید اس نے کچھ فیصلہ کر لیا اور منکراتے ہوئے اس نے کاؤٹ جولین سے مخاطب ہوتے ہوئے پھر کہا شروع کیا! سنو جولین میں اس سلسلے میں بھی تمہاری مدد ضرور کروں گا۔ یہ

داخل ہوا ہوں اور اسی حالت میں میں نے رازدک سے یہ اجازت طلب کرنا کہ وہ میری بیٹی کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دے۔ رازدک نے ایہ کرنے کی اجازت دے دی! سنو میں اپنی بیٹی کو ہسپانیہ سے نکال کر بتہ میں لے آیا۔ اے ابن زیاد اب میں چاہتا ہوں کہ ہسپانیہ کے بادشاہ رازدک سے اس انتظام لوں اور اسی غرض کے لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور آپ سے یہ التجاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہسپانیہ پر حملہ آور ہوں اور اس سلسلے میں میری طرف سے جس قسم کی بھی مدد اور اعانت کی ضرورت ہوگی وہ میں ضرور مہیا کروں گا اور مجھے امید ہے آپ جیسے اچھے لوگ سالوں نہیں بلکہ ہفتوں کے اندر ہسپانیہ کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

کاؤٹ جولین جب اپنی بات کہہ چکا تو جواب میں طارق بن زیاد تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے غور سے کاؤٹ جولین کی طرف دیکھا اور کہا شروع کیا! اے جولین مجھے تمہاری بیٹی غور بڑا کے دامن صحت کے آلودہ ہونے کا بے حد دکھ اور غم ہے۔ تمہارے یہ حالات مجھے پہلے ہی میرا بھائی اور میرا عزیز طرف بن مالک شاپکا ہے۔ اے جولین تمہاری یہ ساری مشکوک کے جواب میں میں صرف یہ کہوں گا کہ تم نے غلط جگہ کار کیا ہے تم جانتے ہو کہ میں صرف طنجہ شہر کا حاکم ہوں اور اس شہر کے حاکم کی حیثیت سے میں بیرونی حملوں کا اہتمام اپنی مرضی اور اپنی غلطی سے نہیں کر سکتا۔ میرے ذمے بھی فرائض ہیں کہ طنجہ شہر اور اس کے اطراف کے سارے علاقوں میں امن و امان قائم رکھوں اور ان علاقوں پر کوئی بھی بیرونی قوت حملہ آور ہو تو اسے مار بھاؤں۔ سنو جولین جو المیہ جو حادثہ تمہاری بیٹی غور بڑا پر گزرا ہے یہ اگر طنجہ شہر سے ملحق افریقہ کی سرزمین کے کسی شہر میں واقع ہوا ہوتا تو میں ضرور تمہاری مدد اور حمایت کر سکتا تھا اور تمہاری بیٹی کی بے آدمی کو کا اہتمام لینے کے لئے میں ضرور تمہاری حمایت اور نصرت پر آمادہ ہو جاتا لیکن! اے جولین تم جانتے ہو! ہسپانیہ ایک دور دراز کی سرزمین ہے اور اس کے دور ہمارے درمیان سمندر مائل ہے سو! اے جولین میں حق نہیں دیکھا کہ اپنی طرف سے فیصلہ کرتے ہوئے

تھوڑی ہی دیر بعد ایک جوان اس صمان خانے میں آیا اور کاؤنٹ جولین کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا آپ دونوں میرے ساتھ آئیں امیر موسیٰ بن نصیر نے آپ دونوں کو طلب کیا ہے اس انکشاف پر کاؤنٹ جولین اور طولوس دونوں چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس جوان کے ساتھ ہو گئے وہ جوان ان دونوں کو لے کر اس عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہوا اور اس کمرے میں داخل ہونے کے بعد کاؤنٹ جولین اور طولوس نے دیکھا کہ اس کمرے کے سامنے والے حصے میں ایک بلند شہ نشین بنی ہوئی تھی اس شہ نشین کے اوپر گدے بچا کر ان پر سفید چادریں ڈال دی گئیں تھیں اور ان ہی سفید چادروں پر اس وقت ان دونوں کے سامنے موسیٰ بن نصیر اور اس کے ساتھ منیٹ بیٹھا ہوا تھا جب کاؤنٹ جولین اور طولوس اس کمرے میں داخل ہوئے تو موسیٰ بن نصیر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں کا استقبال کیا اور باری باری ان دونوں کے ساتھ مصافحہ کیا پھر کاؤنٹ جولین کا ہاتھ پکڑ کر اسے شہ نشین پر اپنے پاس بٹھایا اور بڑی نرمی اور بڑی شفقت سے اس نے جولین کو مخاطب کرتے ہوئے کنا شروع کیا۔

اے جولین مجھے میرا عزیز منیٹ سارے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھ سنا چکا ہے مجھے بے حد دکھ ہوا ہے کہ ہسپانیہ کے بڑے بادشاہ رازرک نے تمہاری بیٹی قورنیزا کے دامن کو آلودہ کر دیا ہے رازرک سے اپنی بیٹی کی اس بے آبروئی کا انتقام لینے میں تم حق بجانب ہو اب تم کو اس سلسلے میں تم ہم سے کیسی حمایت اور مدد کے متعلق ہو۔ موسیٰ بن نصیر کے اس استفسار پر کاؤنٹ جولین نے کہا شروع کیا! اے امیرا ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک نے میری بیٹی کو بے آبرو کر کے اس کے جسم و روح کے درمیان ایک دیوار اور دراڑھ کھڑی کر دی ہے اسے ایسا برا فعل کر کے میری بیٹی کو پھول سے خاود و خش اور جہنم سے دھوپ میں تبدیل کر دیا ہے۔ رازرک کے اس فعل سے میرے جسم کی رگ رگ میں اس کے خلاف رقابت اور انتقام کی آگ روشن ہو گئی ہے۔ اے امیر رازرک ایک گنگار انسان ہے اس نے نہ صرف میری بیٹی کو بے عزت کیا

میرے پاس طرف میرا اور طرف بن مالک کا نائب منیٹ بیٹھا ہوا ہے یہ کل تمہارے ساتھ قیروان کی طرف روانہ ہو گا۔ یہ امیر موسیٰ بن نصیر کے اعتماد اور ان کے حلقہ خاص کا ایک جوان ہے۔ یہ نہ صرف تمہیں طبع سے قیروان کی طرف لے جائے گا بلکہ وہاں موسیٰ بن نصیر سے تمہاری ملاقات کا اہتمام کر اے گا! طارق بن زیاد نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے منیٹ کو مخاطب کر کے کہا۔ منیٹ! میرے بھائی! تم کاؤنٹ جولین اسقف طولوس کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ یہ آج رات طبع کے صمان خانے میں قیام کریں گے۔ ان کے طعام اور قیام کا خیال رکھو اور کل تم انہیں اپنے ساتھ لے کر قیروان شہر کی طرف کوچ کر جانا۔ طارق بن زیاد کا یہ حکم پا کر منیٹ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر وہ کاؤنٹ جولین اور اسقف طولوس کو لے کر دارالعدل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

منیٹ ایک روز کاؤنٹ جولین اور طولوس کے ساتھ افریقہ کے مسلمانوں کے مرکزی شہر قیروان میں داخل ہوا اور سیدھا اس عمارت کی طرف آیا جس کے اندر افریقہ کے امیر موسیٰ بن نصیر کی رہائش تھی۔ اس عمارت کے گھرانہ شانہ منیٹ کے ہمراہ جانے والے تھے اس نے کہا کہ اسے دیکھتے ہی انہوں نے نہ صرف اس کے گھوڑے کی بلکہ کاؤنٹ جولین اور طولوس کے گھوڑوں کی بھی باگیں پکڑ لی تھیں۔ تینوں گھوڑوں کو وہ اس عمارت کے اصطبل کی طرف لے گئے تھے۔ اس عمارت کے صدر دروازے کے قریب ہی ایک صمان خانہ بنا ہوا تھا۔ منیٹ نے کاؤنٹ جولین اور طولوس کو اس صمان خانے میں بٹھایا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا تم دونوں تھوڑی دیر یہاں میرا انتظار کرو اتنی دیر تک میں امیر موسیٰ بن نصیر کی طرف جاتا ہوں اس سے بات کرتا ہوں اور تمہاری آمد کی غرض و قانت ان سے بیان کرتا ہوں پھر میں تمہیں ان کے پاس لے کر چلوں گا۔ کاؤنٹ جولین نے منیٹ کی متشکو کے جواب میں شہر گزاری کے سے جذبات سے اسے دیکھتے ہوئے ثابت میں اپنی گردن ہلا دی اور منیٹ وہاں سے نکل کھڑا چلا گیا تھا جب کہ کاؤنٹ جولین اور طولوس اسی صمان خانے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے۔

ہے بلکہ وہ ایک سمیر اندھروں کی سنگتی شب کی طرح ہسپانیہ میں چھا گیا ہے اور اس کے اس دور میں زندان بننے لگے ہیں اور لوگوں کے گھر وہاں کے دروازوں پر قفل بچنے لگے ہیں۔

اے امیر گو میں افریقہ کے ایک چھوٹے سے شہریت کا حکمران ہوں اور آپ کے سامنے میری کوئی حقیقت اور کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے کہ آپ تو افریقہ کے وسیع و عریض علاقوں کے امیر اور حاکم ہیں لیکن افریقہ کے اندر رہتے ہوئے اے امیر ہم سب کے دکھ اور سکھ ایک سے ہیں جاری کشتیں ایک ہی اور راتیں بھی ایک ہی ہیں افریقہ کی سرزمین کے اندر ان گنت اجنبی چروں میں آپ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کی ذات ہی ایسی ہے جن کے چہرے میرے لئے آشنا ہیں اور میرا اعتماد اور ایمان ہے کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جو ہسپانیہ کے دشت غمناک میں ایک نئے انقلاب کی جنبش اور لہجہ پیدا کر سکتے ہیں۔ ہسپانیہ کے حکمران تن کے گھروے اور من کے گمے ہیں اور مجھے امید نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں کی شہانوں میں دوڑتے گرم ار تازہ لو کا مقابلہ وہ لوگ نہ کر سکیں گے۔

اے امیر میں آپ کی طرف آتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ میں اپنی فردوس کم گشت کی تلاش میں نکلا ہوں۔ رازدک بنی آدم کی ذلت پر آمادہ ہے اور ہسپانیہ کے اندر اس نے مصیبت کے جہنم کڑے کر رکھے ہیں۔ اس نے میری بیٹی سے اس کے جہنم اور روح کی ہم آہنگی جھین لی ہے اس نے میری بیٹی کو غلط دل سے دست و دگر بیاں ہونے اور آتش جذبات میں جلنے کو چھوڑ دیا ہے۔ اے امیر! اس نے صرف میری بیٹی کے ساتھ نہیں کیا۔ نہ جانے ہسپانیہ کے اندر اور کتنی بیٹیاں ہوں گی جن کے ساتھ اس شیطان صفت انسان رازدک نے ایسا ہی سلوک کیا ہو گا جو اس نے میری بیٹی فلورنڈا کے ساتھ کیا ہے ان حالات میں اے امیر میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنے فکر کے ساتھ ہسپانیہ پر حملہ آور ہوں اور مجھے یقین ہے کہ گنگر رازدک آپ کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور آپ ہنٹوں کے اندر ہسپانیہ کو فتح کرنے اور اسے اپنی علم داری میں شامل کرنے

میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد کاؤنٹ جو لین تھوڑی دیر خاموش رہا پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا! یا امیر قہل اس کے کہ آپ میری اس اچھے کے سامنے کوئی آخری فیصلہ کریں میں آپ کے لئے ہسپانیہ کے سیاسی معاشی مذہبی اور معاشرتی حالات بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ یا امیر سیاسی لحاظ سے ہسپانیہ چار بڑے طبقوں میں تقسیم ہے اول حکمران طبقہ دوئم جاگیر دار اور امرا طبقہ سوئم ارباب کلیسا طبقہ چہارم عام لوگوں کا طبقہ۔ عام لوگوں کے اس طبقہ میں سرف یا موروثی مزارعین اور غلام شامل ہیں اول الذکر تینوں طبقے یعنی بادشاہ امراء ارباب کلیسا حاکم ہیں اور ان کے سامنے عوام محکوم ہیں۔ بادشاہت چونکہ موروثی نہیں ہے اس لئے بادشاہ کے انتقال پر اس کا جانشین جاگیر دار اور امراء مقرر کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ہسپانیہ کے اندر بادشاہ گر کے جاکے ہیں اسی وجہ سے بادشاہ اور جاگیرداروں کے درمیان حصول اقتدار کی کشمکش اندرونی طور پر برابر جاری رہتی ہے۔ دیکھنے میں تو بادشاہ مطلق العنان ہیں لیکن حکومت میں جاگیرداروں اور امراء اور کلیسا کا بھی بہت بڑا عمل دخل شامل ہے۔

ہسپانیہ کے اندر کلیسا کی مذہبی عدالتیں عوام پر طرح طرح کے مظالم توڑتی ہیں تاکہ عوام سے مال و دولت حاصل کریں اور ان پر دبدبہ اور سیادت قائم رکھیں یہ مذہبی عدالتیں فوج داری اور دیوانی دونوں طرح کے مقدمات کا فیصلہ کرتی ہیں اور ان کے فیصلہ بیشہ ظلم و ستم ناانصافی پر مبنی ہوتے ہیں۔ کلیسا کی سیاسی قوت بہت زیادہ ہے اور اس قوت سے عام طور پر ہسپانیہ کے بادشاہ بھی خوف زدہ رہتے ہیں یہی وجہ ہے ہر بادشاہ عوام پر کلیسا کے ظلم و ستم کو دیکھتا اور خاموش رہتا ہے۔ اس صورت حال نے ہسپانیہ کے اندر اہل کلیسا کو اور زیادہ بے یار و مددگار بنا دیا ہے۔

جہاں تک ہسپانیہ کی فوجی اور منکری قوت کا تعلق ہے وہ "اولا" امراء کے ہاتھ میں ہے ہر جاگیردار اور امیر کے پاس اپنی حیثیت کے مطابق لشکر ہوتے ہیں

عموماً ضبط کر لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان پر ہماری نگیں لگائے جاتے ہیں اور جرمائے کئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہودی سرمایہ دار اب ہسپانیہ کے اندر سرمایہ لگانے سے ڈرتے ہیں اور گریز کرتے ہیں۔ ان حالات میں اگر آپ ہسپانیہ پر حملہ آور ہوتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ عام لوگ بلکہ یہودی بھی آپ کے اس حملہ کا استقبال کریں گے۔

اے امیر! مذہبی زندگی کے لحاظ سے گوہسپانیہ کا بڑا طبقہ عیسائی ہے لیکن کلیسا نے بت پرستی، شرک اور جبر پرستی کو جائز قرار دے دیا ہے۔ کلیسا کی اندرونی خرابی کی وجہ سے لوگ تو ہم پرست ہو گئے ہیں اور ان میں ہر طرح کی اخلاقی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ عوام کو قلعہ مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ کوئی بھی شخص کلیسا کے جاری کردہ قواعد و روایات اور اثر و رسوخ کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتا اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو فوراً کلیسا کے ظلم و ستم کا نشانہ منتخب بنتا ہے۔

یہودی اس ملک میں سب سے زیادہ مظلوم و معذور ہیں ملک کی تجارت پر چونکہ ان کا قبضہ ہے اس لئے وہ بہت دولت مند ہیں اور یہ دولت مندی ہی ان کے لئے مصیبت کا باعث ہے۔ اہل کلیسا ان پر ہمارے ہمارے جرمائے کر کے ان کی جائیدادیں کلیسا کے لئے ضبط کر لیتے ہیں اس کے علاوہ مذہب کے نام پر یہودیوں پر اور بھی انسانیت سوز مظالم توڑے جاتے ہیں۔

یہاں میں یہ بھی ذکر کرتا چلا جاؤں کہ کلیسا تمام مذہبی امور میں مطلق العنان ہے اور تمام مذہبی اور مذہب سے تعلق رکھنے والے تمام امور کا فیصلہ کلیسا کی اپنی عدالتیں کرتی ہیں۔ یہ مذہبی عدالتیں جن کے اختیارات غیر محدود ہیں اپنے ظلم و ستم کے لئے بے حد بدنام ہیں اور عام لوگ بڑے بڑے امراء و رؤساء بھی مذہبی عدالت کے قصور سے کاپ اور لرز اٹھتے ہیں۔ ان عدالتوں سے عدل و انصاف کی توقع رکھنا عبث ہے ظلم و تشدد سے وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو ہماری روشنی دے سکتے ہیں۔ ہسپانیہ کی اس مذہبی حالت کو بھی دیکھتے ہوئے اس پر آپ کا حملہ کامیاب سود مند رہے گا۔

جو بوقت ضرورت بادشاہ کی مدد کے لئے بھیج دیئے جاتے ہیں اور اس فوج کا رکھ اور مناسب تربیت دینا جاگیرداروں اور امراء کا سیاسی فرض سمجھا جاتا ہے۔ یہ جاگیردار اپنے اپنے لشکروں ہی کے بل بوتے پر اپنی جاگیروں پر حکومت کرتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ بادشاہ کے لئے مستقل خطرہ بھی ثابت ہوتے ہیں۔

یا امیر! معاشی لحاظ سے ہسپانیہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اس کی معیشت کا دار و مدار زراعت پر ہے صنعت و حرفت کے لحاظ سے ملک پس ماندہ اور در ماندہ ہے چونکہ اس میں جاگیرداری نظام قائم ہیں اس وجہ سے کاشتکاروں کی حالت بہت زیادہ خراب اور عبرت ناک ہے۔ کاشتکار چونکہ اپنے جاگیرداروں کے مستقل ملازم بلکہ غلام سمجھے جاتے ہیں اس لئے وہ نہایت خستہ حال اور بدتر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ان کی کوئی معاشی زندگی ہی نہیں تو مبالغہ نہ ہو گا بلکہ حقیقت کا اظہار ہو گا ملک میں صنعت و حرفت نہ ہونے سے لوگوں کی معیشت کا انحصار کلیتہاً زراعت پر ہے اور زراعت کلیتہاً جاگیرداروں اور امراء کے قبضے میں ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ملک کی دولت پر امراء اور ارباب کلیسا کا قبضہ ہے۔

باقی لوگ مفلس اور نکال ہیں۔ بجز یہودی تاجروں کے جن پر بھی طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے ہیں کاشت کار چونکہ زمینوں کے مالک نہیں اور نہ ہی ان سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اس لئے وہ مجبوراً کھیتی باڑی کرتے ہیں ورنہ ان کو زراعت سے قلعہ کوئی دلچسپی نہیں ستم پلانے ستم یہ کہ وہ آقا کی مرضی اور اجازت کے بغیر کاشت کاری کا پیشہ چھوڑ کر کوئی پیشہ اختیار نہیں کر سکتے اور نہ اپنی جاگیر چھوڑ کر دوسری جاگیر میں کام کر سکتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک زرخیز ہونے کے باوجود زرعی لحاظ سے پسماندہ ہے جس کے سبب عوام اور رؤساء میں کوئی تعاون اور ربط نہیں ہے۔

معاشی لحاظ سے ہسپانیہ میں یہودی بلاشبہ سرمایہ دار ہیں اور ہسپانیہ کی تمام تجارت ان ہی کے ہاتھ میں ہے لیکن عیسائی حکمران مذہبی تعصب کی وجہ سے ان پر طرح طرح کے ظلم توڑتے ہیں اور ہمارے ہمارے ان کے مال و دولت کو

کاج کے علاوہ کھیتی باڑی کے کاموں میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں وہ محنت مزدوری کرتی ہیں لیکن انہیں اپنی کٹائی خرچ کرنے کا حق حاصل نہیں اول تو عورت کی جائیداد ہی نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو وہ "قانوناً" خاوند کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔

ہسپانیہ میں تعلیم و تربیت کا بھی کوئی انتظام نہیں اور نہ ہی اس کا رواج ہے امراء اور عوام سبھی جاہل ہیں پڑھا لکھا محض خال خال نظر آتا ہے عورتوں کی تعلیم کا تو نام و نشان تک نہیں ملتا وجہ ہے کہ مردوں کی نسبت عورتوں میں جہالت زیادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت کو تعلیم دلوانا ہسپانیہ کے معاشرے میں محبوب سمجھا جاتا ہے۔ معاشرہ چونکہ علم کی روشنی سے محروم اور جہالت کا فکار ہے اس لئے لوگ قوام پرست ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت نہایت پست ہے ان کی عادات نہایت گندی اور قابل نفرت ہیں اور وہ حیوانوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں لیکن جہاں تک امراء کا تعلق ہے وہ عیش و عشرت میں مست ہیں۔ ان میں شراب نوشی، قمار بازی عام ہے۔ ان کا اثر عوام پر بھی پڑتا رہتا ہے۔

یا امیر ہسپانیہ کی عوام کی ذہیت چونکہ غلامانہ ہے اس لئے ان میں طرح طرح کی اخلاقی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ چوری، رہزنی، مصمت فروشی، بد دھاتی، الغرض وہ کوئی ایسی برائی نہیں جو ان میں نہ پائی جاتی ہو اس کے علاوہ ہسپانیہ کے معاشرے میں بھوک، اللاس، بھکاری بنیادی قلم ناانصافی، جھوٹ، دغا بازی، ظلمی ٹھوکی، قہم پرستی، جہالت اور عیاشی و بدکاری، رشوت ستانی، چوری، راہزنی، شراب نوشی، قمار بازی جیسی کمرہ خاستیں بھی خاص طور پر پائی جاتی ہیں۔ ہسپانیہ کا یہ معاشرہ ایک تاریک جنم ہے جس میں اولاد آدم طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کی جاتی ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے! اے امیر میں دُشوک سے کہہ سکتا ہوں کہ ہسپانیہ کے لوگ آپ کے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا بھی نگاہ سے دیکھیں گے۔

جو لین جب اپنی بات مکمل کر چکا تو اس کے جواب میں موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر تک جلی جلی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھا رہا پھر اس نے کاؤنٹ

جہاں تک ہسپانیہ کی معاشرتی زندگی کا تعلق ہے تو معاشرتی لحاظ سے ہسپانیہ کو چار طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اول امراء کا طبقہ، دوم مردوں کا لشکاروں کا طبقہ، سوم عام لوگوں کا طبقہ، چارم غلاموں کا طبقہ ان چاروں طبقوں میں امراء کا طبقہ ہی حقوق یافتہ ہے۔ باقی تینوں طبقے ان کے قریب محکوم اور غلام ہیں۔ امراء اور رؤساء عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور باقی طبقوں کے لوگ مفلسی اور تنگ دستی میں زندگی گزارتے ہیں۔

مردوں کا لشکار کی یہ حالت ہے کہ انہیں نہ تو زراعت کا پیشہ چھوڑنے اور نہ کسی دوسرے جاگیردار کے پاس کام کرنے کی اجازت ہے وہ اپنی مرضی سے شادی بیاہ بھی نہیں کر سکتے اور اگر وہ قتل و لٹل وطن کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لئے انہیں اپنے اپنے جاگیردار اور رئیس سے اجازت لینا پڑتی ہے اور ایسی اجازت شاذ و نادر ہی کسی کو ملتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے جاگیردار کی مرضی کے خلاف ایسی کوئی بات کر بیٹھتا ہے تو یہ ایک سنگین جرم سمجھا جاتا ہے اور اسے سخت سزا دی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ ان مردوں کا لشکاروں کی روزی، آزادی، عزت و آبرو سب جاگیرداروں کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے خوب ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ان عوامل کے علاوہ ملک میں بے گار کا عام رواج ہے اور حکام جب چاہتے ہیں جسے چاہتے ہیں بے گار میں بکڑ لیتے ہیں اور اس سے خوب کام لیتے ہیں۔ چونکہ بے گار لینا "قانوناً" جائز ہے اس لئے اس کے خلاف کوئی انتہاء بھی نہیں کی جاسکتی جاگیردار اپنے مردوں کی ہر عورت کو اپنی ملکیت اور لوطی سمجھتے ہیں اور جب چاہتے ہیں انہیں عزت و آبرو سے محروم کر دیتے ہیں اور ان کو ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے یا فریاد کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتے یہ غلام اور مردوں کا لشکاروں کی عورتوں کا حال تھا لیکن اس معاشرے کے ہر طبقے میں عورت بے بس اور مظلوم ہے اور وہ مردوں کی زر خرید لوطیاں تصور کی جاتی ہیں اور ان کا کام مردوں کی ہر طرح خدمت کرنا ہے اور ان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اسے کسی قسم کی آزادی حاصل نہیں ہے اور وہ گھر کے کام

کریں اسی میں اسلام کی حقیقی عظمت، فوقیت، صداقت اور قوت و ترقی کا راز پنہاں ہے۔

اور اے کاؤنٹ جو لین اس سے پہلے جو مسلمان مگرے ہیں وہ اس راز کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے تھے۔ چنانچہ اشاعت اسلام کے لئے وہ ہر ممکن قربانی اپنا رہے درخ نہ کرتے تھے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ صحرائے عرب کے گوشے گوشے میں پھرے اس جذبہ کے تحت انہوں نے قیصر و کسریٰ کی قوتوں کا مقابلہ کیا اور ان کی سلطنتوں میں توحید کو پھیلایا اور لوگوں کو حقیقی کائناتی کامیج اور سیدھا راستہ دکھایا چونکہ میرے پاس ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے پہلا اور سب سے زیادہ اہم محرک اور سبب یہی جذبہ اشاعت اسلام ہے۔

دوسرا محرک جہاد ہے۔ جہاد ایک اسلامی اصطلاح ہے اس کے معنی قوم و ملت کے دشمنوں کے خلاف دفاعی جنگ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مظلوم انسانوں کی مدد کے لئے اگر جنگ کرنی پڑے وہ بھی اسی جذبہ جہاد میں آتی ہے۔ اسلام نے جہاد پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اس کے لئے بے حساب فضائل بیان کئے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان پر فرض کیا جاتا ہے۔ جہاد میں چونکہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم پر قوم و ملت کی خاطر جان دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اجر کو جنت میں ابدی زندگی قرار دیا ہے تاریخ گواہ ہے کہ ہم سے پہلے مگرے والے مسلمانوں کو جہاد کی اہمیت کا پورا پورا احساس تھا اور وہ ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتے تھے اور اسے قوم و ملت کی بقاء عالم انسانی کے امن اور سلامتی اور حق کے بول بالا کے لئے ناگزیر سمجھتے تھے! اے جو لین ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس دوسرا سبب جذبہ جہاد ہے۔

ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا تیسرا سبب جذبہ تغیر کائنات ہے اس دنیا میں اس کائنات کو تغیر کر لینے کا جذبہ انسان کو قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔ اس جذبہ کی اہمیت کا احساس ابن امر سے ہوتا ہے کہ اگر یہ جذبہ اسے ودیعت نہ کیا گیا ہوتا تو انسان اس کائنات کی تغیر نہ کر سکتا اور نہ ہی ترقی کر سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جذبہ تغیر کائنات میں انسان کی بقاء اور ارتقاء کا راز

جو لین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے جو لین یہ نہ سمجھتا کہ میں ہسپانیہ کی حالت سے ناواقف اور بے خبر ہوں۔ ہسپانیہ کی سیاسی مذہبی اور معاشرتی حالت کے متعلق جو حالات تم نے بیان کئے ہیں میں ان سے پہلے ہی بخوبی واقف ہوں اور شاید میرا یہ انکشاف تمہارے لئے نیا اور تعجب خیز ہو گا کہ میں بہت عرصہ پہلے ہی ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک عزم اور ارادہ کر چکا ہوں اور اپنے اسی عزم اور ارادہ کے تحت میں نے اپنا ایک وفد بھی دمشق روانہ کر رکھا ہے تاکہ ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے خلیفہ وقت ولید بن عبد الملک کی اجازت حاصل کی جائے۔ امید ہے کہ عزت پر میرا وفد دمشق سے لوٹنے والا ہے مجھے یہ بھی امید ہے خلیفہ ولید بن عبد الملک مجھے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت دے دیں گے۔

اے جو لین ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس بہت سارے عوامل اور محرکات ہیں۔ تمہاری اس التجاہ کو بھی ایک محرک سمجھ کر ان میں شامل کر لوں گا۔ موسیٰ بن نصیر کی اس گفتگو پر کاؤنٹ جو لین چونک سا پڑا تھا۔ اس کے بیٹھے ہوئے اس ہپ کے چہرے پر بھی حیرانگی اور تعجب کے آثار نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے تھے۔ پھر کاؤنٹ جو لین نے موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اب میرے کون سے محرکات ہیں جن کی بنا پر آپ پہلے ہی ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ اور عزم کر چکے ہیں۔ کاؤنٹ جو لین کے اس سوال کے جواب میں موسیٰ بن نصیر نے کٹا شروع کیا۔

سنو جو لین ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس بہت سے محرکات اور اسباب ہیں جن میں سے چند ایک کا میں تمہارے سامنے ذکر کرتا ہوں۔ پہلا سبب ہمارا جذبہ اشاعت اسلام ہے یہ بات نہایت اہم ہے اور ہر کوئی اسے اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اسلام ایک عالمگیر تبلیغی دین ہے اور مسلمانوں پر اس کی اشاعت اور تبلیغ فرض ہے۔ اسلام تمام بنی لوح انسان کے لئے رحمت بن کر آیا ہے اور اس کے سامنے والوں پر فرض ہے کہ وہ اس رحمت کو دنیا کے ہر ملک، ہر قوم اور ہر گروہ تک پہنچائیں اور ہر قوم کو اس سے مستفید ہونے کا موقع فراہم

پناں ہے۔

لیکن یہ جذبہ اس قوم میں ابھرتا اور نشوونما پاتا ہے جو زندہ اور بیدار ہوتی ہے۔ اس میں حوصلوں کی توانائی پائی جاتی ہو۔ ہم عرب چونکہ اس وقت ایک زندہ اور بیدار قوم ہیں اس لئے یہ ہمارے اندر ایک جذبہ کا ابھرتا اور نشوونما پاتا بھی ایک فطری امر ہے مزید یہ کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام کی روح ہے لاکھوں کی تسخیر کرنے کی کوشش کرنا مسلمان پر فرض ہے۔ پس اے جولین! ہسپانیہ پر حملہ آور کا تیرا سبب جذبہ تسخیر لاکھوں ہے۔

ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا میرے پاس چھ سبب افریقہ کا دفاع کرنا بھی ہے جولین تم جانتے ہو کہ شروع شروع میں افریقہ کے اندر ہماری بحری قوت نہ ہونے کے برابر تھی اور مجھے ہر وقت یہ خدشہ اور دھڑکاؤ تھا کہ قسطنطنیہ کی عیسائی قوت ہسپانیہ کی سلطنت کے ساتھ مل کر دونوں سلطنتوں کے بحری بیڑوں کو حملہ کر کے اگر افریقہ پر حملہ آور ہوتی ہے تو ایسی صورت پیدا ہوگی کہ ہمیں ناقابل طمانی نقصان پہنچا سکتے ہیں چونکہ ہمارے پاس کوئی بحری بیڑا اور کوئی جہاز تک نہ تھا۔ اسی خدشے اور خطرے کو سامنے رکھتے ہوئے اے جولین میں نے قدیم بدرگاہ قرطاجہ کی نہ صرف مرمت کرا دی ہے بلکہ اس بدرگاہ پر میں نے سو جہازوں پر مشتمل بحری بیڑا بھی تیار کر لیا ہے۔ اب بری قوت کے علاوہ میرے پاس ایک بحری قوت بھی ہو گئی ہے اے جولین میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ افریقہ کی اس سرزمین کو ہسپانیہ کی طرف سے برابر خدشہ ہے لہذا مغربیہ وہ وقت آنے والا ہے میں اپنی اسی بحری قوت کو حرکت میں لاؤں گا اور ہسپانیہ پر ضرب لگاؤں گا تاکہ آنے والے دنوں میں افریقہ کے لئے ہسپانیہ کی جانب سے کوئی خطرہ اور کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔

اور اے جولین ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے میرے پاس پانچواں عرصہ اور سبب یہ ہے کہ افریقہ میں اس وقت دو طرح کے یہودی آباد ہیں۔ ایک وہ جو مستقل طور پر افریقہ کے ہی رہنے والے ہیں اور دوسرے وہ جو ہسپانیہ سے ہجرت کر کے یہاں افریقہ میں آکر آباد ہو چکے ہیں۔ چونکہ ہسپانیہ

میں ان پر مظالم اور ستم ہوتے رہے ہیں اس طرح سے وہ جلاوطن ہو کر افریقہ میں آباد ہو گئے ہیں۔ اب وہ مسلمانوں کے عدل و انصاف کے تحت افریقہ میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میرے پاس وہ اکثر حاضر ہو کر یہ التجائیں بھی کرتے رہتے ہیں کہ ہسپانیہ کے اندر جو ان کی جائیدادیں ہیں وہ انہیں واپس دلائی جائیں وہ اکثر مجھے ہسپانیہ میں لینے والے یہودیوں، غلاموں اور موروثی مزارعوں کی معیشتوں کا حال سناتے رہے ہیں اور ساتھ ہی وہ مجھے انسانیت کے نام پر اپنی مدد پر اکساتے اور ابھارتے رہے ہیں۔ سو میں نے بھی ان کے ساتھ دھوکہ نہ کر رکھا ہے کہ ایک نہ ایک روز میں ہسپانیہ پر حملہ آور ضرور ہوں گا۔ اے جولین یہ ہیں وہ اسباب جن کی بنا پر میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا پہلے ہی ارادہ کر چکا ہوں اور میں تمہاری بیٹی کا حادثہ بھی اس میں ایک محرک کی حیثیت سے شامل کر لوں گا۔

موسیٰ بن نصیر کی یہ ساری گفتگو سن کر کاؤنٹ جولین نے حد فوش ہوا تھا اور پھر اسی خوشی میں اس نے موسیٰ بن نصیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے امیر کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ہسپانیہ پر آپ کب تک حملہ آور ہونے کی امید رکھتے ہیں۔ اس پر موسیٰ بن نصیر نے مخاطب ہوتے ہوئے کہا جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے اپنا ایک وفد دمشق روانہ کر رکھا ہے جو وہاں خلیفہ ولید بن عبدالملک سے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت حاصل کرے گا جو ان ہی یہ وفد خلیفہ ولید کی اجازت لے کر لوٹا میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا سامان شروع کر دوں گا اور مجھے امید ہے کہ یہ وفد مغربیہ دمشق سے لوٹ آئے ابھرتم دیکھو گے کہ میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے میں تاخیر سے کام نہ لوں گا۔

موسیٰ بن نصیر کے اس جواب پر کاؤنٹ جولین نے کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ اے امیر اس موقع پر میری آپ سے ایک خواہش بھی ہے کہ جب بھی آپ ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کا عزم کریں میری یہ خواہش ہے کہ آپ کا بحری بیڑا جو آپ کے لشکر کو لے کر ہسپانیہ کی

طرف روانہ ہو وہ ہماری بندرگاہ بت سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کرے۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ میرے لئے ایک بہت بڑی سعادت اور عزت و تقریب کا معاملہ ہے گا۔ اس پر موسیٰ بن نصیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے جولین جب بھی میں ایسا ارادہ کیا میں تمہیں اپنے اس ارادہ کی اطلاع کر دوں گا اور جس لشکر نے بھی یہاں سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کرنا ہوا تو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ وہ لشکر تمہاری بندرگاہ بت ہی سے ہسپانیہ کی طرف کوچ کرے گا۔

اس کے بعد موسیٰ بن نصیر نے مغیث کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے مغیث تم کاؤنٹ جولین اور طولوس کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور ان کے قیام اور ان کے طعام کا اچھا بندوبست کرو۔ اس کے ساتھ ہی مغیث کاؤنٹ جولین اور طولوس کو اپنے ساتھ باہر لے گیا۔ یوں کاؤنٹ جولین اور طولوس نے دو روز تک قیروان شہر میں قیام کیا۔ اس کے بعد پھر وہ دونوں بت کی طرف کوچ کر گئے تھے جب کہ اسی روز مغیث طبر روانہ ہو گیا تھا۔

○

وقت آمد وصال اور وارفتگی کی طرح بھاگا جا رہا تھا۔ سورج دن بھر کائنات کو اجلاتے رہنے کے بعد اپنی حرارت کی طیلان میں ہوا غروب ہونے کے درپے تھا بعد درپچوں میں سسکتی روشنی آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھی اور فضاؤں کے اندر تاریک رات کی سیاسی اپنی جگہ پیدا کرنے لگی تھی ہر شے سے روشنی کے رنگوں کا نکھار رخصت ہو رہا تھا۔ کائنات کے چہرے پر حروف صداقت کے رنگ یادوں کی ملیں کی طرح محو ہونے لگے تھے۔ قریہ کوچہ و بازار کے نام جزیروں کی صورت اختیار کرنے لگے تھے سورج کے غروب ہوتے ہی زمین پر پھیلے ہوئے عکس تاریکی کے نقیب کی صورت اختیار کر گئے تھے ایسے میں صحرا کے اندر دو سوار اپنے اونٹوں کو رسیوں سے مارتے بھگاتے بڑی تیزی سے اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے جو قیروان سے طبر شہر کی طرف جاتی تھی۔

اپنے اونٹوں کو تیزی سے بھگاتے ہوئے یہ دونوں سوار آخر طبر شہر میں داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی شہرناہ کے محافظوں کے چروں پر اطمینان اور خوشی کے آثار نکھر گئے تھے اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ دونوں سوار ان کے خوب جانے پہچانے ہوں شرقی دروازہ سے طبر شہر میں داخل ہونے کے بعد وہ دونوں سوار آگے بڑھے حتیٰ کہ وہ اس حویلی کے سامنے جا رکے جس کے اندر طبر کے والی طارق بن زیاد کی رہائش تھی۔ اپنے اونٹوں کو اس حویلی کے سامنے بٹھائے بغیر وہ دونوں سوار چلا گئیں لگا کر اپنے اونٹوں سے اتر گئے پھر ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر کے بعد طارق بن زیاد نے ہی اپنی حویلی کا دروازہ کھولا۔ ان دونوں قاصدوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کی لہریں نکھر گئیں۔ وہ باہر نکلا دونوں قاصدوں کو اپنے

ساتھ لپٹا کر پہلے وہ ان سے بھل گئے ہوا پھر صدر دروازے کے ساتھ ہی اس نے ان دونوں قاصدوں کو دیوان خانے بٹھایا اور ان کے دونوں اونٹ چلا کر حویلی کے اندر لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹا اور دیوان خانے میں ان دونوں کے سامنے بیٹھتے ہوئے ان سے پوچھا۔

اے میرے عزیز دو کیا تم میرے لئے قیروان سے کوئی پیغام لے کر آئے ہو۔ اس سوال کے جواب میں ان دونوں قاصدوں میں سے ایک نے سگراتے ہوئے طارق بن زیاد کی طرف دیکھا اور کہا! اے امیر آپ کا اندازہ درست ہے ہم یقیناً آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے آپ کے لئے ایک اہم پیغام لے کر آئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس قاصد نے اپنے لباس کے اندر سے لکڑی کا ایک خول نکالا اور خول کے اندر محفوظ طریقہ سے تمہ کیا ہوا کانڈہ نکال کر اس نے طارق بن زیاد کو تھما دیا۔ طارق بن زیاد نے بڑی تیزی سے اس کانڈہ کی تمہ کوئی پھر اس نے دیکھا وہ ایک خط تھا جو موسیٰ بن نصیر کی طرف سے اس کے نام لکھا گیا تھا۔ لہذا وہ تیزی سے اس خط کو پڑھنے لگا۔ موسیٰ بن نصیر کے اس خط میں لکھا تھا۔

طارق بن زیاد میرے عزیز میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے میرے اور طریف بن مالک کے احتساب ذات کا وقت آگیا ہے اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ میں نے ایک وفد قیروان شہر سے دمشق کی طرف اس لئے روانہ کیا تھا تاکہ وہاں سے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے غلط وقت کی اجازت حاصل کی جائے۔ اے طارق میرے عزیز خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ہمیں ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہسپانیہ کے حکمران اپنی عوام کو موت کی صلیب پر کھڑے کرنے کے عادی ہیں۔ زندگی کی حسین شاہراہوں پر وہ اپنے چھ لوگوں کی آرزوؤں کی بارائوں کا خون کرنے کے خرگرو ہو چکے ہیں۔ ہسپانیہ کی رقاہہ روز شہب کے اندر وحشت کی یہ تیرگی اور رات کی کرکٹ کے اندر شہب کے نشتر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر خون اگلنے والے غلط شہب کا ساں پھیلانے میں مصروف ہیں اور وہاں کی مستحکم قضاؤں کے اندر سیکھنے والے

کا دھواں اور وہاں کے آب و گل کے اندر رنگ آلود کتنے تصورات کا پھیلاؤ ہر شے پر محیط ہو چکا ہے۔

اے طارق میرے عزیز ہسپانیہ کے حکمران رازدک کے خمیر کی کالک نے ہسپانیہ کے ہزاروں چروں کو کالا کر کے رکھ دیا ہے۔ لہذا اب ہمیں وہاں کی پرانی لے کو وحدت کے نئے نعروں اور قدیم کو اسلام کے جدید اسلوب میں ڈھالنا ہو گا۔ ان حالات میں اے ابن زیاد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب سے پہلے تم طریف بن مالک کو ہسپانیہ کی طرف روانہ کرو۔ اسے تین سو پیادہ اور ایک سو سوار بھی مہیا کرو اور ان کے ساتھ وہ کانڈہ جو لین کی بندرگاہ بہت کی طرف کوچ کرے۔ طریف بن مالک کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی میرا امیر البحر عبداللہ اپنے بحری جہازوں کے ساتھ وہاں پہنچ چکا ہو گا اور ان جہازوں کے ذریعے عبداللہ طریف بن مالک کے چار سو کے لشکر کو ہسپانیہ کے ساحل پر پہنچا دے گا۔ طریف بن مالک میں دو خوبیاں ہیں ایک یہ کہ وہ ہسپانیہ سے ہو کر آچکا ہے اور اس سرزمین سے واقف ہے دوسری صفت اس کی یہ ہے کہ وہ ایک انتہائی بہادر شجاع اور دلیر جوان ہے اور بد سے بدتر حالات میں بھی غایت قدم رہنے کی ہمت اور جرات رکھتا ہے۔ ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہونے کے بعد وہ اس کے جنوبی ساحل پر حملہ آور ہو اور ان حملوں میں وہ یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرے کہ ہسپانیہ کی عسکری قوت کیسی اور کس قدر ہے یہ اندازہ لگانے کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ واپس طنجرہ لوٹ آئے اور پھر وہاں کی ایک مفصل کارگزاری ہمیں پیش کرنے اس کی اس کارگزاری کی روشنی میں ہم ہسپانیہ کی سرزمین پر منظم طریقہ سے حملہ آور ہونے کی ابتداء کریں گے۔

موسیٰ بن نصیر کا خط پڑھنے کے بعد طارق بن زیاد نے پھر اسے تمہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لئے اس دیوان خانے سے باہر گیا۔ پر وہ جلدی ہی لوٹ آیا اور قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میں نے طریف بن مالک اور دوسرے ساحلی مغیث کو بلایا۔ ان دونوں کے آنے تک ہمیں بیٹھو آقا موسیٰ بن نصیر کا یہ خط ان دونوں کو بھی پڑھانا ہے اور اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو گا

ہے اس فیصلے سے بھی تم دونوں کو بھی آگاہ ہونا چاہیے۔ ان دونوں قاصدوں نے طارق بن زیاد کے اس فیصلے سے اتفاق کیا پھر طارق بن زیاد ان دونوں سے موسیٰ بن نصیر اور اس کے اہل خانہ کے احوال پوچھنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں طریف بن مالک اور منیث اسٹے ہی داخل ہوئے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے طارق بن زیاد نے ان کو اپنے قریب بیٹھنے کو کہا پھر اس نے موسیٰ بن نصیر کا خط جو اس نے اپنے ہاتھ میں تمام رکھا تھا طریف بن مالک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اے ابن مالک یہ خط آقا موسیٰ بن نصیر کی طرف سے ہے اور سامنے بیٹھے دونوں قاصد یہ خط لائے ہیں پہلے تم دونوں مل کر یہ خط پڑھو پھر اس کے بعد اس خط کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں۔ طریف بن مالک نے طارق بن زیاد سے خط لے لیا۔ قبل اس کے کہ وہ خط پڑھنے کی ابتداء کرتا پہلے آگے بڑھ کر اس نے اور منیث دونوں سے موسیٰ بن نصیر کے قاصدوں کے ساتھ مصافحہ کیا پھر وہ ان کے سامنے بیٹھ گئے اور وہ دونوں موسیٰ بن نصیر کا خط پڑھ رہے تھے۔

جب وہ دونوں خط پڑھ چکے تب طارق بن زیاد نے ان دونوں کی طرف بڑے غور سے دیکھا تو اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھ۔ اے ابن مالک اس خط کے بارے میں کسو جہاد کیا خیال ہے۔ طریف بن مالک نے طارق بن زیاد کو کوئی جواب دینے کے بجائے اپنے سامنے بیٹھے قاصدوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان سے پوچھا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ امیر موسیٰ بن نصیر کا امیر البحر عبداللہ کب تک کاؤنٹ جولین کی بدرگاہ بت پہنچے گا۔ طریف بن مالک کے اس سوال پر دو قاصدوں میں سے ایک نے جواب دیتے ہوئے کہا ہمارے

قیموں سے روانہ ہونے سے کئی روز قبل ہی عبداللہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بت کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور مجھے امید ہے کہ اب تک وہ ضرور بت پہنچ کر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ نگر انداز ہو چکا ہو گا۔ قاصد کا یہ جواب سن کر طریف بن مالک نے طارق بن زیاد کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اے طارق میرے دوست میرے بھائی اگر عبداللہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اب تک بت پہنچ چکا

ہے تو میں کل ہی یہاں سے اپنے چار سو مسلح جوانوں کو لے کر بت کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور امیر موسیٰ بن نصیر کی ہدایت کے مطابق میں اس بحری بیڑے میں کوچ کر کے ہسپانیہ کے جنوبی صوبے قادس پر ضرب لگا کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کروں گا کہ ہسپانیہ عسکری لحاظ سے کس قدر مضبوط اور مستحکم ہے۔

طریف بن مالک کا جواب سن کر طارق بن زیاد خوش ہوا اور کہنے لگا اے ابن مالک میں تمہارے اس فیصلے سے اتفاق کرتا ہوں تم کل ہی چار سو مسلح جوانوں کو لے کر یہاں سے بت کی طرف کوچ کر جاؤ۔ امیر موسیٰ بن نصیر کی ہدایت کے مطابق تم ہسپانیہ کے جنوبی صوبے قادس پر ضرب لگاؤ اور پھر وہاں سے واپس آکر تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات امیر موسیٰ بن نصیر کو پیش کرو طریف بن مالک نے اثبات میں اپنی گردن ہلا دی اس بار طارق بن زیاد نے منیث کو مخاطب کر کے کہا اے منیث تم ان دونوں قاصدوں کو سرکاری مہمان خانے میں لے جاؤ اور ان کی دیکھ بھال اور ان کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرو اس پر منیث فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں قاصدوں کو وہ اپنے ساتھ لے گیا۔ طریف بن مالک طارق بن زیاد کے ہاں ہی بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں آپس میں گفتگو کرتے رہے شام کا کھانا بھی ان دونوں نے مل کر کھایا اور اس کے بعد طریف بن مالک وہاں سے چلا گیا تھا۔ دوسرے روز طریف بن مالک چار سو مسلح جوانوں کے ساتھ طنجہ شرے کاؤنٹ جولین کی بدرگاہ بت کی طرف کوچ کر گیا۔

○

طریف بن مالک اپنے مختصر سفر کے ساتھ جب بت شرے کے قریب پہنچا تو کاؤنٹ جولین نے اپنے امراء و اراکین سلطنت کے ساتھ طریف بن مالک اور اس کے لشکر کا بڑا استقبال کیا ان استقبال کرنے والوں میں موسیٰ بن نصیر کا امیر البحر عبداللہ بھی شامل تھا۔ کاؤنٹ جولین خوش تھا اس کی خواہش کے مطابق مسلمان ہسپانیہ پر ضرب لگانے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ لہذا بڑی عقیدت کا

اور نکلنے صحرا کی طرح چھایا تھا اپنے منہ و انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے وہ
البحیراس کے محافظوں پر نفرت کے رازوں کی نئی کتاب کے اوراق الٹ رہا تھا
اور ان کے لئے شکست و ریخت کی نئی شمعیں روشن کر رہا تھا۔ طوفان و ظالم
کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے طرف بن مال ہر سمت تغیر و فتح مندی کی دھول
اڑانے لگا تھا۔

شر کے محافظ کچھ دیر تک طرف بن مالک کے سامنے جم کر لڑتے رہے
جب انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ نو وارد حملہ آور اس کے لئے باعث افریت
اور باعث شکست بننا چاہا ہے اور ان کے انداز پھانسی کے آثار پیدا ہونے لگے
تھے۔ طرف بن مالک نے ان آثار سے پورا پورا قانعہ اٹھاتے ہوئے اپنے
حملوں میں اور زیادہ تیزی اور حیرت انگیزی پیدا کر لی تھی۔ چار سو پھیلی پھیلانی
دھوپ کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے طرف بن مالک نے دشمن کے محافظوں
کے اندر دور جرات میں مرہم طہی بھی کیفیت پیدا کرتے ہوئے ان کے وہم و
گمان کے سارے پردے چاک کر کے رکھ دیئے۔ طرف بن مالک کے حملوں میں
نمازہ معنویت اور اجڑی قوم کو آباد کرنے کا ایک جذبہ تھا اور وہ اپنے سامنے
آنے والی ہر شے پر زوال و انحطاط کے کھنڈروں بھی بیت اور دھندلوں میں
نمیری بھی کیفیت طاری کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اپنے پروقار حملوں میں اس
ہے۔ البحر اس شر کے محافظوں کی ساری احساناتی و جبلتی، جداسی و جنالیاتی، منتقلی
اور عقلی قوتوں کو اپنے سامنے نیت و نابود کر کے رکھ دیا تھا۔

رات کی تاریکی میں توڑی دیر تک شر پر مزید حملہ آور ہونے کے بعد
طرف بن مالک نے شر کے محافظوں کا مکمل طور پر قلعہ قمع کر کے رکھ دیا تھا
اور اس کے شر کو اس نے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا تھا۔ اس شر سے
طرف بن مالک کو ان گنت مال غنیمت ہاتھ لگا جسے سمیٹ کر وہ دوبارہ اپنے لشکر
کے ساتھ ساحل کے اس حصہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا جہاں امیر عبداللہ اپنے
بحری بیڑے کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ البحر اس سے جو کچھ ہاتھ لگا تھا اب
بحری جہازوں میں لا دیا گیا تھا جب کہ طرف بن مالک نے ایک بار پھر اپنے لشکر

اظہار کرتا ہوا وہ طرف بن مالک اور اس کے لشکریوں کو بہت شرمیں لایا اور ان
کی بہترین مہمان نوازی کا اس نے بندوبست کیا۔ طرف بن مالک بھی کاؤنٹ
جولین کی اس میزبانی سے بے حد خوش ہوا تاہم اس نے ایک رات اپنے لشکر
کے ساتھ بہت شرمیں قیام کیا اور دوسرے روز وہ اپنے لشکر کے ساتھ امیر البحر
عبداللہ کے ساتھ بہت سے ہپانیہ کی طرف کوچ کر گیا۔

اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ طرف بن مالک ہپانیہ کے جنوبی ساحل پر
لنگر انداز ہوا۔ امیر البحر عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو اس نے بحری بیڑے کی
حفاظت پر چھوڑا اور خود اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ساحل پر پڑاؤ کر لیا تھا اپنے
لشکر کی مناسب ترتیب اور تنظیم درست کرنے کے بعد طرف بن مالک حرکت
میں آیا اور ہپانیہ کے جنوبی شہر البحر اس کا اس نے رخ کیا تھا۔ البحر اس ہپانیہ
کے جنوبی صوبے کے شہروں میں سے ایک شہر تھا جبکہ صوبے کا مرکزی شہر قادوس
تھا اور تدمیر نام کا ایک شخص اس جنوبی صوبے کا والی تھا۔

رات کی تاریکی میں طرف بن مالک اپنے اسی چھوٹے سے لشکر کے ساتھ
البحیراس شہر پر حملہ آور ہوا اور جس وقت ہپانیہ کے کیف و مستی کے پیواری
سکران حیا اور دیا کی حکایتیں رقم کر رہے تھے اس وقت طرف بن مالک چپکے ابر
نیساں، درخش نور سحر، روشنی سے لکھے حروف اور تنہی حیات کی طرح اس شہر
پر حملہ آور ہوا تھا۔ ملل تمننا کی گونج بھی اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتا ہوا وہ
اس شہر البحر اس پر کچھ اس طرح وارد ہوا تھا کہ اس نے شہر کی فیصل پر چار سو
پھیلے محافظوں کی حالت اپنے تیز حملوں سے گمنام قہقروں اور چروں کے سرسام
جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ شر کے محافظ دستوں نے ڈٹ کر طرف بن مالک کے
اس حملے کا مقابلہ کیا تھا انہوں نے سوچا تھا کہ رات کی تاریکی میں شر پر حملہ آور
ہونے والا یہ چھوٹا سا لشکر صرف توڑی دیر تک ان کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا
اور وہ چند ساعتوں کی کوششوں کے بعد اسے مار بیٹھانے میں کامیاب ہو جائیں
گے لیکن ان کی ہر امید ان کی ہر تمننا بے کار اور نامراد ثابت ہوئی تھی۔

طرف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ البحر اس شہر کے محافظوں پر ٹھہری

پر حملہ آور ہوا تھا۔ طریف بن مالک تھوڑی دیر تک تدبیر کے ان حملوں کے سامنے اپنے دفاع میں مضبوط رہا اور جب اس نے یہ اندازہ لگا لیا کہ تدبیر کے ان حملوں کے سامنے اپنے دفاع کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مختصر سے لشکر کے باوجود جارحیت پر بھی اتر سکتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنے دفاع سے کھل کر جارحیت پر بھی اترنا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف تدبیر نے اپنے لشکر کے ساتھ پورا زور لگا دیا اور پوری خنوخاری اور اپنی پوری قربانیت کے ساتھ وہ حملہ آور ہوا جب وہ طریف بن مالک اور اس کے عسکری کو پکڑنے میں ناکام ہوا تھا ایسی صورت میں تدبیر اپنی کارگزاری پر کچھ کچھ پریشان اور مایوس ہو گیا تھا اور اس پر جب طریف بن مالک نے دفاع سے کھل کر جارحیت پر اترنا شروع کر دیا تھا تو تدبیر کے حوصلے اور زیادہ پست ہونے لگے تھے۔

طریف بن مالک نے جب یہ اندازہ لگا لیا کہ اس کے مقابلے میں تدبیر کے لشکر میں بدولی اور تھکاوٹ کے آثار نمودار ہونے لگے ہیں تو اس نے دفاع کا لبادہ یک دم سراسر اتار کر پھینک دیا اور مکمل طور پر وہ جارحیت پر اتر آیا تھا۔ اب وہ ہر سمت سے اپنے لشکر کے ساتھ اچالوں کے پیٹھامری طرح آگے بڑھنے لگا تھا اور ہسپانیہ کی بیگانہ مورقوں اور اجنبی فضاؤں کے اندر اپنی قوت عمل کو پوری طرح موجزن کرنے اور اپنے چہرے پر اپنے باطن کو مکمل طور پر اجاگر کرنے کے بعد وہ اوچلوں کے صیغوں نقشِ گر صورتِ جمیل، محبت کے قاصد روشنی کے سفیر اور قانونِ فطرت کے ایک خادم کی طرح تدبیر کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا اس کے حملوں میں ریاضتوں کا غلط دوستی آتشِ روشنی زندگی خود ششای و خود اگاہی کے طوفان کے علاوہ حیات و موت کے طے بٹے اجزاء بھی تھے کچھ دیر تک طریف بن مالک موت و حیات کا کھیل کھیلتے ہوئے تدبیر کے لشکر پر مرگ کی خنوخاری کی طرح حملہ آور ہوتا رہا ان بیابان اور تیز حملوں کے سامنے تدبیر زیادہ دیر ٹھہر نہ سکا اور آخر کار ہتھیار ہو کر وہ اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اور جو کچھ سالانِ رسد اور قاتلو اختیار وہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ وہیں پر چھوڑ کر

کے ساتھ ساحل پر پڑاؤ کر لیا تھا اور اپنے چند جاسوس اور دھرم پھیلا دیئے تھے۔ شاید ہسپانیہ کی سرزمین کے اندر وہ مزید کاروائیاں کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ہسپانیہ کے اندر ان دنوں چونکہ سردی کا موسم اپنے عروج پر آگیا تھا لہذا طریف بن مالک نے اپنے پڑاؤ کے اندر جگہ جگہ اپنے سپاہیوں کی سولت اور آرام کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے تھے۔



دوسرے روز ہسپانیہ کی سرزمین پر گرے بادل چھا گئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے سہاکی طویل راتوں کا سلسلہ شروع ہونے والا ہو طریف بن مالک نے اپنے ارد گرد جو جاسوس پھیلائے تھے انہوں نے آکر خبر دی تھی کہ ہسپانیہ کے جنوبی صوبے کا حکمران تدبیر اپنے ایک لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر قادس سے نکلا ہے اور یوٹی برق رفتاری سے وہ طریف بن مالک کے لشکر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ طریف بن مالک کو جب یہ خبر ملی تو اس نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ قادس کی طرف کوچ کیا شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر وہ دشمن کا استقبال اور مقابلہ کرے۔ مدینہ مدونہ کے قریب دونوں لشکر ایک دوسرے کے آئے سامنے آئے اور صف آرا ہوئے۔

طریف بن مالک کی گوبر ششای لگا ہوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ تدبیر کا لشکر تعداد میں زیادہ ہے لہذا اس نے اپنے لشکر کی صفیں خوب پھیلا دی تھیں تاکہ دشمن پر یہ ثابت کر سکے کہ اس کی تعداد بھی ان کے لشکر سے کم نہیں ہے اس کے بعد تدبیر نے اپنے لشکر کے ساتھ طریف بن مالک پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تھی۔ دراصل تدبیر جو ہسپانیہ کے جنوبی صوبے کا حاکم تھا اس وقت اجماعی غضب اور غصہ کی حالت میں تھا وہ خنوخاری کا مظاہرہ کر رہا تھا اور اس بات کا حلق تھا کہ طریف بن مالک نے ہسپانیہ کے ساحل پر اترنے ہی اس کے شہر البیراس کو اپنے سامنے ڈیر اور مغلوب کر کے شہر کے محافضوں کو تہ تیغ کر دیا تھا۔ تدبیر گری شہب کی پھیلتی ہوئی سیاحی میں چل و غلط کے جبر لحات کی خون و دھیری، شامِ آگ کے دریا اور لہو کی ندی کی طرح طریف بن مالک کے لشکر

قادس شر کے رخ پر بھاگے گا قاتب بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ بڑی فخریاری سے اس کا قاتب کرنے کا تھا۔

طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ تدبیر اور اس کے لشکر کا قاتب کرتا ہوا قادس شر کے قریب جا پہنچا تھا لیکن یہاں جا کر اسے رک جانا پڑا اور اس رک جانے کی وہ وجوہات تھیں۔ اول یہ کہ گذشتہ دن سے آسمان پر جو بادل چھا رہے تھے ان کی وجہ سے بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا دوسرا یہ کہ فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیلنے لگی تھیں کسی سیال آفتاب کی طرف آسمان کے مغربی افق پر مشتق تیرنے لگی تھی اور اس مشتق کے پس منظر بطور اپنے لٹکانوں کو بھانسنے لگے تھے ہر سو غلت کا پہرہ بیٹھے گا تھا اور مشتق کی وجہ سے آسمان کے حاشیوں پر پھیلے بادلوں کی کیفیت کچھ یوں ہو گئی تھی جیسے ان میں آگ لگ گئی ہو۔ سورج غروب ہونے کے بعد تاریکی اور بارش کی وجہ سے طریف بن مالک نے اپنے لشکر کو وہاں روک دیا اور عارضی طور پر اس نے لشکر کا وہاں پڑاؤ کر لیا تاکہ بارش سے بچا جاسکے اس کے علاوہ اس نے اپنے اطراف میں اپنے جاسوس بھی پھیلا دیئے تھے تاکہ کسی خطرہ کی صورت میں اپنے لشکر کو کسی نقصان سے بچایا جاسکے۔

○

رات آہستہ آہستہ بھاگتی جاتی جا رہی تھی بارش کا سلسلہ جاری تھا تاریکیاں اور نمی ایک دوسرے سے دست و گریباں تھے ایسے میں طریف بن مالک اپنے نیچے میں بیٹھا ہوا تھا اس کے نیچے کے وسط میں ایک گڑھا کھدوا ہوا تھا جس کے اندر آگ جل رہی تھی اور وہ اس آگ کے پاس بیٹھا اپنے ہاتھ اور اپنا لباس خشک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایسے میں ایک لشکر اندر آیا اور طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے بڑی دھیمی اور رازدارانہ آواز میں کہا۔ اے امیر رات کی اس تاریکی میں سپاہیہ کی ایک راہبر آپ سے ملنا چاہتی ہے میں نے اس کی طرف سے خدشہ اور خطرہ محسوس کیا تھا۔ لہذا میں نے اس سے اس کے حالات پوچھے ہیں اس کا نام ایملہ ہے۔ وہ اکیلی غیر مسلح ہے اور قادس شر کے ایک کلیسا کے اندر راہبر ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ کو اس وقت سے

جاتی ہے جب آپ پہلی بار سپاہیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے تھے اور یہ ایملہ نام کی راہبر اس وقت آپ کے نیچے کے باہر کھڑی ہے اور آپ سے ملنے کے لئے ہے جن سے اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ آپ کو اپنا بھائی سمجھتی ہے اس لشکر کے الفاظ سن کر طریف بن مالک کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسی خیر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے نگاہ بھر کر اس لشکر کی طرف دیکھا اور مدہم آواز میں مسکراتے ہوئے اس نے کہا اس راہبر کو اندر آنے دو وہ سچ کہتی ہے وہ میری جاننے والی ہے اور مجھے بھائی کہہ کر پکارتی ہے تم بے فکر رہو۔ وہ میرے لئے بے خطر ہے۔ شاید وہ میرے لئے کوئی اہم پیغام لے کر آئی ہو۔ لہذا تم جاؤ اور اسے اندر بھیجو۔ وہ لشکر فوراً باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایملہ خیمہ میں داخل ہوئی وہ اپنے روایتی لباس کے اوپر بارش سے بچنے کے لئے پہڑے کی ایک بڑی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ اسے دیکھتے ہی طریف بن مالک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایملہ نے پہلے اپنی چری چادر اتار کر ایک طرف رکھ دی پھر طریف بن مالک کے قریب ہوئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ اے طریف بن مالک میرے بھائی تم دوسری بار اس سرزمین میں داخل ہوئے اور میں تمہیں تھماری اس آمد پر خوش آمدید کہتی ہوں طریف بن مالک نے آگ کے جلنے آواز کے پاس بھیجی ہوئی چٹائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایملہ کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ وہاں بیٹھ گئی تب طریف بن مالک نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

اے ایملہ تمہیں یہاں میری موجودگی کا کیسے علم ہو گیا اور کیا تم قادس شر سے اکیلی ہی مجھ سے ملنے کے لئے چلی آئی ہو طریف بن مالک کے اس سوال کے جواب میں ایملہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے میرے بھائی اول تو قادس شر یہاں سے کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ لہذا یہاں میرا اکیلے آنا کسی خطرے کی علامت نہیں ہے آپ کا دوسرا سوال کہ مجھے کس طرح خبر ہوئی کہ آپ یہاں موجود ہیں تو جنوبی صوبے کے حاکم تدبیر کے جس لشکر کو آپ نے شکست دی ہے اس لشکر میں کچھ سپاہی آپ کے جاننے والے بھی تھے وہ نو لیزد شہر میں آپ کو

رومیر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سپاہیوں نے قادس شہر جا کر یہ خبر پھیلا دی تھی کہ جو لشکر ہسپانیہ کے جنوبی صوبے پر حملہ آور ہوا ہے اس لشکر کا سالار دی طرف بن مالک ہے جو کچھ عرصہ قبل ہسپانیہ میں داخل ہوا تھا اور ٹولیدو کے موت کے میدان کے اندر رومیر اور روبر کو قتل و تیغ زنی میں ہلکتے دی تھی۔

یہ خبر اور انکشاف میرے اور خصوصیت کے ساتھ اقلیماء کے لئے انتہائی خوشیوں اور مسرتوں کا باعث تھا یہ خبر سننے کے ساتھ ہی میں نے عزم اور ارادہ کر لیا تھا کہ رات کی تاریکی میں میں ضرور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر آپ سے ملوں گی اس لئے کہ آپ کو میں اپنا بھائی کہہ چکی ہوں اور یہ کیسے ممکن ہے ایک بن اپنے بھائی سے نہ ملے اس موقع پر اقلیماء بھی میرے ساتھ آنا چاہتی تھی پر میں نے اسے روک دیا اس لئے کہ اگر وہ میرے ساتھ آتی تو اس کے پڑے جانے کا خطرہ اور خطرہ تھا اور میں نہیں چاہتی کہ وہ گرفتار ہو کر رازدک کے ہاتھ لگ جائے۔

نہرے سمجھانے سے اقلیماء رک تو چکی لیکن اس نے آپ کے نام مجھے ایک پیغام بھی دیا ہے شاید آپ یہ پیغام سن کر خوش ہوں۔ ایملما کی یہ مصنگو سن کر طرف بن مالک نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے ایملما کو میرے نام اقلیماء کا کیا پیغام ہے اس پر ایملما اپنے ہونٹوں پر زبان بھیرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہی تھی سو میرے بھائی یہ ایک حقیقت ہے کہ اقلیماء شروع شروع میں رومیر کی وجہ سے تمہارے ساتھ نفرت اور بیزاری کا اعتبار کرتی رہی ہے اور تمہاری ذات کے متعلق اس نے کچھ ایسے جملے اور فقرے بھی ادا کئے تھے جس سے تمہاری دل شکنی اور تمہاری بے عزتی کا پہلو نکلتا ہے پر اب میرے بھائی اب اقلیماء وہ پہلے جیسی اقلیماء نہیں رہی۔ وہ اپنی ذات اور اپنی روح اور جسم سے بھی بڑھ کر آپ سے محبت کرتی ہے اس نے جو آپ کے نام پیغام بھجوایا تھا وہ یہ ہے کہ آپ اس کے ماضی کے رویہ کو بھولنے ہوئے اسے معاف کر دیں اور اسے یہ یقین دلائیں کہ آپ اس سے نفرت نہیں کرتے۔ سو اب بن مالک

اقلیماء کا پہلے یہ ارادہ تھا کہ جب کبھی حالات سازگار ہوں وہ قادس شہر کے اس کلیسے سے نکل کر افریقہ میں اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس بہت چلی جائے گی۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہاں رہتے ہوئے وہ تمہارے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر سکے گی۔ تم نے اپنی ماضی کی کوتاہیوں کی معافی مانگ سکے گی اور آئندہ کے لئے تمہیں اپنی محبت اور اپنی چاہت کا یقین دلا سکے گی لیکن اب اس نے یہ ارادہ بدل دیا ہے اس نے اب مہم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ اس وقت تک قادس شہر کے کلیسایہ ہی رہے گی جب تک ہسپانیہ کے اندر کوئی انقلاب رونما نہیں ہوتا اور اس انقلاب کے بعد ہسپانیہ کے موجودہ بادشاہ رازدک کو تخت و تاج سے عہد نہیں کیا جاتا جس طرح رازدک نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ اقلیماء اب ایسے ہی اس رازدک کو بھی ہسپانیہ کی سرزمین میں قتل ہونا دیکھنا چاہتی ہے یہی اس کی زندگی کا مقصد اور یہی اس کے بچنے کا مدعا ہے اس مقصد کے ساتھ ساتھ اقلیماء کی ایک خواہش دوسرے معنی میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی زندگی کا دوسرا مدعا یہ ہے کہ وہ آپ کی محبت اور آپ کی چاہت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

اے ابن مالک اب کہیں میری اس مصنگو کے جواب میں آپ کیا کہتے ہیں۔ ایملما کی یہ مصنگو سن کر طرف بن مالک تھوڑی دیر تک سکرتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ سنو ایملما! اقلیماء کی زندگی کا کیا مدعا اور کیا مقصد ہے مجھے اس سے کوئی غرض کوئی علاقہ نہیں ہے اور جہاں تک تمہارے اس انکشاف کا تعلق ہے کہ وہ میرے ساتھ اپنی ماضی کی زیادتی کی معافی مانگ کر میری محبت اور چاہت کی طلب گار ہے تو اے ایملما! میں تم سے کون اقلیماء سے مجھے نہ محبت ہے اور نہ نفرت میرے لئے وہ ایسی اجنبی ہے جس طرح پہلی بار میں ایک اجنبی کی حیثیت سے ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا تھا اور ٹولیدو کے موت کے میدان میں قتل و تیغ زنی کا مقابلہ کیا تھا اے ایملما اس اقلیماء سے میرا کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں ہے اور ہاں تم کوئی لڑکہ جاؤ تو اسے کہنا آئندہ میرے نام کوئی پیغام بھیجے گی کو خوش نہ کرے۔ ایسا کرتے ہوئے ہر سکا ہے اس کا رازدک کو جانے اور رازدک کو

اکشاف نہ کروں گا کہ میرا ہسپانیہ کی سرزمین پر حملہ آور ہونے کا مقصد کیا ہے۔
بہر حال میں آپ سے یہ ضرور کروں گا کہ میں اس سرزمین پر یوں ہی کسی مقصد
کے بغیر حملہ آور نہیں ہوا طرف بن مالک کا یہ جواب سن کر ایملہ کے لیوں پر
مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور پھر وہ کہنے لگی۔ مجھے امید تھی اے ابن مالک تم ایسا
ہی جواب دو گے لیکن میرا دل کہتا ہے کہ تمہارا حملہ ہسپانیہ کے لئے کسی بہت
بڑے طوفان کی بہت بڑے خطرے کا پیش خیمہ ہے اور میں بخوشی اس خطرے
اور اس پیش خیمے کا استقبال کروں گی جو تمہاری طرف سے طوفان کی طرح آنے
کر نمودار ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایملہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اپنی چری
چادر پھر اس نے اپنے اوپر ڈال لی اور الدواعی سی نگاہ اس نے طرف بن مالک
پر ڈالتے ہوئے کہا!

اے ابن مالک! آپ! اٹھما کے نام کوئی پیغام نہ دیں گے؟ وہ یقیناً آپ
کی طرف سے اپنے نام پیغام سن کر خوش ہو جائے گی۔ طرف بن مالک نے
فورا کہہ دیا اے ایملہ! میں اٹھما کے نام کیا پیغام دوں گا وہ میرے لئے انجی
ہے میرے اور اس کے درمیان کوئی تعلق کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ہلا! ایک انجی
کو میں کیا پیغام دے سکتا ہوں۔ طرف بن مالک کے جواب پر ایملہ کو یابوسی
ہوئی تھی پھر وہ خیمہ سے باہر نکل گئی تھی۔ وہاں کڑے اپنے ٹھوڑے پر سوار
ہوئی اور قانس شہر کی طرف کوچ کر گئی تھی۔ طرف بن مالک نے اپنے لشکر کے
ساتھ اس وقت تک وہاں بڑا کیا۔ جب تک بارش ہوئی رہی آدمی رات کے
قریب جب بارش ختم ہوئی تو یہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر کے
ساحل کی طرف چلا گیا تھا جہاں اس کا بحری بیڑا لشکر انداز تھا اور دوسرے روز
طرف بن مالک اپنے اس بحری بیڑے کے ساتھ اسپین کے ساحل سے واپس
افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

رات کی تاریکی میں طرف بن مالک سے ملنے کے بعد دوسرے روز صبح ہی
صبح ایملہ قانس شہر میں داخل ہوئی اس وقت گو بارش اور طوفان بادباران ختم

اس کے ٹھکانے کا علم ہو جائے اور وہ خواہ مخواہ میں دھری جائے۔ میرا مشورہ
اسے یہی ہے کہ وہ قانس شہر کے کلیسا میں اپنی بھیا زندگی سکون کے ساتھ گزار
دے اور وہ اگر ایسا کرنا چاہتی ہیں تو پھر کسی مناسب موقع پر اپنی بہن اور بہنوئی
کے پاس بہت چلی جائے اور وہاں کسی سے شادی کر کے اپنی باقی ماندہ زندگی سکون
اور اطمینان میں بسر کرے۔

طرف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر ایملہ پریشان اور دیرانی سی ہو کر رہ گئی
تھی تھوڑی دیر تک وہ چلتے ہوئے اللاؤ کی روشنی میں عجیب سے انداز میں طرف
بن مالک کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگی اے
ابن مالک تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے والے تدبیر کے لشکر قانس شہر میں داخل
ہو کر جب یہ اکشاف کرنے لگے کہ طرف بن مالک نے ہسپانیہ کے جنوبی صوبے
پر حملہ کر دیا ہے تو اے ابن مالک اس اکشاف پر مجھے پریشانی اور حیرت ہوئی
اور جب اٹھما نے یہ خبر سنی تو وہ بے حد خوش ہوئی۔ آپ کے اس ملے سے
اس نے دو امیدیں وابستہ کی تھیں۔ اول یہ شاید اس طرح اس سے تمہاری
ملاقات ہو جائے دوئم یہ کہ شاید تم اس طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو جو آنے
والے دنوں میں ہسپانیہ پر حملہ آور ہو کر اس کے بادشاہ رازرک کو تخت و تاج
سے محروم کر دے بہر حال اسی جتھو کے تحت میں رات کی تاریکی میں یہ جاننے
کے لئے تمہاری طرف آئی ہوں کہ آخر تم ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ
ہسپانیہ کے جنوبی صوبے پر کیوں حملہ آور ہوئے ہو کیا تمہارے اس حملہ کی کوئی
وجہ اور مقصد بھی ہے۔

ایملہ کے اس سوال پر تھوڑی دیر تک طرف بن مالک غور سے اسے دیکھتا
رہا اور پھر اس نے ایک غصہ کے ساتھ کہنا شروع کیا! اے ایملہ جس مقصد
کے تحت میں ہسپانیہ کی سرزمین پر اس مختصر سے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا ہوں
وہ مقصد مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے بس اے ایملہ وہ جو میری ذات
سے بھی زیادہ عزیز ہو وہ میں کسی دوسرے سے کیسے اور کیوں کر کہہ سکتا ہوں
خواہ دوسرا میرا کوئی عزیز اور میری بہن ہی کیوں نہ ہو۔ اے ایملہ تم پر یہ

ہوئی ہے تو اقلیم کے سلسلے میں اس نے جنہیں کیا جواب دیا ہے۔ ایسا تھوڑی دیر تک ستیوس اقلیم اور الیاند کو غور سے دیکھتی رہی پھر وہ ستیوس کی طرف دیکھ کر کہنے لگی: اے مقدس باپ جس وقت میں یہاں سے طرف بن مالک کی طرف جانے کے لئے روانہ ہو رہی تھی اس وقت میں کنگشاں کے ذبے اترنے والے چاند جیسی خوش کن اور پرسکون تھی۔ پر اے مقدس باپ طرف بن مالک سے مل کر مجھے انتہائی مایوسی اور دکھ ہوا ہے۔ گو وہ میرے ساتھ ایسے ہی خرمکن انداز میں پیش آیا جیسے ایک بھائی اپنی بہن سے ملتا ہے پر اے مقدس باپ اقلیم کے سلسلے میں اس نے مجھے بید مایوس کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں ٹولیزو شر میں مقابلے کے بعد اقلیم نے جو اسکے خلاف سخت الفاظ کہے تھے وہ طرف بن مالک کے دل پر کندا ہو چکے ہیں اور اس کا دل اقلیم کی طرف سے صاف کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ میں نے بت کو شش کی کہ اقلیم کی طرف سے اس کا دل صاف کروں لیکن میری کنگشو کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اور اس کی بات چیت اور اس کے رویہ سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ وہ اقلیم سے کسی قسم کا کوئی تعلق کوئی ربط اور کوئی سلسلہ نہیں رکھتا چاہتا! اے مقدس باپ میں شرمندہ ہوں کہ جس قسم پر اور جس کام پر آپ نے مجھے روانہ کیا تھا میں اس میں ناکام لوٹی ہوں۔ میں طرف بن مالک کو اقلیم کی طرف مائل نہیں کر سکی اور اس کی باتوں اور اس کی کنگشو کے رد عمل سے جو میں نے اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اقلیم سے محبت نہیں کرتا یہاں تک کہنے کے بعد ایسا خاموش ہو گئی تھی۔

ایلماسی کنگشو بننے کے بعد حسین اقلیم کی گردن جبک مٹی تھی اس موقع پر اس کی آرزو مند آنکھوں کے اندر دکھ کا قربان موسم، خون اگلتی نغمائیں اور برے خوابوں کی فرسودہ تصویریں رقص کرتے لگی تھیں۔ اس کے بشارت طلب دل کے اندر مفہوم انگشتیں دراندازہ تنہائیں اور سفاک اندھیرے سر اجمارے لگے تھے اس کے جسم اور روح کے رشتوں کے درمیان امید و عزائم کی جھڑپیں کرتے لگی تھیں، صبح کی روشن قدیلیں ڈوبنے لگی تھیں۔ سوچوں کے آئینے

پکے تھے لیکن موسم غیر معمولی ہو رہا تھا۔ چاروں طرف گہری دھند پھیلی ہوئی تھی اور چند گز کے فاصلہ پر کھڑے ہوئے کسی شے کسی انسان کو دیکھنا نہ جاسکتا تھا یوں لگتا تھا جیسے وقت کی فلیج میں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا ہو۔ افلاک کے تابندہ ستارے کب کے روپوش ہو چکے تھے اور سورج بھی طلوع ہو چکا تھا لیکن چاروں طرف پھیلی گہری دھند نے ضیائے رخ و شید کا رخ موڑ کر رکھ دیا تھا پھول و غنیم اور خار و خش سے نمودر کائنات اس وقت دھوپ چاندنی اور سایوں سے محروم تھی۔ گہری دھند کی وجہ سے ہر چیز خاموش چٹانوں کی طرح چپ اور گمٹائے ہوئے چاند کے چرے جیسی ویران ویران تھی ہر طرف موسمی ہواؤں کے تیز جھونکوں کی طرح فضاؤں کے اندر دھند اڑاتی پھر رہی تھی۔ ایسے میں ایسا اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے اور اپنے آپ کو ایک چری چارور سے ڈھانچے جب قادس شر کے کلیسا میں داخل ہوئی تو اسے دیکھتے ہی پادری ستیوس اقلیم اور اس کی ماں الیاند کی طرف لپکے۔ اس موقع پر ایسا نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔ میں اپنے گھوڑے کو اصطلیل میں باندھنے کے بعد آپ لوگوں کی طرف آتی ہوں۔ ایسا کا یہ جواب سن کر ستیوس اقلیم اور الیاند پھر اسی کمرے میں جا کر بیٹھ گئے تھے جس سے اٹھ کر وہ ایسا کی طرف آئے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد اپنے گھوڑے کو اصطلیل میں باندھنے کے بعد ایسا بھی وہاں آئی وہ چری چارور جس میں اس نے اپنے آپ کو ڈھانچ رکھا تھا وہ اتار کر اس نے ایک طرف لٹکا دی اس کے بعد وہ ستیوس اقلیم اور الیاند کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ ان تینوں نے اس موقع پر اس کا بغور جائزہ لیا۔ تینوں نے محسوس کیا کہ ایسا اس موقع پر دعاؤں کے لئے اٹھے بے ثمر تھوڑی جیسی ویران ویران اور بے کراس آسمانوں کی پستانوں جیسی اجڑی اجڑی سی تھی۔ ستیوس او اس اجاڑ بیروں جیسی تھوڑی دیر تک ایسا کی اس حالت کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

اے ایسا میری بیٹی میں دیکھتا ہوں تو بوجھل، بوجھل اور او اس ہے۔ پر یہ تو کب تو طرف بن مالک سے ملی بھی یا کہ میں اور اگر تمہاری اس سے ملاقات

ہے جس نے اسٹین کی قوت اور طاقت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے اور میرا دل کتا ہے کہ طرف بن مالک یا اس کا کوئی جرنل مغربی ایک بڑے لشکر کے ساتھ اسٹین کی سرزمین پر حملہ آور ہو گا۔

اے اقلیم میری بیٹی میں ان مسلمانوں کو خوب جانتا ہوں۔ افریقہ سے آنے والے بر ملا میرے پاس اٹھتے بیٹھے رہتے ہیں۔ میں ان کی گفتگو اور ان کے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے سے خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ اے میری بیٹی یہ مسلمان اجنبی چروں کے اندر قبر بن کر ابھر جانے والے جوان ہیں اگر انہوں نے اسٹین پر حملہ کیا تو میں سمجھتا ہوں اسٹین کی یہ تیرہ و نثار قضائیں ارتقا کے علوم سے روشناس ہو جائیں گی۔ مسلمانوں کے آنے پر اسٹین کی یہ سرزمین ایک نئے انقلاب سے روشناس ہو گی! اے میری بیٹی یہ مسلمان ساحری کے راز و نیاز اور خاکساری و فقر کے اعجاز کا فن خوب جانتے ہیں۔ یہ اہل خرد اور اہل ہنر لوگ ہیں اور ان کے دین کے اصول ذرفشاں کے باعث اس سرزمین کے اندر ساری جتنے چھوٹ پڑیں گے۔ یہ سرزمین گل کی شادابی اور محبت کے نشاط سے ہلکتا ہو گی اور یہاں تک کتا ہوں کہ اگر مسلمان اس سرزمین میں آتے ہیں تو یہاں صحرا صحرا ایک خوش کن باد و باران اور گھٹانوں میں ایک انوکھی خوشبو اٹھتی پھرے گی۔

اے اقلیم میری بیٹی تو جانتی ہے کہ اس سرزمین کے مہن گھٹن میں خزاں کے پھرے اور آشاؤں کے دیوالاؤں میں پھولوں کی لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی یہاں آمد کے بعد صدیوں کی غلامی رہائی پائے گی۔ زخم آلود پیشانیوں سے چتا ہوا ابو خشک ہو جائے گا اور یہاں کے لوگوں کے نفس نفس میں خوشبو بس جائے گی اور آزادی ایک گیت بن کر ان کی ممدائوں میں ڈھل جائے گی۔

اے اقلیم میری بیٹی میں ان مسلمانوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں یہ اپنی نگاہ فہم سما سے زمین کو اپنی سیر اور آسمان کو اپنا غلام بنانے کا فن خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کی اسٹین میں آمد کے بعد یہاں کے دروازوں پر پیار کی

لٹنے اور روشنی کے شرانیدہروں میں نمائے لگے تھے۔ مجموعی طور پر اس وقت اقلیم کی حالت شارح زحمت پر خاموش اور افسردہ بیٹھی فاختہ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک اقلیم اسی طرح بیٹھی رہی۔ پھر اس نے اپنی گردن جھکائے جھکائے دکھائی آواز اور روتے ہوئے لیے میں کہا۔ اے مقدس باپ میری قسمت میں بزم کوئی دور ساگر اور اجمن در اجمن کوئی چراغاں نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میری زیست کی صبح اب شب تاریک ہو چکی ہے۔ پھر اے مقدس باپ طرف بن مالک ہر منزل کا راستہ تو نہیں بن سکتا میں سمجھتی ہوں میری زندگی کا چاند اب پادوں میں گھو گیا ہے اور میری بزم ہستی کا ایک ایک چراغ گل ہوئے والا ہے۔ اقلیم کی یہ گفتگو سن کر سٹیوس الیانہ اور ایسلیٹین تڑپ کر رہ گئے تھے۔ پھر سٹیوس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اے اقلیم میری بیٹی تم اداس اور افسردہ نہ ہو انسان کی زندگی میں ایسے واقعے اور ایسے حادثات رونما ہوتے ہی رہتے ہیں اور ان واقعات اور حادثات سے نکلنے کے بعد ہی انسان نکلن ہو کر دوسروں کے سامنے آتا ہے اور کامیاب زندگی بسر کرنے کا فن سیکھتا ہے۔ اقلیم میری بیٹی تو نے دیکھا ہو گا جب شام کا خیمہ تاریک ہوتا ہے تو آسمان پر طوع ہونے والے ستارے اور چاند کیسے اس کائنات کے اندر حسین فطرت کے نعمات بکھیرتے ہوئے اس کی تشکیل کرتے ہیں اور حقیر کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ میری بیٹی اداس اور مغموم نہ ہو میں جیسے یقین دلاتا ہوں کہ ایک روز تمہاری زندگی کے یہ سرو راتوں جیسے دل غراں لمحے ختم ہو کر رہیں گے اور تم ضرور ایک نہ ایک روز اپنی منزل پا کر رہو گی۔

اے میری بیٹی یہ جو طرف بن مالک نے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ اسٹین کی سرزمین پر حملہ کیا ہے اور اس نے الیمیرا شہر پر قبضہ کرنے کے بعد کلاس کے والی کو بدترین شکست دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام طرف بن مالک نے آپ سے آپ نہیں کیا بلکہ اس کام کے پیچھے بہت بڑی قوت کار فرما ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ طرف بن مالک کسی بہت بڑے لشکر کا ہرال دست

خاموش ہوئی تو اقلیمہ نے کچھ اپنے آپ کو سنبھالا اور ایملہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے ایملہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں طریف بن مالک کے درو کی چاہت کو ان کے پیار کی راہ کو اپنی زندگی کا مقصد اور مقدر بنا کر رکھوں گی اور وہ اگر ہرجائی ہے تو میں سووائی ہوں اور میں ساری عمر ان کے انتظار میں چشمہ بن کر بیٹی رہوں گی۔ اے ایملہ خوشبو تو خوشبو میں تو ان کے لئے دھنک رنگ بن کر سایہ کی طرح ان کے تعاقب میں لگ جاؤں گی۔ انہیں حاصل کرے کی خاطر! اے ایملہ میں اپنے واسن کو لبو رنگ کر کے اس کی ذات میں چھپاؤں گی۔ اپنے پورے پیار و اخلاص کے ساتھ میں اپنے رنگ و روپ کو اس کے چہرے اور اس کی ذات میں دھال دوں گی۔ میں اپنی ساری اپنائیت اپنے سارے پیار کو صرف ان کی خاطر اپنا حاصل تقدیر اور اپنا حاصل زندگی بنا کر رکھوں گی۔ اے ایملہ میں نے عہد کر لیا ہے کہ میں اپنی ذات کو نفرت اور خوف کا شکار نہ ہونے دوں گی۔ میں اپنی ہستی کو ظلمت کا تابوت نہ بننے دوں گی۔ اب جب کبھی بھی طریف بن مالک اس سرزمین میں داخل ہوتے ہیں سارے خوف سارے خدشوں سارے خطرات کو ہالائے طاق رکھ کر خود ان کے پاس جاؤں گی ان سے اپنی ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگوں گی اور مجھے امید ہے میرے اور ان کے درمیان جو غلط فہمیاں حائل ہیں انہیں دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔

اپنی گفتگو ختم کر کے اقلیمہ جب خاموش ہوئی تو ایملہ کے چہرے پر خوشیاں اور مسرتیں رقص کرنے لگی تھیں وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اقلیمہ کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہا! اے اقلیمہ میری بہن تو نے اپنی گفتگو سے مجھے خوش اور مطمئن کر دیا ہے اب تم میرے ساتھ ابھی اور اسی وقت اسقف سٹیوس اور اپنی ماں کے پاس چلو اور ان کے ساتھ نبی خوش بیٹھ کر گفتگو کرو تاکہ ان دونوں کو یہ احساس ہو کہ تم نے اپنے آپ کو سنبھال لیا ہے اور یہ کہ تم بڑی کامیابی کے ساتھ طریف بن مالک کا انتظار کر سکتی ہو۔ ایملہ کی یہ گفتگو سن کر اقلیمہ بھی

وسک ہو گی ساز دل کے تاروں پر مدھ بھرے ترنم بھوت پڑیں گے اے میری بیٹی تو اپنے سکران طبقہ کو بھی اچھی طرح جانتی ہے یہ لوگ حقائق سے بے بہرہ صداقت سے عاری وہم و گمان کے مارے عن و تحقیق کے عادی اور کم اندھیروں کے اندر روشنیوں کی ناکام کوشش کرنے والے ہیں تو یہ بھی جانتی ہوگی اے میری بیٹی سکران طبقہ ہمہ وقت بے معنی بحث و تکرار ہے۔ دانش و علم کی باتیں لائین منطق کے جھگڑے اور لا حاصل و بے کار حتم کرنے والا ہے ان سب کی اپنی اپنی ذلتی اور ان سب کا اپنا اپنا ترانہ ہے اور یہ کسی بھی بات پر رحمہ اور ایک ہونے والے نہیں ہیں۔ جنہیں میں یقین دلاتا ہوں میری بیٹی مسلمانوں کی یہاں آمد کے باعث یہاں کا کھانا کھانے کے زریں اصولوں کے باعث رنگوں کے سلاب میں برس لگے گا اور اس روز یہاں کے لوگ آزادی اور حقیقی زندگی سے بہکتا ہوں گے۔

اقلیمہ نے سٹیوس کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ لیوں پر پیکا اور مجروح جسم بیکھرتی ہوئی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ والے کمرے میں چلی گئی تھی۔ اس موقع پر اسقف سٹیوس نے ہاتھ کے اشارے سے ایملہ کو اقلیمہ کے پیچھے جانے اور اسے سنبھالنے کا اشارہ کیا اور یہ اشارہ پا کر ایملہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اقلیمہ کے پیچھے پیچھے ہوئی تھی۔ اقلیمہ جب ساتھ والے کمرے کی نشست پر جا کر بیٹھی تو ایملہ بھی اس کے سامنے بیٹھ گئی اور نرم اور شفقت بھری آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی! اے اقلیمہ! اسقف سٹیوس کی گفتگو سے میں بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ یہ طریف بن مالک واقعی کسی بڑے فکر کا ہرادل دستہ بن کر اس سرزمین میں داخل ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب وہ مغرب کسی بڑے فکر کے ساتھ یہاں پھر داخل ہو گا اور مجھے امید ہے کہ میں تم دونوں کو آپس میں ملانے کا بندوبست کر کے تمہارے درمیان جو غلط فہمیاں حائل ہیں ان کو دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی اور میں جنہیں یقین دلاتی ہوں! اے اقلیمہ کہ تم طریف بن مالک کو حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی کے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گی! یہاں تک کہنے کے بعد ایملہ جب

راجہ کو میرے پاس بھیجو تاکہ میں اپنے لشکر کے ساتھ بانک قوم کی طرف جائے
کی تیاریاں کروں۔ وہ جاسوس ایک بار پھر جھکا اور پھر وہ اس شاہی کمرے سے
کل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد راجہ جسے رازرک نے اپنی فوج کا سالار بنا رکھا تھا اس
شاہی کمرے میں داخل ہوا۔ رازرک کے اشارے پر وہ اس کے قریب ہی ایک
نشت پر بیٹھ گیا پھر اسے رازرک نے مخاطب کر کے کہا اے راجہ ابھی ابھی
شمال کی طرف سے ہمارا ایک جاسوس آیا ہے اور اس نے ہمیں یہ اطلاع دی ہے
کہ شمال کی بانک قوم نے ہمارے خلاف بغاوت اور سرکشی کے علم بلند کر دیئے
ہیں۔ لہذا ہم کل اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے شمال کی طرف کوچ کریں گے
تاکہ بانک قوم کی اس سرکشی پر قابو پایا جاسکے اس لشکر میں تم بھی ہمارے ساتھ
ہو گے اور سنو ہو سکتا ہے یہ بغاوت سابق بادشاہ حبشہ کے حق میں کھڑی کی گئی
ہو۔ لہذا تم احتیاطاً سابق بادشاہ حبشہ کے دونوں بیٹوں شانشہ اور جوس کو بھی
اس لشکر میں شامل کر لیتا۔ اگر یہ بغاوت حبشہ کے حق میں کھڑی کی گئی ہے تو پھر
شانشہ اور جوس کو میرے لشکر میں دیکھ کر میرا خیال ہے کہ باقی ہمارے سامنے
بھتیار ڈالنے پر اور ہماری فرمائندگی کرنے پر رضامند ہو جائیں گے۔ لہذا تم
ابھی شانشہ اور جوس کو بھی تیاری کا حکم دو اور اپنے لشکر کو بھی کل تک کوچ
کرنے کے لئے تیار کرو! رازرک کا یہ حکم پا کر راجہ اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔ اس
روز آنے والے رات کی تیاریاں ہوتی رہیں اور دوسرے روز صبح ہی صبح
رازرک 'راجہ' جوس اور شانشہ کے ہمراہ اپنے لشکر کو لے کر اسپین کے شمالی
اصلاح کی طرف بغاوت کو فرو کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

موسیٰ بن نصیر کا امیر البحر عبداللہ جب اپنے ملاحوں کے ساتھ مال قیمت
کے ان جانوروں کو ہانکا ہوا جو طریف بن مالک کی طرف سے اسے ملا تھا۔
قیروان شہر کے شمالی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے لگا تو اس نے دیکھا شہر
کے شمالی دروازے پر امیر موسیٰ بن نصیر اس کا ہتھکڑا تھا جوں ہی امیر البحر
عبداللہ دروازے کے قریب ہوا موسیٰ بن نصیر آگے بڑھا اور عبداللہ کو اپنے

بسرانے لگی تھی۔ پھر وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اس کمرے کی طرف جا
رہی تھیں جہاں اسقف ستیوس اور اٹھماکی ماں الیانہ بیٹھے ہوئے تھے۔

○

اسپین کا بادشاہ رازرک اپنے سرے تخت پر مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا
کہ اس کا ایک جاسوس اندر داخل ہوا پہلے وہ رازرک کے سامنے خوب زمین
کی طرف جھک کر آداب بجالایا پھر رازرک کو مخاطب کر کے کہنے لگا! اے اسپین
کے عظیم بادشاہ میں اسپین کے شمالی اصلاح سے آپ کے لئے ایک بری خبر لے کر
آیا ہوں۔ یہ الفاظ سن کر رازرک اپنی جگہ پر چونک پڑا اور اس نے جاسوس کو
مخاطب کر کے اس نے کسی قدر چٹائی بے چینی سے پوچھا تم اسپین کے شمالی اصلاح
سے ہمارے لئے کیا بری خبر لائے ہو اس پر وہ جاسوس پھر کہنے لگا اے بادشاہ
اسپین کے شمالی اصلاح میں جہاں پر بانک قوم آباد ہے وہاں آپ کے خلاف
ہر ضلع میں بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں اور بانک قوم نے اپنے اصلاح سے کل
کر آپ کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرتے ہوئے دور دور تک یلغار اور ترک
تار کرنا شروع کر دی ہے اور ان لوگوں کو لوٹا اور قتل کرنا شروع کر دیا ہے جو
آپ کے تابع اور فرمان ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اس جاسوس کے اس اکتشاف پر رازرک کے چہرے پر پریشانی اور
فکرمندی کے آثار نمودار ہوئے تھے پھر اس نے کسی قدر اپنے آپ کو متبصلا
اور اس جاسوس کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے پوچھا کہ شمالی اصلاح میں بانک
قوم کیا چاہتی ہے اور اس کے کیا مطالبات ہیں اس پر وہ جاسوس کہنے لگا! اے
بادشاہ ان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ وہ اسپین سے آزادی اور خود مختاری چاہتے
ہیں اور شمالی اصلاح کے اندر اپنی ایک علیحدہ قومی سلطنت قائم کرنے کے طلب
گار ہیں۔ اس پر رازرک نے برہم ہو کر کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہم اسپین کی
حدود کے اندر کسی بھی قبیلہ کسی بھی قوم کو خود مختاری دینے کے حق میں نہیں
ہیں۔ اب اس بانک قوم کے خلاف لشکر کشی کریں گے اور امید ہے کہ ہم
انہیں اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تم ابھی فوراً جاؤ اور

کھڑا کر دے گا! اے امیر! اپنے لشکر اور میرے ملاحوں کے ساتھ طریف بن مالک
اسپین کے ساحل پر اترا سب سے پہلے اس نے اسپین کے شہر الجیراس کا رخ کیا
جنگل نقطہ نگاہ سے الجیراس کافی مضبوط اور عسکری لحاظ سے ایک پر قوت شہر تھا
لیکن اے امیر! طریف بن مالک موت کے صحرا، مگر کے کوندے، جذبوں کے
بھڑکاؤ اور جراتوں کے حریف کی طرح اس شہر پر حملہ آور ہوا اور بے کراں
وقت کے تسلسل کی طرح وہ لٹوں کے اندر اس شہر کی ساری قوتوں کو اپنے
سامنے لگوں کرنے میں کامیاب ہو گیا! یا امیر! الجیراس کی عسکری قوت کو طریف
بن مالک نے بے ربط چٹوں، رنگ کندہ تصورات اور بے نور لہجہ کی لہروں کی
طرح اپنے سامنے اڑا کر رکھ دیا وہ قاتل مہدائوں، سگتے سسوں کے دھوکے
اور لٹکوں کے چلنے والا کی طرح الجیراس شہر پر حملہ آور ہوا اور اس نے اسے
ختم کر کے وہاں سے اپنے لئے بے شمار مال غنیمت حاصل کیا۔

اے امیر کسی انجینی سرزمین میں میں نے پہلی بار کسی مسلمان سپہ سالار کو
اس انداز میں لڑتے دیکھا ہے جو انداز طریف بن مالک نے اپنایا تھا! بخدا وہ
اپنی لشکر پر تنہائی کے نکلے موسم کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور یوں لگتا تھا
جیسے وہ اپنے سامنے فطرت کے رازوں کی کتاب کھول کر سب کے سامنے رکھ
دے گا۔

عبد اللہ قزوئی دیکھ کر کہتے رک گیا۔ پھر شاید اس نے اپنے ذہن میں
الفاظ کو مناسب ترتیب دینے کے بعد دوبارہ کتنا شروع کر دیا یا امیر! طریف بن
مالک جہاں اپنے ساتھیوں کے لئے سرسوں کی قوس قزح نہ وہاں پر اپنے دشمنوں
کے لئے ماضی کی تلخ یادیں، فردا کے ان پچھتے ڈانٹے، گردن تیر اور آفاق کا تغیر
ثابت ہوا شہر پر حملہ آور ہوتے وقت اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے
ہوئے انہیں جنگ پر ابھارا تو اسے امیر اس وقت اس کے یلین اور اس کے کلام
میں ایک عجیب سی تاثیر تھی اور اس کی اہمیت اور ابھار پر اس کے لشکری ماضی
کے سپاہیوں اور بن کے بھائیوں کی طرح الجیراس پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ اور
اپنے ساتھیوں کے اسی جذبہ کے تحت طریف بن مالک نے الجیراس شہر کے

ساتھ لپٹائے ہوئے اس نے کہا اے عبد اللہ مجھے تمہاری آمد کی پہلے ہی اطلاع ہو
چکی تھی لہذا میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے استقبال کے لئے شہر کے اس
شمالی دروازے پر آکھڑا ہوا ہوں۔ امیر موسیٰ بن نصیر سے علیحدہ ہوتے ہوئے
عبد اللہ سامان سے لے دے ہوئے جانوروں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا! اے امیر
ان جانوروں پر جو سامان لدا ہوا ہے یہ وہ مال غنیمت ہے جو طریف بن مالک نے
آپ کے حصے کے طور پر میرے حوالے کیا ہے! اے امیر! طریف بن مالک نے
اسپین کے اندر بہترین تین کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس نے کچھ مال غنیمت آپ
کی طرف بھجوا دیا ہے کچھ وہ اپنے ساتھ فخر کے لیے گیا ہے اور باقی کا مال غنیمت اس
نے اپنے لشکریوں اور میرے ملاحوں کے اندر تقسیم کر دیا تھا۔

عبد اللہ مزید کچھ نہ کہتا چاہتا تھا کہ موسیٰ بن نصیر نے پھر اسے مخاطب کر کے کہ
اے عبد اللہ سامان سے لے دے ہوئے ان جانوروں کو بیت المال کی طرف روانہ
کر دو تم خود میرے ساتھ آؤ میں تم سے طریف بن مالک کی اس مہم سے متعلق
جاننا اور سنا پسند کروں گا۔ اس پر عبد اللہ نے فوراً اپنے ساتھیوں کو سامان سے
لے دے ہوئے وہ جانور بیت المال کی طرف لے جانے کے لئے کہا اور خود وہ
خاصوشی کے ساتھ موسیٰ بن نصیر کے ساتھ ہوا لیا تھا۔

موسیٰ بن نصیر اپنے امیر البحر کو لے کر اپنی رہائش گاہ پر آیا اور عبد اللہ کو
اپنے سامنے والی نشست پر بٹھاتے ہوئے پوچھا! اے عبد اللہ اب تم مجھے اسپین کی
سرزمین میں طریف بن مالک کی اس مہم کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔ موسیٰ بن
نصیر کے اس سوال پر امیر البحر عبد اللہ اپنی نشست پر سنبھل کر بیٹھا پھر وہ یہ کہنے
لگا۔

اے امیر! طریف بن مالک لٹوں کو صدیوں میں بدل دینے اور صدیوں کی
تحریروں کو اپنے چہرے پر سمیٹ دینے والا ایک بے مثال جوان ہے۔ وہ بیکر عزم
جوان اور جنگ کی بجلی میں بیگانہ سود و زیاں ہو کر کوہ جانے والا ایک مجاہد ہے
اس کے حلوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ چاند سورج اور نکلتاں کو اپنے
بھالے بنا کر اور نبض فطرت پر ہاتھ رکھ کر ہر گام پر ایک محشر اور ایک طوفان

حکمرانوں کو غلامیوں کی ذلت، زردیوں کی محسوس میں ڈبو کر رکھ دیا۔ ان کی حکومت، ان کی رعیت، ان کی امارت اور ان کی سلطنت کو اپنے سامنے سرگوں ہونے پر مجبور کر دیا، یا امیر! طریف بن مالک کی تعریف کرتے ہوئے میرا دل بہت کچھ کہنے کو چاہتا ہے، پر بخدا میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں انہیں استعمال کر کے اس طریف بن مالک کی جرات اور شجاعت کی صحیح عکاسی کر سکوں۔ عبداللہ کی ساری گفتگو سننے کے بعد موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ اس لمحہ اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھرتی رہی تھی اور اس کی آنکھوں کے اندر ایک خوش کن اور انوکھی چمک رقص کرتی رہی تھی۔ پھر اس نے عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے عبداللہ! تم نے جو طریف بن مالک کی تعریف کی ہے وہ واقعی اس تعریف کے قائل ہے میں ماضی میں اسے گزشتہ کئی جنگوں میں آزما چکا ہوں وہ ہر دفعہ ہر بار نہ صرف یہ کہ میرے معیار پر پورا اترتا بلکہ اس نے میری امیدوں سے بھی بڑھ کر دشمن کی صفوں کو درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا! اے عبداللہ اس وقت میرے پاس صرف دو جرنیل ہیں جن پر میں بوقت ضرورت اور مشکل لحاظ کے اندر پورا اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہوں۔ ان میں پہلے نمبر پر طارق بن زیاد اور دوسرے نمبر پر یہ طریف بن مالک ہے اب تم مجھ سے یہ کہو کہ الجیراس شہر کے علاوہ طریف بن مالک اسپین کے اور کس کس حصے کی طرف حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے جواب میں عبداللہ کہنے لگا تھا یا امیر! الجیراس کو مکمل طور پر فتح کرنے کے بعد وہاں سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کو سنبھالنے کے بعد طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ ابھی الجیراس شہر سے باہر اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا کہ اس نے جو جابوس اپنے اطراف میں پھیلا رکھے تھے انہوں نے یہ خبر دی کہ اسپین کے جنوبی صوبے قادس کا والی تدمیر بہت بڑے ایک لشکر کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے الجیراس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ خبر سننے کے بعد طریف بن مالک نے اپنے لشکر کے ساتھ الجیراس شہر سے اس سمت کوچ کیا جس طرف سے قادس کا والی تدمیر اپنے لشکر کے ساتھ یلغار کرتا چلا آ رہا تھا۔ یہاں کھلے میدانوں کے اندر دونوں

لشکروں کا ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراؤ ہوا۔ عبداللہ یہیں تک کہنے پایا تھا کہ موسیٰ بن نصیر نے بڑی چٹائی اور بڑی بے چینی سے بولتے ہوئے اس سے پوچھا! اے عبداللہ پر اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوا۔

جواب میں عبداللہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا یا امیر! اس جنگ میں بھی طریف بن مالک نے الفاظ کے آئینوں میں سنہری جھنڈیوں کی زنجیریں ڈال دینے کا کام انجام دیا وہ اس کی نگاہیں اس جنگ میں بھی نئی منزلوں کے تعین پر تھیں، مکمل جرات اور غلظت کے ساتھ وہ تدمیر کے لشکر پر کچھ اس انداز سے حملہ آور ہوا جیسے وقت کی آنکھوں میں شام کا کامل گھول گیا ہو اور اس نے تدمیر کے لشکر کی حالت اس دیکھ جیسی کر دی تھی جو بدن سے لے کر روح تک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے یا امیر! اسپین کے ان کھلے میدانوں کے اندر طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ ملیں کے علم اور سرکشوں کی سرکشی کی طرح حملہ آور ہوا۔ اس کے حملہ آور ہونے کے ٹکراؤ میں ایک نئی تشکیل اور اس کی فکری پرواز کے اندر انوکھی رفعت تھی۔ اس جنگ میں طریف بن مالک نے تدمیر کے لشکر کو بدترین شکست دی۔ حالانکہ تدمیر کے لشکر کی تعداد طریف بن مالک کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی۔ پھر بھی طریف بن مالک اپنی دانشمندی اور جرات و شجاعت کے باعث تدمیر کے اس لشکر پر حاوی اور فتح مند رہا یا امیر! تدمیر کو شکست کے بعد طریف بن مالک نے اپنے سارے لشکر کو ساحل پر جمع کیا۔ پھر وہاں سے اس نے کوچ کیا۔ مجھے اس نے میرے حصے کا مال غنیمت دے کر آپ کی طرف روانہ کر دیا جبکہ وہ اپنے لشکر اور اپنے حصے کے مال غنیمت کے ساتھ طنز کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

امیر البحر عبداللہ اپنی بات ختم کر کے خاموش ہو چکا تھا۔ اس نے دیکھا موسیٰ بن نصیر اس کے ان گنت انکشافات کے جواب میں سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔ عبداللہ نے محسوس کیا اس موقع پر موسیٰ بن نصیر کی آنکھوں میں چڑھتے دریاؤں کی سی روانی اس کے چہرے پر سرے آفاق جی نگاہوں کی بلندی اور اس کے ہونٹوں پر ذلت کے دے دے قبضے تھے تھوڑی دیر تک موسیٰ بن نصیر بیٹھا

کچھ سوچا رہا پھر اس کی آنکھوں کے اندر ایک انوکھی چمک پیدا ہوئی اور اس نے عبداللہ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اور اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے عبداللہ طریف بن مالک نے اہلین پر اپنے ان حملوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اہلین کو فتح کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں وہ اگر صرف چار سو کے لشکریوں کے ساتھ بے درد سامان کی حالت میں امیر اس شہر کو فتح کر سکتا ہے اور اپنے سامنے اپنے سے گنا گنا زیادہ قوت رکھنے والے اہلین کے جونی مکران تدمیر کو شکست دے سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں اگر ہم اپنی قوت میں اور زیادہ اضافہ کریں تو اہلین کو ہم اپنے سامنے سرنگوں کر کے رکھ سکتے ہیں۔

موسیٰ بن نصیر کی اس گفتگو کے جواب میں عبداللہ کہنے لگا یا امیر آپ کے خیالات اور آپ کے ارادے درست اور حقیقت پر مبنی ہیں لیکن میں آپ سے اس موقع پر یہ گزارش کروں گا کہ امین پر اتحدہ جو لشکر حملہ آور ہو اس میں طریف بن مالک کو بھی شامل ہونا چاہیے اس لئے کہ یہ مجاہد اب اہلین کے محل وقوع اس کے راستوں اور اس کی شاہراہوں سے خوب واقف ہے اور حملہ آور ہونے میں بہترین رہبری و رہنمائی کا کام انجام دے سکتا ہے۔ عبداللہ کی اس بات کے جواب میں موسیٰ بن نصیر نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اے عبداللہ تمہارا کہنا درست ہے اب جو لشکر اہلین پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار کیا جائے گا اس کا سالار اعلیٰ خود طارق بن زیاد ہو گا اور یہ طریف بن مالک اور ان کا تیمار ساقی مفیث دونوں طارق بن زیاد کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ کام کریں گے۔ اہلین پر حملہ آور ہونے کی اس ہم کو میں بہت جلد تشکیل دوں گا! اے عبداللہ آپ تم اٹھ کر آرام کرو کہ میں محسوس کرتا ہوں تم نگاہ سز کے باعث جھکے ہوئے ہو۔ موسیٰ بن نصیر کا یہ حکم پا کر عبداللہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر وہاں سے چلا گیا تھا۔

○

اس کی جہنم کی راہ کھینچ دی ہوئی صبح نیک کی موجوں اور لہروں کے حزم سے نکلتی ہوئی حلقہ قوس و قزح کی طرح پھول پختی گیت گاتی رنگ حسن ببار

بکھیرتی ہے نیاز دود شمع کی طرح طلوع ہوئی تھی گھروں کی رونق اور سنسان درجوں کا حسن لوٹ آیا تھا۔ محبت کے شرابے پر قوسن کے ساتھ بیدار ہو گئے تھے اور دھرتی کے دھواں خرابوں کے غلاف سے نکلتے ہوئے نئے دن کی ابتداء کر چکے تھے۔

یہ جہزی ۹۲ء کے شعبان اور ۱۱ء کے مئی کی ایک انقلاب آفرین صبح تھی اس روز سورج ہی سورج قیوان کی طرف آنے والے دو سوار طغیہ شرمیں داخل ہوئے تھے یہ امیر موسیٰ بن نصیر کے قاصد تھے جو طارق بن زیاد کے لئے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ وہ اپنے سات ہزار کے لشکر کے ساتھ طغیہ شرمے نکل کر اہلین پر حملہ آور ہو جائے اپنے امیر کا یہ حکم سننے ہی طارق بن زیاد حرکت میں آیا۔ طریف بن مالک اور مفیث کے ساتھ اپنے سات ہزار لشکر کے ساتھ اس نے طغیہ سے کوچ کیا اور بت کی بندرگاہ کا رخ کیا۔ وہاں امیر موسیٰ بن نصیر کا میر البحر عبداللہ پہلے سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ طارق بن زیاد اور اس کے لشکر کا لشکر تھا۔ اس طرح طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ عبداللہ کے بحری بیڑے میں بت کی بندرگاہ سے اہلین کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے جب کہ طارق بن زیاد طریف بن مالک اور مفیث کی غیر موجودگی میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے مروان کو طغیہ شرم کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ طارق بن زیاد طریف بن مالک کی رہبری و رہنمائی میں اپنے بحری بیڑے کو اہلین کے اس ساحلی حصہ کی طرف لے گیا جہاں تک سمندر خشکی کے اندر گھستا ہوا ایک بہت بڑی جمیل کی صورت اختیار کرتا تھا۔ اس جمیل کا نام لاجندا تھا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اسی لاجندا نام کی جمیل میں طارق بن زیاد داخل ہوا جمیل کے ساحل پر اس نے اپنے بحری بیڑے کو لشکر انداز کیا اور لشکر کو اس نے ساحل سے ذمہ دار وادی رباط کے اندر خیمہ زن ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس طرح اسلامی لشکر کی پشت پر اب جمیل لاجندا تھی اور اس کے ایک طرف دریائے رباط ٹھٹھیں مارتا ہوا بہہ رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ اہلین کے ساحل پر اترنے کے بعد طارق بن زیاد اور

کرتے ہوئے رازرک کو تقسیم اور عزت پیش کی بھر جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو رازرک کو قہقہہ کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ میں جنوبی اسپین کے گورنر تدمیر کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ہماری زمین پر ایک ایسی قوم اتر پڑی ہے جس کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ آسمان سے نازل ہوئی یا زمین سے نکل کھڑی ہوئی ہے۔ ان کی حالت اور ان کے چروں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحرائی باشندے ہیں۔ اے بادشاہ یہ لوگ سمندر کی آویزش یادوں کے غبار، رس چوستے ڈنبر اور گمنامی کے غاروں سے نکلے ہوئے کوئی ان دیکھے اور ان ہونے سے انسان گنتے ہیں یہ لوگ ہمارے بشتانوں کی غلط گماہوں کو اجاڑنے لگے ہیں۔ روشنی کے سیلاب اور بے پناہ میل کی مانند یہ لوگ جمیل کے لاجپتا کے ساحل پر اچانک نمودار ہوئے ہیں۔ کروٹوں کے یہ بھارے، پتے صحرائوں کے یہ باشندے، سخت گیر اور غمخیز جوانوں پر مشتمل ہیں۔ تیز رفتاری موجوں، تقدیر کے اندھے گزروں، مایوں کے قاتلوں اور ڈسٹے زہریلے حروف کی طرح حرکت میں آکر ان لوگوں نے ہمارے کئی ساحلوں اور ساحلی شہروں پر قبضہ کر لیا ہے! اے بادشاہ ان لوگوں کو روکا نہ گیا۔ ان کے سامنے کوئی مضبوط بند نہ باندھا گیا تو خدشہ اور خطرہ ہے کہ یہ لوگ نفرت کڑی دھوپ، فراہوں کے بن باس اور لادے کی صورت میں پھیلتے ہی چلے جائیں گے۔ اگر ان کا کوئی مددباب نہ ہو تو اے بادشاہ یہ لوگ لوتے وقت کے بازو اور دوڑتے لمحوں کی طرح اپنی فتوحات کو وسعت دیتے چلے جائیں گے ان کے اچانک نمودار ہونے، ہمارے ساحلی علاقوں پر قبضہ کرنے سے اسپین کے لوگ ان کی شجاعت اور بہادری سے ایسے متاثر ہوئے ہیں کہ خود ہمارے ہی لوگ ان اجنبیوں کے متعلق شبہی لوریوں جیسی کماؤتوں کو ترتیب دینے لگے ہیں! اے بادشاہ ابھی وقت ہے ان حملہ آوروں کا کوئی انتظام کر لیا جائے اور ان ہاسکوں کی بے باکتی و سرکشی کو فی الحال فراموش کر کے ان سے حملہ آوروں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

اس قاصد کے انکشافات پر رازرک تھوڑی دیر تک خوف سے سہما سہا اور

طریف بن مالک نے مل کر چند اہم کام سرانجام دیے۔ اول یہ کہ ان دونوں نے قرب و جوار کے علاقوں کو فتح کر کے اپنے لشکر کے لئے ضروری سامان رسد اور خوراک کے ذخائر جمع کر لئے تھے۔ ثانیاً طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے عیسائی اور یہودی جاسوس کے ذریعہ ہسپانیہ کی شاہی افواج کی تعداد سامان حرب و رسد اور نقل و حرکت کے متعلق ضروری اطلاعات حاصل کرنے کا نہایت اعلیٰ انتظام کر لیا تھا اور یہ معلومات آئندہ لڑائیوں میں ان کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو سکتی تھیں۔

ثالثاً انہوں نے اپنے جاسوسوں کے ذریعے ہسپانوی عوام اور افواج کے حوصلے پست کرنے اور ان کی ہوریوں حاصل کرنے کے لئے ان کے اندر موثر پراپیگنڈے کا انتظام کیا تھا۔ اربعاً یہ کہ ان دونوں نے اپنے لشکر کو چاک و چوبند اور لڑائی کے لئے تیار رکھے اور جنگی مشقیں کرائے اور جنگی حالات اور دشمن کے طریقہ جنگ سے واقف کرائے اور فوجی کردار کو بلند رکھنے کے لئے نیز دشمن کے حوصلوں کو پست کرنے کے لئے مختلف فوجی دستوں کو قرب و جوار کے مقامات کی فتح کے لئے بھیجا شروع کیا۔ ان چھوٹے چھوٹے دستوں نے قرطاج، جزیرہ خضر اور طریق وغیرہ شہروں پر قبضہ کر لیا اور یہاں سے اپنے لشکر کے لئے ڈیڑھروں سامان حرب و ضرب اکٹھا کر لیا تھا۔ یوں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے مفیث اور امیر البحر عبداللہ کے ساتھ مل کر دن بدن اپنے لشکر کی حالت کو مستحکم کرنا شروع کر دیا تھا۔

○

جن دنوں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اسپین کے ساحل پر اتر کر آئندہ جنگ کے لئے اپنی حالت کو مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جا رہے تھے انہی دنوں اسپین کا بادشاہ رازرک شمالی اسپین میں بانک قوم کی بے باکتی فرو کرنے میں مصروف تھا۔ ایک روز رازرک اپنے شاہی خیمہ میں بیٹھا محو استراحت تھا کہ اس کے جنوبی علاقوں کے گورنر تدمیر کی طرف سے ایک قاصد اس کے خیمہ میں داخل ہوا۔ اس قاصد نے پہلے زمین کی طرف اپنے جسم کو کمان کی طرح خم

نکل گیا تھا۔

رازرک نے ہانک قوم کی بغاوت اور سرکشی کو فراموش کر دیا تھا۔ اسنے اپنے پادری اور راہب مختلف شہروں میں روانہ کر دیئے جنہوں نے اپنی قوموں سے لوگوں کے اندر ایک جوش اور جذبہ پیدا کر دیا اور لوگ جوق در جوق رضا کارانہ انداز میں مسلح ہو کر اسپین کے مرکزی شہر پہنچے تاکہ رازرک کے لشکر میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے سکیں۔ پادری اپنے کلیساؤں سے اور راہب اپنی خانقاہوں سے نکل کر پورے اسپین میں پھیل گئے تھے اور جگہ جگہ تقریریں کرتے ہوئے وہ لوگوں کے جذبات کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے رازرک نے لاکھوں مسلح افراد پر مشتمل ایک جرار لشکر تیار کر لیا تھا۔ طارق بن زیاد کے جاسوس یہ ساری خبریں اس تک پہنچا رہے تھے۔ لہذا اس نے اس ساری صورتحال سے موئی بن نصیر کو آگاہ کر دیا تھا۔ صورتحال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے موئی بن نصیر نے پانچ ہزار کا مزید ایک لشکر طارق بن زیاد کی مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ اس طرح اسپین کے اندر طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کے پاس بارہ ہزار کا لشکر ہو گیا تھا جبکہ ان کے مقابلہ میں رازرک بادشاہ لاکھوں کا لشکر لے کر اترنے والا تھا۔

اپنے جرار لشکر کے ساتھ ایک یلغار کی صورت میں پیش قدمی کرتا ہوا رازرک دریائے رباط کے کنارے طارق بن زیاد کے عین سامنے آن کھڑا ہوا وہ دو گھوڑوں کے تخت رواں پر موٹی یاقوت اور زبرجد سے مرصع چڑشاہی کے نیچے زر و ہواہرات کے لباس میں بیٹھا ہوا تھا اس کے زیرِ کمان انسانوں کا جھل جھل تھا ہر طرف اسلحہ سے آراستہ عسکری دکھائی دیتے تھے۔ وافر تعداد میں ذخیرہ و سدا اور دیگر ضروریات کا سامان اس کے ہمرا تھا لشکر کے پیچھے بارہواری کے سامان بے شمار جانوروں پر لدے ہوئے تھے اور یہ سب رازرک اپنے ساتھ اس غرض کے تحت لایا تھا کہ دشمن کو جنگ میں وہ آسانی سے شکست دے دے گا اور پھر دشمن کو قیدی بنا کر رسیوں سے باندھ کر وہ انہیں اپنی سلطنت میں بھراے گا تاکہ

آئے والے خطرات سے گھبرایا گھبرایا سا دکھائی دے رہا تھا۔ تاہم جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر وہ اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگا! سنو تدبیر کے قاصد کسی ملک پر کسی کا حملہ آور ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے اس لئے کہ جب تک شمشج جلتی ہے اس کے ساتھ سایہ بھی رہتا ہے۔ اس کائنات کے اندر کوئی بھی حمد و ثناء ابدی اور دائمی نہیں ہے کسی نہ کسی روز ہر ایک کو فنا پذیری کا زائقہ پہننا ہے اور پھر سنو اے قاصد غمخوار سلطنت اس قدر وسیع اور مضبوط ہے کہ ایسے چھوٹے چھوٹے حملہ آور ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تاہم اس بغاوت کو کچلنے کے عمل کو ختم کر کے ہم اسپین پر حملہ آور ہونے والے ان اجنبیوں کی طرف بڑھیں گے اور اے قاصد تم دیکھو گے کہ ان حملہ آوروں پر ہم حکومت کی روایت، ائمہ بادلوں اور خود گھر پاسبانوں کی طرح حملہ آور ہوں گے اور اسپین کی رعایا دیکھے گی کہ جس طرح دھرتی کے شاداب سینے کو سورج روشن کرتا ہے اور جس طرح سربا کی بیٹکی میج پر دھوپ چھا جاتی ہے ایسے ہی ہم حملہ آوروں پر چھاکر انہیں اپنی سرزمین سے مار بیٹھائیں گے۔

اپنے بادشاہ رازرک کا یہ پیغام سن کر قاصد خوش اور مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک بار پھر اس نے اپنے سر کو خم کیا اور بڑی عاجزی اور اکھساری سے رازرک کو مخاطب کر کے پوچھا! اے بادشاہ آپ میرے لئے کیا حکم ہے اس پر رازرک نے اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سمیٹتے ہوئے کہا تم آج ہی تدبیر کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اسے میرا پیغام دو کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ تیار رہے ایک دو روز تک میں وہاں پہنچوں گا۔ میرا لشکر بھی میرے ساتھ ہو گا۔ اس طرح تدبیر بھی میرے ساتھ لے گا اور ہم تمام لشکر کے ساتھ وادی رباط کا رخ کریں گے جہاں پر حملہ آور اپنی اپنی چھوٹی چھوٹی فتوحات پر فخر کرتے ہوئے پھولا نہ سارا ہوا ہو گا۔ پرا اے قاصد جب وادی رباط اور دریائے رباط کے کنارے ہم اس پر ضرب لگائیں گے تو اسپین کے لوگ دیکھیں گے کہ ان حملہ آوروں کو لمحوں کے اندر ہم جھیل لاجندہ کے اندر ڈبو کر رکھ دیں گے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی قاصد نے اپنے سر کو خوب خم کیا اور رازرک کو تعظیم دیتا ہوا

خوابوں کی صبح خنواں اور چڑھتے دنوں کے بھال کی طرح دشمن پر حملہ آور ہونا اپنی زندگی کے لبو کو فقط عروج پر لے جا کر اور پوری کلاشیں بیداری کی طرح دشمن پر وارد ہو کر ان کے خشک ہونٹوں کے شکلوں پر گھٹک کی مرصں لگانا ان کے ذہنوں کو مبہوت اور آنکھیں پتھرا کر رکھ دینا سنا سناہیو ایک دوسرے کے محاسن و مصائب کو فراموش کر دو طبقاتی تصادم کو پس پشت ڈال دو۔ معاشرتی تضاد کو بھول جاؤ، لمحہ وصال بن کر دشمن پر نزول کرنا اپنی تمنائوں اور مقاصد کو کھٹکنا بنانا اور اپنے لئے اس خاک کو جلوہ گاہ بنا کر رکھنا یہ دشمن جہیں خام و نو مولود سمجھتا ہے۔ یہ تم سے مقابلہ کرنے والے انسانیت کے خیالیوں میں قزاق، تمدن کے مرغزاروں میں ریزن اور تہذیب کے ہانکستاروں کے اندر ایک خزاں کی مانند ہیں۔ میرے بھائیو! میرے عزیزو! ایک ہمہ جہت جنگجو اور ہمہ صفت مجاہد کی طرح ان کا مقابلہ کرنا۔

سنو میرے بچے صحراؤں کے باجروت فرزند! تم تیرگی میں نماں نور کی مانند ہو تم گردش چشم میں گردش دہر ہو۔ اس کائنات کے اندر انسان بذات خود ظانی ہے لیکن شرف آدمیت ظانی نہیں۔ اگر تم اس میدان جنگ میں کارہائے نمایاں سرانجام دو تو آئے والی تسلیں اپنی تاریخ کے اوراق میں جہیں ہمیشہ کے لئے زندہ اور جاوید بنا کر رکھیں گی۔ اپنے دشمنوں کے خیالوں کے معبد میں سنگ و شرر آگ و اجالا بن کر وارد ہونا اور اپنی فتح اور کارنامی کو یقینی بنا کر دکھنا۔

سنو میرے ساتھیو جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو اپنے ذہن میں لانا اور ان کی صفات کو مد نظر رکھنا وہ اور اک کے اصول اور فتح کے رسول قافلہ ور قافلہ کارواں دارکارواں ایک نئے انقلاب کی یلغار بن کر کبھی طغیان نثار کبھی دھلے کے چڑھاؤ اور کبھی فرات کی طغیانی کی طرح عناصر کے طوفان بن کر اپنے دشمنوں پر ضرب لگاتے رہے اور کامیابی کامرانی حاصل کرتے رہے! سنو ساتھیو اگر اپنے آباؤ اجداد کی طرح تم بھی اپنے رب کی عظمت کے قہیدے گاتے خداوند کی کبریائی کے گیت اور اس کی یلگاری کے نغمے بلند کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہو تو میں جہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری فتح

آئندہ پھر کسی قوت کو استیلا پر حملہ آور ہونے کی ہمت اور جرات نہ ہو۔

راڈرک کے مقابلہ میں طارق بن زیاد کے پاس صرف بارہ ہزار پرہی مجاہد تھے جو نہ اعلیٰ اسلحہ رکھتے تھے نہ ان کے پاس سواری کے لئے زیادہ گھوڑے تھے۔ وہ زہریلے پیچھے سفید قماشے باندھے اپنے کندھوں پر کمانیں لگائے اپنی کمر پر تیروں بھرے ترش باندھے ہوئے اور اپنے ہاتھوں میں غم دار عربی تلواریں قماشے ہوئے تھے۔ اپنے اور دشمن کے لشکر کی تعداد کا فرق دیکھتے ہوئے اور جنگی صورتحال کا اندازہ لگاتے ہوئے طارق بن زیاد نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ اس نے جمیل لاجپا کے ساحل پر کھڑی اپنی کشتیوں کو آگ لگانے کا حکم دے دیا اور جس وقت ان کشتیوں نے آگ کے شعلے اور دھواں آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا اس وقت طارق اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد ایک بلند جگہ پر کھڑا ہوا اور اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

سنو میرے گورہب! تب ساتھیو! تمہارا دشمن تجھے اپنے لشکر کی صحیح تعداد تک کا بھی علم نہیں تمہارے سامنے صفیں درست کئے کھڑا ہے۔ میں طارق بن زیاد تمہارے سالار کی حیثیت سے تمہارے ساتھ اور تمہارے آگے آگے رہ کر دشمن سے جنگ کروں گا! سنو میرے عزیزو! اپنے دشمنوں پر سر پر برقی آگ لٹھوں اور مٹی کے جھوم، ساعت کلاب، گمرتی خیمہ اور حرارت مدلل کی طرح حملہ آور ہونا دشمنوں کے سفر ہستی کو توڑ پھوڑ دینا اور ان کی حالت بے ہوشی و بے ہوشی ترستی زمین اور گھٹن ڈگر جیسی بنا کر رکھ دینا۔

سنو اسلام کے نیک دل فرزند! اپنی کار بادشاہ اور جہار سے دشمن کے لشکر کا سالار راڈرک ایک انتہائی بڑا اور گناہ گار انسان ہے۔ اس میں نہ جانے کتنی راتوں کی باج کو سٹولا دیا ہے کتنی جہتوں کا خون چھوڑا کتنے تزیل جواہروں کو اس نے شاخ کی طرح توڑا ہو گا۔ عروس غفرت جیسی پاکیزہ ان صحت لڑکیوں کو بے آبرو کیا ہو گا۔ صرف خود زندہ رہنے کی پاداش میں اس نے اوروں کا خون بہا! اس راڈرک نے بچوں کی چیخوں پر عورتوں کی آہوں بیواؤں کے آنسوؤں عصمتوں کے ملبوں پر کھڑے ہو کر کرا کر اور بیجا یک جہتے بلند کیے۔

کی اور دشمن کے لئے تم چنبہ پھیر دو گے۔ اور قتل و گرفتار ہو کر برباد ہو کر رہ جاؤ گے۔ خبردار کسی بھی صورت شکست اور ہستی کو قبول نہ کرنا اور اپنے آپ کو ہرگز دشمنوں کے حوالے نہ کرنا تمہارے لئے مشقت اور فائدہ کشی کے ذریعے شرف عظمت و راحت و آرام اور حصول شہادت کے لئے ثواب آخرت مقرر کیا گیا ہے۔ ان سعادوں کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھنا اور اگر تم نے یہ کر لیا تو اللہ کا فضل اور احسان تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ تمہیں آئندہ ہونے والے بڑے گناہوں سے اور تمہیں آنے والی تلواروں میں برے الفاظوں سے یاد کئے جانے سے بچا کر رکھے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا اس کی تقریر کے پر جوش الفاظ سے اس کے لشکریوں کے دل عظمت و ہمت، جوش و خروش، فتح و ظفر کی امیدوں سے بھر گئے تھے۔ اس موقع پر لشکر کے کئی ساتھی اور لشکری اہلچہ کر سامنے آئے اور بلند آوازوں میں اپنے لشکر کے ساتھیوں اور طارق بن زیاد کے ساتھ آخری فتح تک اپنی جاؤں کو قربان کر دینے کا عزم کرنے لگے۔ اس کے بعد طارق بن زیاد طرف بن مالک مغیث اور عبداللہ کے ساتھ اپنی معنوں کا ایک آخری جائزہ لینے کے بعد اپنے لشکر کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

جنگ کا آغاز رازدک کی طرف سے کیا گیا تھا۔ انفرادی جنگ کے لئے اس نے اپنے ایک سوار کو اتارا جو سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق تھا وہ جنگ جو اور سورما اپنے گھوڑے کو بڑی تیزی اور خوشخواری کے ساتھ دوڑاتا ہوا میدان کے وسط میں آیا اور اپنی تلوار کو نفا کے اندر پلٹ کر کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں لہراتے ہوئے اس نے بلند آواز میں اسلامی لشکر کو مخاطب کر کے مقابلے کے لئے لکھارا اس موقع پر طارق بن زیاد نے اپنے دائیں طرف اپنے گھوڑے پر سوار کھڑے طرف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے ابن مالک تم میدان میں اتارنے ہو یا میں خود دشمن کے اس جنگ جو کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اتروں۔ اس پر طرف بن مالک نے فوراً بڑی عاجزی و انکساری سے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے ابن زیاد میرے بھائی

مندی یعنی اور واضح ہے۔ اپنے پیچھے نگاہ دوڑا کر دیکھو میں نے ان کشتیوں کو آگ لگا دی ہے جن میں ہم نے افریقہ کے ساحل سے اسپین کی اس سرزمین تک سفر کیا تاکہ کسی لشکر کے ذہن میں یہ بات نہ رہے کہ اس میدان سے نکل کر وہ افریقہ کی طرف بھاگ جائے میں کامیاب ہو جائے گا۔

سنو تمہارے پیچھے اب سمندر اور سامنے دشمن کا جہاز لشکر ہے۔ خداوند کا قسم اب سوائے صبر و استقامت کے تمہارے لئے کوئی چارہ کوئی طریقہ کار باقی نہیں رہا اور یہی دو طاقتیں ہیں جو کبھی بھی مغرب نہیں کی جاسکتیں۔ اگر تم نے میری باتوں پر عمل نہ کیا تو پھر سن رکھو میری اور تم سب کی حالت بخیلوں و ستم خان پر منت خوردوں کی سی ہو کر رہ جائے گی۔

سنو میرے عزیز ہیں تمہیں جو دعوت دے رہا ہوں اس دعوت کو قبول کرنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں مجھے جو تم کرتے دیکھو اس کی پیروی کر اگر میں حملہ آور ہوں تو تم بھی حملہ آور ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑنا اگر میں رک جاؤں تو تم بھی رک جانا۔ لڑائی کے میدان میں سب تل کر ایک شخص واحد کا طرح اپنا کام سرانجام دینا جس وقت دونوں لشکر آپس میں ٹکرائیں اس وقت میں خاص طور پر رازدک پر حملہ آور ہوں گا اور میں سرکش کا کام تمام کرنے کے کوشش کروں گا اگر وہ میرے ہاتھوں اس جنگ میں مارا گیا تو فتح مندی اور فوزیابی تمہیں کے اندر تمہارے قدم چومے گی اور اگر میں خود اس جنگ میں مارا گیا تو سنو تمہارے اندر طرف بن مالک، مغیث اور عبداللہ جیسے جرات مند سالار ہیں۔ میرے بعد وہ تمہاری راہنمائی کریں گے اور تمہیں فتح مندی کی منزل پر پہنچا کر دیں گے۔ اگر میں منزل تک پہنچنے سے پہلے مارا جاؤں تو میرے عزم کا پورا کرنا دشمن پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کرنا اور اس سرزمین کی فتح مکمل کرنا۔

ساتھیو! اگر میں اس جنگ میں مارا جاؤں تو تمہیں نہ ہونا رنج و ملال نہ کرنا اور نہ آپس میں جھگڑا کر کے ایک دوسرے سے لڑنا ورنہ تمہاری ہوا اکڑ جائے۔

میں تو مجھے گم نام اور نا آشنا ہی رہنے دے میں اس گم نامی کی حالت میں تم پر موت کا مایوس لہجہ یا جگر دوز سہی ہو کر نازل ہوتا چاہتا ہوں اگر اس موقع پر میں نے اپنے چہرے سے اپنا نقاب ہٹا دیا اور تجھ پر میں نے اپنا آپ ظاہر کر دیا پھر اپنے دل کے قرقطاس پر تو یہ لکھ رکھ میری اصلیت جاننے کے بعد تیری حالت اجڑے سنسار و دیار جو رو خزاں، جنوں افروز شام کی سی ہو کر رہ جائے گی اور اس میدان کے اندر میرے سامنے تیرے جسم و روح کی ساری کیفیت عیاں ہو جائے گی اور تو مجھ سے مقابلہ کے بغیر اپنے آپ کو سرحد مرگ و موت پر کھڑا دیکھے گا اور مجھے دیکھنے اور مجھ سے بچانے کے بعد اے روج تیری حالت یقینی طور پر فیر کی درپوزہ کرنے والے درمائدہ و لاچار انسان بن جائیں گے حجاج بھکاری اور فکر معاش میں جھکے مسافر جیسی ہو کر رہ جائے گی! اے روج میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ جب میں خواب کی سی آسودگی کے ساتھ تم پر حملہ آور ہو کر تجھے اہل کی بیڑیاں پہناؤں گا تو تیری تنی ہوئی شریاں کے اندر خون نمند ہو جائے گا اور تو اس میدان کے اندر ذلت کا ایک مثال بن کر رہ جائے گا! لہذا تیری بھڑکی اور تیری شہت اسی میں ہے کہ میرے چہرے پر خود کا نقاب پڑا رہنے دے اور اسی حالت میں تو میرے ساتھ جنگ کر اگر میں نے نقاب ہٹا دیا تو پھر تو میرے ساتھ مقابلہ نہ کر سکے گا۔

جواب میں روجر ہٹ دھری اور خد کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے انجی! زور دے ہاتوں کی بھول بھلیوں میں ڈال کر دقت گزارنے کی کوشش نہ کر جب تک تو اپنے چہرے سے نقاب نہیں ہٹائے گا تب تک میں تیرے ساتھ مقابلے کی ابتدا نہ کروں گا اور اگر تو اپنے چہرے سے خود کا نقاب ہٹانا چاہتا تو میں سمجھوں گا کہ تم میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے گریزاں ہو! لہذا ایسی صورت میں تو واپس چلا جا اور کئی دوسرے کو میرے مقابلے کو بھیج تاکہ میری خواہش اور میری مرضی کے مطابق اس نے اور میرے درمیان کوئی مقابلہ ہو سکے۔ روجر کی یہ گفتگو سن کر طرف بن مالک حرکت میں آیا اور اپنے چہرے سے خود کا نقاب ہٹا دیا۔

میرے دوست میرے محسن آپ کو میدان میں تر کر دھت کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ان اپنی سوراخوں اور جگہوں کی طریقہ جنگ سے خوب اچھی طرح آگاہ ہوں میں خود میدان میں اترتا ہوں اور آپ کو یقین دلانا ہوں کہ لمحوں کے اندر میں میدان میں اترنے والے اس جنگ جو کو میدان سے بھاگ جانے پر مجبور کر دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی طرف بن مالک نے اپنے خود کا نقاب اپنے منہ پر گرا دیا۔ کندھے پر لٹکی کمان اور پیٹھ پر تیروں بھرا ترش اس نے درست کیا اپنی گوار اور دھال سنبھال کر اس نے مضبوطی سے تھامی۔ پھر اس نے گھوڑے کو ایک سخت اڑ لگا کر میدان کے اس وسطی حصے کی طرف بھاگ دیا تھا۔ جہاں پر رازدک کی طرف سے میدان میں اترنے والا جو ان مقابلے کا شہر تھا۔

اس اپنی جوانی کے سامنے آ کر طرف بن مالک نے جب اپنے گھوڑے کو روکا تو اس اپنی جوانی نے اپنے چہرے سے اپنے آنکھیں خود کا نقاب ہٹا دیا۔ طرف بن مالک نے دیکھا وہ روجر تھا جسے وہ ایک بار ٹولینڈو شہر میں موت کے میدان میں بڑی طرح شکست دے چکا تھا۔ اپنے چہرے سے اپنا آنکھیں نقاب ہٹانے کے بعد روجر نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے انجی! اے ڈاؤنفل اس کے کہ میں موب غم کی طرح تم پر حملہ آور ہوں۔ تجھے شاخوں کی طرح توڑ دوں، جنوں کی فرزا گئی کی طرح تجھ پر نزول کر کے تیری حالت خرابوں کے اجڑے کھیت خود فریبی کے خواب اور اندھیری اجاڑ کھینچیں کروں تو اپنے چہرے سے اپنے خود کا نقاب ہٹا۔ مجھے اپنا نام کہہ تاکہ میں جانوں کون میرے ہاتھوں مرے کے لئے میدان میں اترتا ہے! سن میرا نام راجر ہے میں رازدک کے لشکر کا وہ نوجوان ہوں جو اپنے درمقابلہ پر وارد ہو کر لمحوں کے اندر اس کی ساری اگز فوں نکال کر رکھ دیتا ہوں لہذا تو اپنے چہرے سے اپنا نقاب ہٹا اور اپنا نام کہہ کہ اس کے بعد میں اس میدان میں تم پر موت طاری کروں گا۔

روجر کی اس گفتگو کے جواب میں طرف بن مالک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا! اے خریدار حقیقت اے منجی بنار انسان اس ساعت درزیدہ و ثایاب لمحوں

مسلمانوں کو ہاتھ کر اسیر اور قیدی کی حیثیت سے انہیں اپنی ساری سلطنت میں گھما پھرا کر ان کی بے عزتی اور ذلت کا باعث بنے گا۔

لیکن شہرت کو یہاں تک اور ہی منظور تھا۔ مسلم مجاہدین اپنے جذبات کی شوریہ کاری، انوارِ محرز، رنگیں سالی حدت اور تابندہ لمحات کی طرح عجیب سے انداز سے اپنے دشمن پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اس سے وہ طبعی تمازت سے مسحور اپنے چہروں کے ساتھ ندیوں کے جھرمٹ میں محسوس دریا کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے اور جس طرح بارش قطرہ قطرہ ہو کر زمین کے بدن کے اندر گھسکتی ہے ایسے ہی وہ بھی دشمن کے لشکر کے اندر ٹوکیلی میلوں کی طرح گھسے چلے گئے تھے۔

جنگ کا یہ سال دیکھتے ہوئے رازدک کی کیفیت ایسی ہو گئی جی جیسے وہ ہزاروں برسوں کی گھٹی نیند سے چونک کر اٹھ کھڑا ہوا ہو چونکہ اسے یہ امید تک نہ تھی کہ اس کے لاکھوں پر مشتمل لشکر کے سامنے طبعی بھر آہنی مجتہدوں اور سنگتی چٹانوں کی طرح جم کر رہ جائیں گے اپنے جواہرات سے مرصع تخت کے اندر بیٹھے دو گھوڑے کھینچ رہے تھے۔ وہ بڑی بے چینی اور بے تابی سے جنگ کا نظارہ کر رہا تھا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے سامنے مسلح مجاہدین اپنے چہروں پر قرب کی مہمانی دلکشی، اچھلتے کودتے جوان مجتہدوں کے کھولتے دریاؤں، بھڑے سمندر اور بل کھاتے تیز و عاروں کی طرح اس کے لشکریوں پر حملہ آور ہو کر نہ صرف یہ کہ زمین کی لرزتی روک کو خون سے بھر رہے تھے بلکہ اس کے لشکر کی حالت چٹانوں کے شہر اور تیزاب کی پیاس جیسی بناتے چلے جا رہے تھے۔

- جنگ کا یہ سال دیکھتے ہوئے رازدک نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں پر ایسا کرنے سے جنگ میں نہ تو فزنی آسکتی تھی اور نہ ہی وہ ذلت، جلائی اور کھولنے سیلاب سے بچ سکتا تھا۔ اس لئے کہ موت تو نفس نفس کے پلاپان میں سنگتی زندگی کو اپنی انتہا تک پہنچانے لگی تھی۔ طارق بن زیاد، طرف بن مالک، مفیث اور عبداللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ اس انداز میں حملہ آور ہو رہے تھے جیسے بجلی کے برستے کوندے فضاء میں رقص کر گئے ہوں یا سایوں کے قافلے

طرف بن مالک کو اپنے گھوڑے پر سوار اپنے سامنے دیکھ کر روجر کا رنگ بیلا پڑ گیا۔ وہ کچھ کہنے کے بجائے بے کراں رات کے سناٹے کی سی خاموشی اختیار کر کے رہ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے اندر کھٹکوں کے سنگریزے برسنے لگے تھے اور اس کے جہم پر خوف کی کھپکی طاری ہو گئی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے طرف بن مالک نے نمی میں ڈوبی ہوئی ہوا جیسے لمبے میں غائب کر کے اسے کہا! اے روجر میں نے تمہیں کہا تھا کہ میرے چہرے سے غائب نہ ہٹا اور مجھے اجنبی اور نا آشنا کی حیثیت سے اپنے ساتھ مقابلہ کرنے دے لیکن تو نے میری بات نہ مانی۔ اب جب کہ میں نے اپنے چہرے سے تیرے کہنے کے مطابق غائب ہٹایا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ تیری حالت چیڑوں کے کرام اور صدیوں کے چلتے لمحات جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ دیکھ تو اپنی حالت کو سنبھال آگے بڑھ اور پھر دونوں آہیں میں مقابلہ کریں طرف بن مالک کو دیکھتے ہی روجر پھارے پر خوف طاری ہو چکا تھا لہذا مقابلہ کرنے کی بجائے وہ ~~مقابلہ~~ اور اپنے گھوڑے کو واپس موڑنا ہوا میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ طرف بن مالک نے اپنے گھوڑے کو ایڑہ لگاتے ہوئے اس کا تعاقب کیا اور لحوں کے اندر اس نے اپنی نگوار برسا کر بھاگتے ہوئے روجر کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اس کے بعد وہ بیلا اور اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔

اس مقابلے کے بعد عام جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی۔ دونوں طرف لشکری گرمی حسن جواں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے آرزوں کی جلوہ گاہوں میں چھپیں چیڑوں سے ٹکرائے گئی تھیں۔ نہیں ڈوبنے لگی تھیں۔ روحیت ایسے لذت کش جذیوں کے اندر بوسے بیٹے گراؤ میں جوان ابھرنے اور ڈوبنے لگے تھے۔ موت وقت کی میلان کی طرح ہر طرف چھاتی جا رہی تھی جس کے باعث ساحل کی ریت انسانی خون سے لذت و آسودگی اٹھا رہی تھی۔ رازدک کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں اس کے لشکر کی تعداد چونکہ کئی گنا زیادہ ہے لہذا وہ ساتوں کے اندر مسلمانوں کو شکست دے کر ان کا تعاقب کرے گا اور پھر جو چھڑوں پر لا کر وہ اسے اپنے ساتھ لایا تھا ان رسوں سے

فلس نفس کو دھکانے کے لئے اچانک اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔ تھوڑی دیر تک اپنی آنکھیں بند رکھنے کے بعد رازدک نے پھر آنکھیں کھول کر دیکھا اور اسے یہ احساس ہوا کہ اس کے لشکری اپنی ذات کے حصار میں تیرگی کے جمود کی طرح معقد ہوتے جا رہے تھے جبکہ ان کے مقابلے میں طارق بن زیاد کے لشکری روشنی کے پرچم اٹھائے الوی بجلی کی طرح اپنے اخوت کے پیغام کو حقیقت کے طوفان میں تبدیل کرتے جا رہے تھے۔

○

شام تک یوں ہی محسوس کی جگہ ہوتی رہی۔ رازدک کا لشکر اپنی پوری کوششوں کے باوجود مٹی بھر مسلمانوں کو پکڑ کرنے میں ناکام رہا تھا۔ دوسری طرف مسلمان اپنے مقابل آنے والے رازدک کے ایک لشکری کو قتل کرتے تو اس کی جگہ دس لشکری ان کے سامنے آ کھڑے ہوتے تھے۔ اس لئے کہ رازدک نے لشکر کی تعداد بے شمار تھی۔ ایسا لگتا تھا لوگوں کا ایک جھل ہو جو وہاں پر جمع ہو گیا ہو اور لشکر کے پیچھے اپنی پوری استقامت رہائیں اور تیس پر جوش انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کے جذبات کو ابھار اٹھار کر جنگ کے لئے ان کے اندر ایک جوش اور نیا ولولہ پیدا کرتے جا رہے تھے۔ لیکن ان سب کے باوجود بھی رازدک کے لشکری شام تک مسلمانوں کے خلاف کوئی کامیابی اور فزیمندی حاصل کرنے میں ناکام رہے تھے اس طرح سات روز تک متواتر جنگ ہوتی رہی طرفین کے سپاہی ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے اپنی اپنی جرات و دنداں کا اظہار کرتے رہے لیکن پھر بھی جنگ کسی فیصلہ کن مرحلے میں داخل نہ ہو سکی۔ آٹھویں یوم جنگ کا آخری اور فیصلہ کن دن تھا اس روز صبح ہی صبح اپنے لشکری مٹیوں درست کرنے کے بعد طارق بن زیاد اس جگہ آیا جہاں لشکر کے سامنے طریف بن مالک، منیف اور عبداللہ اپنے گھوڑوں پر سوار دشمن کی نقل و حرکت کا اپنی گہری نگاہوں سے جائزہ لے رہے تھے اپنے گھوڑے کو تیز رفتاری کے ساتھ دوڑاتا ہوا طارق بن زیاد ان تینوں کے پاس آیا اور پھر وہ طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے ابن مالک! میرے دوست میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ اس جنگ کا آٹھواں روز ہے اور اس دن کو میں اس جنگ کے آخری دن میں تبدیل کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ جنگ یوں طول پکڑتی رہی تو دشمن کے لئے سودمند اور ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی چلی جائے گی کیونکہ جوں جوں جنگ طول پکڑے گی دونوں لشکروں کے نقصان میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ دشمن چونکہ خود اپنی سرزمین کے اندر ہے لہذا وہ اپنے نقصان کا ازالہ کرے گا اسے اپنی زمین سے رمد اور کلک بھی ملتی رہے گی اور وہ نئے اور تازہ دم جوان بھرتی کر کے ہمارے سامنے میدان میں لاتے رہیں گے اور ان کے پادری اور راہب، راہبیاں شہر شہر اور گلی گلی گھوم کر اپنے نوجوانوں کو جنگ کا اہدہ بنانے کے لئے میدان کے اندر جمع کرتے رہیں گے لیکن ہمارے پاس نہ رمد ہو گی نہ کلک ہو گی سوائے اس کے کہ ہم اپنے رب کے نام پر مجروحہ کر کے دشمن کے سامنے چٹانوں کی طرح پڑ جائیں۔ لہذا! اے میرے بھائی اس جنگ کو اس کی آخری شکل و صورت دینے کے لئے میں نے آج ایک نئے طریقے اور ایک نئے طرز سے جنگ کی ابتداء کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

سنو میرے بھائی میں چاہتا ہوں کہ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ تمہارے پاس رہے گا اور تمہارے ساتھ منیف تمہارے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا لشکر کا دوسرا حصہ میرے پاس ہو گا اور امیر البحر عبداللہ میرے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ تم اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ دائیں طرف سے دشمن کی صفوں پر حملہ آور ہو تا جب کہ میں بائیں طرف سے حملہ آور ہو کر آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا۔ تم بھی دشمن کے سپاہیوں کو سمیٹتے اور ان کا صفیا کرتے ہوئے آگے بڑھنا اور دونوں بھائی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ ملنے کی کوشش کریں گے جہاں پر امین کا بادشاہ رازدک اپنے زور و جاہرات سے جڑے ہوئے تخت پر بیٹھا اس جنگ کا نظارہ کرتا ہے اور اگر ہم دونوں نے مل کر مجبوراً جنگ کے اندر اس رازدک کا خاتمہ کر دیا تو پھر لکھ رکھو کہ آج دن نہ صرف اس جنگ کے فیصلے کا دن ہو گا بلکہ ہماری فتح اور ہماری

ہوئے رازدک کے لشکر کے ہائیں صے پر کچھ اس طرح حملہ آور ہوئے تھے جسے
خرمن میں کھلی گری ہو چھے جنگل میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔

دوسری طرف طرف بن مالک بھی اپنے رب کے نام کی بھلائی اور بحیر
بلند کرتا ہوا شام ہاتھوں میں شعلوں کے انگاروں، بیج کی گلی کے اڑتے سیلاب
اور لپکتی جھپٹیں کو دھتی برق کے انداز میں بیک جست خونخواری حملہ آور ہوا تھا
اس موقع پر طرف بن مالک نے اپنے صے کے لشکریوں کو بلند آواز میں مخاطب
کر کے کہا سنو میری قوم کے باجوت فرزند! اپنے ان گنت بچوں کے لبوس میں
سحر پختار کی طرح حملہ آور ہو جاؤ اور من رکھو اگر تم اپنے رب کے نام سے
ابتدا کرتے ہوئے غلوس بیت اور اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر
حملہ آور ہوئے تو پھر میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ دریائوں سے کوسا روں تک
پلے سندھوں سے صحراؤں تک ہواؤں سے خلاؤں تک خزاؤں سے بہادوں
تک ہر شے تمہاری ہے۔ طرف بن مالک کے ان الفاظ کا اس کے لشکر پر خاطر
خواہ اثر ہوا اور اس کے لشکری المناک سالوں میں اخفی شریعت کی اور ہر طرف
جنگلاتی آندھجوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

مجموعی طور پر طارق بن زیاد اور طرف بن مالک اپنے اپنے لشکروں کے
ساتھ ہر سمت بیچ کھاتے ہوئے طوفان، دھوپ کے چلتے الاؤ کی طرح دشمن کے
اندر گھستا شروع ہو گئے تھے اور راستوں میں جنم سہائی گری کی طرح وہ تیزی
سے آگے بڑھتے ہوئے اور رازدک کے لشکروں کو کاٹتے ہوئے اس سمت بڑھتے
جا رہے تھے جہاں رازدک اپنے سنری تخت پر بیٹھا اپنے لشکر کے سالاروں کو
احکامات جاری کر رہا تھا۔ دوپہر تک یہ جنگ اپنی ہولناکی کے ساتھ جاری رہی
طارق بن زیاد اور طرف بن مالک دشمن کے لشکر کو کچھ اس طرح کاٹتے رہے
جس طرح ان گنت لکڑ ہارے جنگ کے اندر ہری شاخوں کو کاٹتے چلے جاتے ہیں
پھر جلد ان دونوں نے رازدک کے حملہ آور ہونے والے ہر راستے کو اپنے
سامنے بے حقیقت بے دست و پا کرنا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ
کے بعد رازدک کے لشکر میں شکستہ اور ہزیمت کے آثار نمایاں ہو کر دکھائی

کامرانی کا دن ہو گا۔

طارق بن زیاد کی اس تجویز پر طرف بن مالک کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی خوش
کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ بڑے خوش کن انداز میں طارق بن زیاد کو
مخاطب کر کے کہنے لگا: سنو میرے بھائی میرے دوست جو تجویز تم نے پیش کی ہے
واللہ یہ بات میں بھی تم سے کہنے والا تھا اس لئے کہ جب کچھ ہم جنگ کا طبلہ
تبدیل نہیں کریں گے اس وقت تک کوئی بھی فیصلہ کن مرحلہ ہمارے سامنے
نہیں آئے گا۔ یہ جو تجویز تم نے پیش کی ہے اس بناء پر میں دوق سے کہہ سکتا
ہوں کہ آج کا دن انشاء اللہ اس جنگ کا فیصلہ کن دن ہو گا اور ہمارا خدا جو
دلوں کے بھید اور لاشعور سے اچھے والے خیالات کو بھی جانتا ہے وہ ضرور
ہماری مدد کرے گا اور اجنبی دلس کے اس میدان جنگ کے اندر وہ ہمیں کامرانی
اور کامیابی عطا کرے گا۔ طرف بن مالک کا جواب سن کر طارق بن زیاد خوش ہو
گیا تھا اور پھر وہ دونوں مل کر اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے لگے تھے
اس تقسیم کے بعد انہوں نے اپنے صے کے لشکر علیحدہ علیحدہ کر لئے تھے اور
دونوں حصوں کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑ دی تھی تاکہ اگر دشمن آگے بڑھنے
کی کوشش کرے تو دائیں بائیں شریں لگا کر وہ ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب
رہیں۔

طارق بن زیاد نے حملہ آور ہونے کی ابتداء کی تھی وہ اپنے لشکر کے ساتھ
صبح کی ترقی خوریوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور جس طرح قطرے میں سورج کا
اولین لمس بیدار ہو کر داخل ہوتا ہے ایسے ہی وہ بھی رازدک کے لشکر کے
اندر اپنے تیز رفتار دستوں کے ساتھ گھستا چلا گیا تھا۔ رازدک کے لشکر کے کئی
حصوں نے طارق بن زیاد کے لشکر سے ٹکراتے ہوئے اس کی راہ روکنے کی
کوشش کی لیکن رازدک کے لشکر کے ہر حصے کی حالت طارق بن زیاد سے
ٹکراتے کے بعد کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے چٹان سے ٹکرا کر ٹل کھاتا ہوا پیچھے
ہٹنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میدان کارزار کی ہنگامہ آرائی میں طارق بن زیاد اور
اس کے ساتھی جس کارواں کی موسیقی کی طرح اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے

جنوبی شہر مدینہ مدونہ کی طرف چلے گئے تھے اور وہاں پر مقامی لشکر اور جنوبی صوبے حیثیت کو مسلمانوں کے مقابلے کے لئے مضبوط اور مربوط کرنا شروع کر دیا تھا۔

رازرک کے خلاف وادی رباط کی اس شان دار فتح کے نتیجہ میں مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت کی صورت میں بے شمار اور ان نعمت اموال لگے جنگ کے بعد جب ہر طرف دور دور تک انتہائی لشکریوں کی لاشیں پھیلی تھیں۔ مسلمان مجاہدین مال غنیمت سمیت سمیت کراخان بن زیاد کے خیمہ کے سامنے جمع کرتے جا رہے تھے جب کہ اس خیمہ کے سامنے طارق بن زیاد، طریف بن مالک، سفیث اور عبداللہ کھڑے اس کام کی نگرانی کر رہے تھے ایسے میں دو مسلمان مجاہد اسقف ستیوس اور اس کے ساتھ ایملہ کو پکڑ کر طریف بن مالک کے سامنے لائے اور ان دونوں مجاہدوں میں سے ایک طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا: اے امیر یہ پادری اور اس کے ساتھ یہ راہب آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی طریف بن مالک کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے اپنے دونوں مجاہدوں کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی نرمی سے کہا تم ان دونوں کو چھوڑ دو یہ میرے غریب جاننے والے ہیں اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک آگے بڑھ کر بڑے چٹاک کے ساتھ ان دونوں کو لٹا دو دونوں مجاہد واپس چلے گئے۔ پھر اسقف ستیوس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابن مالک اس جنگ میں رازرک نے کیا کیا کے سارے اسقف پادریوں راہبوں تک کو جنگ میں حصہ لینے کے لئے کہا تھا تاکہ وہ منہ مل کر اپنے لشکریوں کا جذبہ اور جوش ابھار سکیں لیکن ان سب انتظامات کے باوجود بھی رازرک کو اس میدان کارزار میں شکست ہوئی ہے۔ اے ابن مالک میں اور ایملہ نے جنگ کا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور جنگ کے ان سارے مناظر کے نتائج کو دیکھتے ہوئے ہم دونوں نے اپنے دین کے مصلحت ایک اہم فیصلہ بھی کیا ہے اور اس فیصلہ سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے میں اور ایملہ آپ اور طارق بن زیاد سے اپنے کون کون سے کچھ رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

دینے لگے تھے اس کے لشکر کے چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی تھی۔ عین اس موقع پر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دائیں بائیں سے بھرپور طوفانی یلغار کرتے ہوئے اس جگہ آ پہنچے تھے جہاں پر رازرک اپنے سنہری تخت میں کھڑا اپنے لشکر کے لئے احکامات جاری کر رہا تھا۔

قریب جا کر طارق بن زیاد نے رازرک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔ یہی اہمیت کا بادشاہ رازرک ہے اب یہ اس جنگ سے بچ کر نہ جانے جائے ہائے رازرک نے بھی طارق بن زیاد کی یہ بات سن لی تھی لہذا وہ فوراً اپنے تخت سے اترا اور تخت کے پیچھے کھڑے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس نے گھوڑے کو دریائے رباط کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ اسی وقت کچھ کئی مسلمان مجاہدوں نے اس کے پیچھے لگ کر اس پر حملہ آور ہو کر اسے بری طرح زخمی کر دیا تھا۔ رازرک اپنے گھوڑے سے گر پڑا کیونکہ اس کا گھوڑا دریا کے کنارے کی دلدل میں دھنسن گیا تھا پھر رازرک گرنا پڑنا زخمی حالت میں دریائے رباط میں کود گیا اور اپنے آپ کو خود ہی موت کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔

اس دلدلی علاقے میں صرف رازرک کا گھوڑا ملا جس پر جواہرات کا پلان تھا جو دلدل میں چسنا ہوا تھا۔ رازرک کے پاؤں کا ایک سنہرا سوزہ پڑا ہوا ملا تھا۔ اس سوزے پر بھی موتی و جواہرات لگے ہوئے تھے۔ اپنے بادشاہ کو جنگ میں زخمی ہوتے پھر بھاگ کر دریائے رباط میں کود کر اپنی جان بچاتے ہوئے دیکھ کر اہمیت کے لشکریوں میں بددلی اور کم حوصلگی سی پیدا ہو گئی تھی جس جس نے اپنے بادشاہ کو زخمی حالت میں دریا میں کودتے دیکھا اس نے اپنی کنوارا نیام میں کمر لی اور میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ یوں رفتہ رفتہ یہ بھگدڑ جیتی چلی گئی اور جب طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف سے حملوں میں اور زیادہ سختی پیدا کی گئی تو رازرک کا پورا لشکر بھاگ اٹھا۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے آنسوؤں کی طرح بھگتے چاہوں کا تعاقب کیا۔ آنکڑ کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اس جنگ میں نہنے والے لشکری اہمیت کے

دجہ سے ناقابلِ تغیر قوت رکھتے ہیں اس لئے جو باطل قوت ہم سے ٹکرائی وہ پاش پاش ہو گئی۔ ایران اور روم جیسے عظیم الشان سلطنتوں کی شکست کا بھی یہی راز تھا۔ اس لئے کہ ہمارے مقابلے میں عیسائیت مختلف فرقوں میں بٹی ہے جو ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں۔ کلیسا اور عوام میں ہم آہنگی نہیں۔ کلیسا میں اس قدر برائیاں اور خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ لوگوں کا اعتماد اس سے اٹھ چکا ہے اور وہ اس سے بیزار ہیں سب سے بڑھ کر کلیسا ہی کی وجہ سے لوگوں کے اندر شرک اور بت پرستی کا ایسا زور وار رواج ہو چکا ہے جس کا کوئی سدباب ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اس وجہ سے عیسائیت میں روحانی قوت مفلوج ہو چکی ہے اور وہ کبھی فرزندانِ توحید کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اے اسقف سٹیوس اس موقع پر میں اس نقطہ کی بھی وضاحت اور سراج کرنا چاہوں کہ توحید کے عقیدے سے انسان میں ایک ایسی قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے جس کے باعث انسان خداوند کے سوائے کسی طاقت سے نہیں ڈرتا خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اس کے برعکس شرک اور بت پرستی سے انسان خوف اور بے چینی کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ اللہ پر بھروسہ کرنے کے بجائے مادی وسائل پر ہی انحصار کرنے لگتا ہے اس راہبیت کی ہی وجہ سے مشرکوں اور بت پرستوں کے دلوں میں ففاق اور اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہلین کی سرزمین میں لاکھوں کے لشکر کے مقابلے میں ہمارے علمی بحر مجاہدین کی فتح کا پتلا راز اسی عقیدہ توحید میں ہی پناہ ہے۔

اس سرزمین کے اندر ہماری اس شاندار فتح کا دوسرا راز ہمارا جذبہ جہاد ہے! اے اسقف سٹیوس تم میں یہ بھی واضح کر دوں توحید اور جہاد کا چلی واپس کا ساتھ ہے اور اصل بات یہ ہے کہ عقیدہ توحید ہی سے جذبہ جہاد پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تشریح میں کچھ یوں کر سکتا ہوں کہ عقیدہ توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اس کائنات کا حاکم اور مالک صرف اللہ ہی ہے اور اس کے سوائے کوئی ہستی اور طاقت انسان کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ دوسرے الفاظوں میں اگر انسان اللہ پر یہ ایمان لے آئے کہ وہی مجبور اور قادر مطلق ہے تو اس کے دل میں

اس کے بعد اس جنگ میں ہم نے جو اپنے دین کے حقیقی فیصلہ کیا ہے اس سے آپ کو آگاہ کریں گے۔ اسقف سٹیوس کی یہ گفتگو سن کر اس بار طرف بن مالک کے بجائے طارق بن زیاد نے بولنے ہوئے کہا! اے بزرگ تم ہمارے ساتھ خیرہ میں آؤ اور کوہِ قہم دونوں سے کیا کتنا چاہے ہو؟ طارق بن زیاد کے کہنے پر منیث اور عبداللہ وہیں کھڑے رہے۔ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک سٹیوس اور ایملہ کو لے کر خیرہ میں داخل ہو گئے تھے۔ جب وہ چاروں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے تب سٹیوس نے طرف بن مالک اور طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے صاحبو! دین کی تبدیلی کے حقیقی میں اور ایملہ نے جو ایک اہم فیصلہ کیا ہے اس سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے میں آپ دونوں کی زبانی پہلے آپ کی اس شاندار فتح کے اسباب جاننا چاہوں گا۔ میں نے دیکھا اس جنگ کے اندر آپ کا لشکر رازرک کے مقابلے میں علمی بحر سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا لیکن آپ دونوں نے علمی بحر لشکر کو ایسی حرکت دی اور اس انداز میں بجلی کی طرح حملہ آور ہوئے کہ رازرک کے لاکھوں نفوس کے لشکر کو بدترین اور ذلت آمیز شکست دے کر رکھ دی بس میں آپ دونوں سے اسی فتح کے اسباب جاننے کے بعد اپنے فیصلہ کا انکشاف آپ پر پھر کروں گا اور اے ابنِ زیاد اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ طرف بن مالک تو مجھے اور ایملہ کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں پر آپ کے لئے ہم دونوں انجی ہیں میرا نام سٹیوس ہے اور میں قادس شر کے کلیسا کا اسقف ہوں جب کہ یہ ایملہ اسی کلیسا کے اندر ایک راہبہ کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔ طرف بن مالک کو ہم اس وقت سے جانتے ہیں جب یہ پہلی بار افریقہ سے افوا ہو کر ٹولیزو شر آئے والی راہبہ لوسبہ کی تلاش میں اہلین میں داخل ہوئے تھے۔ طارق بن زیاد اسقف سٹیوس کی گفتگو سن کر تھوڑی دیر خاموش رہا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو! اسقف جہاں تک تمہاری بات میری سمجھ میں آئی ہے اہلین کی اس سرزمین کے اندر ہماری فتح کا پتلا راز ہمارا عقیدہ توحید ہے ہم عقیدہ توحید کی

صرف اور فقط رب کا خوف پیدا ہوتا ہے اور باقی تمام باطل قوتوں کا خوف اس کے دل سے نکل جاتا ہے تو اللہ پر توکل کر کے بڑی سے بڑی طاقت کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے اس کے لئے یہ بے خوفی اس میں ایک ایسا جذبہ جماد پیدا کرتی ہے کہ وہ ہر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ پس ہماری فتح کا دوسرا راز یہی ہمارا جذبہ جماد ہے۔

ہماری فتح کا تیسرا راز میرے ذاتی نظریہ کے مطابق کلیسا اور مسجد میں ہم فرق ہے۔ اسلام ایک فطری دین ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں حاوی ہے۔ اسلام نے وہ کلیسائی نظام کے مفہوم سے آج تک نا آشنا ہے۔ اس کے برخلاف کلیہ زندگی کے فقط روحانی پہلو پر حاوی ہے اور اس روحانی زندگی پر کلیسا کی حکومت ہوتی ہے جب کہ مادی زندگی کے ہر شعبہ پر مثلاً 'سیاسی' 'اقتصادی' 'ثقافتی' 'سوسائٹی' پر حکومت کا اثر ہوتا ہے کلیسا اور حکومت یا روحانی مادی زندگی میں اس تقابلی کی وجہ سے عیسائیت کا نظریہ حیات مسلمانوں کے نظریہ حیات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس کی مزید وضاحت میں یوں کر سکتا ہوں کہ عیسائیوں کی روحانی یا مذہبی زندگی پر پیشوا پارہیوں کی حکومت ہوتی ہے چنانچہ ہر عیسائی کو کسی نہ کسی کلیہ سے وابستہ ہونا پڑتا ہے اور یہ وابستگی اس عمل پر دلالت کرتی ہے کہ وہ دنیا معاملات میں اس کلیسا کے پیشواؤں کی حاکمیت اور سیادت کو تسلیم کرتا ہے۔ اگر طرح اسے دنیاوی معاملات میں کسی نہ کسی کو اپنا حاکم اپنا پادشاہ اور راہبر تسلیم کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ سیاسی اقتصادی اور ثقافتی طور پر کسی کے ساتھ وابستہ ہو سکے۔ اس کے برعکس اسلام نہ کسی کلیسیا سیادت یعنی مذہبی پیشواؤں کی حاکمیت تسلیم کرتا ہے اور نہ ہی وہ دنیاوی معاملات میں کسی کو اپنے اوپر حاوی ہونے دیتا ہے وجہ یہ ہے کہ اسلام روحانی اور دنیاوی زندگی میں کوئی فرق تسلیم نہیں کرتا اور دونوں کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا قائل ہے۔ مسلمانوں کی مسجد فقط مسلمانوں کی عبادت کرنے یعنی نماز پڑھنے کی جگہ ہر انسان نماز پڑھ اور پڑھا سکتا ہے اس لئے کلیسا اور مسجد میں خاصا فرق ہے۔ ولوی رابطہ کی اس جنگ میں

ہماری فتح اور راز رک کی شکست کا چوتھا سبب میرے خیال کے مطابق یہی فرق ہی ہے! اے استغفرتیوس مسلمانوں کے سامنے ایک واضح اور نہایت واضح و اعلیٰ مقصد ہے اور وہ یہ کہ افراد نسل انسانی کو اسلامی ثقافت تعلیمات کے اصول پر کار سے روشناس کرایا جائے۔ دنیا میں امن و امان قائم کیا جائے شرک و بت پرستی کا قلع قمع کیا جائے تو انسانی باوجوداتوں اور جاگیر داروں، مذہبی پیشواؤں اور فرضی دیوتاؤں کی غلامی سے نجات دلائی جائے۔ دنیا سے جہالت اور اوبام دور کر کے علم و حاکمیت سے منور کیا جائے۔ اولاد آدم کو مفلسی، بیماری، فتنہ اور فساد سے نجات دلائی جائے۔ دنیا میں عدل و انصاف کی حکومت قائم کی جائے! اے استغفرتیوس جتنا اعلیٰ اور عالیوہو اسی قدر ہی انسان کو قوت عمل بخشتا ہے اور انسان کو قربانی پر آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ ہماری اس فتح کا ایک ذریعہ ہمارا یہ عالم گیر مقصد بھی ہے جس کی وجہ سے ہمارے اندر بے پناہ قوت عمل اور جذبہ قربانی پیدا ہوتا ہے اس کے خلاف اپنی حکمرانوں کے سامنے کوئی واضح اور بلند مقصد نہ تھا۔

کیونکہ اپنی عوام جنگ کو اپنی نہیں بلکہ حکمرانوں کی جنگ خیال کرتے ہیں۔ ایسا کرنے میں وہ حق بجانب بھی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ قربانی کرتے تو کسی کے لئے لڑتے مرے تو کسی کی خاطر۔ وہ لڑے مگر بے دلی کے ساتھ۔ انہوں نے حکومت کا ساتھ دیا مگر بحالت مجبوری۔ الفرض ہسپانی رعبا کے سامنے کوئی واضح اور اعلیٰ مقصد نہیں۔ ان میں وہ جوش و خروش اور عزم و ہمت نہ تھا جو ان کے مقابلے میں ہمارے اندر موجود تھا اس لئے ان کے مقابلے میں اس میدان کے اندر ہمیں شاندار فتح نصیب ہوئی یہاں تک کہ کینے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا۔ استغفرتیوس توڑی دیر تک خاموش رہ کر طارق بن زیاد کے کئے ہوئے الفاظ پر غور کرتا رہا پھر اس نے اپنی بجلی ہوئی گردن سیدھی کی اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا شروع کیا۔

اے مسلمانوں کے عظیم سالار! ایک استغفرتیوس کی حیثیت سے راز رک کے

پہلے قلعے کے غبار میں صبح کا نور بن کر ابھرے کی صحت اور قوت پیدا کرتی ہے ان ہی چیزوں کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ کیا ہے اور وہ یہ کہ میں حیسانیت کو ترک کر کے اسلام کی طرف مائل ہو چکا ہوں اور میں اپنی اس راہ کو بھی اپنے ساتھ لایا ہوں جسے میں اپنی بیٹی سمجھتا ہوں تاکہ ہم دونوں آپ کے سامنے اور آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت قبول کریں! اے میرے دوستو! اس جنگ کے دوران میں نے یہ بھی جائزہ لیا کہ رازدک کے وہ لٹکری جو زمانہ امن میں لوگوں کے اندر طاقت و جبروت کا مظاہرہ کرتے تھے اور اپنی زبان لوگوں کے خلاف برقی کی طرح چلائے تھے دوسرے کی لوہن کر حمد سیاہ کے تاریک باب کی طرح لوگوں کے اندر گھومتے پھرتے تھے۔ گناہوں کے سرچشے اور مجروح شیطان کی طرح وہ اڑتے ہوئے اور غافلہ کا اٹکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو گناہوں میں لوٹ کرتے تھے۔ یہاں اس جنگ کے اندر میں نے دیکھا کہ ان کی حالت کالے کوس کی پر ہولناک رات اور خزاں کی شاموں میں وہ غم کی بے نور گزرگاہ کی طرح اپنی جاںیں بچانے کے لئے اوجھڑا اور ہمارے اور مارے مارے پھر رہے تھے جیسے وہ ہر ضرورت میں اپنی زندگی کو موت سے بچا لینا چاہتے ہوں جب کہ آپ کے لٹکری صبح کا شایب اور بحال کی حرارت بن کر اپنی زندگی اپنے ہاتھوں میں لئے خود موت کی تلاش میں ہمارے ہمارے پھرتے تھے آپ کے لٹکریوں نے "ہینا" ہدی کے تاریخ دیوتاؤں پر کھنکی کھنکی و درمائی طاری کر کے رکھ دی تھی۔ وہ اپنے جنوں میں ایک طوفان لئے طمسائی فضا کے بحر میں کم رازدک کے لٹکریوں کے کاپتے بدلوں کو دھنی ہوئی نرم اون کی طرح اڑا رہے تھے۔

اے ابن زیاد اور ابن مالک خدا کا قانون بھی سناؤ! میں ہوتا اہل التبتین چونکہ گناہوں اور بدیوں میں بری طرح لوٹ ہو چکے تھے لہذا قانون نفرت نے انہیں اس میدان جنگ میں شکست سے دوچار کر کے نہ صرف یہ کہ انہیں بے ہنر و درماندہ کیا ہے بلکہ اس جنگ کو ان کی تاریخ کے سرسارے اور حادثے میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے! اے میرے عزیزو! آپ اور اہل التبتین میں نمایاں فرق

لٹکریوں میں رہ کر میں نے آپ دونوں اور آپ کے لٹکریوں کا بغور جائزہ لیا ہے جو میں نے اس میدان جنگ میں دیکھا اس کو میں کچھ یوں بیان کر سکتا ہوں۔ آپ کے لٹکری سمندر کی طرح سر اٹھائے اور پرچم و امن و صداقت بلند کئے تقدس میں فرشتوں سے بھی بالاتر ہو کر اس میدان کے ذرے ذرے کو خورشید میں تبدیل کر دیے کی کوشش کر رہے تھے گو انسان کی کاہلیت محدود ہے۔ پھر بھی آپ کے لٹکری موت کے پیغامبر بن کر تقدیر کی لومیں تبدیل کرنے کی ان حکمت کوشش کر رہے تھے۔ حملہ آور ہوتے ہوئے وہ اپنی آنکھوں کے اندر موت کی سی نگاہ لئے ہوئے تھے اور اپنے جنگی فخرے بلند کرتے ہوئے تباہ کن سیلاب اور دھول بچھاتے دیوتاؤں کی طرح اپنے چہرے پر ایک عجیب سی چمک لئے رازدک کے لٹکریوں کو جنگل کے درختوں اور دلدل کی چھاؤں کی طرح کٹ رہے تھے ان کے حملہ آور ہونے کے انداز کچھ ایسے تھے جیسے اتنی باز سے اچانک کوئی ابر نمودور ہو گئے ہوں یا دریاؤں کے بڑا اچانک کھول دیئے گئے ہوں۔

اے میرے عزیزو! آپ کا دین چونکہ ہر انسان کو اپنے ذات عدل اور اسی کی بنیاد پر استوار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ عبادت میں اپنا رخ ٹھیک رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ خدا کے سوا کسی اور کی بدگئی کا شائبہ تک اس کی عبادت میں نہ ہو معبود حقیقی کے سوا کسی اور طرف اس کی غلامی اور عجز و نیاز کا رخ ڈرانہ پھرنے پائے پھر یہ کہ راجہائی اور تائید و نصرت اور دھمبائی اور حفاظت کے لئے خدا ہی سے دعا مانگنے پر شرط ہے یہ اس چیز کی دعا مانگنے والا آدمی پہلے اپنے دین کو خدا کے لئے خالص کر چکا ہو۔ یہ نہ ہو کہ زندگی کا سارا نظام کفر و شرک، مصیبت اور بدگئی اختیار پر چلا رہا ہو اور مدد خدا سے مانگی جائے کہ اے خدا یہ جو بتاؤں جو ہم تجھ سے کر رہے ہیں اس میں ہماری مدد فرما اور پھر وہ اس پر بھی یقین رکھے جس طرح وہ اس دنیا میں پیدا ہوا ہے اس طرح ایک دوسرے عالم میں بھی پیدا کیا جائے گا اور اس کو اپنے اعمال کا حساب خدا کو دینا ہو گا۔

آپ کے دین کی اسی تعلیم نے آپ اور آپ کے لٹکریوں کے اندر وفا کی آغوش، عقد و امان کے دئے، شب بھر کے زہر، التفات کے پھول، دھرتی ج

یہ ہے کہ اہل ایمان جوگ و موت کے سائوں کے جہم میں اجسام کی ناموس کا مول نکالتے ہیں۔ جب کہ آپ لوگ اوج اور اک میں رہ کر اور اپنے دل میں اپنے خدا کا خوف رکھتے ہوئے اور اپنے رسول کے احکامات کا اتباع کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ ناموسوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ قوانین قدرت کا اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی میں ایک پسندیدہ انقلاب برپا کرتے ہیں۔ بس میرے اسے عزیز ہم دونوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم بھی دونوں اسلام قبول کر کے اپنی زندگی کے لئے ایسا ہی پسندیدہ انقلاب برپا کریں گے لہذا آپ دونوں سے ہماری گزارش ہے ہم دونوں کو اسلام میں داخل کرنے کی رسم ادا کیجئے۔

یہاں سے واپس جانے کے بعد اس وقت تک ہم دونوں اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھیں گے جب تک آپ اس سرزمین میں خوب پھیل کر اپنے آپ کو خوب متعارف نہیں کر لیتے اور مسلمان یہاں ایک طاقت و قوت بن کر نمودار نہیں ہوتے اس کے بعد میں اس طرح اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کروں گا جس طرح میں آج تک عیسائیت کے لئے کام کرتا رہا ہوں۔

اسقف سٹیوسن کی یہ گفتگو سن کر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک دونوں کے چہروں پر خوشی سے بھر پور مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ اس کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے ان دونوں کو کمرہ طیبہ یاد کروایا۔ انہیں دائرہ اسلام میں داخل کیا اور کچھ دیر ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر انہیں ارکان اسلام کے بارے میں تفصیل سے سمجھاتے رہے۔ اس کے بعد اسقف سٹیوسن نے طارق بن زیاد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے امیر اگر آپ برا نہ جائیں تو اس موقع پر میں امیر طریف بن مالک سے ان کی ذات کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جواب میں طارق بن زیاد نے مسکراتے ہوئے کہا ضرور کرو اگر تم اس کے لئے تہائی چاہتے ہو تو میں باہر چلا جاتا ہوں۔ سٹیوسن نے فوراً بڑی عقیدت کے انداز میں اپنا ہاتھ طارق بن زیاد کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا میں امیر ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کی موجودگی میں ہی وہ گفتگو ان کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ اے امیر اس سرزمین میں ایک ایسی لڑکی ہے جس کا نام اقلیم ہے وہ

طریف بن مالک کو اپنے دل کی گمراہیوں سے پسند کرتی ہے اور ہر لمحہ اس کا انتظار کرتی ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ طریف بن مالک کو جب موقع ملے اس سے ملنے کے لئے آئے در نہ اس کی چاہت کی آگ میں مکمل مکمل کر اپنے آپ کا خاتمہ کرے گی۔ یہاں سے واپس جانے کے بعد میں اس کے سامنے بھی اسلام پیش کروں گا مجھے امید ہے میں اسے اور اس کی ماں کو عیسائیت سے نکال کر دائرہ اسلام میں داخل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ بس میری خواہش اس موقع پر صرف یہ ہے کہ طریف بن مالک کو جب بھی فرصت ملے اقلیم سے ملنے کے لئے ضرور آئے اس طرح وہ خوش ہو جائے گی اور اسے اس انتظار کی لذت سے نجات مل جائے گی جو آج تک امیر طریف بن مالک کے لئے کرتی رہی ہے اس کے بعد سٹیوسن نے مختصر سے الفاظ میں وہ سارے حالات طارق بن زیاد کو سنا دیئے تھے جس کے تحت اقلیم طریف بن مالک کی طرف مائل ہوئی تھی۔

سٹیوسن کی ساری گفتگو سن کر طارق بن زیاد کے چہرے پر خوشیاں اور گہری ہو گئی تھیں۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے سٹیوسن کی طرف دیکھا اور کہا اے میرے بزرگ آپ بے فکر اور مطمئن رہیں۔ سابق بادشاہ کی بیٹی اقلیم اگر طریف بن مالک کو پسند کرتی ہے اور اس کا انتظار کرتی ہے تو آپ کو اس سے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ طریف بن مالک اسے ملنے کے لئے ضرور آئے گا۔ اس نے اگر ایسا نہ کیا تو میں خود اس کو اقلیم کی طرف بھیجوں گا۔ اس کے ساتھ ہی سٹیوسن اور املنا اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ طریف بن مالک اور طارق بن زیاد بھی ان دونوں کے ساتھ اٹھ کر باہر آئے۔ طارق کے کہنے پر سٹیوسن اور املنا کو بھی مال قیمت جس سے کچھ حصہ دیا گیا۔ پھر ان دونوں کو بڑی عزت اور احترام کے ساتھ وہاں سے رخصت کر دیا گیا تھا۔



شام ڈھلتے سٹیوسن املنا کو لے کر اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ ٹھوڑوں کو اصلیل میں باندھنے کے بعد جب وہ سکوتی جھے کی طرف گئی تو انہوں نے دیکھا اقلیم اور اس کی ماں ایانا بڑی بے چینی سے ان کا انتظار کر رہی تھیں۔

جب وہ چاروں کمرے کے اندر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے تب اقلیمائے بڑی فکر مند اور غموں سے بھرپور آواز میں اسقف سٹیوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے مقدس باپ اب اپجین کا کیا ہو گا۔ میدان جنگ سے بے شمار ہمارے لشکر بھاگ کر قدس شہر کی طرف سے آئے ہیں اور ان سے یہ پتہ چلا ہے کہ میدان جنگ میں نہ صرف یہ کہ اپجین کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی ہے بلکہ رازرک بھی مارا گیا ہے۔ اے میرے بزرگ رازرک! مارا جانا تو ہمارے لئے خوشی اور سکون کا باعث ہے لیکن یہ جو ہمیں شکست ہوئی ہے اس سے اپجین اور ہمارا کیا بنے گا۔ اقلیمائے اس سوال پر سٹیوس نے تھوڑی دیر مسکراتے ہوئے کچھ سوچا پھر اس نے اقلیمائے پوچھا۔

اے میری بیٹی کیا تم نے بھی سوچا کہ اپجین کو کس کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے؟ اس پر اقلیمائے فوراً کہنے لگی نہیں میں نہیں جانتی کہ یہ حملہ آور کون ہیں۔ اس پر سٹیوس نے اس پر بڑا اور خوش کن انکشاف کرتے ہوئے کہا اگر تمہیں نہیں معلوم تو سنو! یہ حملہ آور افریقہ کے مسلمان ہیں۔ ان کے سالار اعلیٰ کا نام طارق بن زیاد ہے اور طرف بن مالک اس کے نائب سالار کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک نے رازرک کے لاکھوں نفوس پر مشتمل لشکر کو بدترین شکست دی ہے وہ دونوں جب اپجینی لشکریوں کو مار کاٹ کر اوپر اوپر بھاگتے ہوئے رازرک پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے تو رازرک ان کا سامنا کرنے کے بجائے بھاگ کھڑا ہوا پر اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا وہ زخمی ہو چکا تھا کسی گناہ مسلمان مجاہد نے اس پر حملہ کر کے اسے بری طرح زخمی کر دیا تھا وہ اپنی جان بچانے کے لئے دریائے رباط میں کودا پر پانی کی لہروں کا سامنا نہ کر سکا اور موت سے بے دخل گیر گیا۔

سٹیوس کے اس انکشاف پر اقلیمائے اور اس کی ماں الیانہ کے چہرے پر بے ساری افسردگی، غم، فکر، بے چارگی و کسیرستی جاتی رہی تھی وہ دونوں خوش اور پرسکون دکھائی دینے لگی تھیں پھر اقلیمائے پر غموں کے چھمچھمائے اور غمزدگی کے منکھٹانے کے انداز میں سٹیوس کو مخاطب کر کے کہا! اے بزرگ باپ رازرک

کے مارے جانے سے میں سمجھتی ہوں کہ ہماری امیری بھی ختم ہو چکی ہے اس کے مارے جانے کے بعد اب ہم اس کلیسا کی عمارت میں محبوس رہنے کے بجائے آزادی کے ساتھ دونوں ماں بیٹی جس بستی میں جس قصبے میں جس شہر میں چاہیں محکوم پھر سکتی ہیں لیکن اے بزرگ باپ اس موقع پر میرے ذہن میں ایک فکھر اور غم ابھر رہا ہے کہ کیسے طارق بن زیاد اور طرف بن مالک دریائے رباط کے کنارے اپجینی لشکر کو شکست دینے کے بعد واپس نہ لوٹ جائیں اور ہمارے لئے پھر غموں اور بد بختیوں کے دردناک زمانے نہ نکل جائیں اس پر سٹیوس چھاتی تان کر کہنے لگا! اے اقلیمائے میری بیٹی ایسی بات نہیں ہے طارق بن زیاد اور طرف بن مالک دریائے رباط سے واپس نہیں جائیں گے بلکہ اب وہ رازرک کی موت اور اپجینی لشکر کی شکست کے بعد ملک کے اندر دینی صفے کی طرف بڑھیں گے اور ان کا عزم ان کے حوصلے مجھے یہ بتاتے ہیں کہ وہ اپجین کے ہر قصبے اور ہر شہر کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا کر رکھ دیں گے۔ اس موقع پر اقلیمائے پر امید لگا ہوں سے سٹیوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا!

اے میرے بزرگ باپ کیا جنگ میں آپ نے اپنی آنکھوں سے طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کو دیکھا۔ اس پر سٹیوس کہنے لگا۔ دیکھا میں بیٹے بلکہ جنگ کے بعد میں اور ایسا ان دونوں سے ملنے کے لئے بھی گئے ان دونوں کے پاس ہم بیٹھے پھر ایک خرمین سٹیوس نے اقلیمائے کے سامنے رکھتے ہوئے کہا! اور ان دونوں نے ہمیں جنگ سے حاصل ہونے والے مال قیمت سے کچھ حصہ بھی ہمارے حالات سنوارنے کے لئے دیا ہے۔ اقلیمائے فوراً پوچھ لیا اے میرے بزرگ باپ اس ملاقات کے موقع پر طرف بن مالک سے میرا بھی ذکر کیا۔ سٹیوس مسکرا کر کہنے لگا۔ ہاں میں نے ان دونوں کے سامنے تمہارا بھی ذکر کیا اور میں نے طارق بن زیاد سے یہ بھی کہا کہ کن حالات میں اقلیمائے طرف بن مالک کی طرف مائل ہوئی اور سنو میں نے طرف بن مالک سے یہ بھی گزارش کی کہ وہ تم سے ملنے کے لئے ضرور کلیسا کی طرف آئے اور مجھے امید ہے غمزدگی وہ تم سے ملنے کے لئے یہاں آئے گا اور طارق بن زیاد نے تو مجھے یہاں تک حوصلہ

اور الیانا نے قبول اسلام کو معنی رکھنے کا حمد کیا پھر ستیوس نے ان دونوں کو پہلے کلہ طیب یاد کروایا اس کے بعد انہیں ارکان اسلام سکھائے لگا تھا۔

وادی رباط میں دریائے رباط کے کنارے رازرک کے لشکر کو بدترین شکست دینے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ہاتھ ڈھیروں مال غنیمت لگا تھا چند دن تک وہ اس مال غنیمت کو جمع کر کے اس کی حفاظت کے انتظام کرتے رہے اس کے بعد انہوں نے اپنے اگلے حدف کا رخ کیا۔ ان کا اگلا نشانہ اور حدف صوبہ گاؤں کا مشہور شہر مدینہ سدونہ تھا۔ اس شہر پر سب سے پہلے حملہ آور ہونے کی دو وجوہات تھیں اول یہ کہ انہیں کے جنوبی صوبے کے حاکم تدیر نے رازرک کی شکست کے بعد سدونہ شہر میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کر لیا تھا جسکی مدد سے اسے امید تھی کہ وہ مسلمانوں کو انہیں سے ٹکالنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ دوسری وجہ مدینہ سدونہ کو حدف بنانے کی یہ تھی کہ دریائے رباط میں جب رازرک کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی تو اس جنگ سے رازرک کے وہ سپاہی جو بچ نکلے میں کامیاب ہو گئے تھے انہوں نے مدینہ سدونہ کا رخ کیا تاکہ وہ جنوبی صوبے کے حاکم تدیر کے پاس سدونہ شہر میں پہنچیں اس طرح تدیر کے پاس دو طرح کی قویں جمع ہو گئی تھیں ایک وہ قوت جو لشکر کی صورت میں اس نے خود جمع کی تھی۔

دوسری قوت انہیں کے بادشاہ رازرک کے وہ لشکر تھے جو دریائے رباط کے کنارے مسلمانوں کے ہاتھوں بدترین اور ذلت آمیز شکست اٹھانے کے بعد اپنی جانیں بچاتے ہوئے بھاگ کر جنوبی صوبے کے حاکم تدیر کے پاس مدینہ سدونہ میں جمع ہو گئے تھے۔

مدینہ سدونہ کو فوجی اور عسکری لحاظ سے بھی بڑی اہمیت تھی اس لئے کہ اس شہر کے ارد گرد ایک بہت بڑی اور مضبوط فیصل تھی جو اس قدر بڑی تھی کہ اس کے اوپر گھوڑے تک دوڑائے جاسکتے تھے۔ وادی رباط میں رازرک کو شکست دینے، مال غنیمت کا انتظام کرنے اور اپنے لشکر کو تھوڑا سا سستانے کا موقع دینے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے لشکر کے ساتھ

دیا تھا کہ اگر طریف بن مالک اقلیم سے ملنے کے لئے نہ آیا تو وہ خود اسے چھ سے ملنے کے لئے بھیجے گا۔

ستیوس کی یہ گفتگو سن کر اقلیم اور اس کی ماں دونوں خوش ہوئیں کہ تھوڑی دیر تک وہ کچھ کہہ نہ پائی تھیں۔ ستیوس نے پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اور سنا اقلیم اور الیانا میں تم پر اپنی زندگی کے سب سے بڑے انقلاب کا انکشاف کرتا ہوں آج کے بعد تم دونوں مجھے مقدس باپ کے الفاظ سے مخاطب نہ کرنا۔ اب میں اسقف رابہب یا پادری نہیں رہا اور نہ ہی میں عیسائی ہوں بلکہ جس طرح طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے معنی بھر لشکر نے لاکھوں پر مشتمل رازرک کے لشکر کو شکست دی ہے اس سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ ان حالات میں میں اور اقلیم نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے اب ہم دونوں نصرانی نہیں مسلمان ہیں۔ میں تم دونوں مال بیتی کو بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس پر اقلیم نے فوراً خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے ستیوس میرے بزرگ میں آپ کی اس دعوت پر لٹاکر بلیک کہتی ہوں۔ میں اسلام قبول کرتی ہوں اور میری ماں بھی ایسا کرنے پر خوش اور رضامند ہوگی۔ اب آپ ہمیں اسلام کے ارکان کے متعلق آگاہ کیجئے میں چاہتی ہوں جب طریف بن مالک مجھ سے ملنے کے لئے آئیں تو میں ایک مسلمان لڑکی کی حیثیت سے ان کا سامنا کروں۔ ستیوس اقلیم کی یہ گفتگو سن کر خوش ہو گیا تھا۔ پھر اس نے بڑی رازداری سے دونوں ماں بیتی کو کہا کچھ عرصہ تک اپنے اس قبول اسلام کو مخفی اور راز میں رکھنا ورنہ یہ کلیسا کے پادری حجازے خلاف حرکت میں آئیں گے اور ہماری جانوں کے دشمن ہو جائیں گے۔

جب ہم دیکھیں گے کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک انہیں میں اپنے لشکر کے ساتھ خوب بچھل بچھل کیجے ہیں اور لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے ہیں تو ہم بھی اپنے قبول اسلام کو لوگوں پر ظاہر کر دیں گے بلکہ جس طرح ہم عیسائیت کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اس طرح اسلام کی بھی تبلیغ کریں گے۔ اقلیم

اے میری بیٹی آؤ مکان سے باہر نکل کر طریف بن مالک کا استقبال کریں وہ ہمارا محسن ہمارا مہلی ہے اس ہی کی وجہ سے ہمیں اس کیسا سے ملحقہ عمارت کے اندر پرسکون زندگی بسر کرنے کے مواقع میسر آئے ہیں۔ ورنہ ابھی تک ہم دونوں ماں بیٹی موت کی گمراہ نیند سوچتی ہوئیں اور اب اس کی اور طارق بن زیاد کی وجہ سے ہم اس مکان سے باہر نکل کر بھی زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ہمارے سب سے بڑے اور بدترین دشمن رازدک کو بھی میدان جنگ میں موت کے گھاٹ اتار دیا ہے میں سمجھتی ہوں ابنیہ کی سرزمین اب ہم دونوں ماں بیٹی کے لئے محفوظ اور پرسکون ہے۔ اے میری بیٹی آؤ مکان سے باہر نکل کر طریف بن مالک کا استقبال کریں اقلیہا نے اپنی ماں الیانا سے اس معاملے میں اتفاق کیا پھر وہ دونوں ماں بیٹی مکان سے باہر نکل کر باہر کھڑی ہو گئی تھیں۔ انہوں نے دیکھا تو حوڑے فاصلہ پر طریف بن مالک ستیوس اور ایلسا کے ساتھ انہیں کی طرف آ رہا تھا اس موقع پر الیانا نے بڑی رازداری سے اقلیہا کو غائب کر کے کنا شروع کیا! اے اقلیہا میری بیٹی غور سے سن تو جانتی ہے کہ تیرے باروا الفاظ اور برے سلوک کی وجہ سے اب تک طریف بن مالک تیرے ساتھ باراض رہا ہے اور میں جانتی ہوں کہ اپنی دل کی گرائیوں سے تو طریف بن مالک کو پسند کرتی ہے۔ اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور اس کے بغیر قورہ بھی نہیں سکتی! لہذا اے میری بیٹی یہ تیرے لئے بہترین موقع ہے میں تجھے طریف بن مالک کے ساتھ نکلتی میا کر دوں گی تو اس سے اپنے دوست اپنے غلطی کی معافی مانگ کر اس کے ساتھ اپنی محبت استوار کر لیتا اسی میں تیری خوشی اسی میں پرسکون اور اسی میں تیری زندگی اور حیات پوشیدہ و پنهان ہے۔

الیانا کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ طریف بن مالک ستیوس اور ایلسا اب قریب آ گئے تھے۔ الیانا نے آگے بڑھ کر پیار سے طریف بن مالک کی پیشانی چومی اور اس کی پیٹ پر ہاتھ بھیرا جب کہ اقلیہا سم آہنی جگہ پر کھڑی تھی اور آنکھیں جھپکے کے بغیر وہ طریف بن مالک کو دیکھ چا رہی تھی۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے بھی اس پر ایک گہری نگاہ ڈالی تھی اس نے دیکھا اقلیہا پہلے

مدینہ مدونہ کا دریا کیا اور شر کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے دو ایک بار حملہ کر کے شر کے اندر جمع ہوئے والی عسکری قوت کا اندازہ لگائے کہ بھی کوشش کی شر کی تفصیل کے اوپر سے چھپکے جانے والے پتھروں، آگ کے انگاروں اور کھولتے ہوئے پانی نے ان پر یہ ثابت کر دیا تھا کہ شر آسانی سے فتح نہ ہو گا۔ لہذا طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے باہم مشورہ کر کے بعد اس شر کی فتح کا سامان کرنا شروع کیا انہوں نے شر کے اطراف میں بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر ان سے بڑے بڑے محکمہ دودے بنائے شروع کئے تاکہ ان کی آڑ میں آگے بڑھ کر وہ شہر پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

ایک روز صبح ہی صبح اقلیہا کی بے پناہ خیریں کو دیکھتے ہوئے اس موقع پر الیانا کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اقلیہا کیا کہہ رہی ہے پر اس موقع پر الیانا نے دیکھا کہ اس کی بیٹی اقلیہا خوش دل پرندوں کی چکار بھی خوش چپوں کی لطف سرسراہٹ جیسی مطمئن نور قمر کی لطافت جیسی پرکشش نسیم محر کی نرمی جیسی مسرت انگیز اور گل ہائے چمن کی خوشبو کی طرح نظر قریب دکھائی دے رہی تھی، اقلیہا کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خود الیانا بھی خوش ہو گئی تھی پھر اس نے پیار سے اقلیہا کی پیشانی چومتے ہوئے اور اس کے سر پر ہاتھ بھیرتے ہوئے اس سے پوچھا کون آ گیا ہے۔ اقلیہا جھپکتے ہوئے کہنے لگی وہ آگئے ہیں۔ ماں وہ آگئے۔ الیانا نے پیار و شفقت بھری آواز میں پوچھا میری بیٹی تمہارا اشارہ کس طرف ہے اس پر اقلیہا کہنے لگی آج میری ماں طریف بن مالک آ رہے ہیں۔ میں مکان سے باہر انہیں کے انتظار میں کھڑی تھی کہ میں نے دیکھا وہ اپنے گھوڑے پر سوار اخروٹ کے درختوں کے اس پار جو بھٹیلا، جوی اور بننے کے پھولوں سے لدی ہوئی کیاریاں ہیں ان کے پھول سچ اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلائے ہوئے اس طرف آ رہے ہیں۔ اے میری ماں میں نے یہ بھی دیکھا ان کے ساتھ ستیوس اور ایلسا بھی ہیں اور وہ ادھر ہی آ رہے ہیں اے میری ماں! طریف بن مالک یقیناً ہم لوگوں سے ہی ملنے کے لئے ادھر آئے ہیں اقلیہا کے اس اکتشاف پر الیانا خوش ہو کر رہ گئی تھی پھر اس نے اقلیہا کو اپنے ساتھ لہاتے ہوئے کہا۔

سے بھی زیادہ حسین اور پرکشش ہو رہی تھی۔ شاید اس کا چچا اب رخصت ہو چکا تھا اور جوانی اپنے بھرپور انداز میں اس پر وارد ہو چکی تھی۔ طرف بن مالک نے دیکھا اس کے ریشمی پاؤں اس کے خوب صورت بازو اس کی چمک دار گردن اس کے نرم و نازک بال اس کا گلاب سا چہرہ اس کی لمبی جھیلی آنکھیں اسے خوبصورتی اور کشش کے خوشگوار مجموعوں سے حسین اور جوانی کا ایک طوفان بنائے ہوئے تھے۔ اقلیما پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد طرف بن مالک نے اپنی آنکھیں جھکا لیں اس کے بعد وہ ستیوس ایلدا اور الیانا کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہو گیا تھا۔

○

الیسا طرف بن مالک کے گھوڑے کو پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گئی تھی طرف بن مالک کو دیوان خانے میں بٹھایا۔ پھر اس نے الیانا کو اشارے سے باہر بلوایا اور جب الیانا دیوان خانے سے باہر اس کے پاس آئی تو ستیوس نے بڑی رازداری سے اسے مخاطب کر کے کہا سنا الیانا اقلیما کو طرف بن مالک کے ساتھ تنہائی مہیا کرنا تاکہ وہ طرف بن مالک کے ساتھ اپنے گزشتہ اور ماضی کے رویہ کی صفائی کر سکے اور ان دونوں کے تعلقات خوش گوار ہو سکیں کہ تم جانتی ہو۔ طرف بن مالک کے بغیر اقلیما زندہ نہ رہ سکے گی۔ اس لئے کہ وہ اسے پسند کرتی ہے اور اس سے وہ محبت کرتی ہے ستیوس کی یہ محنتوں سن کر الیانا کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کہا! اے میرے بزرگ یہ باتیں میں پہلے ہی اقلیما کو سمجھا چکی ہوں۔ اس پر ستیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر یہ بات ہے تو میں ابھی طرف بن مالک کے پاس جاتا ہوں اور اسے کہتا ہوں کہ میں کیسا میں چند ضروری احکامات دینے کے بعد اس کے پاس آکر بیٹھتا ہوں۔ اتنی دیر تک تم اور ایلدا مل کر کھانا تیار کرو پھر اچھے بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ اتنی دیر تک طرف بن مالک اور اقلیما کو طبعی کی میں بیٹھ کر محنتوں کرنے کا موقع مل جائے گا۔ الیانا نے ستیوس کی اس محنتوں سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں دیوان خانے میں آئے جہاں طرف بن مالک ایک نشست پر بیٹھا تھا اور اقلیما ابھی تک اس

کے سامنے کھڑی تھی۔ ستیوس طرف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا! اے ابن مالک میرے بیٹے میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں اور تمہارے پاس بیٹھتا ہوں۔ میں کیسا میں جا کر کچھ ضروری احکامات جاری کر آؤں۔ اس کے بعد میں تمہارے پاس آتا ہوں۔

ستیوس کی اس محنتوں پر طرف بن مالک نے اثبات میں اپنی گردن ہلا دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ستیوس وہاں سے نکل گیا تھا اور اس کے جانے کے بعد الیانا نے اپنے قریب کھڑی اقلیما کو مخاطب کر کے کہا! اے اقلیما میری بیٹی تم طرف بن مالک کے لئے پیسے کے لئے کچھ لاؤ۔ اتنی دیر تک میں ایلدا کے ساتھ مل کر کھانا تیار کرتی ہوں پھر اچھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ اتنی بات کہہ کر الیانا بھی وہاں سے چلی گئی تھی جب کہ اقلیما دیوان خانے کے دوسرے راستے سے عمارت سے ملحقہ باہیچے میں داخل ہوئی وہاں سے اس نے کچھ تازہ پھل توڑنے شیف کی ایک مراچی میں اس نے انگوڑا کا رس نچوڑا دوبارہ وہ دیوان خانے میں طرف بن مالک کے پاس آئی۔ شیف کے ایک قشت میں اس نے پھل سجا کر طرف بن مالک کے سامنے رکھے اور ایک گلاس میں انگوڑا کا رس بھر کر اسے پیش کیا۔ اس موقع پر طرف بن مالک نے ایک گہری نگاہ اقلیما پر ڈال پھر خاموشی کے ساتھ اس نے انگوڑے کا رس سے بھرا ہوا گلاس لیا اور پی لیا تھا۔ گلاس طرف بن مالک سے لینے کے بعد اقلیما نے اپنی آواز بکے ترمز اور درج کے سرور میں اسے مخاطب کر کے پوچھا اور بتیں گے اس پر طرف بن مالک نے اپنے انگوچھے سے اپنا منہ صاف کرتے ہوئے کہا نہیں۔ اقلیما نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیف کی مراچی اور گلاس ایک طرف رکھ دیا پھر وہ خاموشی سے طرف بن مالک کے ہاتھ بیٹھ گئی تھی۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر اقلیما نے بولنے میں پہل کی اور بڑے دھیمے اور رازدارانہ انداز میں طرف بن مالک کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے ابن مالک کیا آپ اب بھی مجھ سے ناراض اور خفا ہیں۔ اگر ایسا ہے تو میں اپنے اس رویے اپنی اس غلطی کی معافی مانگتی ہوں جو مجھ سے موت کے میدان

میں آپ کے سلسلے میں سرزد ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی اقلیم آگے بڑھی اور اس نے اپنے آپ کو طریف بن مالک کے پاؤں میں گرا دیا اور ساتھ اقلیم نے اس کے دونوں پاؤں پکڑے ہوئے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی کرب انگیز لہجے میں کہا! اے ابن مالک میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ میری ماضی کی غلطی کو فراموش کر کے مجھے ایک بار معاف کر دیں! اقلیم نے اس رویہ پر طریف بن مالک تڑپ سا اٹھا اور اس نے اقلیم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر واپس اس کی نشست پر بٹھایا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا! اے اقلیم تجھے مجھ سے معافی مانگنے اور یوں عاجزی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس پر اقلیم پہلے سے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے ابن مالک آپ صرف ایک بار کہہ دیجئے کہ آپ مجھ سے ناراض اور خفا نہیں ہیں۔ آپ کے ایسے کہنے سے مجھے ایک حیات نو اور نئی زینت مل جائے گی۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے پھر غور سے اقلیم کی طرف دیکھا پھر وہ مسکراتے ہوئے بوی فراغ دلی سے کہنے لگا۔ اقلیم! تم سے قطعاً کوئی ناراض نہیں ہوں۔ طریف بن مالک کے ان الفاظ پر اقلیم کی خوشیوں میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلے خیا نے اس کے حسین اور دلکشی میں ایک طرح سے اضافہ کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک پھر کمرے کے اندر خاموشی رہی اس کے بعد پہلے کی طرح اقلیم نے ہی منگھو میں چل کر تے ہوئے کہا۔

اے ابن مالک رازدک کے ساتھ جنگ کے دوران استغف اور ایسا آپ سے ملے تھے اور انہوں نے واپس آکر ہم دونوں ماں بیٹی کو بتایا تھا کہ آپ ہم سے ملنے کے لئے ضرور یہاں آئیں گے تب سے میں اس عمارت سے باہر نکل کر ہر روز آپ کا انتظار کیا کرتی تھی۔ اس عمارت اور کلیسا کے درمیان پھولوں سے لدا ہوا بلند نیلہ ہے اس پر بیٹھ کر میں صبح اور شام آپ کا انتظار کرتی تھی اور صبح کی کرنوں اور شام کے بادلوں کو مخاطب کر کے پوچھا کرتی تھی کہ میرا یہ موت نہیستی میں ڈوبا ہوا انتظار کب صراحت و اطمینان میں تبدیل ہوگا۔ اے ابن مالک یہ رات جو پردیسیوں کی ریش اور تما پندوں کی انیس ہوتی ہے جس کے

اند شعاعوں کے جذبات رینگتے ہیں جس کے اندر ادیب الفاظوں کی سانسوں میں محبت کی جھلک بکرتی ہیں ان راتوں کا انتظار میں نے بڑے کرب ناک انداز میں گزارا ہے۔ ابن مالک اس وقت جو آپ میرے پاس تھا ہیں آپ مجھ سے وعدہ کیجئے کہ آپ آئندہ بھی مجھ سے ملنے آتے رہیں گے اور یہ کہ مرنے کے لئے آپ مجھے تنہا نہیں چھوڑ دیں گے۔ اقلیم کی اس منگھو پر طریف بن مالک نے کچھ سوچا اس موقع پر اس کے لیوں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ اور چہرے پر گہرا سکون رقص کر رہا تھا پھر اس نے اقلیم کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو اقلیم! اگر تم مجھے اپنے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہو تو میں ایسا احسان فراموش نہیں ہوں کہ تمہاری محبت کا جواب نہ دے کر بوڑھے سپنوں کا الم اور زندگی کی آخری رقی کا شکار ہونے دوں! سنو اقلیم! میں اپنے دشمنوں کے لئے موت کا ڈھرانہ زہر کا پیانہ ضرور ہوں پر میں تمہاری بھینٹوں کے مرودہ گمان کو ذبحہ حقیقت میں بدل کر رہوں گا۔ اب تم اہلی نہیں ہو۔ اقلیم! میری زندگی کا ایک ساتھی ہو اور میں تمہیں غلٹ کے بھنور، شام کے بے انت اندھیروں میں، کڑے سزاوار نادیکوں کے تیز جھکڑوں اور فاصلوں کی رست کا شکار نہ ہونے دوں گا۔

سنو اقلیم! تمہارے یہ تمہارے یہ عارض گلاب، تمہارے مصلحتی چہرے کے خطوط تمہارے ہونٹوں کی سرخ کیکیا پٹ تمہارے چہرے پر شرناکوں کے قلاب میرے لئے اک سرمایہ حیات ہیں۔ نیلگوں لٹک پر ستاروں کے نجوم میں تمہارا نام ہی میرا حوصلہ اور میرے دل کا مرہم ہے۔ قرطاس وقت پر عجم سے لکھے حروف کی طرح اب میرا اجالا، میرا حوالہ، میرا اقرار جسم و جان، قلب کی زلف، راحت نظر کی روشنی، فکر کی درخشندگی اور عزم کی پائندگی ہو! سنو اقلیم! تم میرے لئے سراپا بار ہو، میرے لئے متاع سکون، اجالوں کا سرور، مادہ انجم کا نور ہو۔ آج کے بعد تم میری زندگی کا ایک ساتھی ہو تمہاری محبت تمہاری چاہت کا جواب میں محبت اور چاہت سے ہی دوں گا۔ موسموں کی گرد اور ہر طرح کے المیے طوفانوں سے اب میں تمہاری حفاظت کروں گا تمہیں اپنے جسم کا اعضاء

اور اپنی جان کا ایک حصہ سمجھ کر تمہارے پاس آتا رہوں گا اور تم سے ملتا رہوں گا۔

حسین! اٹھ جا تھوڑی دیر قبل کسی ٹوٹے والے ستارے کے انتظار کی طرح پریشان کن گہرائیوں میں ڈوب جانے والے خوابوں جیسی شہر، اور اداس دعاؤں کی طرح پر جتنس انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ طریف بن مالک کی یہ منگھو سن کر وہ بگلوں کی لمبی قطاروں جیسی خوشگوار رنگوں کی قوسوں اور قدم قدم پر مستی برساتی لہروں جیسی عظیم خیز، نئی دھن کے گیت اور رقصان گیلیں جیسی پرسکون، ذہن کی منڈیر پر اس برساتے بادلوں اور رقص کرتے حروف راز کی طرح خوشیوں سے لبریز دکھائی دینے لگی تھی۔ اس کے گلابی گلابی نازک ہونٹوں پر ہلکی سی کرکر جانے والا جھم بکھر گیا تھا۔ پھر اس نے اپنی آواز کی پوری شہرٹی اور اپنے لمبے کی پوری مٹھاس میں طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

آپ نے جو الفاظ کہے ہیں۔ اللہ اور اس کے جلال کی قسم یہ الفاظ میری موت تک میری زندگی کا سب سے عظیم سرمایہ اور جیتی تار بن کر رہیں گے۔ آپ کی ہی وجہ سے ستیوس اور ایملہ نے اسلام قبول کیا اور پھر اس کے بعد ان دونوں کی وجہ سے میں اور میری ماں اسلام قبول کر چکی ہیں۔ اس حوالے سے آپ ہی نے مجھے جہالت کی زنجیروں سے نکالا اور بد بختی کے سمندر میں ڈوبنے سے بچایا۔ میں اب اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوں اور آپ کی طرح دریائے نیل کے کناروں اور فرات کے ساحلوں تک پہنچی ہوئی مسلم قوم کی ایک فرد ہوں آپ نے جو میری عینیں اور چاہتوں کا جواب محبت اور چاہت میں دینے کا عزم کیا ہے تو میں ہمیشہ اس عزم اور آپ کے اس ارادہ پر فخر کرتی رہوں گی اور جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ بھی باقی ہے میں ہر ضرورت کے وقت آپ پر اپنی روح کو بھجواد کرتی رہوں گی۔

اٹھما کے خاموش ہونے پر طریف بن مالک کہنے لگا۔ سنو اٹھما مجھے تمہارے ساتھ تعلقات استوار ہونے کی خوشی تو ہے لیکن مجھے اس انکشاف پر بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہے کہ تم اور تمہاری ماں تم دونوں اسلام قبول کر چکی ہو۔

اب تمہارے ساتھ میرا صرف محبت اور چاہت کا رشتہ نہیں بلکہ دینی روح کا بھی رشتہ تمہارے ساتھ ہے اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک نے اپنے لباس کے اندر سے چھوٹی سی ایک چڑی خریشہ نکالی جو نقدی سے بھری ہوئی تھی۔ پھر اس نے وہ خریشہ اٹھما کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا! سنو اٹھما یہ نقدی کی ایک چھوٹی سی تھیلی ہے اسے تم اپنے پاس رکھ لو یہ ضرورت کے وقت تمہارے اور تمہاری ماں کے کام آئے گی۔ طریف بن مالک کی اس منگھو پر حسین! اٹھما کے خوب صورت چہرے پر دلچسپ اور پر کشش مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے تھیلی لے لی پھر وہ تھوڑی دیر تک وہ نقدی کی تھیلی کو پیسے غور سے دیکھتی رہی اور مسکراتے ہوئے دوبارہ وہ تھیلی اس نے طریف بن مالک کے لباس میں رکھتے ہوئے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں میرے پاس پہلے ہی نقدی کے ڈھیر اور قیمتی زر و جواہرات ہیں میں پہلے ہی سوچ رہی تھی کہ جب آپ مجھ سے ملنے کے لئے آئیں گے تو وہ ساری نقدی زر و جواہرات اب میں آپ کی حفاظت اور تحویل میں دے دوں مگر جب کہ آپ اپنا اپنی طرف سے مجھے نقدی کی تھیلی سوپ رہے ہیں میں آپ کی طرف سے نقدی کی یہ تھیلی لینے سے انکار نہیں کر رہی اس لئے کہ آپ کے اور میرے درمیان ایک ایسا رشتہ اور ایسا ساتھ ہے جس کی بناء پر میں آپ کی طرف سے کسی بھی چیز کو لینے سے انکار نہیں کر سکتی اس لئے کہ اب ہم دونوں زندگی بھر کے لئے ایک دوسرے کے ساتھی ہیں میں آپ کو یہ احساس دلانا چاہتی ہوں کہ میرے پاس پہلے ہی بہت سی نقدی ہے۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو اس میں جس قدر چاہیں آپ لے سکتے ہیں اس پر طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اس ساری نقدی اور زر و جواہرات کو تم اپنے پاس نبھال کر رکھو۔ ضرورت کے وقت وہ تمہارے اور تمہاری ماں کے کام آئیں گے۔ وادی رباط کی جنگ میں میرے حصے میں مال غنیمت سے بہت کچھ آیا ہے۔ اب میں تم دونوں ماں بیٹی کا کوئی مستقل ٹھکانا بنانے کے بعد اپنے حصے کے وہ سارے مال و اموال تمہارے سپرد کر دوں گا۔

طریف بن مالک جب خاموش ہوا تب اقلیہا کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگی میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ اب جب کہ رازرک وادی رہاؤ کی جنگ میں مارا جا چکا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ مجھے استہین کی سرزمین میں سب سے زیادہ خطرہ اسی رازرک ہی کی طرف سے تھا اور میں اسی کی وجہ سے یہاں اس کلیسا کی عمارت کے اندر گمناہ کی زندگی بسر کر رہی تھی آپ کے خیال میں کیا اب میں یہاں سے باہر نکل سکتی ہوں میرے لئے کوئی خطرہ تو نہیں اس پر طریف بن مالک کہنے لگا۔ تمہارے خیالات درست ہیں۔ تمہیں سب سے زیادہ خطرات رازرک ہی کی طرف سے تھا اب تم بلا جھگ باہر نکل سکتی ہو اس پر اقلیہا نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! میرا اندازہ ہے کہ آپ استہین کی سرزمین کے اندر طویل جنگوں میں الجھ اور مصروف ہو کر رہ جائیں گے اور اگر آپ نے کبھی میری طرف آنے میں تاخیر یا دیر کی تو میں خود آپ سے ملنے چلی آیا کروں گی اور مجھے امید ہے کہ آپ میری اس حرکت پر ناراض اور خفا نہیں ہوا کریں گے اس پر طریف بن مالک ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ تمہاری اس حرکت پر کیوں خفا ہوں گا بلکہ اگر تم مجھے خود ملنے آیا کرو گی تو میرے لئے ایک خوشی اور سکون کا باعث ہو گا۔

طریف بن مالک کی باتوں سے ملنے والی خوشیوں کے باعث اقلیہا پر سکون ہو کر رہی تھی پھر اس نے اپنے چہرے پر پھیلے جسم میں اپنے لیے کی انتہائی نرمی کھولتے ہوئے طریف بن مالک کو مخاطب کر کے پوچھا! آپ آج یہاں سے واپس تو نہ جائیں گے اس پر طریف بن مالک نے نظر بھر کر اقلیہا کی طرف دیکھا اور اس نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا تمہارا دل اس معاملے میں کیا کہتا ہے۔ اقلیہا بہت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی میرا دل اس معاملے میں کہتا ہے کہ آپ کم از کم آج کی رات تو یہاں تمہارے پاس رہیں۔ اس پر طریف بن مالک نے جواب دیتے ہوئے کہا! اے اقلیہا اگر ایسا ہے تو میں آج کی رات ضرور یہاں تم لوگوں کے پاس بسر کروں گا اور صبح سویرے ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ اس پر اقلیہا خوشی سے بھاری پھولی نہ ساری تھی وہ طریف بن مالک

سے کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی کہ کمرے میں اس کی ماں الیانا اسقف ستیوس اور ایلا داخل ہوئے! ایلا اس وقت کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھی اور کھانے میں طریف بن مالک نے دیکھا شہر چڑی دونوں کے ساتھ سرگرد میں بھولتی ہوئی تڑکاری اور خشک پھل بھی تھے کھانے کے برتن اٹھائے ایک طرف لڑکھ دیتے۔ اس وقت ستیوس نے بولتے ہوئے کہا شروع کیا۔ اقلیہا نے کھانا شروع کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ طریف بن مالک اور اقلیہا کے درمیان صلح کرادیں۔ ان دونوں کے درمیان ٹویڈو کے موت کے فیضان میں اقلیہا کے رویہ کے باعث جو غلط فہمیاں اور دوریاں پیدا ہوئیں تھیں میں سمجھتا ہوں کہ پہلے دور کر کے پھر کھانا شروع کیا جائے۔ اب میں سوچتا ہوں کہ ان دوریوں کو رفع کرنے کے لئے کیسے اور کس طرح انتہاء کرنی چاہیے۔ اس پر اقلیہا مسکراتے ہوئے کہنے لگی اے بزرگ ستیوس اب آپ کو کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے میرے اور طریف بن مالک کے درمیان اب کوئی غلط فہمی اور ناراضگی نہیں ہے۔ ہمارے درمیان جو کچھ تھا وہ ہم نے باہمی طور پر حل کر چکا ہے۔ اب ہم دو بچے اور سچے ساتھی ہیں اور ہم نے پوری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ گزارنے کا عزم اور عہد کر لیا ہے۔ اقلیہا کی یہ جھگڑا سن کر جہاں ستیوس اور ایلا خوش ہو گئے تھے وہاں اس کی ماں الیانا کے چہرے پر بھی مسرتوں اور خوشیوں کا ایک طوفان تھا! آگے بڑھ کر اس نے باہمی باری طریف بن مالک اور اقلیہا کی پیشانی چومی پھر وہ سب مل کر کھانا کھانے لگے! اس طرح وہ آنے والی رات طریف بن مالک نے اقلیہا کے ہاں گزار دی اور دوسرے روز وہ وہاں سے سدونہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جنونی استہین کے حکمران تدیمیر نے دن رات بحث کر کے سدونہ شہر کے دفاع کو کافی حد تک مضبوط اور ناقابل تغیر بنا کر رکھ دیا تھا۔ شہر میں پہلے ہی ان کے پاس ایک ہزار لشکر تھا جب کہ وادی رہاؤ میں بھگت اٹھانے کے بعد جو لشکر وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے وہ بھی فرار ہو کر تدیمیر کے پاس سدونہ شہر میں آ گئے تھے جن سے تدیمیر کی عسکری قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔ شہر

اور جس وقت طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کا لشکر شمر کی فسیل کے قریب پہنچ گیا تو فسیل کے اوپر لکڑی کے بھجوں کے پیچھے گھاٹ میں بیٹھے ہوئے تھیں۔ لکڑیوں کے لئے ان گنت مسائل اٹھ کھڑے ہوئے تھے یہ اپنے سامنے کھڑے لکڑی کے بھجوں کے پیچھے رہ کر وہ مسلمانوں کے اوپر حیرانہ آڑی نہیں کر سکتے تھے جو اب شمر کی فسیل کے پاس پہنچ گئے تھے اس لئے جو ان کے مقابلے لکڑی کے بھج تھے وہ کافی بلند تھے اور یہ ان کی اوٹ میں رہ کر صرف اپنے سامنے فسیل سے تھوڑے فاصلے پر ہی حیرانہ آڑی کر سکتے تھے اور فسیل کی بنیاد کی طرف وہ تیر نہ پھینک سکتے تھے لہذا فسیل کے قریب پہنچ کر اسلامی لشکر ایک طرح سے تھم کے لکڑیوں کی حیرانہ آڑی سے محظوظ ہو گیا تھا۔

○

پھر طارق بن زیاد کے حکم پر مسلمان لکڑی آن کی آن میں بجلی کے کوندوں کی طرح حرکت میں آئے اور فسیل پر انہوں نے رسوں کی بیڑیاں پھینک کر ابڑھنا شروع کر دیا تھا۔ تھم کے لکڑیوں نے اپنے بھجوں سے بھرے ہوئے زرخ اور اپنی کمانیں پھینک کر اپنی کواہیں استعمال کیں۔ اور اوپر چڑھنے ہوئے مسلمانوں کو روکنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن مختلف جگہوں سے مسلمان لکڑی اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تھم کے لکڑیوں نے اوپر چڑھنے والے مسلمان لکڑیوں کو دھکیل کر فسیل سے نیچے گرا دینے کی کوشش کی یہ وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ جواب میں مسلمان لکڑی بھی اپنے مرگ بجش ہرزہ انداز حملوں سے ان پر پٹکے قاتلوں کے ناخداؤں کی طرح حملہ آور ہوئے گئے تھے۔

اوپر چڑھنے والے مسلمان لکڑیوں نے جن کی تعداد اور قوت میں تصدیق نہ مل سکتی تھی، ہوتا رہا تھا وہ تھم کے سپاہیوں کے سامنے کوستانی چٹروں کی طرح مضبوط اور ناقابل تغیر ثابت ہو رہے تھے اور وہ رات کی آگے کا تارا اور نور کا روشن دھارا بن کر اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرتے جا رہے تھے۔ بیابانوں کے دشمنوں کی طرح شہر کا ایک انداز میں حملہ آور ہوئے ہوئے وہ تھم کے لکڑیوں

کے ساتھ گمراہ چٹروں سے بنی ہوئی ایک فسیل تھی جو حیرانہ آڑی میں اس قدر زیادہ تھی کہ اس کے اوپر گھوڑے تک دوڑنا نہ جاسکتے تھے۔ تھم کے اوپر ایک اور فسیل تھی کہ اس نے فسیل کے اوپر چڑھنے والوں کے موٹے موٹے بھجوں سے آڑیں کر کے رکھ دی تھی۔ تھم ان آڑوں سے پیچھے رہ کر اس کے لکڑی طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے لشکر پر حیرانہ آڑی کر رہے تھے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے کئی بار شمر پر حملہ آور ہوئے ہوئے فسیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن لکڑی کے بھجوں کی بنائی ہوئی ان آڑوں کے پیچھے سے تھم کے سپاہیوں نے حیرانہ آڑی کر کے طارق بن زیاد کے لکڑیوں کی پیش کش کو روک دیا تھا۔

ان حالات میں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے شمر کے اطراف میں دو بھجوں کو کٹ کر متحرک دھمے بنانا شروع کر دیے تھا تاکہ ان دھموں کی اوٹ اور آڑ میں آگے بڑھ کر شمر پر حملہ کیا جائے چنانچہ دونوں تک یہ متحرک دھمے تیار ہو گئے۔ پھر ایک روز صبح ہی صبح ان دھموں کی آڑ میں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ ان دھموں کی آڑ میں چڑھنے والے مسلمان لکڑی آگے بڑھتے ہوئے دشمن پر حیرانہ آڑی کر رہے تھے تاکہ دشمن کو جنگ میں مصروف رکھ کر انہیں آگے بڑھنے کے بھر پور موقع نہ مل سکے۔ اس طرح اسلامی لشکر ان لکڑی کے دھموں کی آڑ میں آگے بڑھتا ہوا فسیل کے قریب جا پہنچا تھا۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک جب اپنے لشکر کے ساتھ حدودہ شمر کی فسیل کے پاس پہنچ گئے تو تھم کے وہ لکڑی جو شمر کی فسیل کے اوپر کام کر رہے تھے اور آگے بڑھتے ہوئے مسلمانوں پر بے پناہ حیرانہ آڑی کر رہے تھے ان کے لئے دشواریاں اور مشکلاتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں کہ وہ اس طرح کہ مسلمانوں کی جو اپنی حیرانہ آڑی سے بچنے کے لئے تھم کے لکڑیوں نے فسیل کے اوپر اپنے سامنے دو بھجوں کے موٹے موٹے بھجوں سے بھج تھم کر رکھے تھے ان بھجوں کی اوٹ میں رہ کر وہ دور سے آئے دشمن پر ہی حیرانہ آڑی کر سکتے تھے

ہے کہ سرفہ جان موت ثابت ہو رہے تھے۔

لوگوں کے اندر بین مسلمان لشکریوں نے اپنی انفرادی شہادت کو اپنی اجتماعی قوت میں بدل دیا تھا جس کے باعث وہ تدمیر کے لشکر کے بدترین فوجیے تحریر کرتے چائے کی ٹھنڈی رات کی طرح حملہ آور ہو کر تدمیر کے لشکریوں کے چھوٹے گروہوں اور ان کے رشتوں کی زنجیروں کو کاٹنے کے عمل کی ابتداء کر چکے تھے جواب میں تدمیر کے لشکر اپنی انتہائی کوشش کر رہے تھے کہ مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روک دیں لیکن وہ یہ محسوس کر رہے تھے جیسے مسلمان زبردستی سے نکلے آئیے شرار برقی کی طرح حملہ آور ہو کر ان کے دفاع کے آخری بندھ اور ان کے سطوت کے ایوانوں کو گرا کر رکھ دیں گے۔ تدمیر کے لشکر یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ مسلمان ان پر کالی آندھی، سرخ شعلوں کے رقص، بجلی کے ہواور اور ہمہ سوز موسم کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے وہ ان کے دامن کو تار تار کرتے جا رہے تھے اور ان پر چٹائی کی آگ اور مایوسی کا اندھیرا جن کو جیڑی سے چھانے لگے تھے۔

ابا طارق بن زیاد بھی سدودہ شمر کی فہیل پر اوپر چڑھ گیا تھا اور دشمن کے ساتھ ہولناک جنگ کرتے ہوئے وہ اپنے سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں پر ابھارتے ان کے جذبہ شوق و جوش میں اضافہ کرنے لگا تھا۔ طارق بن زیاد کے ساتھ امیر البحر عبداللہ بھی فہیل کے اوپر جنگ کر رہا تھا۔ یوں وہ لمحہ بہ لمحہ تدمیر کے لشکر کو پیچھے دھکیلتے ہوئے فہیل کا کافی حصہ اپنے لئے صاف اور محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسری طرف طریف بن مالک اور منیث اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ابھی تک فہیل کے شرقی دروازے کے سامنے کھڑے فہیل کے اوپر ٹکڑی کے بنے ہوئے برجوں سے ان دشمن سپاہیوں پر تیر چلا رہے تھے جو برجوں سے اوپر جمائے ہوئے مسلمانوں کے اوپر تیر اندازی کرنے کی کوشش کر رہے تھے جس وقت فہیل کے اوپر جنگ اپنے زردروں پر جمی اور تدمیر کے لشکر لمحہ بہ لمحہ مسلمانوں کی کٹاروں کا شکار ہوتے ہوئے فہیل سے پیچھے گرتے جا رہے تھے ان

فہیل کے ایک حصے پر طارق بن زیاد کا بیڑا ہو چکا تھا تدمیر نے ایک بجلی چال چلی اس نے یہ ارادہ کیا کہ شمر کا شرقی دروازہ کھول کر مسلمانوں کے اس لشکر پر حملہ آور ہو جائے جو ابھی تک شمر کے باہر طریف بن مالک کی سرکردگی میں فہیل کے اوپر تدمیر کے سپاہیوں پر تیر اندازی کو رہا تھا۔ تدمیر کا ارادہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے باہر کھڑے لشکر کے حصے کو اپنے چھاننے دیر کرنے کے بعد وہ اس حصے کو آسانی سے اپنے سامنے منظر کرے گا جو فہیل کے اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اپنی اس تدمیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تدمیر نے اپنے لشکر کا محور حصہ اپنے ساتھ لیا اور یہ حصہ سدودہ شمر کے عمدہ قسم کے جنگیوں پر مشتمل تھا اس لشکر کے ساتھ تدمیر نے اچانک شمر کا شرقی دروازہ کھولا اور طریف بن مالک اور منیث پر اس نے خنٹاک حملہ کر دیا تھا۔

اب اچانک اور غیر متوقع حملہ سے تدمیر نے ایک بار مسلمان لشکریوں کو ہکلا کر رکھ دیا تھا۔ تدمیر اپنے لشکر کے ساتھ حیرت افزا انداز میں کوشش لیتے طوفان اور کسی دیر انداز دور کی طرح حملہ آور ہوا تھا اس کے حملہ آور ہونے کے انداز بتاتے تھے کہ وہ مسلمانوں پر فحش اور بچاؤ کی طاری کرتے ہوئے ان کے پیچھے سے زمین کا کمرہ کھینچ لیا چاہتا ہے اس کا لشکر اس قدر زیادہ تھا کہ وہ مٹی کی طرح پھیل کر آتش زنی اور خوریزی کرتا ہوا کچھ اس انداز میں حملہ آور ہوا تھا جیسے ان گنت بموں اور غوغاروں میں اپنے بھٹ سے حملہ آور ہو کر اچانک کسی قلعہ کی شہر رگ پر حملہ آور ہو گئی ہوں۔ تدمیر کا یہ حملہ انتہائی خنٹاک تھا وہ اپنے لشکر کے ساتھ اندر دیکھتا ہوں، طوفانوں کے سایوں اور شرور قدر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا۔ ایک بار مسلمانوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے اس نے اسلامی لشکر کو جالاکھی کے دھانے پر لاکڑا دیا تھا۔

تدمیر کے شورہ پشت جنگجو لشکر سیلاب کے ریلے اور صحرائی خاک کی طرح آگے بڑھے تھے وہ زہر آلود بخیر کی طرح اسلامی لشکر کی صفوں میں گھسنے لگے تھے اور کچھ اس انداز میں اپنے خنٹاک غرے بانہ کرنے لگے تھے جیسے گندھک کے کوسلے کے دھماکے ہونے لگے ہوں۔ ان کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا

دکھ کر انہوں نے اپنی کانیں شمال میں تھیں۔

طرف بن مالک اور منیث کو اپنے سامنے اٹلے پاؤں پہنائی اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہوا تدبیر جب شہر پہلے کے قریب آیا تو فیصل کے اوپر طارق بن زیاد کی شاہین کسی طوفان کی طرح حرکت میں آیا۔ اس نے اپنے لشکریوں کو تدبیر کے لشکر پر تیر اندازی کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ طارق بن زیاد کی طرف سے طوفانوں کے خیلانوں کی طرح سنسنی آمیز دھن کے حاشیہ خیال میں صامت آسانی کی طرح گرنے لگے تھے۔ ان کی کبھی مقول میں تیر اندازی کے باعث ہلاکت و رنجت ہونے لگی تھی اور اس تیر اندازی سے تدبیر کے لشکر کی حالت گھبراہٹ رات کے پہلے کے دریاں گھوٹوں، ٹاکی خیروں اور طوفانوں میں گھری گئی تھی جیسی ہونے لگی تھی۔

طارق بن زیاد کی طرف سے اس رد عمل کے بعد طرف بن مالک اور اس کے لشکریوں کے پاس بھی بلند ہو گئے تھے۔ اس موقع پر طرف بن مالک اپنے طوفانوں سے اپنے لشکر کے لیے والے عابدوں کے ساتھ چاہی کی آگ اور باغی کے اندر تیرے پھیلنے والے عجب سے بیڑوں کی طرح کچھ اس انداز سے دھن پر حملہ آور ہوا تھا جیسے سب سے خوشحال شہری بارہ بیڑوں کے گول میں کھس گئے تھے اور بارہ پر آ کر گئے تھے۔ کتب کی طرح طرف بن مالک کے لشکر اپنی خون آشام کھادوں کو حرکت میں لائے۔ تدبیر کے لشکر پر صحت میں کھینچے گئے تھے خود طرف بن مالک بھی اپنے لشکر کی رہنمائی کرتے ہوئے موت کی بڑی میں بے چین جہازوں کے قندیل سے روک آئے تھے۔ یہ تھا کہ طوفان کی طرح دھن پر تھا ہی کرناڑا ہونے کا تھا اس کے جان لیوا حملوں کے اندر ایک خلیانہ وقار اور کھولے سمندر جیسا جوش اور جذبہ تھا وہ وقت کی آنکھوں کے بدترین غبار کی طرح اپنی آخری ضربیں لگاتا ہوا تھا۔ یہ تدبیر کے لشکر پر اس حال و پڑموی طاری کرنے کا تھا۔ فیصل کے اوپر سے طارق بن زیاد کی تیر اندازی اور سامنے کی طرف سے طرف بن مالک کے غضب ناک حملوں کے سامنے تدبیر زیادہ دیر تک جم کر

ی تھا جیسے عابدوں کے لٹس میں ان گنت خوشخوار نگہ داخل ہو گئے ہوں۔

اس موقع پر طرف بن مالک نے اپنی رہنمائی اور فراست سے کام لیا۔ اس نے تدبیر کے لشکر کے سامنے کھلے میدان میں ہاتھ کی بجائے شہر کی فیصل کا رخ کیا وہ اندر بچھڑنے لگے۔ لشکر کے آگے آگے تھے اور اپنے لشکر کو اشارہ کرتے ہوئے اپنے بڑے فیصل کی طرف سے ہٹا شروع ہو گئے تھے۔ ان کے سامنے تدبیر کے لشکر کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ اگر طارق بن زیاد کے لشکر کا حصہ بھی ان سے آتا تب بھی تدبیر کا لشکر کم از کم اس سے کئی گنا زیادہ تھا۔ تاہم طرف بن مالک نے حوصلہ نہیں ہارا وہ دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے ساتھ ساتھ بلند آوازوں سے اپنے لشکریوں کو اٹلے پاؤں فیصل کی طرف ہٹنے کا اشارہ کر رہا تھا یہ طرف بن مالک کی بہترین جنگ تدبیر اور اس کی بہترین عسکری مہارت تھی جو وہ اپنے سے کئی گنا زیادہ لشکر رکھنے والے تدبیر کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔

تدبیر کے جبار لشکر کے سامنے طرف بن مالک اپنے لشکر کو بڑی تیزی کے ساتھ فیصل کے اس حصہ کی طرف لے جا رہا تھا جس پر اوپر طارق بن زیاد دشمن کے ساتھ برسرِ پیکار تھا۔ شاید طرف بن مالک اس نازک موقع پر طارق بن زیاد سے مدد حاصل کرنے کا عزم کر چکا تھا۔ دوسری طرف فیصل پر دشمن پر کاری ضرب لگاتے ہوئے طارق بن زیاد نے بھی نازک صورت حال کو دیکھ لیا تھا اس نے دیکھا تدبیر اپنے لشکر کے ساتھ شہر پہلے کا دروازہ کھول کر طرف بن مالک اور منیث کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا اور جب طارق بن زیاد نے دیکھا کہ طرف بن مالک دشمن کے ساتھ جنگ کرتا ہوا اپنے لشکر کو اٹلے پاؤں فیصل کے اس حصے کی طرف لا رہا تھا جس طرف طارق بن زیاد معروف کار تھا اس موقع طرف بن مالک کی دانشمندی اور اس کی فراست پر طارق بن زیاد کے لیوں پر سکون آمیز مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس نے فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصے کو اس نے فیصل کے اوپر دشمن کے ساتھ جنگ میں مصروف رکھا جب کہ دوسرے حصے کی خود کمان داری کرتے ہوئے وہ فیصل پر پیڑھ گیا کھادیں

لڑائی کو جاری نہ رکھ سکا۔ اس نے دیکھا کہ یہ طرح اس کے لشکر کی صفوں کے اندر انتشار اور بد نظمی پیدا ہونے لگی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب طرف ہر مالک نے اپنے رب کے نام کی تحریروں پڑھ کر پڑے ہوئے اپنے حلوں میں ادا زیادہ جوش و جذبہ پیدا کر دیا تو تدبیر کے لشکر کی اگلی صفوں کی ہوا اکٹرنے لگی اور اس کے لشکر کی ہر ایک کر پیچھے ہٹنے لگے تھے یہ سہل دیکھتے ہوئے تدبیر کے لشکر کی پچھلی صفیں بھی ورہم برہم ہونا شروع ہو گئی تھیں اور اس کے لشکر کی مسلمان مجاہدوں کا سامنا کرنے کے بجائے اپنی پیچھے پھر کر اپنی جائیں بچانے کی خاطر میدان جنگ سے ہٹانے لگے تھے۔

تدبیر کو اپنی شکست صاف دکھائی دے رہی تھی لہذا وہ اپنے لشکر کا منہ خضار کر دیا میں جانتا تھا لہذا اس نے اپنے ارد گرد لڑنے والے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ لشکر کو پیچھا ہونے کا حکم دیں۔ تدبیر کا یہ حکم ان کی آن میں اس کے لشکر تک پہنچا دیا گیا اور اس کے بعد اس کے لشکر کی چاروں طرف سے پیچھا ہو کر تدبیر کے ارد گرد جمع ہونے لگے تھے اور ان کے کچھ حصے لشکر کو سنا کر تدبیر ہلاک کر دیا گیا اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں کے پاس مختصر سا لشکر ہے جو یہ غور و فکر اور ہوش کے ساتھ ساتھ اس کا مقابلہ نہ کریں گے۔ لہذا اس نے اپنے لشکر میں یہ علم اور ارادہ لئے تدبیر میدان جنگ سے بڑی جگہ لے کر اپنے لشکر کے لئے کر ہلاک کر دیا اور وہیں جہیز میں جا کر اس نے دم لیا۔ اس سے قبل کہ کسی اس شخص نے سکون سے بیٹھا بیٹھا دیکھا وہاں ہر طرف ہوشیار تھا اس لیے ساتھ ساتھ بلا کر اس نے مزید ترس کر اندر اپنی لشکر کی قوت کا پوچھا شروع کیا داتا اور دیگر مختلف شہروں کی طرف اس نے قاصد روانہ کر دیئے تھے تاکہ دوسرے شہروں کے لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہوں اور ایک مشہور قریب جا کر ہر مسلمانوں کا سامنا کیا جائے۔ اس طرح انہیں کے مختلف شہروں سے رضا کار مسلح جنگ جو اور پیشہ ور لشکر مرہبہ شہر میں تدبیر کی مکان داری متا جمع ہونے لگے تھے۔

تدبیر کے اپنے آدموں کو کار لشکریوں کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر حملہ آفرین ہونے کے چلنے کے شہر کے اندر رہائی لشکر اور شہر کے دیگر لوگوں کے اندر اپنی حوصلہ اور اصرار پیکر حاصل اور اصرار پیکر حاصل ان میں امید بڑھ گئی تھی کہ تدبیر ضرور کھلے میدانوں میں مسلمانوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس نے کہ مسلمانوں کا لشکر دو حصوں میں بٹا دیا تھا۔ آدھا لشکر فسیل کے اوپر چڑھ چکا تھا جبکہ دوسرا آدھا فسیل سے باہر شہر میں ہے۔ دوسرے کھلے جگہ پر تھا لیکن شہر کے باہر کھلے میدان میں جب تدبیر کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ دوسرے شہر سے مرہبہ کی طرف ہٹا گیا۔ تب شہر کے لوگوں نے اپنی چوڑی دیوے۔ شہر کے اندر جو لشکر تھا اس نے بھی لڑنا ترک کر دیا۔ شہر کے اکابر انہی میں اصلاح مشورہ کر کے طارق بن زیاد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح کرنے کے علاوہ انہوں نے شہر طارق بن زیاد کے حوالے کر دینے کی پیشکش کی تھی۔

شہر کے اکابر اس پیش کش کے جواب میں طارق بن زیاد نے جنگ ترک دی۔ شہر مسلمانوں کا تھا۔ ہو گیا۔ طارق نے چند روز تک یہاں قیام کر کے شہر کا نظم و نسق درست کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور اپنی بیوی کے ساتھ انہیں کے شہر میں الدور کی طرف پہنچے لگا تھا۔ طارق بن زیاد کی طرف سے ہر طرف سے ہلاک اپنے لشکر کے ساتھ۔ ان کے لشکر کے باہر شہر میں پہنچے لیکن شہر کا پورا لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ شہر میں ہر طرف انتشار و بے امنی اور ہرج مہج ہے۔ شہر میں پورا تھا اور اس کے اندر لوگوں کو ہرج مہج کا پوری فسیل تھی اور یہ فسیل ہے جو کہ مسلمانوں کے ہاتھوں کی تھی جس کی بناء پر اس کا استحکام دوسرے شہر سے بھی زیادہ مضبوط اور پختہ تھا۔

چند روز تک اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں باہر شہر ان ہو کر طارق بن زیاد نے شہر کے اطراف کا چارہ لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ شہر کی فسیل کے اندر ہر جگہ چروں کے مضبوط برج ہے ہوتے تھے اور ان برجوں کے اندر شہر کے محافظ ہر وقت مضبوط اور جنگ کے لئے تیار کھڑے تھے۔ اپنے جاسوسوں سے طارق بن زیاد اور طریق بن مالک کو یہ خبریں بھی مل گئی تھیں نہ صرف یہ کہ اس شہر کے

لڑائی کو جاری نہ رکھ سکا۔ اس نے دیکھا کہ یہ طرح اس کے لشکر کی صفوں کے اندر انتشار اور بد نظمی پیدا ہونے لگی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب طرف ہر مالک نے اپنے رب کے نام کی تحریروں پڑھ کر پڑے ہوئے اپنے حلوں میں ادا زیادہ جوش و جذبہ پیدا کر دیا تو تدبیر کے لشکر کی اگلی صفوں کی ہوا اکٹرنے لگی اور اس کے لشکر کی ہر ایک کر پیچھے ہٹنے لگے تھے یہ سہل دیکھتے ہوئے تدبیر کے لشکر کی پچھلی صفیں بھی ورہم برہم ہونا شروع ہو گئی تھیں اور اس کے لشکر کی مسلمان مجاہدوں کا سامنا کرنے کے بجائے اپنی پیچھے پھر کر اپنی جائیں بچانے کی خاطر میدان جنگ سے ہٹانے لگے تھے۔

تدبیر کو اپنی شکست صاف دکھائی دے رہی تھی لہذا وہ اپنے لشکر کا منہ خضار کر دیا میں جانتا تھا لہذا اس نے اپنے ارد گرد لڑنے والے اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ وہ لشکر کو پیچھا ہونے کا حکم دیں۔ تدبیر کا یہ حکم ان کی آن میں اس کے لشکر تک پہنچا دیا گیا اور اس کے بعد اس کے لشکر کی چاروں طرف سے پیچھا ہو کر تدبیر کے ارد گرد جمع ہونے لگے تھے اور ان کے کچھ حصے لشکر کو سنا کر تدبیر ہلاک کر دیا گیا اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں کے پاس مختصر سا لشکر ہے جو یہ غور و فکر اور ہوش کے ساتھ ساتھ اس کا مقابلہ نہ کریں گے۔ لہذا اس نے اپنے لشکر میں یہ علم اور ارادہ لئے تدبیر میدان جنگ سے بڑی جگہ لے کر اپنے لشکر کے لئے کر ہلاک کر دیا اور وہیں جہیز میں جا کر اس نے دم لیا۔ اس سے قبل کہ کسی اس شخص نے سکون سے بیٹھا بیٹھا دیکھا وہاں ہر طرف ہوشیار تھا اس لیے ساتھ ساتھ بلا کر اس نے مزید ترس کر اندر اپنی لشکر کی قوت کا پوچھا شروع کیا داتا اور دیگر مختلف شہروں کی طرف اس نے قاصد روانہ کر دیئے تھے تاکہ دوسرے شہروں کے لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہوں اور ایک مشہور قریب جا کر ہر مسلمانوں کا سامنا کیا جائے۔ اس طرح انہیں کے مختلف شہروں سے رضا کار مسلح جنگ جو اور پیشہ ور لشکر مرہبہ شہر میں تدبیر کی مکان داری متا جمع ہونے لگے تھے۔

تدبیر کے اپنے آدموں کو کار لشکریوں کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر حملہ آفرین

لہو شرکی مخالفت کے لئے ایک سخت برا اور ہزار فکر موجود ہے بلکہ تاجر
سداوت شرع سے مرید کی طرف آگیا تھا۔ اس نے بھی اس شرکی مخالفت کے
ایک ملک روانہ کر دی تھی۔

طارق بن زیاد اور طرف بن مالک اپنے غیوں کے شر کے باہر صبح
وقت دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ طارق بن زیاد نے طرف بن مالک کو چاہم
کر کے کچھ کہنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اسے میں مٹیٹ اور عبداللہ بھی ایک طرف
سے آئے ہوئے دکھائی دیے۔ طارق ان کی آمد پر خوش ہوا۔ ہاتھ کے اشارے
سے انھیں اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے تب طارق بن
زیاد نے ان تینوں کو چاہم کرتے ہوئے کہا۔ سو میرے صاحب! میرے رفیق
اس صحن المدور شرع حملہ آور ہوئے سے پہلے میں انھیں اسلام کی دعوت اور
سلامتی کا پیغام دتا ہوں۔ اگر ان لوگوں نے میری اس پیش کش کو قبول کرتے
ہوئے شرع ہمارے حوالے کر دیا تو اس میں ان کی تمام اپوز سلامتی پناہ ہو گی اور
اگر انہوں نے انکار کیا تو پھر ان کے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دی جائے گی۔ یہی
پیغام بھی عبداللہ شرع کے لوگوں کو بھی دینا چاہتا تھا۔ لیکن میرے جاسوسوں نے مجھے
یہ خبر دی تھی کہ اس شرع کے لئے زیادہ تر فکری وہ ہیں جو انہیں کے بادشاہ
والہو کے ساتھ تھے اور ولایتی رہاؤ میں اسلام کے قانون گھٹت کھانے کے بعد
پیدا ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ ایک نئی جنگ کی ابتداء کرنا چاہتے تھے۔
اسی بنا پر میں نے انھیں یہ پیغام نہیں دیا تھا۔ اب اس صحن المدور شرع کے
فکری والہو اس کے دیکھنے والوں کو میں یہ دعوت دینا چاہتا ہوں اگر انہوں نے
میری یہ دعوت قبول کر لی تو اس میں ان کی بھاری ہے اور اگر یہ انکار کر دیں تو
ملازم شرع حملہ آور ہو جائیں گے۔ طارق بن زیاد کی اس گفتگو کے جواب میں
طرف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا۔

اے امیر آپ درست کہتے ہیں یہ جمع بہ جمع یہ جمع بہ جمع کے لوگوں کو
سلامتی کا یہ پیغام پہنچا جائیگا یہ یہ پیغام انھیں کیسے اور کس طرح پہنچایا جائے۔
اس پر طارق بن زیاد سراسر اے ہوئے گئے۔ لہذا اسے اپنی گفتگو میرے دوست

جیسے بھائی میں شرع کے حاکم کے نام پیغام لکھتا ہوں اور یہ پیغام ایک حجر کے
ساتھ ہاتھ کر شرعی ٹھیل کے بیچ میں مارا جائے گا اور پھر شرع کے حاکم کی
طرف سے اس پیغام کے جواب کا اظہار کیا جائے گا۔ طرف بن مالک کے علاوہ
مٹیٹ اور عبداللہ نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ ان کے بعد طارق بن زیاد نے
قلم اور دوات نکھائی اور وہ صحن المدور شرع کے حاکم کے نام پیغام لکھنے لگا تھا۔
کچھ دیر تک سوچ کر طارق بن زیاد صحن المدور شرع کے حاکم کے نام خط
لکھتا رہا جب کہ طرف بن مالک اور مٹیٹ اور عبداللہ اس کے سامنے بیٹھے
ہوئے خود اور انھماک سے اس کی طرف دیکھتے رہے۔ جب طارق بن زیاد خط
لکھ چکا تب وہ خط اس نے طرف بن مالک کو چھاتے ہوئے کہا تم تینوں بھی
میرے گئے ہوئے اس خط کو پڑھو اور اگر اس میں تم کوئی غلطی یا کئی غلطیوں
کرتے ہو تو اس کی تصدیق کرو۔ طرف بن مالک نے طارق بن زیاد سے وہ خط
لے لیا اور پڑھنے لگا۔ مٹیٹ اور عبداللہ نے بھی اس خط پر نظریں جمادی تھیں
اور وہ بھی پڑھنے لگے تھے۔ خط میں لکھا تھا۔

صحن المدور شرع کا حاکم آگاہ ہو کہ میں اسلامی فکر کا سارا اظہار صحن
زیاد ہوں اور میرے ساتھ میرے تابعین میں سے طرف بن مالک مٹیٹ اور
عبداللہ ہیں ہم انہیں کی مرزبان کے لئے ہاتھ کی ابتداء کر چکے ہیں اور انھیں یہ
خبریں مل چکی ہوں گی کہ اس سے پہلے ہم ولایتی رہاؤ میں انہیں کے ہاتھ
راہروں کو گھٹت دینے کے بعد مدوت شرع کو بھی اپنے سامنے اور اگر کچھ ہیں
اب ہم نے ہمارے شرع کا سامنا کیا ہے۔ سو جہاں اسلام کا ایک انتہائی غلطی
اس کے اہتمام سے پہلے ہیں ہر کوئی غلطی صحت اور سنی عبادت میں شامل ہے۔
امت کے احکام میں جملہ انتہائی امور میں عام ہاتھ سے لے کر دیوی دیوی
تک شامل ہیں جن کی سرپرستی اور ارقاء مخلوقوں کی زیادہ رسی وغیرہ سب جملہ میں
شامل ہیں جن کی ہم سلطان جابر کے سامنے کر چکے ہیں۔

شرع کے حاکم کو خبر ہو کہ جہاں اسلام میں شامل ہے اور جہاں ایک آخری اور
انتہائی ضرورت ہے جو دعوت دینے والی قوم کے لئے ضروری ہوتی ہے یہ ایک

لیا تقریر ہوتا ہے جو عالمگیر ہونے اور دنیا کے موجودہ نظاموں کی اصلاح کا
دعوے دار ہو وہ یہ جہاد باطل کی قوتوں کے لئے ایک چیلنج ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم
باطل قوتوں کی طرف سے مقابلے کی توقع رکھتے ہوئے جہاد کی ضرورت کے لئے
اپنے ہر کاروں اور اپنے مجاہدوں کو ہر وقت تیار رکھتے ہیں۔

اسلام چونکہ رہبانیت میں یقین نہیں رکھتا اور زندگی کی حیثیتوں کو نظر انداز
نہیں کرتا۔ اس لئے کہ جہاد کی ضرورت سے غفلت نہیں رہنا اور وہ اپنے سامنے
دلائل کو ہمہ وقت اس کے لئے تیار اور مستعد رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اسے حاکم
شرع اگرچہ آگاہ رہو کہ دنیا کی ہر کوشش ہر سعی جہاد نہیں ہو سکتی جہاد کا اپنا ایک
مقصد اور طریقہ کار ہے اور نصب العین کے اعتبار سے کلمہ حق کسی سربراہی اور
خداوند کے احکامات کی تفسیر اولین جہاد ہوتا ہے یہ انداز وحدت جنگ کا نام نہیں
بلکہ مقاصد ملت کی خاطر ایک مقدس جنگ ہے جو پہلے سے تحقیق اصولوں اور
پابندیوں اور قاعدوں کے ساتھ لڑی جانی ہے۔ اسے حاکم شیعہ ان ہی اصولوں اور
پابندیوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ہم تمہارے خلاف جنگ کا اعلان کر چکے ہیں اور
جس میں یہ پٹائی کش کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرو اگر تم ایسا نہیں کرتے ہو تو
جہاد سے قطعاً ملو گے اس کے پہلے میں ہم جمہوری حفاظت کریں گے اور اگر تم
اپنا کلمہ نہیں لے کر پتہ نہیں دیتے ہو، اگر تیسری صورت یہ ہے کہ یہاں پہلے
جہاد ہو چکا ہے کہ لے کر تیار ہو۔ (۱۱) (۱۲) (۱۳)
اس لئے حاکم شرع اگر تم نے بغیر ضرورت اختیار کی اور تمہارے ساتھ جنگ پر
لایا ہو تو تم کو اپنے دلائل کو دیکھ کر دیکھ کر تم اپنی غزوہ داروں کا خون بردان کرو
جنگ میرے ساتھ ہو جائیگی میں وہ حلیات دیکھ کر دے میں موت، جہادوں کے
مقام پر ملے گا اور ہر ذرا اور ہر ذرا جیسے ہیں۔

جہاد پہلے میں تیر کما کر سکرنا چاہیے ہیں اور جب یہ آگ اور خون کا
مکان اور موت و مرگ کا مقام اور کوئی نہیں لیتے طوفان کی طرح حملہ آور ہوں
گے تو اسے حاکم شرع حیر اور حیرت انگیز کی حالت سایہ ابر کراں، قسم خوردہ
ادب اور الفاظی و اعضاء فعلی جیسی بنا کر رکھ دیں گے اسوائے حاکم شرع اگر اس

سے پہلے وادی رہا کے اندر اور مدونہ شرعی جنگ میں قدرت ہماری راہنمائی
اور تمہارے کھسک کا سامان کر چکی ہے۔ میرے لشکر کی تعداد کو کم سمجھ کر کسی
غلط فہمی میں نہ پڑ جانا اس شر کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کے بغیر میں یہاں سے
ہٹوں گا میں میرے ساتھ میرے خاموش صحرا، ہوسلے ہوسلے انسانوں جیسے مجاہد
اپنے سالار کا اچھا کرتے ہوئے ڈھیر لے چکے، سرخ بجلیوں کے گواروں، لہروں کی
ترپ، خوابیدہ انگنوں اور نئے اسلوب کی طرح حملہ آور ہونے کا فن خوب
جانتے ہیں، قسم مجھے تمام ازل کی اگر تم نے ہمارا مطیع اور فرمانبردار بننا پسند کیا تو
ہم خلا، و عجم، حرکت میں آئیں گے اور تمہیں اپنا فرمانبردار بنا کر رکھیں گے۔
لہذا اتنے غلط کے فرزند قضاہ کو آواز نہ دو اور ہمیں مجبور نہ کرو کہ ہم
تمہارے قاتلوں کی انجیس کاٹنے پر مجبور ہو جائیں۔

اسے حاکم شرع ہمارے سامنے اختیار ڈال دینے میں ہی ہماری مدد
اور کھلائی ہے اور اگر تم نے خدا، مہم دہری اور سرکشی سے کام لیا تو پھر کلمہ
دیکھو اس شر کے اندر اور باہر قیامت نہ پڑے گی۔ حشر اٹھے گا۔ ہماری سازش
انہیں ہماری بوجھ اور زندگی کی ذلتی لکھتوں میں تبدیل ہوں گی تمہارے
سارے عوام غیر مشکل چیزوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور ہمارے
تمہارے لشکر کی مخالفت وقت کی وصول، غلام کے باقی، طاقتور، ننگ، کھولا خون
کے گھمٹیلے اور کھنڈی کی گھنٹوں، جتن ہو کر وہ جانتے کی مینے انہیں فخر اور
سرور دیوں گے، اندر ہم سرکاری قوتوں کو لے کر آئے ہیں، ہمارے سامنے ہیں، ہمارے سامنے ہیں
مردم ہیں گے، ہمیں ہمارے ایک حکم لے چکی ہے اور میں نے پہلی جہاد میں
کہ تم اور ہمارے لشکر و گھڑوں، رزمیوں، رزمیوں اور دلی قوتوں کے ہر ذرا اور
ملیگا رہیں، ہمارا جب میرے فرائض مجاہد تم پر حملہ آور ہوں گے تو تم ان کا
راستہ نہ روک سکو گے۔ لہذا میں تم کو تنبیہ کرتا ہوں کہ سرکشی اور بغاوت
ترک کر دو۔ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم تمہارا دفاع اور ہماری
حفاظت کریں گے اور اگر یہ باتیں تمہیں منظور نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کن جنگ
کے لئے تیار ہو۔

سیلاب ہے جو پچ و تپ کھائے شلوں زرد آنگھوں والے چیتوں، زہریلے سیاہ ناگوں کی طرح حملہ آور ہونے کا قہر خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

اے مسلمانوں کے سالار تم لوگ رات بھر کا آلاؤ روشن کرنے والے ایک بدیشی مسافر ہو تم لوگ اپنے چلتی چروں سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں دھمکیاں دے کر ہماری آسودہ فضاؤں اور ہمارے خواب انگیز ماحول کو سنگین رات، مہل غمبار، بے بہتہ اداسی اور جتنی کیفیت میں تبدیل کرنا چاہتے ہو پھر ایسا ہم ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ وادی رباط میں اہلین کے بادشاہ راکووک کو شکست دینے اور اس کے بعد سدودن شر پر قبضہ کرنے کے بعد ہمارے اور ہمارے لشکریوں کے حوصلے بلند ہیں لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اہلین کی سرزمین میں تم لوگوں کا ابھی تک اس زمین کے صحیح جھگڑوں اور سوراخوں سے پلا نہیں پڑتا اور جس وقت ایسا ہو گا تو اس سرزمین کی پائیل میں آؤ جاؤ گے یا یہاں سے بھاگ جائے گی میں اپنی غایت اور ہمتی سمجھو گے۔

اے مسلمانوں کے سالار اس شر کے باہر میں ہمارے سامنے ایک ایسا لشکر لا کر آ کر دوں گا جن کے ارادے ایسے ہیں جن میں پسپائی نہیں ہو گی اور اس کے حملوں میں بے لوثی اور جانثاری ہو گی۔ اس شر کے باہر ہم ہمارے جہاز ایک فیصلہ کن جنگ کریں گے اور جسیں جیتیں دلاستے ہیں کہ جہاں بھی غایت اور ہمارے لشکریوں کی کیفیت اس جنگ کے بعد بڑھ رہی ہو گی اور ہمارے لشکریوں کو دینے والی کیفیت جیسی ہو گی۔ لہذا ہمارے لئے یہ بڑی خوشخبری ہے۔ یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ ہٹ جاؤ اور اہلین کی سرزمین سے نکل جاؤ اور وہاں رکھو ہمارے اس لشکر کا جو انجام ہو گا وہ تم لوگوں کے لئے انتہائی مصلحتی اور ناک ہو گا۔

حاکم شر کا خط پڑھ کر طارق بن زیاد کے لیوں پر زہریلی سی سزا کا تہ نمودار ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہا پھر خدا نے اپنے سامنے زمین پر رکھتے ہوئے طرف بن مالک، منیف اور عبداللہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تم نے حسن المدود کے حاکم کا یہ خط پڑھا ہے اس کے جواب میں طرف بن

خط پڑھنے کے بعد طرف بن مالک نے جب واپس طارق بن زیاد کی طرف برہم تو طارق بن زیاد نے جواب میں اسے شکر اے ہوئے کہا اے ابن مالک خط کو اپنے پاس ہی رکھو۔ اس کو مناسب طریقے سے نہ کر کے کسی حیر کے ہون کے ساتھ ہاتھ مراد اور اگر اسے فیصل پر سامنے ہنچ دے مارو گئے امید ہے کہ فیصل کے اوپر بے ہنچ کے خلاف جو پھرہ دے رہے ہیں وہ اس حیر کے ساتھ بڑے ہوئے پیغام کو ضرور اپنے حاکم تک پہنچائیں گے اور وہ حاکم جس طریقے سے ہم اسے پیغام پہنچا رہے ہیں ایسے ہی وہ اس پیغام کا جواب ضرور دے گا۔ طارق بن زیاد کی اس تجویز پر طرف بن مالک نے اپنے ترش سے ایک حیر نکالا اور اس کے ہون کے ساتھ اس خط کو نہ کرنے کے بعد ہاتھ بھرا اپنی کمان سنبھال کر اس نے وہ حیر خوب قوت سے چلایا اور وہ حیر سرسرا ہوا سامنے واپس ہنچ میں جوست ہو گیا۔ قبل وہاں پھرہ دینے والے حاکموں نے حیر کال لیا تھا اور پھر وہ اس کے ساتھ بڑھا ہوا پیغام کھول کر فیصل سے بھیجے اتر گئے تھے جب کہ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک، منیف اور عبداللہ وہاں بیٹھ کر حاکم شر کی طرف سے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگے تھے۔

طارق بن زیاد اور طرف بن مالک، منیف اور عبداللہ کو کچھ زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ کچھ ہی دیر بعد وہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک حیر اتر کر طارق بن زیاد کے پاس پہنچا۔ یہ ایک سیاہی بھرا حیر تھا اور اس حیر کو اٹھا لیا اور انہوں نے حیر کو کھول کر پڑھنے کے بعد اسے اپنے پیغام بڑھا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد نے اسے اپنے سر پر باندھ کر کھول کر پڑھا اور پھر اسے طرف بن مالک، منیف اور عبداللہ کے پاس بھیجے جو اس کے لئے یہاں پہنچے ہوئے چاروں شروع کر دیا تھا کہ کیا تھا۔

”مسلمان حملہ آور سالار کو خبر ہوئی چاہیے کہ مسلمان خود اپنے حقدور کے خدا نہیں ہیں۔ اپنی حفاظت اور اپنے وقار کے لئے ہمارے پاس دروازوں کی روانی اور ہواؤں کے جز جھوکوں کے عروش جیسے سپاہیوں کی افواج کا ایک

جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے میرا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ طریف بن مالک آدھے لنگر کے ساتھ اپنے اسی پڑاؤ میں رہے گا، منیت بھی اس کے ساتھ ہو گا اور رات جب گہری ہو جائے گی تو یہ شہر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کر دے گا۔ میں رات کے پہلے صبح میں ہی اپنے آدھے لنگر کے ساتھ شہر کے اطراف میں ایک لیا کاوا کلاٹ کر شہر کے دوسری سمت چلا جاؤں گا اور اپنے لنگر کے ساتھ کسی گھاٹ میں بیٹھ رہوں گا اور جب طریف بن مالک کی طرف سے حملہ کی ابتدا ہو گی تو شہر کی فیصل کے اوپر پہلے ہونے سارے لنگری اور محافظ طریف بن مالک کی طرف سمت آئیں گے اور شہر کے دوسری طرف کی فیصل وہ ایک طرح سے خالی کر دیں گے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں گا اور اپنے لنگر کے ساتھ شہر کی فیصل پر دسیوں کی بیڑیاں پھینک کر شہر پر چڑھ جاؤں گا اور فیصل کے اوپر پہلے ہونے دشمن کا قتل عام شروع کر دوں گا۔ ان پر قابو پانے کے بعد ہم شہر کا شرعی دروازہ کھولنے کی کوشش کریں گے اور جب یہ دروازہ کھلے گا تو طریف بن مالک بھی اپنے لنگر کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائے گا۔ اس طرح ہم بہت جلد رات ہی رات میں شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

طارق بن زیاد جب خاموش ہوا تو طریف بن مالک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ابن زیاد! میرے دوست! میرے بھائی! سدود شہر پر حملہ آور ہونے وقت آپ اپنے صبح کے لنگر کے ساتھ فیصل پر چڑھے تھے جب کہ میں شہر کی فیصل کے پاس دروازہ کھولنے کا انتظار کرتا رہا تھا اس طرح جنوں کی سازشیں نیکیاں فیصل پر چڑھ کر آپ ہی نے عسکری حقیقتیں۔ لہذا اس صحن المدور شہر پر حملہ آور ہونے وقت ترتیب پہلے کی نسبت عکس ہو گی۔ آپ اپنے لنگر کے بجائے کے ساتھ بیٹھیں رہیں گے اور رات گہری ہونے پر شہر پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ میں اپنے لنگر کے ساتھ شہر سے دور ہی دور ایک لیا کاوا کلاٹ کر شہر کے مغربی صبح میں شہر پر حملہ کے قریب ہی گھاٹ میں بیٹھ جاؤں گا اور جب آپ شہر پر حملہ آور ہوں گے تو میں دسیوں کی بیڑیوں کی مدد سے فیصل پر چڑھ کر اس کے محافظوں کا غارتہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد جو کچھ ہم نے کرنا

مالک نے بھی سکھاتے ہوئے کہا اے امیر اس خط کو ہم تینوں نے چھ لیا ہے اس خط کے الفاظ ہیں خود حاکم شہر اور اس کے لنگریوں کی فکرت اور موت کی بو آتی ہے۔ ہم اپنے لنگر کے ساتھ شہر کے باہر انتظار کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کب ہمارے سامنے اپنے لنگر کے ساتھ صف آرام ہو کر ہمارے ساتھ جنگ کی ابتدا کرتا ہے۔ طارق بن زیاد اور منیت اور عبداللہ نے طریف بن مالک کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں وہاں سے اٹھ کر اپنے لنگر کے انتظامات میں لگ گئے تھے۔



چند دن اسی حالت میں گزر گئے اور صحن المدور کے حاکم کی طرف سے کسی قسم کے حملے یا رد عمل کی ابتدا نہ کی گئی تھی۔ شام سے ایک روز پہلے طارق بن زیاد اپنے خیمہ میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اس نے ایک پہرے دار کو بھیج کر طریف بن مالک، منیت اور عبداللہ کو طلب کیا۔ جب وہ تینوں طارق بن زیاد کے خیمہ میں داخل ہو کر اس کے سامنے بیٹھ گئے تب طارق بن زیاد نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ سنو میرے رفیق! میرے دوست! میرے بھائی! تم دیکھتے ہو کہ صحن المدور کے حاکم نے ہمیں جنگ کی دھمکی دی تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس دھمکی پر کئی روز گزر چکے ہیں اور اس نے کسی حملے کی رو عمل کی ابتدا نہیں کی اس سے میرے ذہن میں ایک غرض اٹھتا ہے وہ یہ کہ حاکم شہر اس حاصرے کو طول دینا چاہتا ہے۔ شاید وہ جنگ کرنے کی ابتدا کے لیے وقت چاہتا ہے۔ اس امید پر کہ اسے ہمسایہ شہروں سے اور رسد و کمک کا انتظام چھوڑ جائے گا اور وہ اپنی حالت بہتر بنا کر ہمارے خلاف جنگ کی ابتدا کر سکے گا لیکن میں اسے ایسا نہیں کرتے دوں گا۔ اس شہر سے حاصرے کو طوالت نہیں بخڑے دوں گا۔ میرے رفیق! تم جانتے ہو کہ آنے والی رات بے چاند ہو گی اور اس رات کی تاریکی میں میں نے طے کر لیا ہے صحن المدور شہر پر شب خون مار کر رات کی تاریکی میں ہی اس شہر کو فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے۔

ہے وہ پہلے ہی آپ ہم پر واضح کر چکے ہیں۔

طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر طارق بن زیاد کے لیوں پر بھی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
اے ابن مالک، اگر تم ایسا چاہتے ہو تو میں تمہاری خواہش تمہاری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ یہی رہوں گا اور امیرالمکر عبد اللہ میرے ساتھ رہے گا، تم سے دور ہی دور رہ کر شر کے مغربی حصے کی طرف جا کر گھات میں بیٹھ جانا، رات جب گہری ہو جائے گی تو میں اس سمت سے شر پر حملہ آور ہوں گا اور میرے حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ جب تم دیکھو کہ فیصل پر پہرہ دینے والا لشکر سٹ کر میری طرف آگیا ہے تو تم فیصل پر چڑھنے کی کوشش کرنا۔ میرا خیال ہے کہ اب تم تین اٹھ کھڑے ہو، لشکر کے کھانے کا انتظام کرو۔ اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد جب تم دیکھو کہ فضاؤں کے اندر تاریکی گہری ہو گئی ہے تو تم اپنے لشکر کے ساتھ ایک لمبا پکر کاٹ کر شر کی مغربی سمت چلے جانا۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک منیث اور عبد اللہ اٹھ کھڑے ہوں اور طارق بن زیاد کے خیمہ سے نکل گئے تھے۔

○

۱۔ شام کے غنچین سائے برقعہ بخت رات کے سرد ویران اندھیرے میں کھو گئے تھے۔ گہرے نیلے آسمان سے تاروں بھری رات میں اوس میں رہتی ہوئی خوشبو برسنے لگی تھی اور فضاؤں کے اندر جنگلی پھولوں کی ایک منک سی ریح بس گئی تھی۔ ایسے میں طریف بن مالک اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ اپنے پڑاؤ سے نکل کر وہ شہر سے دور ہوتا گیا۔ پھر رات کی تاریکی میں ایک لمبا کلاوا کھینچے ہوئے وہ شر کی مغربی سمت آیا۔ وہاں آکر اس نے اپنے پورے لشکر کو زمین پر لٹا دیا اور پھر طریف بن مالک کی رہبری اور راہنمائی میں پورا لشکر زہریلے سانپ کی طرح دھبکتا ہوا شر کی فیصل کے قریب جا کر گھات میں بیٹھ گیا تھا۔

رات جب کافی گہری ہو گئی تو اس وقت صحن المدور شر کی فیصل پر پہرہ

دینے والے محافظ وقت گزارنے کے لیے خیلوں کے ارتقاں اور خواتن کے ساتھ نغمہ سرا تھے۔ رات کے اس وقت جنگل جنگل صرا صرا خاموش اور چپ تھا اور چاروں طرف ایک شیر گرم سکون پھیلا ہوا تھا۔ ایسے میں صحن المدور شر کی فضا میں اور اس کا ماحول لاوے کی طرح سکون تھا۔ اس لیے کہ طارق بن زیاد اپنے شرار برق امیدوں کی روشنی جیسے سپاہیوں اور بے خزاں چیلوں کے ساتھ فطرت کی پراسرار قوت کے ساتھ بے گراں آرزوؤں کے سرنام کی طرح صحن المدور شر پر حملہ آور ہوا تھا۔ طارق بن زیاد کے باریہ فہمین، صرا کے بیٹے، بیابانوں اور جنگل کے باسی چیلد آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے صحن المدور شر کی فیصل پر پہرہ دینے والوں پر بڑی تیزی سے تیر اندازی کرنے لگے تھے۔ اس اچانک حملے سے فیصل پر پہرہ دینے والے محافظ اور ان کے کلن دار چوکی اٹھے اور وہ ہر طرف سے سمت کر اس طرف جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جس طرف سے طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا۔

طارق بن زیاد کے صحن المدور شر پر حملہ آور ہونے کے باعث جب فیصل پر پہرہ دینے والے شر کے محافظ اپنے کلن داروں کی پکار پر اس طرف جمع ہوئے شروع ہو گئے تھے جس طرف سے طارق بن زیاد نے حملہ کیا تھا تو طریف بن مالک نے اپنے کام کی ابتداء کی۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ وہ زمین پر لیٹے لیٹے ہی رہتے ہوا فیصل کے قریب آیا۔ پھر لمحوں کے اندر فیصل کے اوپر رسیوں کی بیڑیاں ڈال دیں اور طریف بن مالک کی کلن داری میں اس کے لشکری بڑی تیزی سے فیصل پر چڑھنے لگے تھے۔ ان کی آن میں طریف بن مالک کے ساتھ بہت سے لشکری فیصل پر چڑھ گئے اور باقی بھی بڑی برق رفتاری کے ساتھ فیصل پر چڑھنے چلے آ رہے تھے۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے ان جوانوں کو ساتھ لیا جو فیصل پر چڑھ آئے تھے۔ پھر وہ موت کے حلاشیوں، سمندر کی فیت، جہاں کی آگ اور باہری کی جلن کی طرح حملہ آور ہوا اور قریبی رجوں کے اندر جو شر کے محافظ موجود تھے، انہیں اس نے کاٹ کر ان سارے رجوں پر قبضہ کرتے ہوئے ان کے اندر اپنے سپاہی حنین کر دیے تھے۔

آگے بڑھا۔ ان کی آن میں رسوں کی بیڑیاں صحن المدور شرکی فیصل پر ڈال دی گئیں اور پھر طارق کی راہنمائی میں اس کے لشکر کی بڑی تیزی سے فیصل پر چڑھ کر فیصل کے اوپر طریف بن مالک کے خلاف جنگ کرنے والے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اس طرح دونوں طرف سے دشمن کے لشکروں کا قتل عام شروع ہو گیا تھا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ مسلمان دونوں طرف سے ان کا قتل عام کر رہے ہیں تو وہ جنگ سے ہٹی چراتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے اور فیصل سے اتار کر شہر میں گھسنے لگے جب کہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک بھی اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں گھس گئے تھے۔ صبح تک مسلمان مجاہدین مدافعت کرنے والوں کو اپنے آگے آگے بھاگاتے ہوئے ان کے چروں پر شکست کی ضربیں لگاتے رہے اور جب سورج طلوع ہوا تو شہر کے لوگوں نے مسلمانوں کے آگے ہتھیار ڈال دیے اور صلح کی درخواست کی جو طارق بن زیاد کی طرف سے قبول کر لی گئی۔ اس طرح صحن المدور شہر پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔



چند روز تک طارق بن زیاد اور طریف بن مالک شہر کے حالات درست کرنے میں مصروف رہے۔ اس کے بعد وہ اپنے پڑاؤ میں منتقل ہو گئے تھے۔ سردا کا موسم اب اپنی پوری آب و تاب سے شروع ہو گیا تھا۔ سرد ہواؤں کے بخجور و برقانی طوفان استہین کی سرزمین کے اندر ابلج چلنے لگے تھے۔ طریف بن مالک ایک روز اپنے پڑاؤ سے باہر چوگان کھیلنے کے بعد اپنے خیمہ میں داخل ہوا۔ ایک پہرے دار نے اس کے لیے پانی گرم کر دیا تھا۔ سب سے پہلے اس نے غسل کیا۔ اس کے بعد اس نے مغرب کی نماز ادا کی اور خیمہ میں آگ کے جلنے والے لائے کے پاس آکر وہ بیٹھ گیا تھا۔ اس نے وہاں بیٹھ کر ابھی تھوڑی دیر تک ہی اپنے آپ کو گرم کیا تھا کہ رات کی گہری خاموشی میں صحرا کے اچھوٹے صحن میں دو قزح کی رنگین تہمتیں ستاروں کے سیلاب اور دھنکی روشنی کی طرح چلنے لگیں۔ طریف بن مالک کے خیمے میں داخل ہوئی اور اس کے ساتھ ایسا بھی ہو گیا۔

اب طریف بن مالک کا تقریباً سارا لشکر فیصل پر چڑھ آیا تھا۔ اس کے بعد طریف بن مالک نے فیصل کے اوپر بلند آوازوں میں اللہ اکبر کی تحسینیں بلند کیں پھر اس نے اپنا دائرہ عمل بڑھاتے ہوئے آگ کے اندر صحن کی طرح حملہ آور ہوا۔ صحرائی وسعت اور سمندر کی گہرائی کی طرح دشمن پر حملہ آور ہو کر آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ شہر کے رہنے والوں اور ان لشکریوں نے جو طارق بن زیاد کے ساتھ فیصل کے دوسرے حصوں میں مصروف جنگ تھے اپنے شرکی فیصل پر اللہ اکبر کے نعرے سن کر ان کی عجیب سی حالت ہو گئی تھی۔ ان نعروں سے ان کے دل میں ایک جتنس ذہن میں ایک غفلان اور آنکھوں میں خیرت بھر کر رہ گئی تھی۔ اس موقع پر وہ اپنی جینجیں چھوڑ کر پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتے تھے اس لیے کہ اگر وہ اپنی جگہ چھوڑتے ہیں تو طارق بن زیاد اپنے لشکر ساتھ فیصل پر چڑھ کر ان کا قتل عام کر سکتا تھا لہذا وہ طارق بن زیاد اور اس کے لشکر کے خلاف برسرِ بیکار رہے۔ دوسری طرف طریف بن مالک بڑی تیزی سے اپنے کام میں مصروف رہا۔ اس نے برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے فیصل کے محاذوں کا خاتمہ کرنا شروع کر دیا تھا اور جس برج پر اس نے قبضہ کیا وہاں اس نے اپنے سپاہی حشین کر دیے تھے۔ اس طرح اس نے اپنے لیے فیصل کو محفوظ کر دیا تھا کہ شہر کے اندرونی حصے سے جو شخص بھی فیصل پر چڑھنے کی کوشش کرنا بڑھوں میں کھڑے طریف بن مالک کے لشکر کے جوان ان کا خاتمہ کر دیتے تھے۔ اس طرح طریف بن مالک آگے بڑھتا ہوا اس لشکر کی پشت پر حملہ آور ہو گیا تھا جو طارق بن زیاد کے خلاف برسرِ بیکار تھا۔

طارق بن زیاد نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ طریف بن مالک نے اپنے لشکر کے ساتھ فیصل پر چڑھ کر دشمن کی دفاع کے اندر تباہی اور بربادی کا سماں پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ دشمن کے سپاہی اب اس کی تیر اندازی کا پیلے کی طرح جواب نہیں دے رہے تو یہ امر اس کے لیے مزید اطمینان کا باعث تھا کہ فیصل پر پہرہ دینے والی سپاہ طریف بن مالک سے برسرِ بیکار ہو گئی تھی۔ اس حالت سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے طارق بن زیاد اپنے لشکروں کے ساتھ بڑی تیزی سے

تم دونوں کے اس طرح سنبھل کر بیٹھی ہو جیسے کسی ایسی کچھ خبر
میں موجود ہو یا پہلی بار محو سے مل رہی ہو۔ طارق بن زیاد کے بیٹے سے جس
کچھ کہانے کو بھی ملا کر نہیں۔ اس پر احمیا سکرانی ہوئی کہنے لگی۔ انہوں نے
میں کہانے کی چٹن سس کی تھی لیکن ہم نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہی کہانا

جس وقت اقصیا طریف بن مالک کو چاہب کرتے ہوئے منگوا کر رہی تھی۔

کہا نہیں گئے۔ تاہم انہوں نے تازہ در اس اور کچھ چلوں سے ہماری تواضع ضرور کی تھی۔ ہم اپنے ساتھ کچھ سامان بھی لائیں ہیں اور ہمارے سامان میں کچھ گرم کپڑے بھی ہیں۔ یہ میں نے اور اہلکاروں نے اپنے ہاتھ سے ہی لیے تھے اور اس کام میں میری ماں بھی ہم دونوں کی مدد کرتی رہی ہیں۔ کپڑوں کا ایک بھرتا اور قیمتی جوڑا ہم طارق بن زیاد کو بھی پیش کر کے آئی ہیں اور انہوں نے بخوشی اسے قبول کر لیا ہے۔ وہ اس انکشاف پر بڑے حیران اور پریشان تھے کہ ہم دونوں نے قلاس شہر سے یہاں تک کا سفر اکیلے کیا ہے اور جب میں نے ان پر یہ انکشاف کیا کہ مسلمانوں کی آمد سے انہیں کے اندر ایک طرح سے امن اور سکون چھا گیا ہے اور کسی پر کسی کو حملہ آور ہونے کا خطرہ نہیں رہا تو وہ بے حد خوش ہوئے اور وہ ہم سے یہ بھی پوچھ رہے تھے کہ تم دونوں کب تک یہاں فکر میں رہو گی۔ اس پر میں نے انہیں بتایا کہ جب تک طریف بن مالک چاہیں گے ہم فکر کے اندر رہیں گے جب چاہیں گے ہم واپس قلاس شہر کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ اہلکار بھی اس گفتگو پر طریف بن مالک حموزی دیر تک اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔ تم دونوں بیٹو۔ میں تمہارا ساتھ لے کر خود بھی انہی کھانا نہیں کھایا۔ کیونکہ شام سے پہلے میں چائے کے باہر چرگاہن کیلئے چلا گیا تھا۔ واپس آ کر میں لایا ہوں اور طریف کی نفاذ ادا کی اور انہی حموزی دیر ہوئی میں اس الاؤ کے پاس بیٹھا ہوں کہ تم آگئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی طریف بن مالک اٹھ کر باہر گیا اور ایک پہرے والے کو اس نے کھانا لانے کو کہا اور دوبارہ آ کر وہ آگ کے الاؤ کے پاس اٹھتا اور اہلکار کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

اسے میں اہلکار اعلیٰ اور ہر پہرے دار خیمہ کے اندر سامان رکھ گیا تھا وہ سامان اٹھا کر لائی۔ وہ سامان دو بیڑے چری قیلوں پر مشتمل تھا۔ دو دونوں قیلے لا کر اہلکار طریف بن مالک کے سامنے رکھ دیے۔ خود بھی وہ طریف بن مالک کے سامنے بیٹھ گئی۔ دونوں قیلوں کا منہ کھولا اور ان میں سے سامان نکال نکال کر وہ طریف بن مالک کے سامنے رکھنے لگی تھی۔ اس سامان میں گرم کپڑے

بھی کھل، خشک پھل اور کچھ دیگر چیزیں تھیں۔ وہ ساری چیزیں طریف بن مالک کے سامنے رکھنے کے بعد اہلکار نے بیڑے پیارے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ ساری چیزیں میں اور اہلکار آپ کے لیے لائی ہیں۔ طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ میں تم دونوں کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم انہوں نے میرا اس قدر خیال رکھا۔ پر یہ تو کوکو بزرگ ستیوس اور تھاماری بھی تھیں ہیں۔ اس پر اہلکار نے اپنے ہاتھ آگ پر پھیلاتے ہوئے اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا شروع کیا۔

بزرگ ستیوس اور میری ماں دونوں خوش اور بخت ہیں۔ ہمارے لیے یہ بڑی محبت اس سے پہلے رازدک تھا۔ ہم دونوں ماں بیٹی بلکہ ستیوس بھی خطرہ تھا کہ اگر کسی وقت ہماری شناخت کر لی گئی تو رازدک کی طرف سے جسے لیے خطرات کے طوفان اٹھ کھڑے ہوں گے لیکن وادی رباط میں آپ ان کے ہاتھوں رازدک کی موت نے انہیں کی سرزمین کے اندر ہمارے بچے اہلکار کے سامنے خطرے کا رکھ دیے ہیں۔ اب ان سارے خطروں سے اس سرزمین میں ایک اور خطرہ ہمارے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم چاروں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اپنے قبیلہ کو بھی تک ہم نے خیر اور راز میں رکھا ہے۔ اس لیے کہ اگر کوئی ضرر لوگوں اور پاروں کو خیر ہوگی تو وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں گے اور ہم انہیں نہ چھوڑیں گے اسی لیے اس معاملے کو ہم نے خیر اور خیر رکھا ہے اور ہم چاروں نے عہد کر رکھا ہے کہ جب قلاس شہر کے دو خیمے لے بھی اسلام کی طرف مائل ہونا شروع ہو جائیں گے تو ہم بھی اپنے قول کو لوگوں پر ظاہر کر دیں گے۔ جواب میں طریف بن مالک کہنے لگا۔ مجھے دہے کہ بہت جلد قلاس شہر کے لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ پھر تم لوگوں اپنے اس قبول اسلام کو خیر اور راز میں رکھنا نہ چڑے گا۔ سنا اہلکار اور حموزی دیر تک پہرہ دار کھانا لے کر آئے گا۔ اس کے آنے سے پہلے ہی آگ کے اس الاؤ کے گرد اپنے بزدل دست کر لیں۔ اس لیے کہ میں سمجھتا

نے ارادہ کیا ہے کہ منیٹ کو سات سو کا ایک لکھ دے کر قرطبہ شہر کی فتح کے لیے روانہ کیا جائے۔ منیٹ کو اس قدر کم لکھ دینے کی دو وجہات ہیں۔ اول یہ کہ قرطبہ شہر کے اندر مخالفوں کی تعداد اس قدر زیادہ نہیں لہذا منیٹ اگر کوشش کرے تو وہ اپنے سات سو لکھوں کے ساتھ قرطبہ شہر کو فتح کر سکتا ہے اور دوسری وجہ اتنے کم لکھری میا کرنے کی یہ ہے کہ آپ دونوں بھائی جانتے ہیں کہ اس سرزمین کے اندر ہمارے لشکر کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے لہذا لشکر کا بڑا حصہ میں اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ضرورت کے وقت میں اس میں سے تم لوگوں کے لیے کمک روانہ کر سکوں اور انے طرف بن مالک، منیٹ کے لیے قرطبہ شہر کا پتہ کرنے کے بعد میں تمہارے لیے دو ضرور کا احاطہ کرنا ہوں۔ وہ یہ کہ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد تم اپنی جگہ کے شہر آریکونڈا کی طرف پیش قدمی کرو۔ اس شہر پر حملہ آور ہونے اور پھر اپنا تعلق قائم کرنے کے بعد تم اپنی جگہ کے بڑے شہر مالٹہ کا رخ کرو گے اور اس کو اپنے سامنے سرگود اور زیر کرنے کی کوشش کرو گے۔

ستو میرے بھائی، میں اپنے لشکر کے ساتھ یہاں اپنی جگہ کے شہر ایرو کی طرف پیش قدمی کروں گا۔ اس شہر کو فتح کرنے کے بعد میں اپنی جگہ کے دوسرے اور بڑے شہر مرسیہ کا رخ کروں گا۔ تم لوگ جانتے ہو کہ اپنی جگہ کے جھولی صوبہ کے حاکم تھامر نے قادیس شہر سے ہماگ کر اسی مرسیہ شہر میں پناہ لے رکھی ہے اور اس نے اس شہر کے اندر بہت بڑی عسکری قوت جمع کر رکھی ہے۔ لہذا ایرو شہر کو زیر کرنے کے بعد میں مرسیہ کا محاصرہ کر لوں گا۔ منیٹ بھی قرطبہ شہر پر قابض ہونے اور اس کا انتظام درست کرنے کے بعد میرے پاس مرسیہ میں چلا آئے گا اور اسے (طرف بن مالک، تم بھی آریکونڈا اور مالٹہ فتح کرنے کے بعد مرسیہ میں میرے پاس چلے آنا اور اس طرح ہم سب مل کر مرسیہ شہر میں تدبیر کی قوت کو توڑ کر رکھ دیں گے اور مرسیہ کی فتح کے بعد ہم اپنی جگہ کے دیگر شہروں کی فتوحات کا لائحہ عمل تیار کریں گے۔

اپنی ہمت ختم کرنے کے بعد طارق بن زیاد نے تھوڑی دیر تک خاموشی

ہوں کہ تم دونوں سفر کے بعد صحت ہوئی ہو اور کھانا کھانے کے بعد تم دونوں فوراً آرام کرنے کے لیے سو جاؤ۔ طرف بن مالک کے کہنے پر اٹھیا اور ایسا دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں اور تین دنوں کے بعد مالٹہ کے ارد گرد تین ہفتے کا دیر لگے۔ اتنی دیر تک ایک ہرے دار کھانا لے آیا تھا۔ پھر وہ تینوں آگ کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

اٹھیا اور ایسا نے چند روز تک صحت مند شہر سے باہر طرف بن مالک کے پاس اس کے خیمہ میں قیام کیا اور پھر وہ دونوں وہاں سے کوچ کرتی ہوئیں قادیس شہر کی طرف روانہ ہو گئی تھیں جب کہ طارق بن زیاد نے بھی صحت مند شہر کا قلم و نق درست کرنے کے چند روز بعد طرف بن مالک اور منیٹ کو اپنے خیمہ میں طلب کیا۔ جب وہ دونوں طارق بن زیاد کے خیمہ میں اس کے سامنے آکر بیٹھے تو طارق بن زیاد نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کتا ضرور ایک ستو، میرے بھائی، میرے رفیق، میرے عزیز، شہر کو فتح کرنے کے بعد تم دونوں بھائی دیکھتے ہو کہ ہم نے اس کا قلم و نق درست کر دیا ہے اور اس پر اپنا دالی بھی مقرر کر دیا ہے۔ اب میں دوسرے شہروں کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں تم دونوں سے صلاح و مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ امیر المکرم عبداللہ کو میں نے اس لیے نہیں بلایا کہ اس سلسلے میں میں پہلے ہی اس سے بیعت کر چکا ہوں۔ وہ بھی میری اس تجویز سے پوری طرح متفق ہے۔ یہاں تک کہ بننے کے بعد طارق بن زیاد تھوڑی دیر کے لیے راکھ پھر دوبارہ ان دونوں سے کہنے لگا۔

میرے دوست، میرے بھائی، میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اگر ہم ایک ایک شہر کو فتح کرتے رہے تو ایسا کرنے میں اس سرزمین پر مکمل طور پر چھا جانے کے لیے ہمیں ایک طویل مدت درکار ہوگی۔ اس وقت تک ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو باہر سے عسکری قوت مل جائے جس کے باعث ہمارے لیے پریشانیوں کا کڑی ہوگی۔ لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے لشکر کو مختلف حصوں میں بانٹ کر اپنی جگہ کے شہروں کی فتح کی رفتار پہلے سے بھی تیز کر دی جائے۔ پہلے تجویز کے طور پر میں

طرف ابن مالک آرکینڈا کی طرف اور خود طارق بن زیاد لشکر کے پوسے سے
کے ساتھ البیہہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

سب سے پہلے طرف بن مالک ابن مالک کے شہر آرکینڈا پہنچا۔ عربین
بجائیں کے جوبلی سے کے حکمران دیمبر کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ طارق بن زیاد نے
اپنے لشکر کو عین حصوں میں تقسیم کر کے ابن مالک کی سرزمین میں بھلا دیا ہے۔
اسب سے پہلے دیمبر نے آرکینڈا کی حفاظت کا سامان کیا اور فوراً اس شہر کی
حفاظت کے لیے عرب سے ایک ہمت بڑا لشکر آرکینڈا روانہ کر دیا اور طرف
بن مالک کے اس شہر کے پاس پہنچے سے قتل ہی یہ لشکر شہر میں داخل ہو گیا تھا
اور اس طرح آرکینڈا شہر میں ابن مالک کے لشکریوں کی طاقت اور قوت میں غرب
اضافہ ہو گیا تھا۔ آرکینڈا پہنچ کر طرف بن مالک کو یہ بھی پتہ چلا کہ اس شہر کے
اندرو دشمن کی ہمت بڑی لشکری طاقت موجود ہے بلکہ دلاوی رہتا اور جھوس شہر
اسے ہماں کر چسے ہے بلکہ سردار بھی اس آرکینڈا شہر میں پہنچ ہو گئے ہیں
لہذا طرف بن مالک کو حکم ہوا پڑا اور اس نے کسی بجلی قلعہ کے تحت اس شہر
کو چھ کرنے کا ارادہ کر لیا لہذا قلعہ شام سے تھوڑی دور پہلے وہ آرکینڈا پہنچا اور
اصب سے پہلے اس نے یہ حکم کیا کہ حاکم شہر کو یہ پیغام بھجوایا کہ ہماری قوت
وہ "اسی میں اس کی بھڑی ہے ورنہ بدور شیر شہر کو چھ کر لیا جائے گا۔

شہر کے اندر جو پہاڑی لشکریوں کی طاقت تھی اس کے ٹکڑے پر حاکم شہر نے
جھپار ڈالنے سے انکار کر دیا تھا اور صلح کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس نے
طرف بن مالک کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ وہ کل کچلے میدان میں مسلمانوں سے
جنگ کرے گا اور ان پر یہ غلبہ کرے گا کہ ابن مالک کے اندر ابھی ایسے سردار
اور لشکری ہیں جو مسلمانوں کو ابن مالک کی سرزمین سے نکل باہر کرنے کی ہمت و
جرات رکھتے ہیں۔ حاکم شہر کا یہ جواب سن کر طرف بن مالک نے شہر سے ہٹ
کر اپنا پڑاؤ کر لیا تھا اور جنگ کا سامنا کرنے کے لیے اس نے اپنے لشکریوں کو
استعداد اور تیار کر لیا تھا۔

دوسرے روز حاکم شہر اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے نکلا اور اپنے لشکر کو اس

اختیار کیے رکھی۔ پھر اس نے طرف بن مالک اور منیث کی طرف دیکھتے ہوئے
دوبارہ پوچھا۔ جو تجویز میں ہے تمہارے سامنے پیش کی ہے تم دونوں کا اس
معاملے میں کیا خیال ہے۔ اس موقع پر منیث نے سوالیہ انداز میں طرف بن
مالک کی طرف دیکھا گویا وہ اس کا اشارہ تھا کہ میری جگہ بھی طرف بن مالک ہی
جواب دے گا۔ اس پر طرف بن مالک طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
اے ابن زیاد، میرے دوست، میرے بھائی، جو تجویز آپ نے پیش کی ہے اسے
ہم دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور میرے خیال میں آپ کی اس تجویز پر عمل
کرتے ہوئے ہم ابن مالک کی فتوحات کا سلسلہ پہلے کی نسبت اور زیادہ تیز کر دیں
لہذا میرا ارادہ اور عزم یہ بھی ہے کہ آج شام تک ہم یہیں کو اپنی اپنی منزل پر
روانہ ہو جانا چاہئے۔ طرف بن مالک کا یہ جواب سن کر طارق بن زیاد کے لبوں
پر ایک گہری اطمینان بخش مسکراہٹ بکھل گئی۔ پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا۔ تم دونوں کی نسبت اپنے ساتھ لشکر زیادہ رکھ رہا ہوں۔
اس سے تم اپنے ذہن میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ کرنا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ
تم جانتے ہو کہ میں امیر البحر عبداللہ کو بھی اپنے ساتھ ہی لے جا رہا ہوں اور اس
کی وجہ یہ ہے کہ تم دونوں کی طرف سے جب بھی بھی رسد و ملک کی ضرورت
پیش آئی تو میں اپنے لشکر کا ایک حصہ امیر البحر عبداللہ کی سرکردگی میں فی الفور تم
دونوں کی مدد کے لیے روانہ کر سکتا ہوں۔ طارق بن زیاد کہتے کہتے رک گیا۔
طرف بن مالک نے طارق بن زیاد کی بات کانٹے ہوئے کہا۔ اے ابن زیاد، ہمیں
اس معاملے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک بہترین طریقہ کار ہے کہ
ضرورت کے وقت آپ کی طرف سے ہمیں رسد و ملک حاصل ہو گی لہذا آپ
کے ساتھ لشکریوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی طارق بن زیاد
نے ایک فیصلہ کن انداز میں کہا۔ تم دونوں میری تجویز سے اگر متفق ہو تو پھر جا
کر آرام کرو۔ اس لیے کہ شام کو لشکر کی تقسیم کا کام کریں گے۔ پھر اپنی اپنی
منزلوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ ابھی کے ساتھ ہی طرف بن مالک اور
منیث اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گئے تھے اسی روز منیث قرطبہ کی طرف

اور موت کی لہلہ جیسا بنا کر رکھ دیا۔

میرے ساتھیو! جنگ کا یہ میدان یہ رزمگاہ ہمارے لیے ایک امتحان اور آزمائش کی گھڑی ہے۔ دیکھو اس آزمائش میں اس امتحان میں پورا اترنے کی کوشش کرنا۔ اپنے دشمن پر گردش رطل گراں، ازلی التباب ابدی اضطراب اور موج سوم و سراپ بن کر حملہ آور ہونا اور دشمن کے ہر لٹکری کو استوا غم اور زور آورہ کیفیت میں ڈبو کر رکھ دینا۔ ان کی حالت آنسوؤں کا شکار بنکے پھیو بھی بنا کر رکھنا اور ان کی ساری سلطنت ساری حکمت اور سارے جادو جلال پر اس میدان کے اندر دل آشوبی طاری کر کے رکھ دینا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہارے آگے رو کر اور اپنی چھاتی تان کر نہ صرف تمہاری حفاظت کا خیال کروں گا بلکہ دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے اس پر غلبہ حاصل کرنے کی بھی کوشش کروں گا۔ خداوند قدوس میرا اور تم سب کا اس میدان کے اندر حامی اور ناصر رہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد طرف بن مالک خاموش ہو گیا تھا۔

طرف بن مالک کی اس تقریر نے اس کے جاہلوں کے اندر ایک عجیب روش پیدا کر دیا تھا اور جس وقت جنگ شروع ہوئی تو وہ ایک انوکھے جذبے کے تحت ہر حربہ آزمایا، پیچھے خالص کی تقدیر کو مات کرنے والے وجدان عرفان اور لہجہات کے چھلنی رنگوں کی طرح حرکت میں آئے تھے۔ اس سے جب کہ جنگ کی ابتدا ہوئی حتیٰ اس کی حالت کچھ اس طرح کی تھی کہ جیسے ہوا درندوں کی طرح دھاوا ڈال رہی ہے اور سامنے لڑنے لگتے ہیں۔ جیسے سویا ہوا سمندر پیدا ہو رہا ہے اور بے چینی کے دھندلے پہلے لگے ہیں۔ جیسے صحرائے بے کراں آنسوؤں سے بھری ہو کر زندگی پر موت کی سیلاب طاری کرنے لگا ہے۔ بس ایسی ہی کچھ کیفیت جنگ کی ابتدا کے وقت مسلمان جاہلوں کی ہو گئی تھی۔

دوسری طرف دشمن کے ان محنت لٹکری بھی اپنے سرداروں اور اپنے دستوں پادریوں کی سرکردگی میں خوب گرم جولان ہو کر موت کے تاریک آئینوں، قرینیت کی طرح حرکت میں آئے تھے اور مسلمانوں پر آفاق سنگ بے کا عزم لے رہے تھے مگر جاہلوں پر ٹوٹ پڑے تھے لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ

نے طرف بن مالک کے ہڈاؤ کے سامنے صف آرا کیا۔ جواب میں طرف بن مالک نے بھی اپنے لشکر کو صف آرا کر کے اس کی صفیں درست کیں۔ اس نے اندازہ لگایا کہ دشمن کے لشکر کی تعداد اس کے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہے۔ لہذا اس نے اپنے لشکر کی صفوں کو خوب پھیلا دیا تھا تاکہ دشمن انہیں اپنے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے باطل ہی سمجھ کر نہ گئے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ دشمن کے لشکر کے سامنے ان کے بڑے بڑے سردار اور پادری ٹھیل جنگ بھاتے ہوئے اور رزمیہ گیت گاتے ہوئے اپنے لشکر کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس موقع پر جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے طرف بن مالک نے پہلے اپنے لشکریوں کے اندر جذبہ جہاد کے فروغ کے لیے اپنی زہریلی آواز میں انہیں خطاب کر کے کہا۔

سنو میرے ساتھیو! میرے بھائیو! میرے باجرات رفیقو! یہ آرکھو دنا شر سے اپنے لشکر کے آگے آگے نکلنے والے سرمطے پادری ٹھیل جنگ بھائیو اور رزمیہ گیت گاتا کر چاہتے ہیں کہ یہ اپنی جونی طلب میں تہذیب کے کھردرے ہاتھ بن کر تمہارے شیر کم سن کو بیچ کے خاموش اندھیوں میں اور تمہاری ذہنی رشت کو دیوان کھڑوں اور سنسان دیوالاؤں میں تبدیل کر کے رکھ دیں۔

سنو میرے ساتھیو! خداوند قدوس نے اس سرزمین کے اندر انسان کے تصرف میں جو نعمتیں دے رکھی ہیں وہ نہ صرف یہ کہ اس سرزمین کی لیب و زبعت ہیں بلکہ یہ ساری نعمتیں انسان کے لیے خداوند کی طرف سے ایک امتحان بھی ہے کیا آیا وہ زمین میں ان نعمتوں کے رند کھو کر اپنے خداوند کو بھول جاتا ہے یا ان نعمتوں سے مستفید ہوتے ہوئے اپنے لیے رعایت کئی تیاری کرتا ہے۔ تو اسے میرے ساتھیو! یہ دشمن تم سے شکوکہ کی عطا کردہ انہیں نعمتوں کو چھین لینا چاہتا ہے لہذا امید کی پچکاری اور نفرت کی پراسرار قوت بن کر ان پر حملہ آور ہونا اور ان کی طمانیت کی گود میں سے بسی و شکست و مفکرت کے ان علیہ واروں کی بے لگام خونخاک اور غصیلی چمک کو اس میدان کے اندر دہم دہم برہم سکوت

بھاگنے کی اس کیفیت میں شر کے سردار اور سرمذہ پادری سب سے آگے آگے تھے۔ اس موقع پر طریف بن مالک نے بڑی عقل مندی اور دانشمندی کا ثبوت دیا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے بھاگنے ہوئے عسکروں کا تعاقب کیا اور وہ ان کو مارا کاٹا ان کے پیچھے پیچھے شر میں داخل ہوا۔ شر کے اندر تھوڑی دیر تک اس نے دشمن کے ساتھ ایک اور جنگ کی۔ اس کے بعد اس نے دشمن کے سارے لشکروں کو کاٹ کر آرکیڈونا قسور پہنچل جتھہ کر لیا تھا۔

چند روز تک آرکیڈونا شر میں قیام کرنے اور یہاں پر اپنا حاکم مقرّر کرنے کے بعد طریف بن مالک اس شر سے نکلا اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے اسپین کے شر مالتہ کا رخ کیا۔ مالتہ کے لوگوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک جوشیل جس کا نام طریف بن مالک ہے وہ ان کے شر آرکیڈونا کو فتح کرنے کے بعد مالتہ کا رخ کر رہا ہے تو انہوں نے شر سے باہر نکل کر طریف بن مالک اور اس کے لشکروں کا استقبال کیا اور بغیر کسی مزاحمت اور لڑائی کے انہوں نے مالتہ مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ اس طرح آرکیڈونا کے بعد مالتہ بھی مسلمانوں کے سامنے زیر ہو گیا تھا۔

○

دوسری طرف طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ البیرہ شر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے کوچ سے پہلے البیرہ اور مرسیہ شر کی طرف اپنے جاسوس بھیلا دیئے تاکہ وہ اسے بدلنے حالات کی بروقت خبر کرتے رہیں۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد جب طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ البیرہ شر سے چند میل کے فاصلے پر تھا تو اس کا ایک جاسوس اس کے پاس آیا اور اسے خبر دی کہ البیرہ کا لشکر جسے مرسیہ سے تدبیر نے ملک بھی روانہ کر دی ہے وہ البیرہ جانے والی شاہراہ کے کنارے گھات میں بیٹھا ہوا ہے تاکہ جب طارق بن زیاد کا لشکر وہاں سے گزرے تو اس پر شب خون مار کر اسے ناقابل طانی نقصان پہنچایا جائے اور اسے ہچکا ہوئے پر مجبور کر دیا جائے۔ اپنے اس جاسوس سے یہ خبر پا کر طارق بن زیاد نے

اس میدان کے اندر قدرت کچھ اور فیصلے کر چکی تھی۔ اس لیے کہ جس وقت اپنے سرداروں اور سرمذہ پادریوں کی سرکردگی میں آرکیڈونا شر کا لشکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ جواب میں مسلم مجاہد بھی غم میں محکوم سحر کی طرح ایک عجیب سے وجدان اور عرفان میں طوفان بلاخیز اور دام فطرت کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ ان کے جوان تازہ اور جان لیوا حملوں کے اندر سایوں کی کک مینوں کی تپ راتوں کی جلیں دلوں کی دھڑکن ٹھنوں کا تڑپاں اور لگاؤں کے غبار کے علاوہ بحریث ناک بھی کیفیت اور رجز خوانی تھی۔ رات کے چمکنے سحر میں ہلکے اٹھنے والی چنگاریوں کی طرح وہ آرکیڈونا شر کے لشکر پر حملہ آور ہوئے ہوئے ان کی حالت کچھ اس طرح کر رہے تھے جیسے کوہہ گر چاک کو پکڑے کر مٹی کو اپنی مرضی اور فضا کے مطابق صورت ٹھیکل دتا چلا جاتا ہے۔ وہ اپنے اوپر ایک شہودی کیفیت طاری کرتے ہوئے کتاب زبیری کے اوراق میں حسین نقوش کا اضافہ کرتے ہوئے لوح و قلم کے فروغ کا کام سرانجام دینے لگتے تھے۔

آرکیڈونا کے سرداروں کا خیال تھا کہ اپنے سامنے مسلمانوں کے اس مٹی بھر لشکر کو ٹھونک کے اندر اکھاڑ رکھ دیں گے اور مدت جلد ان کا قلع فتح کر کے ان پر ایک یادگار فتح حاصل کر لیں گے لیکن جب مسلمان مجاہد اپنی ترجیحی ٹکڑوں کو حرکت میں لانے اور دشمن کا خون بہاتے ہوئے انہوں نے جنگ کو لالہ دار بنانا شروع کیا تو تب ان سرداروں اور سرمذہ پادریوں کی آنکھیں کھلیں اور انہیں حدش ہوا کہ ان مسلمانوں پر قابو پانا نہ صرف مشکل بلکہ ان سے اپنی جان چھڑانا بھی ناممکن دکھائی دے رہا ہے اور پھر شر کے سرداروں نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمان مجاہد اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ان کے لشکر معنوں کے اندر دور دور تک گھسنے چلے گئے تھے اور ان کے لشکریوں کو کچھ اس طرح کاٹنے لگے تھے جیسے ہلکے پان دشمنوں کی ناکارہ شہیوں کو کاٹ اور جلا کر رکھ دیتا ہے۔ یہ جنگ کچھ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی۔ جب مسلمان مجاہدوں نے دشمن کے آدھے لشکر کو کاٹ کر رکھ دیا تو باقی لشکر ہچکا ہو کر شر کی طرف بھاگا۔

پر اچانک شب خون مارتے ہوئے ان کے روحِ روح میں اضطراب ان کی رگِ حرکت میں وحشت اور برگِ برگ میں آتش ہے دردِ بحرِ کر دکھ دی تھی۔ وہ اپنے لشکر کے آگے آگے چلتے چکاڑتے بحرِ شور، شعلہ ریز آگ کی طرح حملہ آور ہوتا اور اپنے چاروں طرف طلسمات کا سماں باندھتا ہوا انورجِ تندور کی لہجہٴ دشمن کی مغلوں کے اندر گھس کر اس کے شیرازہ خیال کو منتشر کرنے لگا تھا۔

رات کی شانِ مسافروں کے اندر طارق بن زیاد کی راہبری اور راہنمائی میں مسلمان مجاہدِ تاریکیوں کا سینہ چرتے ہوئے سنگین موت پریشان لہجوں کے کھڑوے، نا آشوب و تاب کی طرح دشمن کے لشکر کے اندر تک گھس کر کاوش و اغلاس کے ساتھ وار چھیٹتے ہوئے دشمن کی جولاں گاہِ قس پر تاریکی پھیلاتے ہوئے انہیں اپنے سامنے کفِ خاک کی طرح اڑانے لگے تھے جس وقت طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ دات کی تاریکی میں دشمن کے لشکروں کو کاٹتا ہوا ان پر مکمل طور پر چھٹا جا رہا تھا اس سے مسلمانوں کی حالت سے کچھ ایسا لگتا تھا جیسے کارگاہِ شیشہ گراں میں کوئی تنگ تراش اپنے پیچھے کے ساتھ داخل ہوا ہو اور ہر چیز کو توڑتے پھوڑتے ہوئے اس نے ایک انقلاب اور ایک تبدیلی مپا کر کے رکھ دی۔ وہ کچھ ایسا ہی سماں باندھ کر رکھ دیا تھا۔ چاروں طرف موت رقص کرنے لگی تھی اور مسلمان رات کے وقت اپنی ترجیحی کنواڑوں کے ساتھ سر کاٹنے نوئے باہر کو بے ہوش میں تبدیل کرتے جا رہے تھے۔ طارق بن زیاد تاریکیوں کے اندر کچھ ایسا شانِ کچھ ایسا ہمارت کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا کہ بہت جلد ہی نے دشمن کے لشکر کو چاروں طرف گھیر کر مکمل طور پر اس کا صفایا کر دیا تھا۔ وہ دشمن کے کسی بھی سپاہی کو اس نے البیہرہ شمر کی طرف بھاگنے کا موقعِ رازم نہ کیا تھا۔ طارق بن زیاد نے جب مکمل طور پر دشمن کے لشکر کا صفایا کر دیا تو ان کے ہتھیاروں اور ان کے دیگر سامان پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رات کی تاریکی میں پھر البیہرہ شمر کی طرف بڑی تیزی سے سفر شروع کر دیا تھا۔

اس جاسوس کی راہبری اور راہنمائی میں اپنا راستہ بدل لیا تھا۔ شاہراہ کو چھوڑ کر وہ گہم سے راستوں سے ہوتا ہوا البیہرہ شمر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

اپنے جاسوس کی راہبری اور راہنمائی میں طارق بن زیاد جب اس جگہ کے قریب آیا جہاں البیہرہ کا لشکر گہات میں بیٹھا ہوا تھا کہ مسلمانوں پر شبِ خون مار کر انہیں نقصان پہنچائے۔ طارق بن زیاد نے وہاں اپنے لشکر کو روک دیا۔ اپنے لشکر کی تنظیم درست کی اور رات کی تاریکی میں گہات میں بیٹھے ہوئے دشمن پر شبِ خون مارنے کے لئے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

راتِ تجزی سے بھاگتی جا رہی تھی۔ خاموشی کے حلاشی حاصرِ کائنات کے اندر سرگرداں تھے۔ آدمی رات کے آسمان پر تابندہ ستارے دنیا کے آغاز و اہتمام کے گیت اور خداوند کے لئے بے آواز ترانہ و مہر گاتے ہوئے اپنی اپنی حوٹوں کو زواں دواں تھے۔ رات کے پرندے خاموش اور چپ تھے۔ آکٹافِ عالم میں سر و سرور کا ایک عالم چھایا ہوا تھا۔ داستانوں کا ہزار آسمان چپ اور پرسکون تھا۔ سینہ کوہ سے رستے بھرتے کسی انقلاب کے رونما ہونے کے ہنجر تھے۔ چاند اپنے وجدان و عرفان میں ڈوبا کائنات کے مبعوضِ تقدی طرح ہر سوائی کرشمیں پھیلائے ہوئے تھا۔ فضاؤں کے اندر چاروں طرف صم خاؤں کی سی خاموشی اور سکوت طاری تھا۔

اپنے میں طارق بن زیاد گہات میں بیٹھے ہوئے البیہرہ کے لشکر کے سر پر چڑھ آیا اور حملہ آور ہوا اس کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا تھا جیسے وہ افلاک کو تغیر کرنے کا عزم رکھتا ہو۔ وہ اپنے لشکر کے آگے آگے اپنے لشکریوں کا حوصلہ بیدار کرتے ہوئے بیٹھے محرکی جھلک، ابھرتی قرمزی موجوں، بحرِ فشق پوش کی پٹائی، الام کے مژدہ اور چوہوں کے غبار کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اس کا اتباع کرتے ہوئے اس کے لشکری بھی ستاروں بھری رات میں شبِ گردی فراوان، اجل قاتل، اور سوزِ سربل کی طرح شبِ خون مارتے ہوئے البیہرہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

رات کی شانیں اور فضاء کی دیرانیوں کے اندر طارق بن زیاد نے دشمن

کے لشکریوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز نہ بن سکے تھے اور اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر منیٹ شہر پہاڑ کے قریب پہنچ گیا تھا۔

اپنے لشکر کو شہر پہاڑ کے دور گھاٹ میں بیٹھانے کے بعد منیٹ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ فیصل کے قریب آیا۔ فیصل کے ارد گرد پکڑ لگاتے ہوئے اس نے حالات کا جائزہ لیا۔ اس وقت فضاؤں کے اندر اولوں کے طوفان کے بعد ابھی پچھلی بوندہ بانڈی ہو رہی تھی اور فیصل کے محافظ ہرجوں کے اندر آگ کے آواز گرم کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ اب منیٹ نے دیکھا کہ شہر پہاڑ کے دھوئی دھبے میں ایک بڑا درخت تھا جس کی کچھ چھوٹی بڑی شاخیں شہر پہاڑ کی طرف پھیل چکی تھیں۔ ان شاخوں کے ذریعہ فیصل پر جانا انتہائی مشکل کام تھا چونکہ شاخیں ٹانگ تھیں اور وہ انسانی بوجھ نہ برداشت کرتے ہوئے ٹوٹ بھی سکتی تھیں۔ ناقص منیٹ نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ شہر پہاڑ پر چڑھنے کے لئے اور شہر پر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کے لئے وہ اسی درخت سے کام لے گا۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے وہ واپس اپنے لشکر میں آگیا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس نے اپنے لشکر کو اذیتوں سے بھرا دیا اور لشکر میں سے ایک انتہائی پختے اور ہلکے پھلکے نوجوان کا انتخاب کیا جو اس درخت پر چڑھنے کے بعد شہر پہاڑ کی دیوار پر کود سکے اس طرح یہ سارے انتظام طے کرنے کے بعد منیٹ اپنے لشکر کو ساتھ لے کر اس درخت کے پاس آن رکھا۔

جس ہلکے پھلکے تیز و طرار نوجوان کو منیٹ نے فیصل کے باہر اس درخت پر چڑھنے کے لئے چنا تھا۔ وہ نوجوان منیٹ کے کہنے پر بڑی تیزی سے اس درخت پر چڑھا اور وہ ٹانگ شاخیں جو فیصل کے اوپر تک چلی گئیں تھیں ان شاخوں کے ذریعے وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال رہا تھا اور بڑی احتیاط سے کام لیتا تھا۔ فیصل کے اوپر کو گیا تھا۔ فیصل کے اوپر جانے کے بعد اس نوجوان نے اپنے سر پر باندھا ہوا اپنا لمبا عمامہ کھول کر اس کا ایک سرا فیصل کے اوپر باندھ دیا اور عمامہ کا دوسرا سرا اس فیصل سے نیچے گرا دیا تھا اس طرح اس نے عمامہ لگھڑتا کر اس نے اپنے ساتھیوں کے لئے اپر آنے کا ایک راستہ بنا دیا تھا۔

رات کی تاریکی میں طارق بن زیاد البیہرہ شر کے شرقی دروازے پر آیا اپنے گھوڑے کو اس نے دروازے کے سامنے روکا پھر اس نے کڑکسی ہوئی آواز میں دروازے کے محافظوں کو شہر پہاڑ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ محافظ یہ سمجھے شاید ان کا لشکر دشمن کی سرکوبی کرنے کے بعد رات کی تاریکی میں لوٹ آیا ہے۔ لہذا انہوں نے بلا جھجک شہر پہاڑ کا شرقی دروازہ کھول دیا۔ دروازے کا کھلنا تھا کہ طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ صیلاب کی طرح البیہرہ شر میں داخل ہوا۔ شر کے اندر شر کی حفاظت کے لئے جو چھوٹا سا ایک لشکر تھا اس کو اس نے لمحوں کے اندر کاٹ دیا۔ شر کے محافظوں کا بھی اس نے قلع قمع کر دیا اور ہر دروازے پر اس نے اپنے محافظ مقرر کرنے کے بعد لشکر کا ایک حصہ اس نے فیصل پر مقرر کیا اور باقی لشکر کو اس نے شر کے ایک کھلے میدان میں پھاڑ کر لے کر حکم دے دیا تھا۔ اس طرح رات کی تاریکی میں بغیر کسی مزاحمت کے طارق بن زیاد نے البیہرہ شر پر قبضہ کر لیا تھا۔ طریف بن مالک کی طرح اس نے بھی چند یوم تک البیہرہ شر میں قیام کیا اس کے بعد وہ میاں اپنا ایک حاکم مقرر کرنے کے بعد مرہبہ شر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

تیسری طرف منیٹ اپنے مختصر لشکر کے ساتھ قرطبہ شر کی طرف بڑھا تھا وہ دن کے پچھلے حصے میں قرطبہ کے نواحی جگہ میں پہنچ کر وہاں چھا رہا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا تاکہ شب کی تاریکی میں وہ شر پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ منیٹ کی خوش قسمتی کہ رات کے وقت جب کہ وہ قرطبہ کے ایک نواحی جگہ میں اپنے لشکر کے ساتھ پھاڑ کے ہوئے تھا اولوں کا طوفان اٹھ پڑا۔ قرطبہ کے گرد و قواص میں اس قدر اولے پڑے کہ زمین کے غیب و فراز برابر ہو کر رہ گئے اور ہر طرف اولوں کی وجہ سے سفیدی ہی سفیدی بکھر رہ گئی تھی۔ اس صورتحال سے منیٹ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور جب رات گہری ہو کر چاروں طرف تاریکی پھیل گئی تو قرطبہ کے نواحی جگہ سے نکل کر اپنے لشکر کے ساتھ وہ قرطبہ کی فیصل کے قریب آن رکھا چونکہ زمین پر چاروں طرف اولے پھیلے ہوئے تھے لہذا قرطبہ شر کے محافظ منیٹ

ہلاک اور نامراد ہو کر رہ گئی جب کہ ان کے مقابلے میں مسلمان لشکری کچھ اس طرح شہابی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے جیسے صبح کی روشنیوں رات کی تاریکیوں کے اندر گھسٹی چلی جاتی ہیں۔

قرطبہ کے لشکریوں نے اپنی انتھک کوشش کی کہ کسی طرح مسلمانوں سے اپنی شہنشاہ کو خالی کروالیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی تھی۔ اس لئے کہ غلبہ کی ہر ممکنگی میں مسلمان مجاہدین بیاد نور اور عرفین ہو کر پلٹے پھلوں کی طرح اسرار و تجسس بن کر اور دعوین کے مرغلوں کی طرح متعین جو ہر انسان کی نبوت میں اور تقدیر کے ترس کی طرح تیزی ایمان کا روپ دھارتے ہوئے تھے۔ حملہ آور ہوئے تھے۔ ان حملوں کے اندر ایک عجیب طرح کی دلکشی اور شہی کی دلدوزی تھی جس کی بناء پر دشمن کے قس عمارہ پر حملہ آور ہوئے ہوئے انہوں نے دشمن کے لشکریوں کی حالت سمجھے ہارے راہی اور تختہ لب صاف چھپی بنا کر رکھ دی تھی۔

چونکہ رات کی گہری تاریکی میں غلبہ کی کارکردگی میں مسلمان مجاہدین کا یہ حملہ کچھ ایسا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ قرطبہ کے لوگ سنبھل سک نہ سکے اور ہر اندازہ تک نہ لگ سکے کہ ہم پر حملہ آور ہونے والوں کی تعداد کس قدر ہے۔ دوسری طرف غلبہ کی بھی یہ احساس ہو چکا تھا کہ جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے اسے رات کی رات میں کر لینا چاہیے ورنہ اگر سورج طلوع ہو گیا اور دشمن کو یہ خبر ہو گئی کہ اس کے ساتھ صرف سات سو لشکری ہیں تو وہ ایک بار پھر ان کے ساتھ قسمت آزمائی پر تیار ہو جائیں گے۔ لہذا اس نے چھپے چلائے ہوئے دربار بار اپنے لشکریوں کو یوں غافل کر کے اور انہیں جنگ پر ابھارنے کے لئے مسلمان مجاہدین کے اندر نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا تھا وہ دشمن کی ہلاکت کی پرواہ کے بغیر طوفان صیب اور ہلاکت خیزی کی طرح آگے بڑھتے ہوئے ہی تیزی سے حملہ آور ہوئے گئے تھے اور اپنے جذبہ تنہا میں محکم حصار سی نیست اختیار کرتے ہوئے وہ کچھ اس طرح آگے بڑھتے گئے تھے جیسے کوئی آہن لگی اسرار غمستان میں داخل ہو جاتا ہے۔ مسلمان مجاہدین حردہ مرگ و اہل بن

چند ہفتوں اس غم کے مد سے ادھر چڑھ گئے اور پھر انہوں نے بھی اپنے غم سے کھول کر انہیں کند کی شکل میں فصیل سے نیچے گرا دیا تھا۔ اس طرح غلبہ کے لشکری غماہوں کی ان کندوں کے ذریعے بڑی تیزی سے شہنشاہ پر چڑھنے لگے تھے۔

شہنشاہ کے وہ محافظ جو درخت کے ایک قریبی برج کے اندر آگ کے آلاؤ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہیں مسلمانوں کے فصیل پر چڑھنے کی خبر اس وقت ہوئی جب غلبہ کے لشکریوں کی بڑی تعداد فصیل پر چڑھ چکی تھی اور جب وہ محافظ مسلمانوں کو روکنے کے لئے آگے بڑھے تو مسلمانوں نے انہوں کے اندر ان کا غارتہ کرتے ہوئے اس برج پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر اس برج سے ہوتے ہوئے وہ دوسرے برج پر گئے۔ وہاں بھی قبضہ کرنے کے بعد دوسرے سے تیسرے پھر وہ چوتھے برج پر بھی قبضہ کرتے چلے گئے تھے یہاں تک کہ فصیل کے نیچے بیٹھے ہوئے قرطبہ شہر کے لشکریوں کو خبر ہو گئی کہ مسلمان کسی طریقہ سے فصیل پر چڑھ آئے ہیں۔ لہذا وہ لشکری بھی بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھتے ہوئے مسلمانوں کا راستہ روکنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

قرطبہ شہر میں تھوڑی دیر تک جہاں اولوں اور بھلی بھلی بارش کے باعث غبار ابلے مزا خانہ کا سا ایک سان تھا وہاں اب کچھ اس طرح الجھل جھل گئی تھی جیسے اجنام خیال کے اندر چاروں طرف زور کی رنگ آمیزی پھیل گئی ہو۔ مسلمانوں کی راہ روکنے کے لئے قرطبہ شہر کے لشکری بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھتے آ رہے تھے جب کہ دوسری طرف مسلمان لشکری بھی بڑے حوصلے اور بڑے جذبہ کے ساتھ دفا کے لئے مضامین باندھتے ہوئے زندہ مزم کے ساتھ قرطبہ شہر کے محافظوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ شہر کے اندر اب زور زور سے فوج و خدارے اور جنگ کے ٹبل بجنے لگے تھے اور شہر میں ایک شور اور غل سا جگ کر رہ گیا تھا۔

قرطبہ کے لشکریوں نے بڑی کوشش کی کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں فصیل سے نیچے اتر جانے پر مجبور کر دیں لیکن ان کی ہر کوشش ان کی ہر سی

کر قرطبہ کے لشکریوں کو پرانندہ نصیب اور جگر آشوب بنانے لگے تھے۔ تو وہی دیر تک یوں ہی فیصل کے اور جنگ ہوتی رہی یہاں تک منیث نے اپنے لشکریوں کی مدد سے قرطبہ کے لشکریوں کو فیصل سے اتر جانے پر مجبور کر دیا تھا اس کے بعد شہر کے اندر ہولناک جنگ ہونے لگی تھی۔

شہر کے اندر بھی زیادہ دیر تک جنگ جاری نہ رہی۔ اس لئے کہ حاکم شہر کو خبر ہو گئی تھی کہ مسلمان اب شہر پر پوری طرح چھانے جا رہے ہیں۔ دوسرے اسے یہ نہ پتہ چل سکا تھا کہ حملہ آور کی تعداد کس قدر ہے لہذا وہ اپنے بیٹے کھچیسے لشکر کو لے کر شہر کے دوسرے حصے کے ساتھ قرطبہ کے قلعہ میں محفوظ ہو گیا تھا اس طرح گیا اس نے شہر مسلمانوں کے حوالے کرنے کے بعد محصور ہو گیا تھا دوسری طرف منیث نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ چند یوم تک وہ شہر کے قلعہ و قنیق میں مشغول رہا۔ اس کے بعد اس نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا قاضی کے اندر حاکم شہر نے اپنے بیٹے کھچیسے لشکر اور معززین شہر کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔ منیث نے گو اس قلعہ کا محاصرہ تو کر لیا تھا لیکن وہ دشمن پر دباؤ ڈالنے میں ناکام رہا تھا۔ اس کی دو وجوہات تھیں اول یہ کہ قلعے کی دیواریں بہت بلند اور مضبوط تھیں۔ ان پر چڑھنا ناممکن تھا۔ دوسرے یہ کہ اس کے لشکر کی تعداد صرف سات سو تھی۔ اس طرح وہ مکمل طور پر اس چھوٹے سے لشکر کے ساتھ قلعہ کا محاصرہ کر کے حاضرین پر دباؤ نہیں ڈال سکتا تھا۔ اس کے علاوہ منیث نے اپنے لشکریوں کو گھات میں بٹھا رکھا تھا تاکہ قلعہ میں محصور ہونے والے اس کے لشکریوں کا صحیح اندازہ نہ لگا سکیں۔ اس طرح منیث نے اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ قرطبہ شہر کے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا۔

○

تاریخ عالم کی روح کو سنوارتی ہوئی رات ازل سے ابد کی طرف بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ تاروں بھری رات چپ اور خاموش تھی ہر طرف سکوت سے بھرا ہوا ایک شانا اور انتظار کے سے عالم کا ساں بنا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ مریدہ شہر کا ابھی تک محاصرہ کر رکھا تھا اور ابھی تک اس نے اس

شہر پر آخری ضرب لگانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ رات کے اس سے طارق بن زیاد اپنے بیٹے سے باہر بیٹے والے آگ کے الاؤ کے پاس عبداللہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تنگ ہو رہا تھا۔ ان دونوں کی تنگدلی کا موضوع طرفین بن مالک اور منیث تھے اپنے میں رات کی تاریکی کے اندر ایک سوار ان کے پاس آکر رکا۔ آگ کے بیٹے الاؤ کے پاس وہ سوار اپنے گھوڑے سے اترتا اور طارق بن زیاد اور عبداللہ کے پاس آکر آگ ہوا۔ اتنی دیر تک لشکر کے کچھ اور سپاہی بھی وہاں جمع ہو گئے تھے۔ پھر اس آنے والے سوار نے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے امیر محرم! میں منیث کے لشکر میں شامل تھا۔ اس کی طرف سے ایک اہم خبر بن کر آپ کے لئے ایک اہم پیغام لے کر آیا ہوں یا امیر جہاں تک قرطبہ شہر پر حملہ آور ہونے کا تعلق ہے تو جس رات ہم نے قرطبہ شہر پر حملہ آور دے کا ارادہ کیا تھا۔ اس رات قرطبہ شہر کے نواح میں بڑے زور کے اوٹے سے تھے اور شہر کے اطراف میں برف ہی برف پھیل گئی تھی۔ اس ڈالہ باری و ہم نے تائید خداوندی سمجھا اور شہر پر حملہ آور ہونے اس ڈالہ باری میں افسانے بھانسنے ہوئے گھوڑوں کی پاپ کی آواز سنائی نہ وہی تھی لہذا منیث بڑی ناشانی اور سرافروشی کے ساتھ قرطبہ شہر پر حملہ آور ہوا اور رات کی تاریکی کا جلد ہی ہم نے شہر کو فتح کر لیا۔ اے امیر شہر کا جو محافظ لشکر تھا وہ شہر کے بعد میں محصور ہو گیا اور اس محافظ لشکر کی جو تعداد جہاں تک ہمارا اندازہ ہے پٹ کے لشکر سے دس گنا سے بھی زیادہ ہو گی۔ منیث نے چونکہ رات کی تاریکی میں قرطبہ شہر پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لہذا دشمن کو ابھی تک خبر نہیں ہوئی کہ حملہ آوروں کی تعداد کس قدر ہے۔ اب بھی منیث قلعہ کا محاصرہ کر رہے ہوئے ہے جس کے اندر قرطبہ شہر کے لشکر نے پناہ لے رکھی ہے اور پٹ نے اپنے لشکر کو یوں گھات میں بیٹھا رکھا ہے تاکہ دشمن کو خبر تک نہ ہو اس کے ساتھ کس قدر لشکر ہیں۔

لہذا اے امیر میں آپ کے پاس یہ گزارش لے کر آیا ہوں کہ جلد اس

جج جائے گا اور پھر ہم سب مل کر مرید شہر پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ مرید نے جوار لشکر کو اپنے سامنے جھکے پر مجبور کر دیں گے اس کے بعد پھر ہم اپنے متحمل کا لائحہ عمل تیار کریں گے۔ عبداللہ نے طارق بن زیاد کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں آگ بھٹے ہوئے آلاؤ کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جوڑی در بعد طارق بن زیاد لشکر کے ایک حصے کے ساتھ مرید سے قریبہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

جو قاصد منیث کی طرف سے طارق بن زیاد کے پاس پیغام لے کر گیا تھا وہ پہلے ہی پہنچ کر منیث کو طارق بن زیاد کے آنے کی خبر کر دی تھی لہذا قبیلہ نے شہر سے باہر نکل کر طارق بن زیاد کا استقبال کیا اور اسے اپنے ساتھ لے کر اندر لے کر آباد اور دھواں لپٹے کے بجائے طارق بن زیاد نے قریبہ میں داخل ہونے کے ساتھ ہی پہلے حالات اور شہر کے مختلف مقامات کا جائزہ لیا۔ اس وقت رات اپنے آخری حصے میں داخل ہو چکی تھی اور صبح ہونے کے بعد لڑائیاں ہو چکی تھیں اپنے ارد گرد کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد طارق بن زیاد اس قلعہ کے قریب منیث کے ساتھ گیا جس قلعہ کے اندر دشمن کا لشکر حضور ہو کر مقابلہ کر رہا تھا پھر طارق بن زیاد نے بیوے و ازوارانہ اعزاز میں قبیلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کتنا شروع کیا۔

سنو عبداللہ میرے ساجھی! میرے رشتی! میں شہر اور اس قلعہ کا بھی مجبور ہونے لے چکا ہوں جس کے اندر دشمن اپنے لشکر کے ساتھ محصور ہو چکا ہے۔ یہ قلعہ اپنی نوعیت اور اپنی مائیت کے لحاظ سے انتہائی مضبوط اور محکمہ کرنے میں شہر گزار ہے جب کہ ہمارے پاس اس قدر لشکر بھی نہیں ہے کہ ہم اس کے اردوں طرف بمیل کر پڑی سختی سے اس کا محاصرہ جاری رکھ سکیں اور اگر خاصہ لوہم طول دیتے ہیں تو شہر کے اندر محصور لشکر کو اپنے دوسرے شہروں سے مدد اور کمک ملتی رہے گی جب کہ ہمارے لئے طویل محاصرہ اس انتہائی مزیدار نہیں ہے۔ نقصان وہ ثابت ہو گا۔ لہذا یہاں قلعہ اور اس کے ارد گرد بمیل ہوئی

کے قریبہ شہر کے سالاروں کو یہ علم ہو جائے کہ منیث کے ساتھ صرف سات سو مجاہدین ہیں، آپ منیث کی مدد کا انتظام کیجئے اگر دشمن کو خبر ہو گئی کہ حملہ آور کل سات سو ہیں تو یاد رکھیے وہ قلعہ سے نکل کر منیث پر اور اس کے لشکریوں پر یوں حملہ آور ہوں گے کہ منیث اور اس کے لشکریوں کا بچنا مشکل و محال ہو جائے گا لہذا اس خطرے اور اندیشے سے بچنے کے لئے منیث نے مجھے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ اس کے لئے آپ کمک میا کریں جس کی مدد سے وہ قلعہ میں محصور قریبہ شہر کے لشکر کو اپنے سامنے جھکے پر مجبور کر دے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد جب خاموش ہو گیا۔ تب طارق بن زیاد نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے منیث کے قاصد میں خود ایک لشکر کے ساتھ اس نازک وقت میں منیث کی مدد کو پہنچوں گا اگر تم تھکات محسوس نہیں کر رہے تو میں ابھی اور اسی وقت قریبہ شہر کی طرف کوچ کرنا پسند کروں گا۔ طارق بن زیاد کا یہ جواب سن کر اس قاصد کے چہرے پر خوشیاں اور اطمینان برسنے لگا تھا اور پھر اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ نکھیرتے ہوئے کہا یا امیر میں راستے میں کھانا کھانے کے علاوہ سب کچھ لے چکا ہوں اور اپنے گھوڑے کو بھی دم لینے کا موقع فراہم کر چکا ہوں لہذا میں ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس قاصد کا یہ جواب سن کر طارق بن زیاد نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے عبداللہ کو مخاطب کر کے کتنا شروع کیا۔

سنو عبداللہ میں ابھی اور اسی وقت رات کی تاریکی میں اس قاصد کے ساتھ منیث کی مدد کے لئے قریبہ کی طرف کوچ کروں گا۔ میرا یہ کوچ خفیہ اور راز میں رہنا چاہیے اور مرید شہر کے سرداروں کو اس کوچ کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ میری تعمیر موجودگی میں تم حسب معمول مرید شہر کا محاصرہ جاری رکھو اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دو کہ میں قریبہ کی طرف کوچ کر چکا ہوں منیث کی مدد کرتے ہوئے اور قریبہ شہر کو اپنے سامنے زیر نگین کرنے کے بعد منیث کو لے کر پھر تھمارے پاس آ جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ اتنی دیر تک طریف بن مالک بھی آرکیزونا اور اللہ شہروں کو فتح کرنا ہوا یہاں ہمارے پاس

عماروں کا جائزہ لینے کے بعد میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور وہ فیصلہ مجھے یقین ہے کہ تم بھی پسند کرو گے چونکہ حملہ کے اس انداز میں ہمیں کسی قسم کی تباہی یا المیاجات میں نہ پڑنا ہو گا بلکہ یہ ایک ایسا سادہ طریقہ جنگ ہو گا جسے استعمال کر کے ہم یقیناً قلعہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سنو منیٹ میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ سحر ہونے والی ہے۔ تھوڑی دیر تک سورج طلوع ہو گا اور ہر چیز عیاں اور روشن ہو کر رہ جائے گی۔ سنو روشنی پھیلنے سے پہلے پہلے قلعہ کے شرقی حصے کے قریب قریب جس قدر مکانات ہیں ان سب پر اپنے لٹکری چھین کر دو اور ان کے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دو۔ جب سورج طلوع ہو گا تب اس کی روشنی میں ہم دونوں مل کر قلعہ کی شرقی طرف سے حملہ آور ہوں گے اور رسید کی بیڑیاں پیچک کر قلعہ پر چڑھنے کی کوشش کریں گے، ظاہر ہے کہ قلعہ کی فسیل کے اوپر قلعہ کے محافظ ہم پر تیر اندازی کریں گے لیکن وہ ہمیں زیادہ نقصان نہ پہنچائیں گے کہ قلعہ کے شرقی حصے کی طرف جو مکانات ہیں ان پر ہم نے تیر انداز بٹھائے ہوں گے۔ وہ ان پر تیر اندازی کریں گے جس کے نتیجے میں دشمن کے سپاہی نہ صرف یہ کہ فسیل کے اوپر سے ہم پر تیر اندازی نہ کر سکیں گے بلکہ میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ ان کا فسیل کے اوپر کھڑا رہنا بھی مال اور مشکل ہو کر رہ جائے گا۔ لہذا اے منیٹ میرے بھائی تم اپنے لٹکریوں کو قلعہ کے شرقی مکانوں کی چٹوں پر چھین کر اتنی دیر تک میں اپنے حصے کے لٹکر کو قلعہ کی شرقی جانب منظم کر کے ان کی ترتیب درست کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی منیٹ حرکت میں آیا اور اپنے تیر اندازوں کو اس نے قلعہ کے شرقی مکانوں کی چٹوں پر بٹھا کر ان نیچے پاس تیروں کے ڈھیر لگا دیئے تھے پھر وہ اس جگہ واپس آگیا جہاں قلعہ کے شرقی جانب طارق بن زیاد اپنے لٹکر کی ترتیب درست کر کے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سورج جب مشرق سے طلوع ہوا اور اس کی کرنوں نے ہر چیز کو لہہ بہ لہہ جیز ہوتی ہوئی دھوپ کے اندر غسل دیا اس سے قلعہ کے اوپر پہرہ دینے والے دشمن کے محافظوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا لٹکر طارق بن زیاد اور منیٹ کی

رکدگی میں قلعہ کی شرقی جانب اپنی عظیم اور اپنی مغلوں کو درست کر چکا تھا۔ صورت حال دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنے سالار کو اس کی اطلاع کر دی اس جواب میں شر کے اندر مبل اور دنس بیٹے گئی تھیں اور گرجا گھروں کے بعد دور دور سے گھنٹیاں بجائی جانے لگی تھیں اس وقت جب کہ شر کے اندر ہلچل کے مبل، دنس اور گھنٹیوں کی صدا میں بلند ہوتی ہوئی چاروں طرف ہلچل کا سہا پہا کر رہی تھیں اس موقع پر طارق بن زیاد اپنے لشکر کے نیچے ایک قدرے بلند جگہ پر کھڑا ہوا۔ پھر وہ اپنے لٹکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”کٹکٹاں کے فرزندو! جلیل القضاں مجھو! میرے بھائی! میرے رفیقو تھوڑی دیر تک ہم دشمن کے خلاف اپنے حملہ کی ابتدا کریں گے۔ میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ سبک و شرم و تیشہ بن کر کاوش بے نیازی کی صورت میں دشمن پر حملہ نہ کرو اور اس کے رگ و پے میں سستی اور دراندازی دوڑا کر دکھو! سنو! سنو! سنو! سنو! سنو! میرے بھائی! خداوند ہر عجب سے پاک اور ہر خطائے لاریب سے باخبر وقت ہے اور صبح و شام کا اسیر نہیں۔ اس کی حکمت میں شکایت کی مجال نہیں ہے۔ میرے بھائی! خداوند ہی رب ہی خالق ہی مالک ہی آقا اس میں تمہارے ارادوں اور تمہارے غلوں کو دیکھتے ہوئے تمہاری نصرت کی دعا اور تمہاری اعانت فرمائے گا۔

فرارے ریحان دلخواہ! یہ دشمن اور اس کے لٹکری تمہارے لئے ایک بڑا اورادوں کو پکارتی موت، کٹیف دھوئیں اور بادہاراں کے طوفان کی شکل میں اختیار کر کے تمہیں یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کرنا چاہتا ہے لیکن مجھ میرے اتفاق گیر مشعل بروار کا سقاہو! ہم نے دوپہر سے پہلے اس قلعہ کو ہمارے ذمہ اور مطلوب کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے لہذا تم سے میں آئندہ کاروں و مضبوط چٹانوں کی حمایت اور افلاک کے محافظوں کی طرح آگے بڑھنے اور دشمن پر حملہ آور ہونا اور اس کے باطن کو خباثت کو کم اندیشی اور کم فی میں اور اس کے سارے شور اور ساری جرات کو تعجل اور محنت

اندازی میں کی تھی۔ اس لئے کہ ابھی مسلمان دور تھے اور ان کے حیروں کی ذر سے باہر تھے۔ پھر جب طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے آگے آگے چلے ہوئے حملہ آور ہوئے کئے جسے قسطنطین شہر کی قلعہ کے اوپر محافظوں نے تیر اندازی شروع کر دی تھی تاہم ابھی تک تیر مسلمانوں تک نہیں پہنچ رہے تھے۔ اس کے علاوہ قلعہ کے اندر بھتی فوں، ٹیل اور گھنٹیوں کی آواز پھیلنے سے زیادہ تیر ہو گئی تھی۔ طارق بن زیاد کی ہدایت کے مطابق مسلمان لشکریوں نے اپنی دھماکوں کو اپنے سامنے رکھ کر آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا تاکہ وہ دشمن کی تیر اندازی سے محفوظ رہ سکیں۔

اس وقت قلعہ کے اوپر ایک پہل اور انقلاب سا رہا ہو گیا تھا۔ جب قلعہ کے شرقی حصے کے مکانات کی چھتوں پر بیٹھے مجاہدین نے جوابی تیر اندازی شروع کر دی تھی اور اس تیر اندازی کے نتیجہ میں قلعہ کے اوپر محافظوں کے اندر جھج بھجک اور ایک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہ اپنے زخمیوں کو لے کر بڑی تیزی سے بھاگتے ہوئے فسیل کے نیچے اترنے لگے تھے اور جو محافظ ابھی تک مسلمان مجاہدوں کے حیروں سے بچے ہوئے تھے ان میں سے کچھ نے یا تو فسیل کے اوپر بھول کی آڑ میں جا کر اپنے آپ کو تیر اندازوں کے حیروں سے محفوظ کر لیا یا یہ کہ وہ کسی نہ کسی طرح بچے اتر کر مسلمانوں کی اس جان لیوا اور سخت تیر اندازی سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس صورت حال سے طارق بن زیاد نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور وہ بڑی تیزی سے قلعہ کی فسیل کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

طارق بن زیاد کی راجدانی اور راہبری میں مسلمان مجاہد ایک قوت اشتراک و جذبہ اشتراک کی طرح آگے بڑھتے ہوئے قلعہ کی فسیل سے قریب گئے اور طارق بن زیاد کے حکم کے مطابق انہوں نے قلعہ پر رسیوں کی بیڑیاں پھینک کر بڑی تیزی سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا تھا۔ چونکہ مکانات کی چھتوں پر بیٹھے ہوئے مسلمان مجاہدین ابھی تک دور دار تیر اندازی کر رہے تھے۔ لہذا قلعہ کے محافظوں کو یہ جرات نہ ہوئی کہ وہ قلعہ کی فسیل پر آکر فسیل پر چڑھتے ہوئے

میں تبدیل کر کے دکھ دینا سن رکھو۔ وقت و مشاورت مہاراجا ملی کے ساتھ ساتھ چاہئے خداوند کی تحریروں بلند کرتے ہوئے حملہ آور ہونا اس لئے کہ وہی خدا ہے جو تاجروں کو خاک نشین کرتا ہے اور وہی خدا ہے جو حج اور نصرت عطا کرتے والا ہے۔ سن رکھو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر دشمن تمہاری رگ رگ میں خوف کی دھڑکن بن کر دوڑائے گا اور خوشامد کا لقمہ چوب جیسا تمہارا یہ دشمن مست و گمن ہو کر تمہارے خون کا پیاسا بن کر بیٹھ جائے گا۔

ان حالات میں میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے رواجی انداز میں اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے حملہ آور ہونا اور قلعہ کے اندر محصور دشمنوں پر آدم کی بمباری اور آگ سے مارا ہو کر سنگین موت کی شکل و صورت اختیار کرتے ہوئے اس قلعہ کی فسیل پر چڑھ کر اپنے سامنے آنے والے دشمن کے ہر سپاہی کو کاٹنے چلے جانا۔ دشمن کے ہر قسم شراک کو اپنے زیر کند رکھنا اور ان کے تحت الشور میں قعر زندان بن کر داخل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے پیچھے پیچھے جہڑوں کے اندر ایک محصور و تنگ تراشی کی طرح سرایت کرنا اور ان کی بمباری زمین پر ضربیں لگاتے ہوئے ان پر اپنی فتح اور کامیابی کی شہر و اسرار کا انکشاف کرتے چلے جانا۔

سنو! میرے ساتھیو! اس دھوپ بھیلی فضاؤں کے اندر دشمن کی ساری خوشگوار امیدوں کو گمراہ دہیز خوناک سامنے میں تبدیل کرتے چلے جانا اور ان کی ساری آرزوؤں کو برکشتہ کرتے ہوئے ان کی حالت شکست پائیدار اور پرانی اور بوسیدہ لکڑی کی طرح بناتے چلے جانا! میرے ساتھیو! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اپنے ارادوں اور اپنے غلوص میں اپنے رب کی تحریروں بلند کرتے ہوئے اس شہر پر حملہ آور ہو تو یہ شہر یہ قلعہ اور اس کے محافظ تمہارے اندر تمہارے سامنے لبر ہو کر رہ جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد طارق بن زیاد خاموش ہو گیا تھا۔ اب وہ اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کے لئے ہدایت جاری کرنے لگا تھا۔ دشمن کے محافظ جو قلعہ کی فسیل کے اوپر پہرہ فہ رہے تھے انہوں نے ابھی تک مسلمانوں پر تیر

مسلمانوں کو روک سکیں۔ لہذا طارق بن زیاد بڑی آسانی کے ساتھ رسیوں کی پیرھنوں کے ساتھ قرطبہ شہر کے اس قلعہ پر چڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی مکانوں کی چھتوں پر بیٹھے ہوئے مجاہدین نے تیر اندازی بند کر دی۔ اب وہ مکانوں کی چھتوں سے اتر کر قلعہ کی طرف ہمارے تاکہ رسیوں کی پیرھنوں پر چڑھ کر وہ بھی طارق بن زیاد کے ساتھ شامل ہو کر جنگ میں بھرپور حصہ لے سکیں۔

قلعہ کے محاذوں نے جب دیکھا کہ طارق بن زیاد اپنے لشکر کی راہبری کرتے ہوئے قلعہ کی فیصل پر چڑھ آیا ہے تو وہ چونک کر رہ گئے۔ اب انہوں نے یہ بھی اندازہ لگایا تھا کہ ان پر چونکہ مسلمانوں کی طرف سے تیر اندازی بند ہو چکی ہے لہذا وہ بڑی تیزی سے قلعہ کی فیصل پر چڑھنے لگے تاکہ قلعہ پر چڑھ آئے والے مسلمانوں کو دھکیل کر پیچھے اتر جانے پر مجبور کر دیں اس طرح دشمن کا ایک سیلاب تھا جو پیرھنیاں چڑھتے ہوئے طارق بن زیاد اور اس کے لشکریوں پر اتر پڑا تھا۔

دوسری طرف طارق بن زیاد نے بھی یہ انتظار نہ کیا کہ دشمن جب فیصل پر چڑھ آئے تو وہ ان پر حملہ آور ہو بلکہ وہ اپنے لشکریوں کے ساتھ لشکروں کی دھوپ اور سورج کی سرخ سوت کی طرح آگے بڑھا اور اک عجیب سے جذب اک انوکھی کمرانی اور اک لذت گراں خاں کا سامنا پیش کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہوا اور اپنے تیز حملوں سے اس نے دشمن کی فکر و نظر میں استہوا و اندیشہ ذہن میں موجزنہ مگر میں التباب دل کی کیریدی بھر کر رکھ دی تھی۔ طارق بن زیاد نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے روایتی انداز میں اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ایک ناکہ آتشا کے سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے دشمن کی صف میں گر آ کر زوڑوں کی آہنگی اور توازن بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس نے اپنے سامنے آئے والے دشمن کے لشکریوں کی حالت پر آگندہ حواس اور بے غامض حالات بھی بنا کر رکھ دی تھی۔

اب طارق بن زیاد اور منیث اپنے پورے لشکر کے ساتھ قلعہ کی فیصل سے اتر کر قلعہ میں داخل ہو گئے تھے اور ان کے دشمن پر حملہ آور ہونے کا

انداز اب کچھ ایسا تھا جیسے وہ منیث خداوندی کدورت بشریت میں کر دشمن پر دوسرے د اضطراب طاری کرتے ہوئے انہیں قنود زبان و مکان سے آزاد کرنے لگے ہوں۔ طارق بن زیاد اپنی جان اور جسم کی پرواہ کئے بغیر قلعہ زاروں میں روشنی کی کرن کی طرح پچکے پچکے دشمن کی رگ و جان میں نفوذ کرنے لگا تھا اور اس کے لشکر بھی اس جیسی مدبری اور جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ساتھ دیتے جا رہے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قنوزی ہی دیر کی جنگ کے بعد طارق بن زیاد اور لشکریوں کے سامنے دشمن کی حالت کاروان رشتہ کی داستان بھی طیل و مریض پر آگندہ و فرومایہ دکھائی دینے لگی تھی جب کہ ان کے مقابلے میں ابھی مسلمان مجاہدین طارق بن زیاد کی سرکردگی میں شب عروسی کے تھے کہ ہی تازگی کے ساتھ اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے لو لہان کرتے جا رہے تھے اس طرح قنوزی دیر کی مزید جنگ کے بعد دشمن کے لشکر کی اکثریت موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ باقی نے طارق بن زیاد کے سامنے ہتھیار ڈال کر امان طلب کر لی تھی۔ اس طرح طارق بن زیاد اور منیث نے مل کر قرطبہ شہر کا قلعہ فتح کر لیا تھا اور پھر وہ شہر اور قلعہ کے قلم و نقش میں لگ گئے تھے۔

ہسپانیہ کا نامور سپہ سالار تدیمیر مرہبہ شہر کے محل کے اندر اپنے رفیقوں اور اپنے اراکین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک خبر اس کے پاس آگیا اور مخاطب کر کے کہنے لگا اے آقا میں آپ کے لئے ایک خوش کن اور بہت ہی اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ اس پر تدیمیر نے چونک کر اپنے بھری طرف دیکھا پھر اچھے بکے تبسم میں اس نے پوچھا تم میرے لئے کیسی خوشخبری لے کر آئے ہو اس پر وہ خبر کہنے لگا اے آقا مسلمانوں کو ہسپانیہ کی سرزمین سے نکال باہر کرنے کے مواقع پیدا ہو گئے ہیں اور وہ اس طرح کہ آپ جانتے ہیں انہیں پر حملہ آور ہونے والے سالار طارق بن زیاد کے پاس صرف بارہ ہزار کا ایک لشکر ہے اور لشکر اس وقت چار حصوں میں تقسیم ہے۔ اس موقع پر اگر ہم مرہبہ شہر سے

باہر نکل کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو جائیں تو ہماری فتح اور کامیابی جتنی ہے۔

اپنے اس خبر کی گھنٹ پر بدبیر خوش ہوا اور پوچھنے لگا یہ تم نے مسلمانوں کے لشکر کو چار حصوں میں کیسے اور کب سے تقسیم کر دیا۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس وقت مسلمانوں کا لشکر تین حصوں میں تقسیم ہے۔ چھوٹا سا ایک لشکر اس وقت منیث کی سرکردگی میں قرطبہ شہر کی طرف ہے جب کہ اس سے بڑا ایک لشکر طریف بن مالک کی سرکردگی میں آرکیڈونا اور مالقہ کی مسوں میں مصروف ہے جہاں تک مجھے خبر ملی ہے اس طریف بن مالک نے آرکیڈونا اور مالقہ دونوں شہروں کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے۔ اس پر وہ عجمیج میں بولے ہوئے کہنے لگا! اے میرے آقا قرطبہ شہر بھی منیث کے سامنے سرگرم ہو چکا ہے تاہم قرطبہ شہر کا محافظ لشکر شہر کے قلعہ کے اندر محصور ہو گیا تھا لیکن ایک خوفناک جنگ کے بعد اس لشکر کے زیادہ حصے کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور باقی لشکر نے مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ یوں قرطبہ پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اس پر تدمیر دکھ اور الفوس کا اہتمام کرتے ہوئے گئے لگا یہ جو تم نے قرطبہ کے سقوط کی خبر دی ہے یہ میرے لئے جی اور الفوسناک ہے اس پر وہ خبر گو گیریسی آواز میں تدمیر کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

اے آقا منیث رات کی تاریکی میں قرطبہ شہر پر حملہ آور ہوا تھا اور اس کے لئے آسانی یہ پیدا ہوئی کہ جس رات اس نے شہر پر حملہ آور ہوا تھا اس رات آسمان سے خوب اولے پڑے جن کے باعث اس کے ہمارے ہوتے گھوڑوں کی آوازیں قرطبہ شہر والوں کو سنانی نہ دیں اور وہ چپکے چپکے والدہ باری اور سردی سے قادیہ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قرطبہ کی فسیل پر چڑھ گیا اور شہر اس نے فتح کر لیا۔ پھر رات کی تاریکی میں قرطبہ شہر کے محافظ لشکر کو یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ منیث کے پاس صرف سات سو لشکری ہیں اگر انہیں پتہ ہو تا تو رات کی تاریکی میں منیث پر حملہ آور ہو کر اس کا اور اس کے لشکر کا خاتمہ کر کے رکھ دیتے۔ قرطبہ کے محافظ لشکر کو یہی خبر تھی کہ مسلمانوں کے حصہ لشکر

نے شہر پر حملہ کر دیا ہے لہذا وہ شہر چھوڑ کر قلعہ میں محصور ہو گئے یہاں پر قیث نے بڑی چالاکی سے کام لیا۔ اس نے اپنے لشکر کو گھات میں بٹھا کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ہمارے لشکر پر یہ ظاہر نہ ہوئے دیا جو اس کے ساتھ کتنا لشکر ہے اس کی تعداد کتنی ہے۔ جب یہ محاصرہ طویل پڑنے لگا تو منیث کو خدشہ ہوا کہ اگر یہ محاصرہ طویل پڑ گیا اور امین کے لشکر کو خبر ہو گئی کہ اس کے صرف سات سو لشکری اس کے ساتھ ہیں تو وہ قلعہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ آور ہوں گے اور ان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے۔

اے آقا اسی خدشہ کے پیش نظر منیث نے ایک اپنا قاصد طارق بن زیاد کی طرف روانہ کیا اور اس سے کلک طلب کی جس رات منیث کا یہ قاصد ابرق بن زیاد کے پاس آیا اسی وقت طارق بن زیاد رات کی تاریکی میں لشکر کے ایک حصے کو لے کر قرطبہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے منیث کے ساتھ مل کر اس قلعہ پر ایسا خوفناک حملہ کیا کہ ہمارے قلعہ کے محافظوں کو موت کے لمحات اتار دیا۔ باتوں نے طارق بن زیاد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح قرطبہ شہر مسلمانوں کے سامنے زیر ہو چکا ہے۔

اے آقا مسلمانوں کا لشکر چونکہ اس وقت چار حصوں میں تقسیم ہے ایک حصہ پہلے ہی قرطبہ میں موجود تھا جس کا سردار منیث تھا۔ دوسرے حصہ کلک نے طور پر طارق بن زیاد مرہبہ میں اپنے پڑاؤ سے لے کر گیا تھا وہ بھی ابھی تک ہیں پے پے تیسرا حصہ طریف بن مالک کی سرکردگی میں مالقہ کی طرف ہے اور چھٹا مختصر سا حصہ اس وقت مرہبہ شہر سے باہر مسلمانوں کے چوتھے سالار عبداللہ کی سرکردگی میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے! اے آقا اگر ہم رات کی تاریکی میں مرہبہ شہر سے باہر پڑاؤ کرنے والے مسلمانوں کے لشکر پر شیون ماریں تو مجھے امید ہے کہ ہم انہیں زیر کر کے رکھ دیں گے اگر ہم نے مرہبہ شہر سے باہر پڑاؤ کرنے والوں کو شکست دے دی تو یہ ہمارے لئے بہت بڑا معرکہ ہو گا اور یہ ہمارے لئے ممکن بھی ہے کہ اس لشکر کا سالار عبداللہ ہے جو جنگ کا زیادہ تجربہ نہیں تھا۔ اسے شکست دینے کے بعد ہم مالقہ کا رخ کریں گے اور مالقہ میں طریف

دلیری کو اعمال نامہ گناہ گار جیسا سیاہ بنا کر رکھ دیں گے۔ سنو مجھ آج کا دن مسلمانوں کے لئے انتہائی منحوس ہو گا کہ شر کے باہر کھلے میدانوں میں ہم امنیت و پناہ لے کر رکھ دیں گے اب تم جانتے ہو تاکہ میں لشکر کو تیار کرنے کا کام شروع کر سکوں اس کے ساتھ ہی وہ مجھ سے مل گیا تھا۔

دوپہر کے بعد اسپین کا سپہ سالار تدبیر بدی خوشخواری کے ساتھ مریدہ شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلا تھا۔ دوسری طرف عبداللہ نے بھی اسے اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے دروازے سے نکلنے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہذا اس نے فوراً اپنے لشکر کو جنگ کے لئے تیار کر لیا تھا۔ تدبیر پر مسلمانوں کے تعداد میں کم ہونے کا ایسا فائدہ سوار ہو گیا تھا کہ وہ اپنے لشکر کو کسی ترتیب دینے بغیر ہی اپنا غاروں کی دیواری کی طرح حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا وہ اور اس کے ساتھی بڑے جیسا کہ انداز میں لڑنے تیز اور صحت یابی کی طرح نعرے بلند کرتے اور شور کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ مسلمانوں نے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑے کو اسی طرح بھگاتے اور پیچھے ہٹ کر دیکھتے ہوئے پھرتے اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں اور طوفان میں جوش دلاتی ہوئی ویگ کے سے انداز میں کہہ سنو میرے ساتھیو آج کے دن ان مسلمانوں پر کچھ اس طرح حملہ آور ہونا کہ ان سے اپنے وادی رہا کے سارے نقصانات کا انتقام لو اور انہیں ویرانہ ہلاکت میں جھونک کر رکھ دو۔ تدبیر کے یہ امکانات کے جواب میں اس کے لشکری خوشخوار انداز میں شور کرتے ہوئے تڑپے مارے ہوئے اپنے پورے شمار و خرافات، ادنیٰ آگے اور جھوٹی زبان کی لٹ و کراہت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

عبداللہ نے کمال جرات مندی میں اپنے لشکر کی صفوں کو سنبھالتے ہوئے پھر کے حملہ کو مکمل طور پر روک دیا تھا اور اس کے بعد وہ چار حیت پر اترنے لگے بجائے اپنے دفاع پر ہی خود ہو کر رہ گیا تھا اور اس نے اپنے لشکریوں پر یہ جھج کر دیا تھا کہ وہ صرف تدبیر کے حلوں کو روکتے پر ہی اکتفا کریں۔ دوسری طرف تدبیر نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے سالار نے اپنے لشکریوں کو صرف

میں مالک کے لشکر کو شکست دینے کے بعد پھر طارق بن زیاد اور منیف کا رخ کیا جائے اور ان حالات میں ان دونوں کو کھلے میدانوں کے اندر شکست دینا ہمارے لئے زیادہ مشکل اور تکلیف دہ نہ رہے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ مجھ خاموش ہو گیا تھا۔

اس مجھ کی یہ خوش کن خبر سن کر تدبیر کے چہرے پر آشوب سہا جیسا اطمینان اور شیر گرم سکون بکھر گیا تھا اس کی آنکھوں کے اندر جھوٹی و خفائی اور جلال و جمال سے بھرپور جذبوں کے اندر غم و دہری کی کدورت و رقص کرنے لگی تھی۔ اس کے مسکراتے چہرے سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ یہ خبریں سن کر اس کے لئے قرار جان فروغ دل اور امید و وصل جیسا سامان فراہم کر دیا گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک تدبیر اسی حالت میں بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے کتنا شروع کیا۔ سنو! اے ہسپانیہ کے خوش فاقہ مجھ نے یہ ساری خبریں دے کر میرا دل خوش کر دیا ہے کہ اب ہم مسلمانوں پر شب خون نہیں ماریں گے اس وقت جب کہ مسلمانوں کا لشکر چار حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے ہم کھلے میدان میں مریدہ شہر سے باہر ہٹاؤ کرنے والے مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے اور جس طرح کوئی خوشخوار قوت کسی شرکی ایمنٹ سے ایمنٹ بچا کر رکھ دیتی ہے اسی طرح ہم بھی مسلمانوں کے لشکر کے اس حصے کو اسی ہی کے خون میں غلا کر رکھ دیں گے اس وقت دوپہر ہونے والی ہے اور تھوڑی دیر تک ہم اپنے لشکر کے ساتھ مریدہ شہر سے نکلیں گے اور مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوں گے۔ پھر دقت، فحاشیاں اور زمانہ دیکھے گا کہ ہم اس لشکر کی کسی بری حالت کرتے ہیں۔

سنو! میرے دردمند مجھ میں تمہیں اور اپنے سامنے بیٹھے سارے رفیقوں اور اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دوپہر کے بعد مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر ہم ان کی حیت اور ان کی شجاعت تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ اے مجھ! آج دن کی روشنی میں مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر ہم ان کے تمام رامن و ریمان کو اور ان کے تمام اعمال و افعال ان کی ساری جرات مندی

طریف بن مالک اپنی و آن کے جذیوں سے بلند اور اندیشہ و عواقب سے بے نیاز ہو کر نئے افق کے حلائی اور فی دنیا کی جستجو رکھنے والے کسی شیر دل سردار کی طرح کردگار کریم کی حمد اور اس کی صمدیت کی صفت کے گیت اور ترانے گاتا ہوا اپنے لشکر کے ساتھ محرو جذب، جمال بے ثبات، خضائے اقی حشیت ایزدی کی طرح حملہ آور ہوا تھا اس کے شاہین کی طرح جھپٹنے والے انداز میں دوق ناغوانہ کی سی تازی کی اور علم زندگی کی سی ایک کشش تھی وہ عجیب سے جاندارانہ انداز میں حملہ آور ہوتا ہوا دشمن کے لشکریوں کے اندر لا زوال نقوش چھوڑتے ہوئے ان میں دلخراش صدائیں بلند کرنا چاہتا تھا۔

گو طریف بن مالک نے اپنے سامنے آنے والے تدبیر کے دستوں کے حارے جمال وحدت کو پامال کرتے ہوئے ان پر تعداد ذوق درجات طاری کرتے ہوئے نور حراور سورج کی روشنی کی مانند ان کے اندر گھٹا شروع کر دیا تھا جو دوپہر تک بدھتی ہی چلی جاتی ہے۔ یوں طریف بن مالک ایک روشن طاق کی طرح دشمن کے اندر ان کی ساری دلیری کو، دھوکے اور ہزات بندی کو قریب میں تبدیل کرنا ہوا انہیں اپنے سامنے اطاعت و پابندی پر مجبور کرنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے تدبیر جہاں مسلمانوں کے لشکر کا محاصرہ کرنے کی فکر میں تھا۔ وہاں اب اس نے طریف بن مالک کے آ جانے کی وجہ سے اپنے لشکر کی ساری صفوں کو متحد اور منظم کرتے ہوئے محاصرہ کا ارادہ ترک کر کے صرف یہ عزم کر لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو یہاں سے شکست دے کر ہٹا جائے پھر مجبور کر دے گا۔ اب بھی اس کے حوصلے انتہائی بلند تھے۔ اس لئے کہ طریف بن مالک اور اس کے لشکریوں کے آ جانے کے باوجود تدبیر کے ساتھ جو لشکر کام کر رہا تھا۔ اس کی تعداد مسلمانوں کے لشکر سے دس گنا سے بھی کہیں زیادہ تھی لہذا تدبیر کو کچھ اتنا فکر مند نہ تھا اس لئے اپنی تعداد کا خیال کرتے ہوئے اسے یقین تھا کہ وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کو ضرور شکست سے دوچار کر کے رہے گا تاہم دوسری طرف طریف بن مالک کے آ جانے کے باعث مسلمانوں کے لشکر میں

دفاع تک ہی محدود کر دیا ہے تو اس کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے اور اس نے بڑی تیزی کے ساتھ اپنے لشکر کو پھیلاتے ہوئے مسلمانوں کا ایک طرح سے محاصرہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ عبداللہ بھی تدبیر کی اس سازش کو بھانپ گیا تھا۔ لہذا وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ پیچھے ہٹنے لگا تھا تاکہ دشمن اس کا حصار نہ کر سکے۔

دشمن کی اس چار حائلہ اور مسلمانوں کی دفاعی جنگ کو شروع ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ بائیں طرف سے کچھ فاصلہ پر کچھ اس طرح دھول اڑتی ہوئی دکھائی دی جیسے کوئی تازہ دم لشکر اس میدان جنگ میں وارد ہوئے والا ہو۔ جب وہ دھول کے بادل چنے تو سب نے دیکھا ایک لشکر اس دھول کے اندر سے نمودار ہوا تھا جسے دیکھ کر عبداللہ اور اس کے لشکر کی خوش ہو گئے تھے کیونکہ اس آنے والے لشکر کے سامنے طریف بن مالک اپنے گھوڑے کو مارنا اور بھگتا بڑی تیزی کے ساتھ میدان جنگ میں بڑھ رہا تھا۔ یہ سب دیکھتے ہوئے عبداللہ کے لبوں پر گہری مسکراہٹ کھرمی تھی اور اس نے لڑتے لڑتے تھوڑا سا بائیں جانب کو ہٹتے ہوئے بلند آواز میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اسنو میرے ساتھ میدان جنگ میں یہ سمجھنا کہ کوئی ہمارا منیت اور ہمارا داد خواہ نہیں ہے۔ سب سے پہلے ہمارا خدا جو ہر خطا سے لاریب اور ہر سوسے بے عیب ہے وہ ہمارا منیت ہمارا داد خواہ ہے لیکن اسے میرے ساتھ اپنی نگاہیں اٹھا کر بائیں طرف دیکھو امیر طریف بن مالک ہماری مدد کو پہنچ چکے ہیں۔ تھوڑی دیر تک وہ میدان جنگ میں کودنے والے ہیں اور ان کے جنگ میں حصہ لیتے ہی تم دیکھو گے کہ ہم دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئیں گے اور دشمن کو وکیل کر شہر کے اندر محصور ہو جانے پر مجبور کر دیں گے۔ عبداللہ کا یہ پیغام سن کر اس کے لشکریوں میں ایک خوشی اور ایک اطمینان کی لہر دوڑ گئی تھی وہ پہلے سے بھی زیادہ خوش اور جذبے سے کام لیتے ہوئے تازہ برگ زنجوں کی سی تازی کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے کہ ان میں نہ قہمت ہے اور نہ حصول کی کمی!

دھم و ملت، حماقت اور فحالت میں بدلنا شروع کر دی تھی۔

تدبیر کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ طارق بن زیاد بھی اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا ہے اور اس نے اس کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ کر دیا ہے۔ تاہم اپنے لشکریوں کا حوصلہ بلند رکھنے کے لئے وہ سناپ کی طرح پھنکارتے ہوئے حملہ آور ہوئے لگاتار۔ بے گنے کاغذ اور بے گنے پتھر سے استعمال کرتے ہوئے اس نے لہ بہ لہ غضب اور لہ بہ لہ انت اور طوقاؤں کی صورت اختیار کرتے ہوئے مسلمانوں پر نافرمانی اور کسل ماری کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی ہر کوشش ناکام ہوئی تھی اس لئے کہ طارق بن زیاد طرف بن مالک عبداللہ اور غنیمت نے اس کے کسی بھی حربے کو کامیاب نہ ہونے دیا تھا۔ سامنے کی طرف سے طرف بن مالک اور عبداللہ قرنی لاشعری کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے دشمن کے دل کی طرح پر موت کی اتراپی کا نزول کرتے ہوئے اس کی اقبال بھری کا خاتمہ کرتے چلے جا رہے تھے۔ جبکہ پشت کی طرف سے طارق بن زیاد ر غنیمت کچھ ایسے انداز میں دشمن پر ٹوٹ رہے تھے جیسے وہ آسمان کی اونچائی و زمین کی گہرائی کو ہموار کر دینے کا مزہ کر چکے ہوں وہ اپنے لشکریوں کے جھ دھن کے جس دے کا بھی رخ کرتے انہیں یوں فہم کرتے جاتے تھے جس طرح پائال مرووں کو گھل جاتا ہے اور ان کے حملوں کے سامنے تدبیر کے پیروں کی حالت کچھ اس طرح ہو رہی تھی جیسے تل کو ذبح کی طرف دھکیلا جاتا ہے جیسے پرندوں کو چال میں لے جایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر سارے اسلامی لشکر ایک حکم بروج کی صورت اختیار کرتے ہوئے دشمن کی پٹیوں تک میں خوف اور کمر کر دیا تھا۔ اب ان کے سامنے تدبیر اور اس کے لشکریوں کی حالت ہے پہلی اور سہارا شدہ شرائط پھرتی ہے آشیانہ ابا بیلوں اور انکاروں پر رکے یا کونوں جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

○

بھی ایک تبدیلی آچکی تھی اس سے پہلے مسلمان لشکر کی عبداللہ کی سرکردگی میں صرف اپنا دفاع کئے ہوئے تھے لیکن طرف بن مالک کے آ جانے کے باعث اسلامی لشکر بھی اب اپنے دفاع سے کھل کر جارحیت پر اتر آیا تھا اور اس طرح دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے پر خونخوارانہ انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو ذبح اور مغلوب کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

یہ جنگ جب اپنے ذروں پر تھی تو اسلامی لشکر میں ان کے دو مجرب داخل ہوئے جنہوں نے طرف بن مالک اور عبداللہ کو یہ خبر دی کہ تھوڑی دیر تک طارق بن زیاد اور غنیمت بھی مرہبہ شر محض والے ہیں یہ خبر آن کی آن ی پورے لشکر میں پھیلا دی گئی جس کے باعث مسلمان لشکریوں کے حوصلے پہلے سے بھی کہیں بلند ہو گئے تھے اور وہ اپنے سر پتیلیوں پر رکھ کر دشمن کی مغفوں کے اندر گھسنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر ایسا ہی ساں رہا مگر مرہبہ شر سے باہر ایک انتخاب ہونا ہوئے کے آثار دکھائی دیے۔ اس لئے کہ دائیں طرف سے طارق بن زیاد اور غنیمت کا لشکر آتا دکھائی دیا تھا۔ خود طارق بن زیاد اس لشکر کی راہبری اور راہنمائی کرتے ہوئے بڑی تیزی سے میدان جنگ کی طرف بڑھ رہا تھا یہ ساں دیکھتے ہوئے طرف بن مالک اور عبداللہ کے لشکریوں نے بھی دور دور سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے دشمن پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا اور تھوڑی ہی دیر بعد جب طارق بن زیاد بھی اپنے لشکر کے ساتھ بھیجیں بلند کرتا ہوا حملہ آور ہوا تو ان بھیجیوں کی بلند آوازوں سے یوں محسوس ہونے لگا۔ جیسے زمین دہل جائے گی کو مستان ریدہ ریدہ ہو جائیں گے۔ ستارے ٹوٹ پڑیں گے اور آسمان کی ٹھکیں کھل کر وہ جابیں گی۔ طارق بن زیاد نے دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے بہترین جگہ کا انتخاب کیا۔ دشمن کی پشت کی طرف سے شہر کے دروازے کے پاس سے ہوتا ہوا تدبیر کے لشکر پر ماہی گیروں کے ترسول کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے ایک طوقان کھڑا کر دیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ طارق بن زیاد اک عجیب سی ترتیب اور حکمت کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا اور دشمن کی ساری شرارت اور کجروی، خرابی و دیرانی

طرح افراقی مچ گئی تھی اور اس کے لشکر اگلی صفیں چھوڑ کر پیچھے بھاگنے لگے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ کچھلی صفوں کی عظیم بھی جتڑ ہو کر رہ گئی تھی اس موقع پر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے اپنے حملوں میں اور زیادہ جوش پیدا کر لیا اور تیزی سے کھجیریں بلند کرتے ہوئے برستی بوندوں کے انداز میں حملہ آور ہوئے گئے تھے جس کے بعد تدمیر کے لشکر مکمل طور پر افراقی کا شکار ہو کر بھاگنے لگے اور مسلمانوں نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے مکمل طور پر تدمیر کے لشکر کو جاہ و برباد کر دیا تھا۔ بہت کم لشکر اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے تھے جب کہ کسی من چلے مسلم مجاہد نے تدمیر کو زندہ گرفتار کر لیا تھا اور اسے رسیوں میں بیکڑ کر وہ مجاہد تدمیر کو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف لے جانے لگا تھا۔

تدمیر کو جب طارق بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس موقع پر طریف بن مالک بھی طارق بن زیاد کے ساتھ کھڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں تدمیر کو بڑے غور سے دیکھتے رہے۔ پھر طارق بن زیاد اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے تدمیر تو نے دیکھا میرے مجاہدوں نے تیری ہڈی کی ساری دھول کو کیسے روح عظیم میں بدل کر رکھ دیا ہے اے تدمیر یہ آسمان میرے خدا کا جلال ہے یہ نائیں اس کی دستکاری ہیں اور زمین جس کی خدائی ہے وہی خدا ہماری چٹان اور برج ہے۔ اسی کے نام کو بلند کرتے ہوئے ہم حملہ آور ہوئے ہیں۔ اپنے انھوں کو بچاؤ کر رکھ دیتے ہیں۔ اے تدمیر تو نے دیکھا تیرے لشکر کی تعداد بھی لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی پھر بھی ہم نے مرہہ شمر سے باہر ایک ہڈی نہیں اٹھنے سے ہمیں دوچار کیا ہے اور یہ اس لئے کہ ہم بالکل مخلص ہو کر اپنے ہی خدائے واحد کو پکارتے ہیں۔ اسے ہی اپنا کارساز سمجھتے ہیں جو سارے مالوں کا مالک اور خالق ہے۔

طارق بن زیاد کی اس گفتگو کے جواب میں تدمیر بڑی عاجزی انکساری کے ساتھ کہنے لگا۔ اے مسلمانوں کے عظیم سالار آپ کے ہاتھوں وادی رباط میں لیکن کے شہنشاہ رازرک کی شکست اس کے بعد مدینہ سدودہ میں اور اب یران

مرہہ شمر سے باہر جنگ جاری تھی۔ طارق بن زیاد، طریف بن مالک کی سرکردگی میں مسلمان مجاہد قرہ کا سیلاب اور ایسی روشنی کے مانند جس میں ہادل نہ ہو دشمن کے لشکر کے اندر گھستے چلے جا رہے تھے۔ انھوں نے دشمن کے باطل خیالات کو کھمار کے برتن کی طرح پکنا چور کرتے ہوئے ان کے باطن کی مخفی شرارت کو اپنی صداقت اور راستی کے سامنے زیر کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ تدمیر کے لشکریوں کے مچ مندی کے نعرے مظلوموں کی سی فریاد میں تبدیل ہونے لگے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہسپانیہ کے لشکر کا سالار تدمیر اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا ایک قدرے بلند جگہ پر آیا اور اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا! سنو! سنو! تمہیں کے فرزند مظلوم ہو جاؤ۔ حوصلہ رکھو۔ خوف نہ لکھاؤ اور بدل نہ ہو۔ یہ مسلمان اب ہمارے سامنے چہر گزروں کے مصلان ہیں انہیں آگ کا اندھن بنا کر رکھ دو اور اس کی حالت اسپین کی سرزمین میں اس طائر کی مانند کر دو جو اپنے گھونسلے سے بچک گیا ہو۔ سنو ہسپانیہ کی بلند کردار نسل کے فرزند اور اسپین کے سوراخوں کی اولاد ان مسلمانوں پر لشکار کے طالب دلچسپی کی طرح حملہ آور ہو جاؤ۔ یہ تمہاری سرزمین میں کانٹوں کی جگہ صوبہ اور بھاڑیوں کی جگہ آس کے درخت کی امید رکھتے ہیں۔ ظلم کا عصا اور قرشدید بن کر ان پر حملہ آور ہو جاؤ اور جس طرح روشنی ظلمت، اندھیرے اور تاریکی کو کھدیر کر رکھ دیتی ہے ایسے تم بھی ان کی حالت بیابانوں کے ویرانوں جیسی بنا کر رکھ دو۔" یہاں تک کہنے کے بعد تدمیر خاموش ہو گیا۔

گو اسپین کے لشکریوں نے تدمیر کی اس انگلیخت پر بڑی تیزی اور خونخواری کے ساتھ حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا لیکن مسلمان مجاہدوں نے بھی جواب میں اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرتے ہوئے اسپین کے لشکریوں کی ہڈیوں تک میں بے قراری بھردی تھی اور ان کے اندر وہ چاروں طرف موت کی خاک اڑانے لگے تھے۔ اسپین کے لشکریوں کی ساری قوت ساری طاقت سارے تجربے اور ساری مہارت کو انھوں نے ٹھیکروں کی طرح خشک کر کے رکھ دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک گھمسان کی جنگ رہی۔ اس دوران تدمیر کے لشکر میں پوری

تھارے قبولیت اسلام کی بہترین رسم ادا کی جائے گی اور ہمیں ارکان اسلام سے روشناس کروایا جائے گا۔ اس کے بعد میں یہاں سے کوچ کروں گا اور ہمیں اپنی طرف سے مرہبہ شہر کا حاکم مقرر کروں گا۔ طارق بن زیاد کے اس جواب سے تدمیر خوش ہو گیا تھا اس کے بعد تدمیر کو طارق بن زیاد کے خیمہ میں لے جایا گیا وہاں اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا گیا اور لشکر کے اندر اس کے لئے ایک علیحدہ خیمے کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ یوں جب تک طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ مرہبہ شہر سے باہر نکلے میدانوں کے اندر پڑاؤ کئے رہا تدمیر کی برابری دینی نہایت ہوتی رہی پھر طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ تدمیر کو اپنی طرف سے مرہبہ شہر کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دو اہمہد افریقہ کی طرف روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ موسیٰ بن نصیر کو اہلین کے اندر دے والی فتوحات سے آگاہ کریں۔

○

طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ اہلین کے مرکزی شہر ٹولیزو کا رخ لیا تھا ابھی انہوں نے مرہبہ شہر سے تھوڑا فاصلہ طے کیا تھا کہ انہیں اپنے آگے کے لوگوں کا ہمت بڑا گروہ پایا ہوا دکھائی دیا۔ طارق بن زیاد نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنی رفتار تیز کر دی اور اس گروہ کو چالیا۔ طارق بن زیاد اور طرفین ملکہ جو اپنے لشکر کے آگے آگے تھے۔ انہوں نے دیکھا اس گروہ نے ایک ہتھ ہی میز افکار کی تھی اور جب انہوں نے مسلمانوں کو حقائق میں آئے دیکھا تو انہیں میر کو رکھ کر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ طارق بن زیاد نے بھی اپنی گھوڑا بے نیام کر کے ٹھہرا میں بلدی کی اور لشکر کو اس نے رک جانے کا اشارہ دیا تھا پھر وہ اور طرفین بن مالک دونوں اپنے گھوڑوں سے نیچے اترے اور انہیں میر کا جائزہ لینے لگے جو وہ لوگ افکار لے جا رہے تھے۔

طارق بن زیاد اور طرفین بن مالک نے دیکھا وہ نیز جو کافی بڑی تھی ساری اہلین کی تھی اور اس کے چاروں شاہینوں میں غلیم یا قوت موتی کی علیحدہ علیحدہ رختیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس کے چاروں پاسے زمرہ کے تھے۔ تھوڑی دیر

مرہبہ میں لگاتار میری دو گھنٹوں نے مجھ پر بہت سی جیتوں کا انکشاف کر کے رکھ دیا ہے! اے امیران جنگوں کے دوران میں نے جو حقیقت پائی ہے وہ یہ ہے کہ میں خطاکاروں کے گروہ اور بے دینی کے سیلاب کی راہنمائی اور رہبری کرنا رہا ہوں۔ ان جنگوں کے دوران میں نے بڑی عاجزی انکساری کے ساتھ گڑبگڑاتے ہوئے دعا مانگی! اے خداوند میری بات سن میرا انصاف کر۔ پر میری کسی دعا کو قبولیت حاصل نہ ہوئی اور آپ کے لشکر کی ہمارے سپاہیوں پر اولوں اور انگاروں کی طرح برستے رہے۔ ایسا لگتا تھیجے ان کے بازو پھٹل کے ہو گئے ہوں اور وہ جنگوں کو بے برگ کر دیتے اور زندگی کی طراوت کو چھین لینے کا فن خوب اچھی طرح جانتے ہوں۔

اے امیر میری ساری دعاؤں کا کوئی اثر نمودار نہ ہوا اور آپ کے لشکر نے ہر میدان جنگ میں اہلین کے لشکریوں کی حالت ٹوٹنے پر حق کی مانند کر کے رکھ دی تھی۔ آپ کی لگاتار فتوحات سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ آپ چھائی حق اور راستی پر ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں ہم بدی، تعصب اور نصیحت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آپ کے لشکر اپنی دینی مدح کو لئے ایک انتہائی شعور کے ساتھ اور اپنے چہرہ جہاد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے اپنی جانوں کے بڑوانے پیش کرتے رہے جب کہ ان کے مقابلے میں ہم پر جو بدی لدی ہوئی تھی ہم اسی کو اچھالتے اچھالتے ہوئے جنگوں کے میدانوں کا رخ کرتے رہے لہذا ہمیں ہر جگہ میں شکست اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا! اے مسلمانوں کے عظیم سپہ سالار میں آپ اور آپ کے ان سارے کمان داروں کی موجودگی میں اپنی شکست اور اچھی پار کو حلیم کرتے ہوئے اسلام قبول کرنا ہوئی اور مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ تدمیر کا یہ جواب سن کر طارق بن زیاد اور اس کے پہلو میں کھڑے ہوئے طرفین بن مالک کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ سمجھ گئی تھی پھر طارق بن زیاد نے اسے مخاطب کر کے کہا شروع کیا۔

سنو تدمیر میں تمہارے خیالات اور تمہارے فیصلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہوں۔ میں کچھ دن تک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں قیام کروں گا۔ اس دوران

تھے۔ اس یہودی نے ان کھلی گھڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہا اے مسلمانوں کے امیر یہ وہ برتن اور فوجی ظروف اور زیورات ہیں جو ان نصرانیوں نے ہماری عبادت گاہوں سے اٹھائے ہیں اور اب یہ کسی اور جگہ منتقل کرنے جا رہے تھے تاکہ ضرورت کے وقت ان پر اپنا قبضہ جاسکے! طارق بن زیاد نے ان یہودیوں اور نصرانیوں کو وہاں سے جانے کی اجازت دے دی اور وہ سونے کی میز اور سارے سونے چاندی کے ظروف اور زیورات مال قیمت کے اس حصے میں شامل کر دیئے گئے جو خلیفہ ولید بن عبدالملک کے لئے جمع کیا جا رہا تھا۔

طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ ٹولڈو شہر سے ابھی بچپن میل کے فاصلہ پر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ اس کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بھی اپنے ساتھ سونے کی ایک میز اور بیش قیمت خزانے اٹھائے ہوئے تھے اور ساری چیزیں انہوں نے طارق بن زیاد کے سامنے پیش کیں پھر ان کا سرکردہ طارق بن زیاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا! اے مسلمانوں کے امیر یہ جو میز ہے یہ حضرت سلیمانؑ کے کھانے کی میز ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ یہ ٹھوس سونے کی ہے۔ اس میز کے چھین سو بیٹھ پائے ہیں جو سارے ہی جواہرات کے بنے ہوئے ہیں یہ میز اور اس کے علاوہ سارے خزانے ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں خطرہ ہے یہ مقامی ہسپانوی ہم سے یہ ساری چیزیں بچپن کر فرانس پہنچا دیں گے۔ لہذا ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ بہتر ہے یہ ساری چیزیں آپ کے حوالے کر دیں۔ طارق بن زیاد نے یہودیوں کے ان حائف کو قبول کیا اور ساری چیزیں کو ابھی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے قیمت کے حصے میں شامل کر دیا گیا تھا اور جس قسمی میں طارق بن زیاد کو وہ سلیمان کا تاریخی مائدہ پیش کیا گیا تھا اس قسمی کا نام طارق بن زیاد نے عین المائکہ رکھ دیا تھا وہاں سے کوچ کرنے کے بعد طارق بن زیاد پھر اپنے لشکر کے ساتھ ٹولڈو شہر کی طرف بڑھا تھا۔

ٹولڈو شہر کے حکمران اور سرکردہ لوگوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ ٹولڈو شہر فتح کرنے کے لئے آ رہا ہے تو وہ سب اپنے

تک بڑے غور سے وہ دونوں اس میز کا جائزہ لیتے رہے پھر طارق بن زیاد نے ان لوگوں میں سے ایک جو ان کے سامنے کھڑا تھا۔ مخاطب کر کے پوچھا یہ میز کس کی اور کیسی ہے اور تم اسے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس پر وہ شخص جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔

اے مسلمانوں کے امیر میں یہودی ہوں اور لوگوں کے اس گروہ میں یکہ یہودی اور یکہ مقامی ہسپانوی بھی ہیں۔ ہمارا یقین بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ جو میز آپ کے سامنے پڑی دیکھ رہے ہیں۔ یہ حضرت سلیمانؑ کی میز ہے اور اسے ہم نے احرام اور عقیدت کے تحت بڑا منہبال کر رکھا ہوا تھا بلکہ اس گروہ میں اس وقت جو نصرانی شامل ہیں انہوں نے ہمارے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر کے اس میز پر قبضہ کر لیا اور ہم میں سے باقی کو مجبور کیا کہ ان کے لئے اس میز کو محفوظ جگہ پہنچا دیں تاکہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ ہمیں انہوں نے اس لئے ساتھ لیا کہ اگر اس میز کے متعلق کوئی پوچھ تو ہم یہ کہہ دیں یہ میز ہماری مرضی اور نشاء کے مطابق منتقل کی جا رہی ہے! اے مسلمانوں کے امیر! ہمیں میں ایک قانع کی حیثیت سے آپ ہماری اور نصرانیوں کی نسبت اس میز کے زیادہ حق دار ہیں لہذا اس میز کو میں تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس یہودی کا یہ جواب سن کر طارق بن زیاد مسکرایا۔ پھر اس نے ان گھڑیوں کی طرف اشارہ کر کے جو اس کے سامنے اٹھائے ہوئے تھے دوبارہ اس یہودی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

یہ جو تمہارے ساتھی اپنے سروں پر گھڑیاں اٹھائے ہوئے ہیں ان کے اندر کیا ہے جو یہودی فوراً کہنے لگا! میں ابھی جانتا ہوں کہ ان کے اندر کیا ہے۔ ان کو اٹھانے والے بھی سارے نصرانی ہیں پھر وہ گھڑیوں کو اٹھانے والوں کے پاس کیا پھر انہیں حکیمانہ انداز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ان ساری گھڑیوں کو زمین پر رکھ دو۔ جب وہ گھڑیاں نیچے رکھ دی گئیں تو اس یہودی نے ان ساری گھڑیوں کے منہ کھول دیئے۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے دیکھا ان گھڑیوں کے اندر بے شمار طلائی اور نقرئی ظروف اور زیورات بھرے ہوئے

گیروں کی ہستی ولسے ہی اچھے ہیں۔ یہ دیکھو اعلانہ اذان دیتے ہیں۔ وہ اعلانہ ہی اسلام قبول کر چکے ہیں کسی پابندی کے بغیر یہ اسلامی رسومات ادا کرتے ہیں۔ اعلیٰ کی اس منھگو کے جواب میں اعلیٰ کہنے لگی آؤ اعلیٰ مای گیروں کی اس ہستی کی طرف چلے ہیں دیکھتے ہیں یہ لوگ کس جگہ جمع ہوتے ہیں اور انہوں نے نماز پڑھنے کے لئے کیا انتظامات کر رکھے ہیں۔ اعلیٰ نے اعلیٰ کی اس منھگو سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں تجزی سے مای گیروں کی ہستی کی طرف ہوئیں تھیں۔

جب وہ مای گیروں کی اس ہستی میں داخل ہوئیں تو ان دونوں نے دیکھا مای گیروں نے اپنی ہستی سے باہر ایک طرف پائس اور سرکنڈے پر مشتمل کافی بڑی مسجد بنا رکھی تھی اور اسی مسجد سے انہیں اذان کی آواز سنائی دی تھی۔ جب وہ دونوں مسجد کے پاس سے گزر رہی تھیں تو ایک بوڑھا ملاح ان کے سامنے آن رکا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ میں سے ایک اعلیٰ اور دوسری اعلیٰ ہے۔ اس بوڑھے ملاح کے اس انکشاف پر اعلیٰ اور اعلیٰ دونوں کسی قدر پریشان ہو گئی تھیں۔ پھر اعلیٰ نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ کس قدر جرات مندی کا اظہار کرتے ہوئے اس بوڑھے ملاح سے پوچھا آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ ہم دونوں میں سے ایک اعلیٰ اور ایک اعلیٰ ہے وہ بوڑھا ملاح بڑی معصوم اور پاکیزہ مسکراہٹ میں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ہسپانیہ کی مینیڈا! میں ہسپانیہ میں اس معامل پر مدت سے رہ رہا ہوں۔ جیس میں پیدا ہوا میں میرا بچپن میری جوانی گزری اور اب میں بوڑھاپے کا سامنا کر رہا ہوں۔ میرا نام فردیلہ ہے میں ہی مسلمانوں کے عقیم پہ سالار طرف بنانگ کو افریقہ سے میلاں اور میلاں سے افریقہ لے جاتا رہا ہوں۔ پھر اس بوڑھے ملاح نے خاص طور پر اعلیٰ کو مخاطب کر کے کہا اگر میں غلطی پر نہیں تو تم اعلیٰ ہو اور افریقہ کے شہر بیت کے حکمران کاؤنٹ جولین کی ایلیڈ ہمساری بڑی بین فردیلہ کے اس انکشاف پر اعلیٰ اور اعلیٰ دونوں خوش ہو گئی تھیں۔ قبل اس کے کہ ان دونوں میں سے کوئی فردیلہ کو جواب دینی فردیلہ پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

شہر سے باہر نکلے۔ بڑی گرم جوشی سے انہوں نے طارق بن زیاد اور اس کے لشکریوں کا استقبال کیا اور ٹولینڈ شہر انہوں نے بغیر کسی جگہ کے طارق بن زیاد کے حوالے کر دیا تھا۔ طارق بن زیاد نے چند روز تک یہاں قیام کیا اس کے بعد وہ اسپین کے شمال مغربی حصوں کی طرف آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

○

اعلیٰ اور اعلیٰ ایک روز سمندر کے کنارے کنارے پہیلی ہوئی مای گیروں کی ہستی کے ساتھ ساتھ چل قدری کر رہی تھیں۔ اس وقت سورج غروب ہونے کو تھا۔ مغربی افق پر دور دور تک سرخی پھیلنے لگی تھی جب کہ سمندر کی لہریں بھی زرفشاں ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ سمندر کے کنارے ایک جگہ اعلیٰ اور اعلیٰ دونوں رک گئیں پھر سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے اعلیٰ نے تو کسی قدر حسرت سے اپنے پہلو میں کھڑی اعلیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کتا شروع کیا۔

اعلیٰ میری بن اسلام قبول کرنے کے بعد میں یہ سوچتی ہوں نہ جانے وہ وقت کب آئے گا کہ ہم کتلے عام بغیر کسی بدش اور بغیر کسی پابندی کے عبادت کر سکیں گے۔ ہماری موجودہ زندگی پابندیوں سے بھری ہوئی ہے اور وہ اس لئے ہم چھپ چھپ کر عبادت کرنے پر مجبور ہیں اگر ایسا نہ کریں تو یہ پادری ہم دونوں کے علاوہ میری ماں اور اسقف سٹیوس کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دیں! اعلیٰ نے جواب دیتے ہوئے کہا! سنو! اعلیٰ میری بن میرا دل کہتا ہے کہ حقیر یہ وہ وقت آئے گا جس طرح ہمارے اس کلیسا میں لڑائیوں کو اپنی تمام مذہبی رسومات ادا کرنے کی آزادی ہے ایسے ہی ہسپانیہ کی سرزمین جگہ جگہ مسلمانوں کی مسجدیں تعمیر کی جائیں گی اور ان کے اندر مسلمانوں کو اپنی عبادت اور اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کی آزادی ہوگی۔ اعلیٰ کہتے کہتے غاسوش ہو گئی۔ اس لئے کہ مای گیروں کی قرہی ہستی سے انہیں اذان کی آواز سنائی تھی لہذا وہ دونوں بہر تن گوش ہو کر اذان سننے لگی تھیں۔

جب اذان ختم ہو گئی تو اعلیٰ نے پھر ویسے ہی حسرت آمیز انداز میں اعلیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کتا شروع کیا! سنو! اعلیٰ میری بن ہم سے تو یہ مای

لوٹ کر آتا ہوں۔ فردیلہ وہاں سے نماز کے لئے جانے والا تھا کہ اقلیہا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے فردیلہ میرے محترم میرے بزرگ اگر آپ میرے اور ایملہ کے راز کو راز ہی رکھنے کا عہد کریں اور اس عہد میں آپ کی بیوی شوران اور عشیہ بھی شامل ہوں تو میں وہ راز آپ پر انکشاف کروں تاکہ شوران اور عشیہ کے ساتھ ساتھ ہم دونوں بھی اپنا ایک مذہبی فرض ادا کریں اس پر فردیلہ نے چونک کر ان دونوں کی طرف دیکھا پھر وہ بڑے وثوق اور اعتبار سے کہنے لگا: اے میری دونوں بیٹیو کو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں میں اور میری بیوی شوران اور بیٹی عشیہ تمہارے راز کو نہ صرف راز رکھیں گی بلکہ ضرورت پڑی تو ہم تینوں تم پر اپنی جائیں تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اقلیہا شاید فردیلہ کی محنتوں سے مطمئن ہو گئی تھی! اقلیہا نے کہنے لگی۔

اے فردیلہ میرے محترم میں تم پر یہ انکشاف کرنا چاہتی ہوں کہ میں اور ایملہ میری ماں اور ایملہ کا بڑا پادری ستیوس چاروں ہی اسلام قبول کر چکے ہیں اور ہم نے اس قبول اسلام کو ابھی تک راز میں رکھا ہوا ہے تاکہ کلیسا کے دوسرے پادری اور آس پاس کے رہنے والے عیسائی ہم پر برہم ہو کر ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں! آج تمہاری بیوی اور تمہاری بیٹی کو وضو کرتے دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور میں نے چاہا کہ میں اور ایملہ بھی ان دونوں کے ساتھ اس گھر میں آزادی سے نماز ادا کر سکیں یہ ہے وہ انکشاف جسے میں نے راز رکھنے کا تم سے عہد لیا ہے۔ فردیلہ اقلیہا کی اس محنتوں سے بے حد خوش ہوا۔ دوسری طرف شوران اور عشیہ بھی اپنی جگہ پر کڑی مسکرا رہی تھیں پھر فردیلہ نے آگے بڑھ کر باری باری اقلیہا اور ایملہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر بڑے پیار اور شفقت سے کہنے لگا تم دونوں شوران اور عشیہ کے ساتھ مل کر نماز ادا کرو میں ابھی مسجد میں نماز ادا کر کے آتا ہوں۔ میرے آنے تک تم نے جانا نہیں میں واپسی پر تمہارے ساتھ تفصیل کے ساتھ محنتوں کروں گا۔ اقلیہا نے جب فردیلہ کی ہاں میں ہاں ملا دی تو فردیلہ مسکراتا ہوا گھر سے نکل گیا۔ جب کہ

اے میری بیٹیو! طرف بن مالک کے حوالے اور اس کی نسبت تم دونوں ہمارے لئے صاحب تقدیر اور قابل عزت ہو۔ اب جب کہ تم ہماری اس ہستی میں داخل ہوئی ہو تو آؤ میرے گھر میں تھوڑی دیر بیٹھو تاکہ میں تمہاری مہمان نوازی کر سکوں اور مجھے امید ہے کہ تم ان جموہوریوں کے اندر بیٹھنا اور قیام کرنا اپنے لئے عار اور توہین نہ سمجھو گی۔ اس پر اقلیہا فوراً بولتے ہوئے کہنے لگی ہم عار اور توہین کیوں سمجھیں گی جب آپ طرف بن مالک کو جاننے والے ہیں تو آپ ہمارے لئے بھی صاحب عزت اور قابل احترام ہیں اقلیہا میں اور ایملہ دونوں ضرور آپ کے ساتھ جائیں گی۔

فردیلہ خوش ہو گیا اور کہنے لگا تم دونوں میرے ساتھ آؤ میں جہیں اپنے گھر میں بٹھاتا ہوں۔ میری بیوی اور میری بیٹی تم دونوں کو دیکھ کر سچ خوش ہوں گی اور جب انہیں یہ خبر ہو گی کہ تم دونوں طرف بن مالک کی جاننے والی ہو تو ان کی خوشی میں اور اضافہ ہو گا تم دونوں ان کے پاس بیٹھنا اتنی دیر تک میں مسجد میں نماز ادا کر کے آتا ہوں۔ پھر میں تم دونوں کے پاس آکر بیٹھوں گا۔ فردیلہ کی اس محنتوں سے اقلیہا اور ایملہ نے اتفاق کیا وہ دونوں فردیلہ کے ساتھ ہو لیں تھیں۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ دونوں غریبوں کے ساتھ لکڑی کے بنے ہوئے ایک مکان میں داخل ہوئیں صحن میں ایک مسکراتی خاتون اور ایک نو عمر لڑکی وضو کر رہی تھیں۔ فردیلہ نے ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اقلیہا اور ایملہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو اقلیہا اور ایملہ! میری دونوں بیٹیو یہ جو خاتون وضو کر رہی ہے یہ میری بیوی ہے اور اس کا نام شوران ہے اور جو بچی پانی ڈال کر اسے وضو کر رہی ہے یہ میری بیٹی ہے اس کا نام عشیہ ہے تم دونوں ان کے پاس بیٹھو یہ تمہاری محبت میں خوش ہوں گی۔ اتنی دیر تک میں نماز ادا کر آتا ہوں۔ پھر فردیلہ نے اپنی بیوی شوران اور بیٹی عشیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ اقلیہا اور ایملہ ہیں اور میں گھر میں کئی بار پہلے بھی تم دونوں ماں بیٹی سے ذکر کر چکا ہوں۔ میرے آنے تک تم دونوں ان کو بیٹھاؤ اور ان کی خاطر قاضی کر دو۔ میں بھی جلد

دلوں پر کوئی شک و شبہ نہ کرے گا۔ فردیلہ کی اس مشکو کا جواب دیتے ہوئے اہلما کہنے لگی۔

اے فردیلہ میرے محترم میرے بزرگ آپ کا کتنا درست ہے میں اور اہلما ضرور اگر ہر روز میں تو گالے بگالے آپ کے ہاں ضرور آئیں گی۔ آپ کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے اور آپ کے ساتھ ہی مغرب کی نماز ادا کیا کریں گی اور اگر کسی نے پوچھا تو ہم یہ کہہ دیں گی کہ ہم عیسائی کی تبلیغ کے لئے ہائی کیوں کی اس ہستی میں جاتی ہیں! اہلما جب خاموش ہوئی تو فردیلہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا! اے اہلما میری بیٹی اگر تم پرانے تو اس موقع پر میں ایک بات ضرور کہنا پسند کروں گا! اہلما نے بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ۔ فردیلہ میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانوں گی اس لئے کہ تم میرے بزرگ میرے باپ کی جگہ ہو اہلما کے ان الفاظ سے فردیلہ کو کچھ حوصلہ ہوا اور وہ اپنی جگہ پر پہلو بدل کر کہنے لگا! اے اہلما اگر میں غلطی پر نہیں تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ طرف بن مالک بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ فردیلہ کی اس بات پر اہلما ہنسی چڑھ کر کہنے لگی اور اس کی گردن جھک گئی تھی۔ اس موقع پر شوران اور عثمیرہ بھی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ پھر اپنی نگاہوں کو جھکائے ہی جھکائے اہلما کہنے لگی۔ آپ کا اندازہ درست ہے میرے بزرگ میں واقعی طرف بن مالک کو پسند کرتی ہوں۔ میری ماں اور اسقف سٹیوس مجھے مان کے ساتھ منسوب بھی کر چکے ہیں۔ اب میں ان ہی کے انتظار میں ہوں چنانچہ کی سرزمین میں اپنی ماں کے ساتھ پڑی ہوئی ہوں ورنہ میں افریقی شہریت میں اب تک اپنی ماں کے ساتھ اپنی بن اور اپنے بہنوئی کے ہاں جا چکی ہوتی اس لئے کہ یہاں کی نسبت وہ جگہ ہمارے لئے زیادہ محفوظ تھی۔ اس کے ساتھ ہی اہلما اپنی جگہ سے اٹھی اور کہنے لگی اب ہمیں اجازت دیجئے میں اور اہلما جاتی ہیں اور آپ سے وعدہ کرتی ہیں کہ ہم آپ کے ہاں آتی جاتی رہیں گی۔ فردیلہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کو دروازے تک چھوڑنے لگا۔ پھر اہلما اور اہلما وہاں سے چلی گئی تھیں۔

شوران اور عثمیرہ حرکت میں آئیں۔ ان دونوں نے مل کر اہلما اور اہلما کا وضو کروایا پھر دو کمرے میں جا کر چاروں اٹنی نماز ادا کر دی تھیں۔

فردیلہ جب صبح میں نماز پڑھ کر لوٹا تو اس نے دیکھا اس کی بیوی شوران اور اس کی بیٹی عثمیرہ صبح میں کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں۔ جب کہ اہلما اور اہلما سامنے والے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ فردیلہ سیدھا اہلما اور اہلما کی طرف گیا اتنی دیر تک اس کی بیوی شوران بھی صبح سے نکلی اور فردیلہ کو چلیپ کر کے کہنے لگی ہم تمہاری انتظار کر رہے تھے۔ کھانا تیار ہے۔ اہلما اور اہلما کو بھی میں نے رضامند کر لیا ہے کہ وہ کھانا ہمارے ساتھ کھائیں گی۔ لہذا تم ان سے پاس بیٹھو میں اور عثمیرہ کھانا لاتی ہیں۔ فردیلہ آگے بڑھ کر اس کمرے میں جا کر بیٹھ گیا جس میں اہلما اور اہلما بیٹھی ہوئی تھیں اس کے بعد شوران نے فوراً عثمیرہ کی مدد سے وہاں کھانا لگ دیا۔ پہلے سب نے خاموشی سے کھانا کھایا پھر جب شوران اور عثمیرہ برتن اٹھا کر صبح میں رکھ آئیں اور جب دوبارہ اہلما اور اہلما کے پاس آکر بیٹھ گئیں فردیلہ نے اہلما اور اہلما کو مخاطب کر کے کتنا شروع کیا۔

اے اہلما اور اہلما میری دونوں بیٹیوں میں تم سے یہ کتنا چاہتا ہوں اب جب کہ تم دونوں اسلام قبول کر چکی ہو اور ہماری طرح مسلمان ہو تو کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم روزانہ نہ سنی لیکن کبھی کبھی تم دونوں ہمیں یہاں میرے گھر میں آؤ۔ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ اور ہمارے ساتھ ہی نماز ادا کیا کرو میں تمہیں گامیری صرف ایک بیٹی عثمیرہ نہیں بلکہ اہلما اور اہلما کی صورت میں مجھے دو اور بیٹیاں مل گئیں ہیں اگر تم ایسا کرو تو یہ میری بڑی خوش بختی اور سعادت ہو گی اور ہاں یہ بھی اطمینان رکھو تمہارے قبول اسلام کو اس وقت تک راز رکھا جائے گا جب تک ایسا کرنا ضروری ہے اور جب تم دیکھو آس پاس کے اکثر لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں تو پھر تم بھی اپنے قبول اسلام کو ظاہر کر دینا اور اگر تم پر کوئی شک کرے کہ فردیلہ کے ہاں تم کیا لینے جاتی ہو تو تم دونوں یہ کہہ سکتی ہو کہ ہم وہاں اس ہستی میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جاتی ہیں۔ اس طرح تم

فردیلہ سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ ہمارے قبول اسلام کو راز ہی میں رکھے گا اور کسی پر انکشاف نہیں کرے گا۔

اور اے میری ماں اور بزرگ سنیوں! فردیلہ نے ہمارے ساتھ عہد کیا ہے کہ اس راز کو وہ راز ہی رکھے گا وہ خود تو نماز پڑھنے کے لئے مسجد چلا گیا۔ جب کہ میں اور اہلما نے پہلی بار ایک انجمنی جگہ فردیلہ کی بیوی شوران اور ان کی بیٹی عتیہہ کے ساتھ ان کے کمرے میں نماز ادا کی اس کے بعد فردیلہ بھی مسجد سے لوٹ آیا۔ ہم چاروں نے مل کر کھانا کھایا اور اس کے بعد فردیلہ نے ہم سے یہ عہد کیا کہ میں اور اہلما ان کے ہاں آتی جاتی رہیں گی اور اگر کوئی شک کرے تو ہم یہ کہہ دیں کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کے لئے وہاں جاتی ہیں۔ اہلما جب خاموش ہوئی تو سنیوں کسی قدر عجیبگی سے کہنے لگا۔

سنو اہلما اور اہلما میں تم دونوں کو وہاں جانے سے منع تو نہیں کرتا تم ضرور جاؤ اس لئے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مای گیروں سے ہمارا اخوت اور بھائی چارے کا ایک ٹکڑا ہے پر میں تمہیں یہ کتا ہوں کہ تم دونوں ہمیشہ محتاط رہنا اس لئے کھوکھلا کھانا پوری انتہائی خوشنواہر قسم کے لوگ ہیں اگر ان کو یہ خبر ہو گئی کہ ہم چاروں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو یاد رکھو یہ چاروں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں گے۔ اس پر اہلما سنیوں کو ڈھارس دینے کے انداز میں کہنے لگی! اے بزرگ سنیوں آپ فکر مند نہ رہو میں اور اہلما محتاط رہیں گی اور جب بھی کسی نے ہم سے پوچھا تو ہم کہیں گی کہ ہم مای گیروں کی بستی میں مسلمانوں کے اندر عیسائیت کی تبلیغ کرنے کے لئے جاتی ہیں! اہلما کے اس جواب سے سنیوں مطمئن ہو گیا تھا لہذا اہلما اور اہلما وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں۔

○

اس واقعہ کے کئی دن بعد ایک روز جب کہ اس نگار خانہ بستی میں سورج دن بھر کراچے کراچے تک گر غروب ہونے کو تھا اور تاریکیاں اپنے قریب پوری قوت کے ساتھ اٹھنے لگی تھیں۔ آسمان کے غارشیوں پر نقش طرائیاں اور

اٹھما اور اہلما جب واپس لوٹیں تو انہوں نے دیکھا استغ سنیوں اور اٹھما کی ماں الیانا دروازے پر کھڑے ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔ جب وہ قریب آئیں تو الیانا کے بڑی فکر مندگی سے ان دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا تم دونوں ہمیشہ کہاں چلی گئی تھیں میں اور بزرگ سنیوں بڑی بے چینی سے تم دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔ اس پر اٹھما نے مسکراتے ہوئے کہا اے میری ماں ہم دونوں آپ کو ایک اچھی اور مزے کی بات بتاتی ہیں۔ اٹھما کے ان الفاظ پر سنیوں اور الیانا دونوں کے چروں پر مسکراہٹ نکھر گئی تھی۔ پھر دونوں ان کے ساتھ ہو گئے تھے۔ چاروں ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گئے پھر اٹھما سنیوں اور اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میں آپ دونوں پر جو انکشاف کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ میں اور اہلما شام سے چھوٹی دیر پہلے ساحل سمندر پر گھومنے چلی گئیں یہ جو مای گیروں کی بستی کھینا کے عقب میں ہے اس کے سامنے ہم چل قادی کر رہی تھیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد اچانک اس بستی سے ہمیں مغرب کی اذان سنائی دی۔ آپ جانتے ہیں یہ سب مای گیر اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ اذان سننے کے بعد ہمیں جتنو ہوئی کہ دیکھیں کہ ان مای گیر مسلمانوں نے اپنے لئے کس طرح عبادت گاہ تعمیر کر رکھی ہے۔ لہذا ہم بستی کی طرف گئیں ہم نے دیکھا انہوں نے کلاڑی اور سرکٹوں سے اپنے لئے ایک بہت اچھی اور صاف ستھری مسجد تعمیر کر رکھی ہے وہیں پر مجھے اور اہلما کو فردیلہ نام کے اس مسیحی باپ نے دیکھ لیا جو طرفین مالک کو افریقہ سے یہاں اور ہسپانیہ سے افریقہ لانا اور لے جاتا رہا ہے وہ ہم دونوں کو پہچان گیا اور اپنے گھر لے گیا وہ اصل میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف جا رہا تھا اور جب وہ ہمیں لے کر اپنے گھر میں گیا تو ہم نے دیکھا وہاں اس کی بیوی شوران اور بیٹی عتیہہ وضو کر رہی تھیں ہم دونوں اس ماحول کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئیں۔ لہذا میں نے فردیلہ پر یہ ظاہر کر دیا کہ میں اور اہلما یہیں نہیں بلکہ میری ماں الیانا اور استغ سنیوں بھی اسلام قبول کر چکے ہیں لہذا ہمیں بھی اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت دو ساتھ ہی میں نے

دیکھو کون آئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سب سے پہلے آگے بڑھ کر وہ اپنی
 بن غریبہ سے بشل گیر ہوئی۔ غریبہ اسے کافی دیر تک اپنے ساتھ لپٹائے رہی
 یہ اس کا منہ اور پیشانی پر بار بار چومتی رہی اس کے بعد کاؤنٹ جو لین نے آگے
 بڑھ کر اقلیم کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر اقلیم اپنی بن غریبہ سے علیحدہ ہو کر غورڈا
 پہنچے بشل گیر ہوئی حتیٰ اپنی دیر تک اقلیم بھی بھاگ کر وہاں آگئی حتیٰ وہ بھی ان
 تینوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ وہ بھی غریبہ اور غورڈا سے ملی اپنی
 بہن تک ستیوس اور ایلنا بھی وہاں آگئے تھے۔ ستیوس بھی شاید ان کا جاننے
 والا تھا وہ بھی بڑی گرمجوشی سے ان کے ساتھ ملا اس کے بعد تینوں کا قہار
 ایلنا سے کرایا گیا پھر وہ ان تینوں کو لے کر سامنے والے کمرے میں چلے گئے
 تھے۔

ایک نشست پر بیٹنے کے بعد غریبہ نے اپنی ماں ایلنا کی طرف دیکھتے ہوئے
 لکڑوں بھری آواز میں کہا اے میری ماں مجھے آپ سے بھر شکایت اور شکوے
 ہیں۔ آپ اور اقلیم کو یہاں بے بسی کی حالت میں نہیں رہے رہنا چاہیے تھا۔
 آپ کو یہ سب سنا کر اقلیم نے اس دور میں چھاپے سے کل کر سیدھا میرے پاس
 پہنچ کر آنا چاہیے تھا۔ وہاں آپ میرے ساتھ محفوظ اور خوشگوار زندگی کی ابتداء
 کر سکتی تھیں جواب میں ایلنا سحرانے ہوئے کہنے لگی تمہارا خیال درست ہے۔
 میری بیٹی یہ جس وقت میں اور تمہاری چھوٹی بہن اقلیم رازرک کے خوف سے
 بھاگی تھیں تو ہماری آخری پناہ گاہ اس وقت یہ کیسا ہی تھا اگر یہ ستیوس نہ
 ہوتے تو ابھی تک رازرک اقلیم کو حاصل کر کے میری گردن تک کاٹ چکا ہوتا
 اس کے علاوہ میں طرف بن مالک کی بھی احسان مند اور ممنون ہوں کہ اس نے
 اپنی جان کو خدشات میں ڈال کر اقلیم کو ٹولپرو شہر سے نکال کر یہاں تک پہنچایا
 اس شخص کے ہم پر اتنے احسانات ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتی اور تم یہ بھی
 سوچو کہ ہم تمہارے پاس کیسے آ سکتی تھیں۔ رازرک نے ہماری تلاش میں
 چاروں طرف اپنے جاسوس اور سپاہی پھیلا دیئے تھے اگر ہم اس ساحل سے کشتی
 میں بیٹھ کر افریقہ کے لئے روانہ ہوتیں تو ہم ماں بیٹی ضرور پکڑی جاتیں اور ہم

رنگ آمیزیاں بکھرنی تھیں جب کہ بے کراں سمندر چمکدار جواہرات کی طرح
 دریائے فکر میں ڈوب گیا قایمے میں مای گیروں کی ہمتی کے قریب ایک کافی
 بڑی اور خوبصورت کشتی آکر رکی۔ اس کشتی سے تین مسافر اترے ایک افریقی
 شہریت کا سکران کاؤنٹ جو لین دوسری اس کی بیوی غریبہ اور تیسری ان کی بیٹی
 غورڈا تھی کشتی سے اترنے کے بعد وہ تینوں اپنا سامان اٹھائے کیسا سے ملحقہ
 اس عمارت کی طرف بڑھنے لگے تھے جس کے اندر ایلنا اور اقلیم نے رہائش
 اختیار کر رکھی تھی۔ اس عمارت کی طرف جاتے ہوئے غورڈا نے اپنے چہرے
 پر گہری سحرانہٹ نکھیرتے ہوئے اپنے ساتھ چلنے والی ماں غریبہ کو مخاطب کر
 کے کہا اے میری ماں بڑی ماں اور اقلیم یوں اچانک ہم تینوں کو دیکھ کر بے حد
 خوش ہوں گی۔ وہ تو یہ اندازہ بھی نہیں کر سکتی ہوں گی کہ ہم اس قدر اچانک
 ملنے کے لئے آ سکتے ہیں۔ غورڈا کی اس گفتگو پر غریبہ نے بڑے غور سے اس
 کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں تمہیں کئی بار پہلے بھی کہ چکی ہوں کہ اقلیم کا نام
 لینے کے بجائے تم اسے خالہ کہہ کر پکارا کرو۔ اس پر غورڈا نے منہ بسورتے
 ہوئے کہا میں اسے خالہ کہہ کر کیسے اوروں کو پکاروں وہ مجھ سے کتنی چار پانچ
 سال چھوٹی ہے میں اسے اقلیم ہی کہہ کر پکاروں گی چاہے آپ ناراض نہ ہوں
 نہ ہوں۔ دونوں ماں بیٹی کی اس گفتگو پر کاؤنٹ جو لین بھی سحرانے چار پانچ
 وہ خاموش ہوئیں تو تب کاؤنٹ جو لین نے لکڑوں بھری آواز میں کہا اقلیم جب
 اس سے پانچ سال تک قریب چھوٹی ہے تو اسے اس کا نام لے کر ہی مخاطب کرنا
 چاہیے۔ تینوں اس طرح کی گفتگو کرتے ہوئے اس عمارت کے دروازے پر ان
 رکے جس میں اقلیم اور اس کی ماں ایلنا نے اسقف ستیوس اور ایلنا کے ساتھ
 رہائش اختیار کر رکھی تھی۔

کاؤنٹ جو لین نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی ہی
 دیر بعد جب اقلیم نے دروازہ کھولا تو کاؤنٹ جو لین غریبہ اور غورڈا کو اس نے
 اپنا سامان اٹھائے عمارت کے دروازے پر کڑے دیکھا تو اس کی خوشیوں کی کوئی
 انتہاء نہ رہی تھی۔ وہ زور زور سے چلاتے ہوئے کہنے لگی تھی ماں! ماں! بھاگ کر

دلوں کی جانیں خطرے میں پڑ جاتیں اس لئے کہ رازدک تو پہلے ہی مجھے اپنے لئے خطرہ سمجھتا تھا اور مجھے ٹھکانے لگانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ اہلکاروں کے سامنے پیش ہوئی تو وہ اس سے شادی کرنے کا خواہشمند ہوا جواب میں یقیناً اہلکاروں نے انکار کر دینا تھا جس کے جواب میں رازدک نے اہلکاروں کی گردن بھی کاٹ دینی تھی لہذا رازدک کے ہوتے ہوئے ہم ہسپانیہ سے باہر نہیں بھاگ سکتی تھیں۔ لہذا اسی کلیسا کو اپنی آخری پناہ سمجھ کر دونوں ماں بیٹی نے رہائش اختیار کر لی تھی۔

الیانا کی بیٹی غریبہ نے پھر کچھ سوچتے ہوئے کہا اے میری ماں جب مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں وادی رہا کہ اندر رازدک مارا گیا پھر تو اس کی موت کے بعد تو آپ بغیر کسی خطرے اور بغیر کسی خدشے کے ہسپانیہ سے نکل کر میرے پاس بہت آ سکتی تھیں۔ اس پر الیانا مسکراتے ہوئے کہنے لگی رازدک کے بعد میں اور اہلکاروں نے خود ہی ہسپانیہ سے نکل کر ہمارے پاس بہت میں جانا پسند نہ کیا اس لئے کہ ہسپانیہ میں ہمیں ایک مضبوط سارا مل گیا تھا اور وہ طرفین بن مالک ہے! سنو غریبہ شاید یہ بات ہمارے ڈاکوٹن جولین اور میری عظیمی طورڈا کے لئے نئی ہو کہ اہلکاروں اور طرفین بن مالک ایک دوسرے کو پسند کر سکتے ہیں! لہذا میں نے اہلکاروں اور طرفین بن مالک سے منسوب کر دیا ہے اور عتریب جب طرفین بن مالک ہسپانیہ میں جنگوں سے فارغ ہو گا تو میں باقاعدہ طور پر ان کی شادی کر دوں گی! اے میری بیٹی طرفین بن مالک ہی کی وجہ سے ہم نے ہمارے پاس بہت آنا پسند نہ کیا اس لئے کہ اس کے ہوتے ہوئے ہمیں یہاں کسی قسم کا خطرہ نہ رہا تھا! الیانا کے اس گفتگو کے جواب میں غریبہ کے بجائے اس بار ڈاکوٹن جولین بولتے ہوئے کہنے لگا! اے میری ماں تم نے بہت اچھا کیا میں طرفین بن مالک سے کئی بار مل چکا ہوں وہ ایک انتہائی مخلص اور ایک شجاع انسان ہے وہ اہلکاروں کو یقیناً خوش رکھے گا ڈاکوٹن جولین جب خاموش ہوا تو اس موقع پر طورڈا نے بولتے ہوئے کہا میں بھی اپنے باپ کے خیالات کی تائید کرتی ہوں۔ اس لئے کہ طرفین بن مالک میرے بھی کام آ چکا ہے وہ مجھے اپنی بہن اور میں اس کو اپنا

بھائی سمجھتی ہوں اگر وہ ہسپانیہ میں نہ ہوتا تو میں بھی یہاں سے جان بچا کر بہت جگہ میں کامیاب نہ ہو سکتی تھی! اے بڑی ماں آپ نے اہلکاروں کی نسبت طرفین بن مالک سے ملنے کے بہت اچھا کیا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ طرفین بن مالک کے ساتھ اہلکاروں کے ساتھ حد خوش رہے گی۔ یہاں تک کہنے کے بعد طورڈا خاموش ہو گئی پھر وہ اپنا منہ اپنے پلوں میں بیٹھی اہلکاروں کے کان کے قریب لے گئی اور سرگوشی میں اسے کہنے لگی! سنو اہلکاروں میں تمہیں مبارکباد دینی ہوں کہ جسیں طرفین بن مالک سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ یقیناً جانو اس سے بہتر اس سے زیادہ وقار اس سے زیادہ دلیر اس سے زیادہ براہمند اور اس سے زیادہ مخلص سامنے جسیں کہیں بھی نہ مل سکتا تھا۔ طورڈا کی اس گفتگو کے جواب میں اہلکاروں کی گردن جھکائے مسکراتے ہوئے شرانے چارے تھیں۔

غریبہ نے پھر بولتے ہوئے کہا! اے میری ماں ہم تینوں تو بہت سے اس فرض کے لئے آئے ہیں تاکہ آپ کو یہاں سے نکال کر اپنے ساتھ بہت سے جانیں پر الیانا نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا میری بیٹی ان حالات میں یہاں سے نکل کر میں بہت میں جاؤں گی۔ اول یہ کہ مجھے یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں اور اہلکاروں میں اپنی اب باہر نکل کر محکمہ پھر سکتی ہیں۔ ہمارا اصل دشمن رازدک تھا اس سے ہمیں خطرہ تھا اب جبکہ وہ مارا جا چکا ہے ہم اس سرزمین میں اب محفوظ ہیں دوسری بات یہ کہ میں چونکہ اہلکاروں اور طرفین بن مالک کے ساتھ منسوب کر چکی ہوں لہذا جو ہی طرفین بن مالک ان جنگوں سے فارغ ہوا تو میں ان دونوں کی شادی کر دوں گی۔ اس کے بعد اگر طرفین بن مالک نے ہسپانیہ میں ہی رہنا پسند کیا تو میں بھی ہسپانیہ میں رہوں گی اور اگر طرفین بن مالک نے اہلکاروں کے ساتھ افریقہ میں اپنے گھر لے جانا چاہا تو پھر میں ہمارے پاس بہت چلی آؤں گی اور اپنی زندگی کے باقی دن ہمارے پاس گزاروں گی۔ غریبہ نے بادل غمازہ اپنی ماں الیانا کے اس فیصلے سے اتفاق کیا پھر وہ سب اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سب نے مل کر کھانا تیار کیا۔ پھر وہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائے گئے تھے۔ یوں ڈاکوٹن جولین غریبہ اور طورڈا نے چند عرصہ تک وہاں قیام کیا اس کے

بعد وہ واپس افریقہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

طارق بن زیاد کے پیچھے ہوئے دونوں قاصد ایک روز قیوان شہر میں موسیٰ بن نصیر کے سامنے کھڑے تھے۔ موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر تک انہیں بڑے غور و اشتباہ سے دیکھتا رہا پھر وہ پوچھنے لگا: اے ہسپانیہ کی طرف سے آنے والے دونوں قاصد کو تم میرے لئے وہاں سے طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کے حقائق کیا خبریں لے کر آؤ ہو اس پر ان دونوں قاصدوں نے ایک بار کچھ سنی خبر انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر آپس میں کچھ فیصلہ کرنے کے بعد ان میں سے ایک بولا اور موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے امیر طارق بن زیاد اور طرف بن مالک نے سب سے پہلے داوی رباط کے اندر ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کو بدترین شکست دی اس جنگ میں رازرک مارا گیا۔ اس کے بعد طارق بن زیاد اور طرف بن مالک اپنے لشکر کی راہ نمائی کرتے ہوئے موت کے ہول اور پانی کی افواہ گمراہی کی طرح اپنے ہر دشمن کو سمیٹتے اور نچا دکھاتے ہوئے زندگی کی پوری طراوت اور کمال شوکت و شہمت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے ان دونوں نے ہر شر اور ہر میدان میں اپنے دشمنوں کو ہپا اور رسوا کیا۔ دونوں اپنے لشکر کے لئے مستند اور مددگار ٹاپچے ہوتے ہوئے پوری دینی روح اور انقلابی شعور، ساحتہ انعام، وحدت ملی اور جذبہ جہاد کے ساتھ دشمن کے لشکروں پر حملہ آور ہوتے رہے اور ان کے مقابلے میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ داوی رباط میں رازرک کو شکست دینے کے بعد انہوں نے مدینہ مدونہ کا رخ کیا پھر اشیلیہ اس کے بعد ضیلان المدینہ اور دیگر شہروں کی طرف وہ ارتقا کی سڑک کی وسعت اور ذہن کی کشادگی کی طرح بڑھتے چلے گئے۔ ان کی تھیر پینڈ طبع نے دشمن کی کسی بھی جیلہ گمراہی اور چارہ سازی کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

اے امیر یہ دونوں سپہ سالار کمال بہادری، جرات مندی اور استقلال کے ساتھ دشمن کو اپنے سامنے زیر کرتے رہے اور ہسپانوی لشکر کی حالت ان کے سامنے دم بریدہ سانپ کی طرح دکھائی دیتی رہی۔ وہ دونوں بلند و پست کو

موش کر کے رعد و برق و طوفان کی طرح اپنا راستہ بناتے رہے اور ہر میدان، ہر جگہ پر بلند کرتے ہوئے اور تائید الہی حاصل کرتے ہوئے انہوں نے ہسپانیہ، اندلس، صندی کی اعلیٰ مدارج طے کر لئے ہیں! اے امیر اس وقت یہ دونوں ار اپنے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ کے شمال مغربی حصوں میں دشمن کے خلاف برپا کر رہے ہیں۔ اپنی اعلیٰ مندیوں کی خبریں انہوں نے آپ کو دینے کے لئے آپ کی طرف روانہ کیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد خاموش ہو تو موسیٰ بن نصیر نے سگراتے ہوئے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پھر ہا۔

اے غرغری لائے والے قاصد مجھے یہ بتاؤ جن علاقوں میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہے اور جن پر طارق بن زیاد کا قبضہ ہوا ہے ان میں طارق بن نے کیا انتظامات کئے ہیں اس پر دوسرا قاصد بولتے ہوئے کہنے لگا: اے امیر ق بن زیاد اور طرف بن مالک کو ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوئے ایک ہونے کو ہے۔ جنوبی و وسطی اندلس میں اب وہ کامل اقتدار حاصل کر چکے۔ قاس اشیلیہ مالہ ٹولینڈ کے صوبے میں بن مرکای شہر جزیرۃ انجرا، قرطبہ، تلمیسر، لکھتہ اور ٹولینڈ وغیرہ شامل ہیں ان پر مسلمانوں کا تسلط ہے مسلمانوں نے خود ہر جگہ ہسپانیہ میں نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے کہ طارق بن زیاد کا ہاتھ ہے اللہ تعالیٰ ان ہمارے شہروں کے اندر مسلمانوں کو آباد نہیں کر تاہم اس لئے یہودیوں کو اپنے ساتھ لاکر ہسپانیہ کے شہروں میں انہیں جگہ ان لوگوں کو آباد کیا ہے تاہم شہروں پر اس نے اپنے فوجی حکمران مقرر کئے

اے امیر طارق نے اہل ایمان میں دیوانی قانون انہیں کے مطابق جاری کر ہے۔ فوج وادی میں اسلامی شرح کے مطابق تراجم کر دی ہیں یہ عیسائیوں کے لئے گوارہ نہیں بلکہ انہوں نے پرانے دشمنان قوانین سے چھٹکارہ پا کر فوج کا شہرہ ادا کیا ہے اس کے علاوہ طارق نے وقتی طور پر ان ہی قوم کے دیوانی مقرر رکھے ہیں۔ دانی کو سرکاری محصولات، وصول کرنے اور مقدمات کا

شانی صمان خانہ میں تم دونوں کے آرام اور خوراک کا بندوبست کر دے گا۔ میں خود اب چند روز تک ایک لشکر کے ساتھ ہسپانیہ کی طرف کوچ کروں گا تاکہ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کے ساتھ شامل ہوں اور ان کے دشوار کام کو کسی قدر آسانی فراہم کرنے کی کوشش کروں۔ اب تم دونوں جاؤ اور جا کر آرام کرو۔ موسیٰ بن نصیر کا یہ حکم پا کر وہ دونوں قاصد وہاں سے نکل گئے تھے۔

چند روز بعد موسیٰ بن نصیر نے قیروان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو والی مقرر کیا جبکہ براشل کو والی اس نے اپنے دوسرے بیٹے مروان کو مقرر کیا تھا۔ اپنے چھیرے بیٹے عبدالعزیز کو افریقہ کے اندر ملک اکسہی کرنے پر مقرر کیا جب کہ اپنے چوتھے بیٹے عبدالاعلیٰ کے ساتھ وہ عربوں اور شاہینوں پر مشتمل اتحادہ ہزار کے ایک آدمودہ لشکر کے ساتھ افریقہ سے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوا تھا۔ جبری ۹۳ میں رمضان المبارک میں موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ جزیرہ الخضراء میں اتر پڑا یہ جس پہاڑ کے قریب اترا وہ جبل موسیٰ کے نام سے منسوب ہو گیا۔

موسیٰ بن نصیر کے ذہن میں یہ پروگرام تھا کہ وہ اپنی فتوحات اندلس سے روک کر کے خشکی کی راہ تھکاتے تک جا پہنچے اور واراقلانہ و ملحق کو اندلس سے اکرم مواصلات کا نیا سلسلہ قائم کر دے۔ اس ضمن میں اس کی تجویز یہ تھی کہ قحہ ممالک میں عیسائیوں کو آسان شرطوں سے مطیع کر کے وہاں اسلامی فوجیں قائم کرتے چلے جائیں اور حمیری سے آگے بڑھتے رہیں۔ اس تجویز کو لی جامہ پہنانے کے لئے خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک کی چونکہ دسی منگوبری ابھی ضرورت تھی۔ فلذا موسیٰ بن نصیر نے ایک قاصد ولید بن عبدالملک کی طرف بھی روانہ کر دیا تھا تاکہ اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے خلیفہ کی اذن حاصل کی جائے۔

○

طارق بن زیاد اور طرف بن مالک دونوں نے مل کر اسپین کے اندر دور اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلا دیا تھا اور جن شہروں کو فتح کرتے وہاں پر وہ اپنا اور والی مقرر کرتے چلے جاتے تھے لیکن ان کے ساتھ اس قدر مسلمانوں کی

فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ حروکہ جاگیر بن جن کے مالک انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں وہ بھی اپنے لشکریوں میں اس نے تقسیم کر دی ہیں جو لوگ کسی شہر کے فتح ہونے پر اپنی جگہ پر بیٹھے رہے ان کے مال و زمین کو میں جیسا چاہا۔ صرف وہاں کے حروکہ گرجوں کو سرکاری طور پر ضبط کر لیا گیا ان سارے صوبوں میں نصرانیوں سے ذرہ بھر مال نہیں لیا گیا وہاں سے صرف خراج کی رقم حاصل کی گئی ہے۔

نصرانی اپنی جائیدادوں پر قابض ہیں انہیں اپنی جائیداد کے انتقال کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ طارق بن زیاد نے جزیہ کی رقم امیر کے لئے ۴۸ درہم متوسط طبقوں کے لئے ۲۴ درہم مزدوروں اور پیشہ وروں کے لئے ۱۲ درہم مسلمان مقرر کی ہے اور عورتیں، بچے، عیسائی، راہب، پانچ اور اندھے جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ ان جنگوں کے دوران جو نصرانی مسلمان ہوئے ہیں انہیں جزیہ معاف کر دیا گیا ہے وہ حکمران طبقے میں شمار ہونے لگے ہیں۔ غیر مسلم باشندوں کو اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے میں کوئی پابندی نہیں لگائی گئی اس کے علاوہ عیسائیوں کو مسلمان بنانے کے لئے کوشش نہیں کی گئی عیسائی جو کبھی بے انتہا متعصب تھے مسلمانوں کی رواداری کی وجہ سے نرم اور وقار شہری بن کر رہنے لگے ہیں۔

نصرانیوں کو مسلمانوں کے عدل و انصاف پر پورا بھروسہ ہو گیا ہے اور انہوں نے اب تک کبھی بھی بے انصافی کی شکایت نہیں کی وہ مسلمانوں کی حکومت کو اپنے پہلے بادشاہ زاذرک کی حکومت سے بہتر سمجھنے لگے ہیں اور وہ یہ خیال کرنے لگے ہیں جو قانون مسلمانوں نے رائج کیا ہے یہ واقعی خدا ہی کا قانون ہے یہاں تک کہ متعصب پادری بھی اپنا تعصب چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ تعاون اور اتحاد کا ماحول پیدا کرنے لگے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد جب خاموش ہو گیا تو موسیٰ بن نصیر اپنی جگہ پر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھا مسکراتا رہا پھر وہ ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا: اب تم دونوں جاؤ میں نے اپنے خادم سے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ وہ

بن نصیر اس شرکی طرف بڑھا تو شر کے اندر نصیرانوں کا ایک بہت بڑا فکرمجمع ہو گیا اور انہوں نے باہم مل کر یہ فیصلہ کیا کہ شر کے دروازے بند کر کے مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔ شر والوں کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس جنگ میں موسیٰ بن نصیر کو شکست دے دیں تو پھر وہ طارق بن زیاد کو بھی ہسپانیہ سے بھاگ جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ لہذا شر کے اندر انہوں نے ملک اور رسد کا خوب اور بحزن انتظام کرنے کے بعد شر کے دروازے بند کر لیے۔ شرکی فیصل جو کافی بلند اور بے حد چوڑی تھی، اس کے اوپر انہوں نے کھولنے پانی اور آگ کے انگاروں کا بھی بندوبست کر لیا تھا تاکہ موسیٰ بن نصیر جب شر پر حملہ آور ہو تو اس پر کھون ہو پانی اور انگارے پھینکے جائیں تاکہ وہ شر کو کسی بھی صورت فتح کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ ان حالات میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے فکرم کے ساتھ ہی برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے ایشیہ شر کا حاصرو کر لیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے چاروں طرف جاسوس بھی پھیلا دیے تھے تاکہ صورت حال سے اسے آگاہ کرتے رہیں۔

ایشیہ شر کا حاصرو کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر کو اپنے جاسوسوں کے ذریعہ یہ خبر ہو گئی تھی کہ شر والوں نے فیصل کے اوپر آگ کے انگاروں اور شر کھولتے ہوئے پانی کا بندوبست کر لیا ہے۔ لہذا اس نے بھی مختلف انداز سے شر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ فیصل پر چڑھ کر حملہ آور ہونے کے بجائے اس نے شر کے دروازوں کے راسے سے شر پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اس نے شر سے دور اس قدر فاصلہ پر پاؤں کیا تھا جہاں دشمن کی تیراندازی اثر نہ کر سکے۔ پھر اس نے ایشیہ کے لڑائی جنگوں سے بڑے بڑے درخت کٹوائے۔ ان درختوں سے اس نے جنگی رخصیں بنوائیں۔ جنہیں چار گھوڑے کھینچ سکتے تھے۔ ان جنگی رخصوں کے اندر موسیٰ بن نصیر نے درختوں کے بڑے بڑے تھے نصب کروائے اور ان رخصوں کے اگلے حصوں پر اس نے لوہا چڑھا دیا تھا تاکہ گھوڑوں کو دوڑا کر رخصوں میں نصب ان رخصوں کو شر کے دروازوں سے گرا کر شر پتہ کے دروازوں کو توڑا جائے اور پھر

تعداد نہ تھی کہ وہ ہر شر میں باقاعدہ طور پر مسلمانوں کو آہاں کرتے اور ہر شر میں اپنی حیثیت کو مضبوط کرتے جاتے۔ لہذا موسیٰ بن نصیر نے بڑے انداز میں اپنے کام کی ابتداء کرنے کا فیصلہ کیا۔ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک نے وادی رباط میں راز کر کو شکست دینے کے بعد مدینہ مدونہ سے اپنے کام کو آگے بڑھایا تھا۔ لہذا موسیٰ بن نصیر نے بھی اپنے کام کی ابتداء اسی شر یعنی کہ مدینہ مدونہ ہی سے کی تھی۔ اس نے مدینہ مدونہ کو ایک بار پھر فتح کیا وہاں اس نے اپنی حفاظتی چوکی بنادی اس کے بعد وہ شمال کی طرف بڑھا اور وادی رباط میں سے گزرتا ہوا قرمونہ شر کی طرف آیا۔ نصیرانوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک اور فکرم ہسپانیہ میں داخل ہو گیا ہے تو انہوں نے مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا! پہلے کہ طارق بن زیاد طرف بن مالک اس شر کو فتح کر چکے تھے لیکن ان کے جانے کے بعد شر والوں نے مہم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی اطاعت نہیں کریں گے۔ لہذا شر والوں نے انہیں میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد شر کے تمام دروازے بند کر لئے اور موسیٰ بن نصیر سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن موسیٰ بن نصیر اپنے فکرم کے ساتھ طوفان کی طرح اس شر پر چڑھ آیا اور چند دن میں اس نے اس شر پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں بھی اپنی ایک حفاظتی چوکی مقرر کر دی تھی تاکہ جب وہ آگے نکل جائے تو شر کے لوگ اس کی غیر موجودگی میں مسلمانوں سے بغاوت اور سرکشی نہ کرتے پائیں۔ یوں جس شر کو بھی موسیٰ بن نصیر فتح کرتا جا رہا تھا وہاں پر وہ اپنے انتظامات اور قبضہ خوب مستحکم کرتا چلا جا رہا تھا۔ قرمونہ کو فتح کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر ایشیہ شر کی طرف بڑھا تھا۔

○

ایشیہ شر ہسپانیہ پر سرکاری کرنے والے سابق گاؤ خاندان سے پہلے اندلس کا پاسے تخت رہ چکا تھا۔ یہ شر مضبوط اور مستحکم قلعہ اور فیصل کی وجہ سے ناقابل تفسیر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کے کلیسا کو ہسپانیہ میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ شر دولت مند لوگوں کا مسکن بھی تھا۔ اس شر والوں نے رضا کارانہ طور پر طارق بن زیاد کو صرف چند ہی پر رضا مند کر لیا تھا لہذا قرمونہ کو فتح کرنے کے بعد موسیٰ

ایسے اختلالات کیسے تھے کہ جن کی بنا پر مجاہدوں اور ان کی رتھوں کے آگے بڑھنے میں گھوڑوں پر کھول ہوا پانی اور دھکتے ہوئے کوئلے اثر انداز نہ ہوئے تھے۔ یوں موسیٰ بن نصیر اور اس کے لشکریوں نے دشمن کی ساری تدبیروں اور تصویروں کو ناکام اور نامراد بنا کر رکھ دیا تھا۔

جس وقت مسلمان مجاہد شہر اشید کے دروازے پر ضربیں لگا رہے تھے۔ اس وقت موسیٰ بن نصیر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی توجہ اور بڑے اطمینان کے ساتھ اس کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ جب اس نے اپنے مجاہدوں کو دُور دُور سے بھنبھیریں بلند کرتے اور دروازے پر ضرب لگاتے ہوئے دیکھا تو اس نے کمال خوش اور دلولے کے ساتھ اپنے مجاہدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میری امت کے جوانو! خدا آسمان اور زمین پر ہم سب برابر ہیں۔ روشنی اور ہدایت کی شعلیں اٹھا کر آگے بڑھو اور دشمن کی گمراہی کی تاریکیوں کو مٹا دو۔ صبح کی روشنی اور زور خود آرائی میں پیش قدمی کرتے رہو۔ دشمن کی خواہشوں کو منسلک کرتے ہوئے انہیں شکست کی قبائے شب بنا کر رکھ دو۔ ان کے سارے اسباب ہلاکت کو سنانے کی چھاؤں اور ان کی کلاب کی رینگ کو مایوسی کی نقاب میں بدل دو۔ سنو میرے دیدہ بیدار صفت جوانو! تم سے پہلے تمہارا عظیم المرتبت ساتھی طارق بن زیاد ان شہروں کو روند کر ان سے جزیہ وصول کر کے آگے بڑھ چکا ہے۔ اب یہ لوگ اس کی غیر موجودگی میں پھر بغاوت اور سرکشی پر اترنا چاہتے ہیں۔ ان کی ہر سرکشی کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالو اور ان کی ہر بغاوت کو فروغ کر کے رکھ دو۔ ڈنڈگی میں ایسے دن بہت کم اور بھی کبھی ہی نصیب ہوتے ہیں۔

موسیٰ بن نصیر کی اس تقریر نے اس کے جوانوں اور مجاہدوں کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا دلولہ پیدا کر دیا تھا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ جوش اور والہانہ انداز میں شہر نہاد کے دروازے پر ضربیں لگاتے گئے تھے۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر تک ہی مزید جدوجہد کے بعد شہر نہاد کا دروازہ ٹوٹ کر گر گیا۔ مجاہدوں نے دروازے کے دونوں پٹ ایک طرف ہٹا دیے پھر موسیٰ بن نصیر کی

شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی جائے۔ فیصل کے اوپر سے آگ کے انگارے اور کھول ہوا پانی جو خطرناک صورت حال پیدا کر سکا تھا اس سے گھوڑوں اور اپنے آدمیوں کو بچانے کے لیے ان جنگی رتھوں کے اوپر کافی بڑی پھت بنا دی گئی تھی جس کی وجہ سے رتھوں میں جوتے گھوڑے اور اس کے اندر کام کرنے والے جوان فیصل کے اوپر سے پیچھے جانے والے کھولے ہوئے پانی اور آگ کے انگاروں سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ یہ سارے اختلالات کرنے کے بعد ایک روز صبح ہی صبح موسیٰ بن نصیر نے شہر کو فتح کرنے کے لیے اپنے کام کی ابتدا کی تھی۔

موسیٰ بن نصیر نے دو بڑی بڑی جنگی رتھیں تیار کی تھیں جن کو چار گھوڑے کھینچتے تھے اور جن کے اندر درختوں کے بڑے بڑے تنے نصب کیے گئے تھے۔ اپنے کام کی ابتدا موسیٰ بن نصیر نے کچھ اس طرح کی کہ پہلے ایک جنگی رتھ کو دوڑاتے ہوئے شہر نہاد کے دروازے کی طرف لایا گیا اور اس میں نصب تنے کی مدد سے شہر نہاد کے دروازے پر ضرب لگائی گئی۔ پہلی ہی ضرب سے دروازہ بول اٹھا اور اس ضرب کی آواز دُور دُور تک سنائی دی گئی۔ اس کے بعد پہلی رتھ کو پیچھے ہٹانے کے بعد دوسری رتھ سے ضرب لگائی گئی۔ اس طرح یہ ایک گول چکر میں دروازے پر ضربیں لگاتے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ مسلمان مجاہد اپنے اور اپنے چھاتیوں کے حوصلے بلند کرنے کے لیے ادبھی آوازوں میں بھنبھیریں بلند کرتے جا رہے تھے۔

ان کی بہت اور ان کی جوانمردی سے ایسا لگتا تھا کہ جیسے ان کے اعمال میں جادو افعال میں سحر اور ان کے ارادے منضبط صورت اختیار کر گئے ہوں۔ پھر فلولاد کی طرح سنگین مجاہد بعدد برق و طوفان کی طرح بھنبھیریں بلند کرتے ہوئے کچھ اس طرح اشید کی شہر نہاد کے دروازے پر ضربیں لگاتے گئے گویا وہ قطرے کو سمندر میں ڈوبنے اور نہج دور ان کو روک دینے کا عزم کر چکے ہوں۔ شہر کے عافوں نے شہر نہاد کے اوپر سے کھول ہوا پانی اور دھکتے ہوئے انگارے پھینک کر مسلمانوں کی اس تدبیر کو ناکام بنانے کی کوشش کی تھی لیکن موسیٰ بن نصیر نے

موسیٰ بن نصیر ماروہ شمر کو بھی اشیہ بنی کی طرح فتح کرنا چاہتا تھا اور یہاں بھی وہ رتھوں کی مدد سے شہنشاہ پر ضربیں لگا کر اور انہیں توڑ کر اپنے لشکر کے ساتھ شرم میں داخل ہونے کا عزم اور ارادہ رکھتا تھا لیکن دشمن کو شاید اس طریقہ جنگ کی خبر ہو گئی تھی جو اس نے اشیہ میں استعمال کیا تھا لہذا ماروہ شمر والوں نے شہنشاہ کے ہر دروازے کے سامنے دور دور تک جگہ جگہ کافی بڑی اور چوڑی خندقیں کھود لیں تھیں تاکہ مسلمان اپنے رتھوں کو حرکت میں لا کر شہنشاہ پر ضرب نہ لاسکیں۔ یہاں موسیٰ نے اپنا ارادہ تبدیل کیا اور اپنے جنگی رتھوں کی مدد سے اس نے شہنشاہ پر ضربیں لگا کر اس میں اسے رخنہ پیدا کر کے شہنشاہ میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔

اشیہ شمر کی طرح ماروہ شمر بھی بڑا مستحکم تھا اور اس کی فصیل بھی بڑے بڑے اور مضبوط چھروں سے بنائی گئی تھی۔ وہ اپنی چوڑائی میں بھی خاصی بڑی تھی۔ فصیل کو توڑنے کے لیے موسیٰ کے حکم پر جب جنگی رتھوں کی مدد سے اس پر ضربیں لگائی جانے لگیں تو ان ضربوں سے جہاں بھی رخنہ پیدا ہوتا اہل شمر بڑی مستعدی اور جرات مندی سے کام لے کر فوراً اس رخنے کی حرمت کر لیتے اور ان رتھوں کی حفاظت کرتے ہوئے وہ خوب مقابلہ کرتے تاکہ مسلمان ان رتھوں سے شرم میں داخل نہ ہو سکیں۔ ان رتھوں اور برجوں پر کئی مسلمان مجاہد کام آئے اس لیے ان رتھوں اور برجوں کو برج شداء کہا جانے لگا تھا۔ بہر حال موسیٰ بن نصیر نے شمر کی فصیل پر ضربیں لگا کر اسے گرانے کی کوشش جاری رکھی تاکہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ شرم میں داخل ہو سکے۔ موسیٰ بن نصیر کو یہاں یہ دشواری بھی تھی کہ وہ اپنے لشکر کا ایک حصہ مدینہ مدونہ اور اشیہ میں مقرر کر آیا تاکہ اس کی غیر موجودگی میں وہاں کے لوگ بغاوت نہ کر سکیں۔ اب اس کے لشکر کی تعداد پہلے کی نسبت بہت کم تھی۔ لہذا اسے کئی ایک دھاریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا لیکن موسیٰ کی خوش ہمتی تھی کہ اسی وقت اس کا بڑا بیٹا عبدالعزیز سات ہزار سواروں اور پانچ ہزار کمان داروں کی ایک کمک لے کر افریقہ سے اس کے پاس پہنچ گیا جس کی بنا پر موسیٰ بن نصیر کی عسکری قوت

سرحد کی میں اسلامی لشکر ایک سیلاب کی طرح اشیہ شرم میں داخل ہو گیا تھا۔ شمر کے اندر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ دشمن کا وہ لشکر جو فصیل کے اوپر چڑھا ہوا تھا وہ بھی پیچھے اتار آیا تھا اور چاروں طرف سے دشمن کے پانی موسیٰ بن نصیر کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے لیکن موسیٰ بن نصیر کمال مہارت اور جرات مندی کے ساتھ اپنے لشکر کی راہبری اور راہنمائی کرتا ہوا دشمن کے اس سیلاب کو نہ صرف روکتا رہا بلکہ تھوڑی دیر تک ان پر ضربیں لگانے کے بعد انہیں اپنے آگے آگے ہانکنے لگا تھا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ حملہ آور مسلمانوں سے مقابلہ کرنا اب ان کے بس کا روگ نہیں رہا تو وہ ہمت گننے لگے۔ جب کہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ کئی کوچوں کے اندر بڑی مدتی رفتاری کے ساتھ ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ شمر کے محافظ لشکر کی اکثریت کو نہ بچ کر دیا گیا اور جو باقی بچ رہے انہوں نے موسیٰ بن نصیر کے آگے ہتھیار ڈال دیے اور اطاعت قبول کر لی تھی۔

اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ بن نصیر نے چند یوم تک اشیہ شرم میں قیام کیا اور اس دوران نہ صرف اس نے شمر کے قلم و نسی کو درست کیا بلکہ شمر کے اندر ایک فوجی چھڑائی بھی قائم کی جس میں اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ تعین کیا۔ اس کے بعد وہ اشیہ شمر سے نکلا اور جبل شادات اور دلاوی موریا سے ہوتا ہوا شمال کی جانب ہسپانیہ کے دوسرے شہر ماروہ کی طرف بڑھا تھا۔

ماروہ میں موسیٰ بن نصیر کو بہت بڑی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لیے کہ کچھ شکست خوردہ دشمن کے لشکر کی اشیہ شمر سے ہجرت کر ماروہ میں آ گئے تھے۔ دوسرے یہ کہ اشیہ میں جو محصور لہرائیوں نے جو موسیٰ بن نصیر کی مزاحمت کی تھی اس سے دوسرے شہروں کے لہرائیوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر وہ چاہیں تو ہر شرم میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کے سامنے ہراغت کی ایک دیوار کھڑی کر سکتے ہیں۔ لہذا دوسرے مختلف شہروں سے بھی مسلح لشکر کی اور رضا کار ماروہ شرم میں جمع ہو گئے تھے تاکہ حمہ ہو کر وہ موسیٰ بن نصیر کے لشکر کا مقابلہ کر سکیں۔

کہ تم لوگ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ساتھ جہاد میں حصہ لیتے
تھے۔ کیا میں تم لوگوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ تم لوگوں نے طارق بن زیاد کو
بجیت ایک سپہ سالار، حاکم و منتقم اور بحیثیت ایک فاتح کے کیسا پایا ہے۔ یہ
وال میں تم سے اس لیے کر رہا ہوں کہ تم نو مسلم ہو اور طارق بن زیاد کے
ساتھ کام کرتے رہے ہو۔ موسیٰ بن نصیر کے اس سوال پر ان نو مسلم مجاہدوں نے
تقریبی دیر کے لیے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ان میں سے ایک موسیٰ بن
نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے امیر طارق کی ہمسائیہ کی سرزمین میں آمد سے پہلے ہم رازدار کے
گرمیں رہ کر بہت سی جنگوں میں حصہ لیتے رہے ہیں لیکن ہم نے طارق جیسا سپہ
سالار آج تک نہیں دیکھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا کے بہترین سپہ سالاروں میں
سے ایک ہے۔ بحیثیت ایک انسان کہ وہ ایک نہایت مہتمی، فرض شناس، راست
و بلند ہمت اور پاک باز مسلمان ہے۔ اس کے حسن اخلاق نے اس کی شخصیت
ن بلا کا اثر و نفوذ پیدا کر دیا ہے۔ اس کی شخصیت میں مثال و جلال بدرجہ اتم
وجود ہیں۔ دوست اس کے جمال شخصیت کی وجہ سے اس کے گرویدہ ہیں۔ سپاہ
سے اپنی جان سے زیادہ عزیز دیکھتے ہیں اور اس کے ایک اشارہ پر اس کے
اتقی کٹ مرے کو تیار رہتے ہیں لیکن دشمن اس کے جلال سے خوف بدکل
ہے۔ جب سے وہ ہمسائیہ کی سرزمین میں ہے اس کی تمام زندگی جرم معصیت
لے دارغ سے مبرا ہے۔ وہ اتنا امن ہے کہ بے انداز مال غنیمت حاصل کرنے کے
بدون اپنے سے حصے سے زیادہ کچھ بھی نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ اس کے بدترین
دشمن بھی اس پر خیانت کا الزام نہیں لگ سکتے۔ اس کے علاوہ وہ عادل و قیاض
ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے سے کہ اندر بے حد ہمدرد و عزیز ہے۔

اے امیر! ایک سپہ سالار کی حیثیت سے طارق بن زیاد جنگی منصوبہ بندی
کرنے کا بڑا ماہر ہے۔ چنانچہ اس نے ہمسائیہ کی سرزمین کے اندر جنگوں کے
دوران اپنی منصوبہ بندی سے دشمن کو حیران و ششدر کر کے رکھ دیا ہے۔
یہ ان جنگ میں اس کے اور طریف بن مالک کے لڑنے کا طریقہ بھی نرالا ہے۔

میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔

اپنی عسکری قوت مضبوط ہو جانے کے بعد موسیٰ کے حوصلے اور زیادہ بلند
ہو گئے تھے اور اس نے زیادہ جوش اور دلولے کے ساتھ بارہ شہر پر حملہ آور
ہونا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے جگہ جگہ سے شہر کی قبیل کو توڑ کر
رکھ دیا اور لشکر کے ساتھ وہ تکبیریں بلند کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا تھا۔
تھوڑی دیر تک شہر کے اندر محسوس کی جنگ رہی پھر دشمن شکست کھا کر پہا
ہوا۔ بہت سے لہرائی بھاگ کر دوسرے شہروں کی طرف چلے گئے اور جنوں نے
مقابلہ کیا وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے اور یوں اشدید کے بعد بارہ شہر
پر بھی موسیٰ بن نصیر کا قبضہ ہو گیا تھا۔

شہر کو فتح کرنے کے بعد جس وقت موسیٰ بن نصیر شہر کے اندر اپنے لشکر کے
ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھے تو ایک روز اس کا بیٹا عبدالعزیز اس کے پاس آیا اور
اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے میرے باپ! کچھ نو مسلم سپاہی آپ سے ملنے
کو خواہش مند ہیں۔ انہوں نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک سے متاثر ہو
کر اسلام قبول کیا تھا۔ یہ ان دونوں کے لشکر میں جہاد میں بھی حصہ لیتے رہے ہیں
اور اب چند یوم کے لیے اپنے گروں میں گئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ طارق بن
زیاد اور طریف بن مالک کے لشکر میں دوبارہ شامل ہونے کے لیے مثال کا رخ کر
رہے تھے کہ انہیں خبر ہوئی کہ آپ بھی ہمسائیہ میں داخل ہو چکے ہیں لہذا انہوں
نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ اب آپ کے لشکر میں رہ کر جہاد میں حصہ لیں گے اور
اسی سلسلے میں وہ آپ سے ملنے کے خواہشمند ہیں۔ موسیٰ بن نصیر نے کہا۔ انہیں
میرے پاس لاؤ۔ میں ان سے ملنا پسند کروں گا۔ عبدالعزیز یہ حکم سن کر باہر چلا گیا
اور تھوڑی دیر بعد چند جوانوں کو ساتھ لے کر اندر آیا۔ موسیٰ بن نصیر نے اپنی
جگہ سے اٹھ کر ان کے ساتھ کر بجوشی سے مصافحہ کیا۔ پھر انہیں اپنے سامنے بٹھایا
اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ تم لوگ ایمان کے رہنے والے ہو اور تم
لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ جان کر میری خوشی میں مزید اضافہ ہوا ہے

وہ دونوں میدان جنگ میں جیترا بدل بدل کر لڑنے اور قدم قدم پر نئی چال چلنے میں قابل دید مہارت رکھتے ہیں۔ وہ حملوں میں تیزی اور شدت کے قائل ہیں۔ وہ دونوں جنگ میں مختلف طریقے سے لڑتے ہیں اور دشمن کے اندازوں اور منصوبوں کو انھوں میں خاک میں ملا کر رکھ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ شب خون مارنے میں اپنا جانی نہیں رکھتے۔ وہ ہر وقت مستعد اور موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔ کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے یہی وجہ ہے کہ نہایت قلیل عرصے میں ان دونوں نے وہ فتوحات حاصل کی ہیں جن کی تاریخ میں بہت سی کم نڈیر اور ٹہل جاتی ہے۔

اسے 'امیر' ہسپانیہ کی سرزمین میں جن لوگوں کا طارق بن زیاد کے ساتھ پالا پڑا ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ طارق بلا کا ذہین اور فرات اور دور رائے تھی قدر اور اصابت رائے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود وہ اپنے فوجی مشیروں اور غشیوں سے بھی مشورہ کرنے کا عادی ہے۔ اس طرح وہ ان کو اپنے اعتماد میں لیتا ہے۔ اسے نہ صرف اپنی افواج بلکہ غیر مسلم رعایا کا بھی اب اعتماد حاصل ہے۔ وہ چونکہ متقی پاک باز ہے اس لیے اس کے لشکری بھی کروار میں بہت بکھرے ہیں۔ ہم نے اسے میدان جنگ میں باقاعدگی سے نماز ادا کرتے اور کثرت سے اپنے خدا کو یاد کرتے دیکھا ہے۔

اسے 'امیر' یہ وہ چند اوصاف ہیں جو طارق بن زیاد کی شخصیت سے تعلق رکھتے ہیں جن کا ہم نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔ میں اور میرے یہ ساتھی طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کے ساتھ وہ کئی جنگوں میں حصہ لے چکے اور توسلم کی حیثیت سے ہم سب کے لیے خوش بختی اور سعادت ہے کہ ہم نے ایسے دو عمدہ قسم کے مجاہدوں کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا ہے۔ اب تک ہم رخصت پر آئے ہوئے تھے اور واپس طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف جانا چاہتے تھے جو اس وقت شمالی صوبہ میں دشمن کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں لیکن ہمیں خبر ہوئی کہ آپ بھی ہسپانیہ میں داخل ہو چکے ہیں لہذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد میں حصہ لیں گے۔ جب وہ جوان

غاموش ہوا تو موسیٰ بن نصیر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میں تم لوگوں کے جذبہ جہاد کی تحریف کرتا ہوں اور سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ تم سب میرے بیٹے کے ساتھ جاؤ وہ لشکر میں تمہاری رہائش اور دوسری ضروریات زندگی کا تمہارے لیے فراہمی کا بندوبست کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ موسیٰ بن نصیر کے بیٹے عبدالعزیز کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔

کافی دیر بعد عبدالعزیز اپنے باپ کے پاس لوٹ کر آیا اور بڑی رازداری میں وہ اپنے باپ موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ اے میرے باپ۔ وہ جو توسلم مجاہد آپ نے میرے حوالے کیے تھے۔ انہیں میں لشکر گاہ میں چھوڑ کر جب میں واپس آیا تو آپ کے خیمہ کے باہر میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ ایک عورت آپ سے ملنے کی خواہش مند تھی اور آپ کے خیمہ کے باہر پہرہ دینے والے اس عورت کو اندر آنے سے روک رہے تھے۔ میں اس عورت سے ملا اور اس سے پوچھ گیا۔ وہ اپنا نام اسے جی لونا بتاتی ہے اور وہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ ہے۔ میں نے اس کے اس بیان کی تصدیق کرنے کے لیے اس بارود شہر کے مقامی کچھ لوگوں سے بھی اس کے متعلق معلومات حاصل کیں اور سب نے اس بات کی تصدیق کی کہ اس کا نام اسے جی لونا ہے اور وہ سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ ہے۔ اے میرے باپ! یہ عورت اتنا درجہ کی خواہش مند اور پرکشش ہے اور آپ سے ملنے کی خواہش مند ہے۔ میں نے جب لوگوں سے اس کے متعلق مزید تفصیل جانا چاہی تو انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وادی رہاب کے اندر جب طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے ہسپانیہ کے بادشاہ رازرک کو شکست دی اور رازرک جنگ میں مارا گیا تو یہ اسے جی لونا جو اس کی ملکہ تھی، یہ ٹولہ دو شہر سے بھاگ کر یہاں بارود میں گوشہ گیری اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اب میں اسے نہیں جانتا کہ یہ کس سلسلے میں آپ سے ملنے کی خواہش مند ہے۔ عبدالعزیز کی یہ بات سن کر موسیٰ بن نصیر نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اب اس عورت کو اندر لاؤ! میں اس سے ضرور ملوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی

عبدالعزیز اس بیڑہ سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عبدالعزیز اپنے ساتھ اس خاتون کو لایا جو ابھی جوان اور توانا تھی۔ وہ اتنا درجہ کی خوبصورت اور جسمانی سلاست میں ایک عجیب سا جذبہ اور کشش رکھتی تھی۔ موسیٰ بن نصیر بڑے پناک اور بڑی عزت اور بڑے احرام کے ساتھ اس خاتون سے پیش آیا اور ہاتھ کے اشارے سے اپنے سامنے والی نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ خاتون اس نشست پر بیٹھ گئی تب موسیٰ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے خاتون، مجھے بتایا گیا ہے کہ تھمارا نام اے جی لونا ہے اور تم ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ ہو اور ٹولڈو شہر سے نکل کر تم نے مارده نام کے اس شہر میں پناہ لے رکھی تھی۔ کو تم مجھ سے مل کر کیا کہنا چاہتی ہو؟ موسیٰ بن نصیر کے اس اجتہاد پر اے جی لونا نامی اس خاتون نے بولنے ہوئے کہا۔ اسے مسلمانوں کے امیر، آپ نے درست فرمایا ہے کہ میں رازرک کی بیوہ ہوں اور ابھی میں ہسپانیہ کی ملک ہوا کرتی تھی۔ میں اپنے کچھ جاننے والوں کے ہاں مارده شہر میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ اب جب کہ آپ نے شہر چھوڑ کر لیا ہے۔ بہت سے لوگ یہ جان گئے ہیں کہ میں ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کی بیوہ ابھی جی لونا ہوں۔

اے امیر، آپ جانتے ہیں کہ کچھ لوگ ہسپانیہ کے سابق بادشاہ رازرک کو ٹاپوہ کرتے تھے اور اس سے دشمنی اور عداوت رکھتے تھے۔ لہذا ان سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ بس میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ ہسپانیہ کی اس سرزمین میں آپ میری جان کی حفاظت کا کوئی بندوبست کر دیں۔ اے جی لونا کی یہ گفتگو سن کر موسیٰ بن نصیر کافی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اے جی لونا کی طرف دیکھا اور کہا۔

سنو، اے جی لونا، میں جانتا ہوں کہ تم ابھی جوان ہو اور تمہیں اپنی زندگی ہسپانیہ ہی کی سرزمین میں گزارنا ہے۔ میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم کسی سے شادی کر کے اپنی بقیہ زندگی پر سکون طور پر گزارو۔ اس پر اے جی لونا جھٹ

سے بولی۔ اے مسلمانوں کے امیر، آپ جانتے ہیں کہ میں کبھی ہسپانیہ کی ملک رہی ہوں۔ اب اگر میں ہسپانیہ کے کسی رئیس یا امیر زادے سے شادی کرتی ہوں تو وہ مجھے اپنا محکوم اور اپنا غلام بنا کر رکھے گا اور میں نہیں چاہتی کہ ہسپانیہ کی ملک رہنے کے بعد میں کسی رئیس بن کر غلام بن کر زندگی گزار دوں۔ اے جی لونا کے اس جواب پر موسیٰ بن نصیر نے کچھ دیر سوچا اور پھر دوبارہ اسے مخاطب کر کے اس نے کہنا شروع کیا۔

اے جی لونا، یہ جوان جو اس وقت میرے ہاتس پتلو میں بیٹھا ہوا ہے، میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام عبدالعزیز ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس کے ساتھ تھماری شادی کر سکتا ہوں۔ اس طرح تم ہسپانیہ کے اندر ایک محفوظ اور خوشگوار زندگی بسر کر سکتی ہو۔ موسیٰ بن نصیر کی اس پیش کش پر اے جی لونا کے خوبصورت چہرے اور خوبصورت ہونٹوں پر کھرمی اور خوشگوار مسکراہٹ بکھر گئی اور پھر وہ کہنے لگی۔

اے مسلمانوں کے امیر، میں آپ کی اس پیش کش کو قبول کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ رہ ایک پر امن اور خوشگوار زندگی بسر کر سکتی ہوں۔ اے جی لونا کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر خوش ہوا اور اس نے اسی وقت احتیاطات کیے اور اپنے بیٹے عبدالعزیز کی شادی اے جی لونا کے ساتھ کر دی اور تاریخ میں یہ خاتون ام خاتم کے لقب سے مشہور ہوئی۔

○

مارده شہر والوں نے جو چند دن تک مسلمانوں کو شہر کی تسلیل سے باہر روکے رکھا اور مسلمانوں نے اس شہر کے اندر جو رخصت اندازیاں کی تھیں وہ پر کر کے پھر حرمت کا سلسلہ جاری رکھنے کی فریادیں جب دوسرے شہروں میں پہنچیں تو لوگوں نے ایک بار پھر تم کے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی ابتدا سب سے پہلے اشیلہ شہر میں ہوئی۔ وہ اس طرح کہ اس شہر میں جو موسیٰ بن نصیر نے حقائق چکی قائم کر رکھی تھی اس چوکی کے محافظ مسلمان مجاہدوں کو شہر والوں نے قتل کر دیا اور شہر کے یہودیوں نے مسلمانوں

کے ساتھ حمد و بیان کیا تھا کہ وہ ہر حال میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ وہ بھی حمد لکھی کر کے اشید کے لوگوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور انہوں نے مل جل کر اشید میں بغاوت کھڑی کر دی تھی۔

موسیٰ کو جب اپنے بھڑوں کے ذریعے اشید شرکی بغاوت کا علم ہوا تو وہ خود مادہ شہر میں گھبرا رہا جب کہ اس بغاوت اور سرکشی کو فروغ کرنے کے لیے اس نے ایک لشکر اپنے بیٹے عبدالعزیز کو دے کر اشید کی طرف روانہ کیا۔ اشید شرک کو جب علم ہوا کہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو لشکر دے کر باقی اور سرکشی کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا ہے تو اشید شرکے مخالف اور عام لوگ مسلح ہو کر شہر سے باہر نکلے۔ وہ چاہتے تھے کہ کچلے میدانوں میں عبدالعزیز کو شکست دیں۔ اس طرح حکای لوگوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور وہ زیادہ سے زیادہ ان کے ساتھ مل کر ایک طاقتور قوت اختیار کر لیں گے۔ جسے استعمال کرتے ہوئے وہ مسلمانوں کو یہاں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی ہر خواہش رائیگاں گئی۔ اس لیے کہ جب کچلے میدانوں میں عبدالعزیز کے ساتھ ان کا سامنا ہوا تو عبدالعزیز قرہ کی پادش کی طرح ان پر حملہ آور ہوا۔ ان کی غصہ کی گھڑیوں، ان کی "فلتوں" کی تہجیروں کو اپنے پاؤں تلے روند کر رکھ دیا۔ ان کی حالت اسے سوکھے ہوئے چوں کے ذخیر کاٹنوں پر رکھی زبان اور چمکانے لگی حلقوں کی طرح بنا کر رکھ دی تھی۔ عجیب سے شوق ازم رانی میں عبدالعزیز نے ان کی زندگی کے رشتوں کو کاٹا اور ان کی ساری حرارت، ان کی ساری ہمداری کو منقسم اور حسرت زدہ کر دیا۔ ان کے سامنے چنڈیوں کو مٹی کے گردوندے سمجھ کر گرا دیا اور ان کے گرم لبو کو اپنے سامنے اس نے گھوسا کر دیا تھا۔

عبدالعزیز نے اشید شرک سے باہر دشمن کو نہ صرف یہ کہ بدترین شکست دی بلکہ اس بغاوت اور سرکشی کے جو سرخسے تھے ان سب کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر اس نے موسیٰ کے حکم پر اپنے لشکر کا ایک حصہ اشید شر میں آباد کیا اور انہیں جاگیروں کا مالک بنا دیا تاکہ وہ مستقل طور پر وہاں رہائش

اختیار کر سکیں اور آئندہ کے لیے دیگر شہروں کے اندر بغاوت کے آثار کھڑے نہ ہو سکیں۔ شہر کے اندر یہ انتظامات کرنے کے بعد عبدالعزیز واپس مادہ میں اپنے باپ موسیٰ بن نصیر کی طرف چلا گیا تھا۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے موسیٰ بن نصیر نے ہسپانیہ کی جاگیروں پر عربوں کو بٹانا شروع کر دیا اور جو شہر وہ فتح کرتا وہاں پر کافی سپہ حفاظت کے لیے مقرر کرتا چلا جاتا۔ اپنی سکونت کے لیے بھی اس نے قدیم محل کا انتخاب کیا تھا۔ اب یہ طریقہ کار ہر جگہ اختیار کر لیا گیا کہ مسلمانوں کی نوآبادیاں قائم کی جائیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مختلف علاقوں کی زبان اور روایات رسم و رواج اور خیالات میں تبدیلیاں پیدا ہو گئیں اور یہ علاقے مسلمانوں کے مطیع اور فرمانبردار بن کر رہنے لگے۔

مادہ شرک کو فتح کرنے اور اشید کی بغاوت فروغ کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ باجہ اور بلہ شہروں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا۔ ان شہروں پر اپنا قبضہ کرنے کے بعد وہاں بھی اس نے دوسرے شہروں کی طرح وقایع انتظام کیے۔ یہاں کے سرکش اور بغاوت پر آمادہ افراد کو اس سے بے دخل کر کے اپنے لشکر کے چھوٹے سالاروں کو وہ عکلات عطا کیے اور ان کی مدد کے لیے وہاں پر اپنے فوجی دستے مقرر کیے۔ اس کے بعد وہ مادہ شہر کے گرد و نواح کے علاقوں پر قبضہ کرنے میں مصروف رہا۔ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو د. مرہبہ کی طرف بڑھلا۔ مرہبہ شہر پر گو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے قبضہ کر لیا تھا اور وہاں تدبیر کو حاکم مقرر کیا تھا لیکن مرہبہ شہر کے نواح میں ابھی تک باغیوں کے اثرات باقی تھے لہذا اپنے شہر کے ساتھ موسیٰ بن نصیر مرہبہ کے اطراف میں پیش کیا اور سارے باقی عناصر کو قلع قمع کر کے اس نے انہیں مسلمانوں کی اطاعت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس قدر کام انجام دینے کے بعد موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ ٹولیڈو شہر کی طرف بڑھلا تھا۔



طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو جب یہ خبر ہوئی کہ موسیٰ بن نصیر

دووں کی کارکردگی سے خوش ہوں اور قیواں شہر میں بیٹھ کر جو امیدیں میں نے تم دونوں سے وابستہ کی تھیں تم دونوں ان امیدوں سے بھی کہیں بڑھ کر ثابت ہوئے ہو۔ لہذا ہمسائیہ کے اندر میں تم دونوں کی کارگزاری سے بے حد خوش اور مطمئن ہوں۔

اب تم دونوں میرے اور اپنے لشکر کو ایک جگہ جمع کرو اور نئی شہر شروع کرنے سے قبل میں دونوں لشکروں سے خطاب کر کے کچھ کہنا چاہوں گا۔ پہلے منیفؓ، تم آج ہی دمشق کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں نے اس سے پہلے بھی ایک قاصد کو دمشق روانہ کیا تھا واصل میرے ذہن میں یہ لائحہ عمل ہے کہ میں اپنی فتوحات کو اندلس سے شروع کر کے جنگی کے راستے سے قسطنطنیہ تک جا پہنچوں اور دارالخلافہ دمشق کو اندلس سے ملا کر مواصلات کا سلسلہ قائم کر دیتا ہوں۔ زمین میں میری تجویز یہ ہے کہ متوجہ ممالک میں عیسائیوں کو آسان شہر دیں۔ پہلے کے وہاں اسلامی نوآبادیاں قائم کر دوں۔ اپنی اسی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں نے خلیفہ ولید سے اس قاصد کے ذریعے اجازت طلب کی تھی لیکن ابھی تک وہ قاصد خلیفہ کا اجازت نامہ لے کر نہیں آیا لہذا تم آج ہی دمشق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور میری طرف سے خلیفہ ولید بن عبدالملک سے ملو اور اس سے میری اسی تجویز کے سلسلے میں اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جب تمیں ایسا اجازت نامہ مل جائے تو تم فوراً میرے پاس ہمسائیہ میں لوٹ آؤ تاکہ میں اپنے کام کی ابتدا کر سکوں۔

موسیٰ بن نصیر کے اس حکم آگے وہاں کڑے منیفؓ نے اثبات میں اپنی گردن کو خم کر دیا۔ پھر اس نے یوزیہؓ کے آواز میں موسیٰ بن نصیر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے امیر آپ مطمئن رہئے میں آپ کے حکم کے مطابق آج ہی دمشق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور میں آپ کے لائحہ عمل کے مطابق خلیفہ ولید سے آپ کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اجازت نامہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ منیفؓ کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن نصیر خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ دونوں حصہ لشکروں سے خطاب کرنے کے لیے انتظامات کی نگرانی کرنے لگا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ ہمسائیہ میں داخل ہوا ہے اور ایشیہ شریح کرنے کے بعد اس نے ماروہ کا محاصرہ کر رکھا ہے تو وہ اپنی مشترکہ اور مختلف شہروں کی مہم کو چھوڑ کر واپس لوٹے اور انہوں نے ٹولیڈو شہر کا رخ کیا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ٹولیڈو شہر میں ہی رہ کر موسیٰ بن نصیر کا استقبال کریں گے۔ لہذا موسیٰ جب اپنے لشکر کے ساتھ ٹولیڈو شہر کے قریب آیا تو طارق بن زیادہ اور طرف بن مالکؓ منیفؓ اور عبداللہؓ نے شہر سے باہر نکل کر موسیٰ بن نصیر اور اس کے لشکر کا استقبال کیا۔ ان چاروں کو دیکھ کر موسیٰ بن نصیرؓ اس کا بیٹا عبدالعزیزؓ، دونوں اپنے گھوڑے سے اتر پڑے۔ اتنی دیر تک موسیٰ بن نصیر کا دوسرا بیٹا عبدالعلیؓ بھی قریب آ گیا تھا۔ وہ بھی اپنے باپ اور بھائی کی طرح اپنے گھوڑے سے اترا پھر موسیٰ بن نصیر اپنے بازو پھیلاتے ہوئے طارق بن زیاد کی طرف بڑھا اور بڑی گرجوشی کے ساتھ اس سے گلے ملا۔ اس کے بعد وہ اسی انداز میں طرف بن مالکؓ، منیفؓ اور عبداللہؓ سے بھی ملے گا تھا۔ بعد میں اس کے دونوں بیٹے عبدالعزیزؓ اور عبدالعلیؓ بھی ان چاروں سے قبل گھر ہو کر مل رہے تھے۔

پھر موسیٰ بن نصیرؓ طارق بن زیاد اور طرف بن مالکؓ کے سامنے آیا اور اپنے چہرے پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا شروع کیا۔ سو میری قوم کے غلام مجاہدوؓ تم نے اپنے شوق ازم آرائی میں انہیں کے لشکر پر اور ان کی بے حمیری کے خواب پر کیا خوب ضرریں لگائی ہیں۔ تم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ گرجتے ہوووں کی طرح ہمسائیہ کے لشکروں اور شہروں پر حملہ آور ہوئے اور ان کی حالت اپنے سامنے تم دونوں نے معلوم و حسرت زدہ اور مٹی کے گوندوں جیسی بنا کر رکھ دی۔

تم دونوں یقیناً شعور اور آگہی کا کندن ہو اور اپنی مجلس پر جوش و خروش آوازوں کے ساتھ تم دونوں نے یہاں کے لشکروں کے لاسمت چڑیوں کو سراہہ اور وحشت زدہ کر کے رکھ دیا ہے۔ ان کے تصورات کے گرداب کو تم دونوں نے اندھی سرسراتی ہواؤں اور ان کی خواہشوں کی مسافت کو دور تک پھیلے ہوئے گونگے راستوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ سو میرے مجاہدوؓ میں تم

ہسپانیہ کے اندر اس دریا کی طرح ہو کر رہ جائے گی جو اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ہمارے لئے جاتا ہے۔ یاد رکھو میرے ساتھیو، تکلیف کے بعد ہی آرام اور دکھ کے بعد ہی سکھ نصیب ہوتا ہے۔ اگر تم پورے خلوص اور دیانت داری کے ساتھ میرا طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کا ساتھ دو تو ہم ہسپانیہ میں جنوب سے لے کر شمال تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک کھڑی بھی ایسی قوت اپنے سامنے نہ رہنے دیں گے جو مستقبل میں ہمارے راستے کا رکاوٹ بن کر کھڑی ہو جائے۔

یہاں تک کہنے کے بعد موسیٰ بن نصیر خاموش ہو گیا تھا اور اپنے سارے لشکروں کو اسنے اپنے اپنے جھنڈوں میں جا کر آرام کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ پھر وہ اس جگہ آیا جہاں طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کھڑے تھے۔ منیٹ پہلے ہی وہاں سے دشمن کی طرف کوچ کرنے کے لیے اپنے خیمہ کی طرف چاچکا تھا جب کہ عبداللہ لشکریوں کے امور کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنے کے لیے چلا گیا۔ طرف چاچکا تھا۔ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کے سامنے آکر اس کی طرف نصیر ان دونوں سے کچھ کہنے والا ہی تھا کہ اسی لمحہ طارق بن زیاد کا ایک چیل چلا آیا۔ وہ موسیٰ بن نصیر کے سامنے آکھڑا ہوا پھر وہ بڑے ادب سے بولا۔

یا امیر! میں آپ کے لیے ایک نئی خبر لے کر آیا ہوں۔ فرانس کا ایک لشکر ہسپانیہ کے شمالی صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرحد میں آکر جمع ہوا ہے۔ اس لشکر کی تعداد ان گنت ہے اور اسے فرانس کے ایک کاؤنٹ ملین نے روانہ کیا ہے۔ یہ فرانسیسی لشکر نہ صرف یہ کہ ہسپانیہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف ان کا دفاع کرے گا بلکہ ان کا ارادہ یہ بھی ہے حملہ آور مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکال باہر کریں گے۔ اے امیر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ فرانس اس وقت چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستوں میں بٹا ہوا ہے اور ان ریاستوں پر کاؤنٹ اور نواب حکمران ہیں۔ ان میں سب سے طاقتور اور زیادہ لشکر رکھنے والا یہ ملین آف پیوٹل ہے۔ اس نے سب سے پہلے فرانس کا دورہ کیا اور فرانس کے سارے نوابوں اور کاؤنٹوں کو مسلمانوں کے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے سے

جب دونوں لشکروں کو لویڈو شہر سے باہر ایک کٹے میدان میں جمع کر دیا گیا تو موسیٰ بن نصیر اپنے ان لشکروں کو خطاب کرنے کے لیے ایک بلند جگہ پر کھڑا ہوا اور پھر وہ اپنی زوردار آواز میں اپنے لشکریوں کو خطاب کر کے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے ساتھیو! میرے رفیقو! تم نے اپنی لو کی حرمت سے کالی ہیماتک رات جیسے دشمن کو مٹی کی طرح مطیع اور اس کے لو کی بشارت کو ٹوٹے ہوئے فوجوں کی دھجیوں جیسا بنا کر رکھ دیا ہے۔ تم لوگوں نے اپنے دشمن کے گرم فوجوں کے زور و جوش کو لاش رائیگاں، ان کی سانوں کی گرمی کو خرابوں کے زہن اور مردوں کی آگ میں بدل کر رکھ دیا ہے۔

سنو میرے ساتھیو! اگر تم اسی طرح اپنے خیال میں اپنی دعاؤں میں اپنے خداوند، اپنے خالق، اپنے مالک اور اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے دشمن پر نہیں لگاتے نہ کام کرے کہ تو خداوند تمہاری زندگی کے سمندر کو نئے طوفانوں کی شہادت سے آشکار کرے گا اور تم انجینیئری کی پورش کی طرح اپنے سامنے آنے والی ہر قوت کو روک دیتے چلے جاؤ گے۔ سنو میرے ساتھیو! اگر تم یقین کی اس علامت پر اعتماد اور بھائی چارے کی عمارت بن کر اپنے دشمن کا سامنا کرو تو تم ان کے اعصاب پر حملوں کے مراحل ان کے سانوں میں حشر کوں کے ٹوٹے اور ان کی آہوں میں انگارہ بن کر عکس ریز ہو سکتے ہو۔

سنو میرے رفیقو! تم لوگ میرے بازو میرا دل میری نموری آہو ہو۔ آؤ مل کر میرے ساتھ عہد کرو کہ ہم دشمن کے عزت و غرور کے قلعوں کو شمالی ہواؤں کی جنوں خیزی کی طرح پاش پاش کر کے رکھ دیں گے اور تاریخ کے ماتھے پر خود اعتمادی کا ناقابل تخریم عزم بن کر نمودار ہوں گے۔

سنو میرے ساتھیو! آپس میں دوستی کی بیج جیسا اجلاس کی مٹاس جیسا خورگوار بن کر رہو اور اپنے دشمن کے لیے آگ و آہن، آشوب و عجز اور صحرائے وحشت بن کر نمودار ہو تو پھر تم اپنے ہر دشمن کو پرہیزہ مسافر قاتلوں اور دقت کی دہلیز پر پہیلے شام کے سایوں جیسا التناک بنا کر رکھ سکتے ہو۔ پھر کوئی ظلم کوئی طاقت کوئی جبر حمیس اس سرزمین میں دبا نہیں سکتا اور تمہاری حالت

حاصل آگاہ کرنے کے بعد اس نے لوگوں کو اس بات پر بھی آمادہ کر لیا کہ فرانس کو بھی مسلمانوں سے خطرہ ہے۔ لہذا اگر مسلمانوں کی یلغار اور پیش قدمی کو روکتا ہے تو ہمسائیہ کی عیسائیوں کی مدد ہر صورت کی جانی چاہئے۔

ابہ ایئر اسی مقصد کے لیے اس مہینے نے ایک جرار لشکر ہمسائیہ کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر میں اس وقت صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرحد کے ایک شخص نے شامل کیا۔ اس لشکر کے ہڈاؤ کو خود دیکھ کر آ رہا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر صرف ایک وہ لشکر ہو اور دوسری طرف ہمارا اتحادہ لشکر تو اس مہینے کے لشکر کی تعداد ہمارے کل لشکر سے دس گنا سے بھی زیادہ ہو گی۔ اور مجھے یہ بھی خوف اور خدشہ ہے کہ مہینے ابھی مزید لشکر ہمسائیہ کی طرف روانہ کرے گا تاکہ مسلمانوں کو اس سرزمین سے نکالا جاسکے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ خبر خاموش ہو گیا۔

وہ خبر جب خاموش ہوا تو موسیٰ بن نصیر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم اپنے ملک اور اپنے کام میں لگ جاؤ۔ وہ خبر جب چلا گیا تو موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس خبر نے میری ہمدردی سے متاثر کیا۔ آسمان کر کے رکھ دی ہیں۔ میں تم دونوں سے اس کی آمد سے پہلے یہ مشورہ کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں اتحاد ہو کر کس جگہ سے اور کس شہر اور کس مقام سے اپنے کام کی ابتدا کرنی چاہئے۔ اب اس خبر نے یہ بتا کر کہ ایک فرانسیسی لشکر صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرحد میں جمع ہے تو اس نے میری سوچوں کا رخ ہی بدل دیا ہے۔ اب ہم تینوں اپنے اتحادہ لشکر کو لے کر سرحد شہر کا رخ کریں گے کہ نہ صرف یہ کہ اس صوبے اور اس کے مرکزی شہر کو فتح کیا جائے بلکہ فرانسیسیوں کی قوت کو ہمسائیہ سے مار بھگایا جائے تاکہ آئندہ وہ ہمسائیہ کی مدد کے لیے ہمسائیہ کی سرزمین میں داخل نہ ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد موسیٰ بن نصیر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا پھر وہ ان دونوں سے مخاطب ہو کر دوبارہ بولا۔

سو میرے رفیقو! شمالی صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرحد کی طرف کوچ

ہونے سے پہلے میں اپنے لشکر کے لیے کچھ احکامات جاری کرنا چاہتا ہوں اور یہ احکامات تم ہر ایک لشکر کو پہنچانے کا انتظام کرو گے۔ تاکہ ان نئے احکامات کے مطابق کسی کو کوئی شک اور شبہ نہ رہے۔ جو احکامات میں لشکر کے لیے اس زمین میں جاری کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ جنگ کے دوران اس ملک کو چاہہاں نہ کیا جائے گا۔ دوم یہ کہ سب عسکری طریقے کے مطابق صرف ملک گیری کے لیے کیے جائیں گے۔ سوچ یہ کہ رعایا کے مذہبی جذبات کا پورا پورا احترام کیا جائے گا اور کسی کی بھی دل شکنی نہ کی جائے گی۔ چہارم یہ کہ لوٹ مار اور غلامی کے طریقوں سے باز رہا جائے گا۔ پنجم یہ کہ مسلمان سپاہیوں کو ان احکامات کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں موت کی سزا دے دی جائے گی۔

اور سونو میرے ساتھیو! ان احکامات کے علاوہ ارغون کی طرف کوچ کرنے سے پہلے تمہیں اپنے لشکر کے لیے کچھ مزید انتظامات کرنے ہوں گے۔ وہ یہ کہ سب سے قبل ہر لشکر کو ایک چھانٹا مانتے کا برتن چھڑے گا ایک تھیلا جس میں وہ اپنے خورد و نوش کی چیزیں رکھ سکے گا اور پانی کی ایک چھانٹا مانتے چھڑے گا۔ تاکہ کسی موقع پر اگر وہ دشمن کے ساتھ ہماری جنگ طویل پکڑ جائے تو کھانے پینے اور خورد و نوش کی اشیاء ہمسائیہ کے پاس موجود رہتی جائیں تاکہ وہ یہ چیزیں استعمال کر کے دشمن کے مقابلے میں تازہ دم ہو کر میدان میں آئے۔ یہ سارے انتظامات مکمل کرنے کے لیے میں تم دونوں کو تین دن کی مسافت دیتا ہوں۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ موسیٰ بن نصیر کا یہ حکم پا کر طارق بن زیاد و طرف بن مالک اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔

تین دن بعد موسیٰ بن نصیر نے ٹریفورڈ شہر سے ہمسائیہ کے شمالی صوبہ ارغون کی طرف جانے کے لئے کوچ کیا۔ اس روانگی سے ملنے موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا و ایک معاون کی حیثیت سے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اس نے اپنے ساتھ شامل کیا۔ لشکر کا دوسرا حصہ طارق بن زیاد کی سرکردگی میں رکھا گیا اور اپنے دوسرے

میں مٹا ہوا ہے تو انہوں نے بھی اپنے لشکر کے تین حصے کر لئے تھے۔ وسط میں مقامی ہسپانوی لشکر کو رکھا گیا تھا جب کہ اس لشکر کے دائیں اور بائیں فرانسیسی سپاہیوں کی صفیں درست کی گئی تھیں۔ یہ سپاہی سرسے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق تھے اور جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے وہ بڑے پر جوش انداز میں اپنی تلواریں اور ڈھالیں فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے نعرے بلند کر رہے تھے۔ سپاہیوں کو چونکہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ چکے تھے لہذا وہ خاموش تھے لیکن فرانسیسی اب تک چونکہ مسلمانوں کا سامنا نہیں کر پائے تھے! لہذا وہ کچھ زیادہ جوش اور جذبہ کا اظہار کر رہے تھے۔

اس کے بعد فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے متحدہ لشکر نے جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی سب سے پہلے فرانسیسیوں کا وہ حصہ حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا جس کے سامنے طارق بن زیاد اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد بڑی گہری نگاہوں سے اپنی طرف پیش قدمی کرتے دشمن کو دیکھ رہا تھا۔ جب دشمن آگے بڑھتے ہوئے ان کے قریب آیا تو اس نے اپنی تلخی تلوار فضا میں بلند کی۔ اپنی ڈھال بھی فضا کے اندر اونچائی کی اس کے بعد اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ عجیب بلندہ کرتے ہوئے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔

اپنے اپنے لشکروں کے سامنے کھڑے ہوئی بن نصیر اور طرف بن مالک اس منہر کو بڑے غور اور بڑے اشتباک سے دیکھ رہے تھے۔ طارق بن زیاد اپنے لشکر کی راہبری اور راہنمائی کرتے ہوئے دھوپ اور سایوں کی ستیزہ کاری اور ہواؤں میں اڑتے موت کے پیلولوں کی طرح وہ دشمن پر حملہ آور ہوا تھا اور جس طرح تیز ہوا جسموں پر کوڑے برساتی اور دھمکی آگ خوب کھولن پیدا کرتی ہے ایسے ہی طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس نے فضیلتی روح اور آگ کی لپٹوں کے گورکھ دھندے کی طرح دشمن کی اگلی صفوں پر نزول کیا تھا۔ دشمن کی صفوں کے اندر گھس کر دریاؤں کے جوش کی طرح عجیب بلندہ کرتے ہوئے اس بے فرانسیسیوں کے بدن کی تہوں تک میں خوف و

بیٹے عبدالعلی کو موسیٰ بن نصیر نے طارق کا نائب مقرر کیا۔ لشکر کا تیسرا حصہ طرف بن مالک کی سرکردگی میں رکھا گیا جب کہ امیر البحر عبداللہ کو اس کے ماتحت کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ یوں اس تقسیم کے بعد اسلامی لشکر نے لڑیڈو شہر سے ہسپانیہ کے شمالی صوبے ارغون کا رخ کیا تھا۔

فرانس سے آیا ہوا ایک بہت بڑا لشکر اس وقت صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرقد میں جمع تھا اس کے علاوہ ایک بہت بڑا مقامی لشکر بھی وہاں موجود تھا اور بھر مزید یہ کہ ہسپانیہ کے مختلف شہروں میں شکست اٹھانے کے بعد جو ہسپانوی سپاہی اپنی جائیں بچانے میں کامیاب ہوئے وہ بھی سرقد میں جا کر جمع ہو گئے تھے انہوں نے اپنی طرف سے جھوٹ گھڑتے ہوئے مسلمانوں کے مظالم کی داستانیں فرانسیسیوں کے آگے خوب ہلک مرچ لگا کر بیان کی تھیں۔ سرقد کا رخ کرنے کے بجائے موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے تینوں حصوں کے ساتھ صوبہ کے دوسرے بڑے شہر ارغون کا رخ کیا۔ فرانسیسیوں اور ہسپانوی لشکر کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا لشکر سرقد کی طرف آئے کے بجائے صوبہ کے دوسرے بڑے شہر ارغون کا رخ کر رہا ہے تو وہ بھی بڑی تیزی سے حرکت میں آئے۔ اسلامی لشکر سے پہلے ہی وہ ارغون شہر پہنچ گئے اور شہر سے باہر وہ پڑاؤ کر کے مسلمانوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

دوسرے روز اسلامی لشکر بھی فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے اس متحد لشکر کے سامنے ارغون شہر سے باہر نمودار ہو کر مسلمان ابھی اپنا پڑاؤ درست کرنے کے بعد فارغ ہی ہوئے تھے کہ فرانسیسیوں اور ہسپانیوں نے ایک سوچی سمجھی تدبیر کے تحت جنگ کے لئے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دیں۔ موسیٰ بن نصیر نے جب یہ سنا دیکھا تو اس نے بھی فوراً اپنے لشکر کی صفوں کو استوار کر لیا۔ لشکر کے درمیان میں وہ خود اپنے بیٹے عبدالعزیز کے ساتھ رہا۔ اپنے دائیں طرف اس نے طارق بن زیاد کو لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ رکھا تھا اور لشکر کے تیسرے حصے کے ساتھ طرف بن مالک موسیٰ بن نصیر کے بائیں جانب اپنے لشکر کی صفیں درست کر چکا تھا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا لشکر تین حصوں

ہراس بھر کر رکھ دیا تھا۔ اور غن شہر سے باہر پھریے، اجاڑ، بیابانوں کے اندر دشمن کے خون کی شرابیں کاٹنے ہوئے طارق بن زیاد نے اپنے سامنے ان کی حالت پڑ پڑاتے ہوئے زخمی پاؤں جیسی ہمارے رکھ دی تھی۔ فرانسیسی جو پہلی بار مسلمانوں کا سامنا کر رہے تھے اور جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے وہ پر جوش ہو کر جنگ کی ابتداء کرنے میں زور دے رہے تھے اب وہ طارق بن زیاد کا سامنا کرتے ہوئے اپنے آپ کو آنکھوں سے اندھے اور کانوں سے برے محسوس کر رہے تھے۔ طارق بن زیاد ان کے اندر گھس کر ان کی حالت کا کچھ کے لئے لکڑوں، سوکے پتے اور پت جھڑی پر اپنی پتیوں جیسی کرنے لگا تھا۔

جس وقت طارق بن زیاد سر پر کھن پانڈھ کر فرانسیسیوں کے ساتھ برسرِ بیکار تھا اور لمحہ بہ لمحہ ان کی تعداد کو کم کرتا جا رہا تھا اسی وقت فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے متحدہ لشکر کا درمیانی حصہ جو زیادہ تر ہسپانوں پر مشتمل تھا وہ موسیٰ بن نصیر کے لشکر کے حصے پر حملہ آور ہوا تھا لیکن یہ سچا ابھی تک موسیٰ بن نصیر کے لئے کے انداز سے روشناس نہ تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ افریقہ کی سرزمین سے نزول کرنے والا وہ جلاحد اپنے راستے کی ہر دو راہ کو گرائے اور اپنی راہ میں کھڑی ہونے والی ہر رکاوٹ کو دور کر دینے کا فن خوب جانتا ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں مسلمانوں کے اس جرنیل کے ساتھ پلا پڑ رہا ہے جو ہر جبر سے محاذ آراء ہونے کا فن ابھی طرح جانتا تھا۔ ہر حال جب ہسپانوی لشکر موسیٰ بن نصیر سے ٹکرایا تو ان کی حالت ایسی تھی جیسے اندھیروں کی دیوار کے سرد سینے سے تیز ہوائیں ٹکرا کر واپس لوٹ جاتی ہیں۔ موسیٰ بن نصیر نے ایک انہنی اور ایک نا آشنا کے سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ہسپانیوں کے دل کے آفتی پر کراہیں اور مددائیں بھر کر رکھ دی تھیں۔ اس نے ان کی سامنوں میں رکھ کی پکار اور ان کے چہروں پر چراغوں کی گل ہوتی روشنی جیسا سال بپا کر دیا تھا۔ ہسپانوی جو فرانسیسیوں کے بل بوتے پر اپنی بے انتہا طاقت اپنی بے کنار قوت کا مظہر کرتے اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ موسیٰ بن نصیر پر حملہ آور ہوتے تھے کہ چونکہ اب فرانسیسی ان کے ساتھ ہیں لہذا وہ مسلمانوں کو اپنے ان جنگ

سے مار بھگنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

لیکن ان کا مد مقابل موسیٰ بن نصیر ان پر اس انداز سے حملہ آور ہوا تھا جیسے کوئی صحرانی شاہین انتہائی بھوک کی حالت میں کسی بے بس اور کم پرواز کرنے والے کبوتر پر جھپٹتا ہے جیسے کوئی تندہ اپنی کئی دنوں کی بھوک مٹانے کے لئے زخمی بارہ بیٹگوں پر جھپٹتا ہے۔ جیسے تیز آمدنی ہواؤں کے طوفان بے کناں صحراؤں کے اندر داخل ہو کر بھگوں کا ایک طوفان کھڑا کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی انداز میں موسیٰ بن نصیر بھی اس ہسپانوی لشکر پر حملہ آور ہوا تھا اور اس کے ہر لشکر کو تشدد، مغموم و حسرت زدہ اور ہر اسرار و بے نام خوابوں جیسا ہوا کر رکھ دیا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ دھتکی آگ کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے موسیٰ بن نصیر نے دشمن کے جسم کی خوش حالی کو اس کی روح کی پامالی میں اور اس کی امیدوں کی جبرقوں میں بدلنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے اپنی شجاعت اور اپنی جوان مروی کی ساری داستانوں کے ابواب دشمن کے سامنے کھولے ہوئے اس کی حالت سحر کے لہو لہو سورج اور گمن گئے چاند جیسی کر دی تھی اور جس طرح طارق بن زیاد نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے فرانسیسیوں کے منہ کو روک کر ان کا چل عام شروع کر دیا تھا ایسے ہی موسیٰ بن نصیر بھی ہسپانیوں کے اندر گھس کر لمحہ بہ لمحہ ان کی تعداد کم کرنے لگا تھا۔

دشمن کے لشکر کا تیسرا حصہ جو فرانسیسیوں پر مشتمل تھا۔ وہ اپنے پہلے دو حصوں کی طرح بوجھ لاوے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلاتے ہوئے اسلامی لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا جس حصہ کی کمان داری طرف بن مالک کر رہا تھا۔ طرف بن مالک بھی طارق بن زیاد کی طرح خاموش سے تھوڑی دیر تک دشمن کی اپنی طرف پیش قدمی کو دیکھتا رہا۔ جب فرانسیسی قریب آئے تو اس نے بھی بلند آوازوں میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنی چپکتی ہوئی ہماری پھل کی توار رفا میں بلند کی اور اپنے لشکریوں کو اس نے دشمن پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔

طرف بن مالک کے ایسا کرنے پر اس کے لشکر کے کچھ اس طرح حرکت میں

اور محمودوں کی ہتھائیں میدان کے اندر اڑتی دھول اور پھیلنے خون کے ساتھ
مل کر عجیب سا ساں پیش کر رہے تھے۔ خواہوں کے دیکھتے مناظر فنا کی پھیلی
انگلیوں کے دکھار ہوئے لگے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ لمبہ بہ لمبہ سرخ ہوتے اس
میدان جنگ کے اندر عداوت، فیصلے، امن، فرار، مجبوریاں، جنگ، افراط، کثرت،
قلت، دیا، موت، سزا و جزا، تھائیاں، فنا، بھوک، اگلاس، نارسائی، ہوس ایک
دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے ہوں اور ہر طرف ہر سمت ایک شور ایک
گمراہی اٹھا ہو۔

فرائیسی اور ہسپانوی جو تعداد میں مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھے لمبہ بہ لمبہ
خون کو خش کر رہے تھے کہ وہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں پر عبور اور ان پر غلبہ
پہنچا کر ان کے سامنے ہو جائیں اس وقت انہوں نے اڑی چٹی کا زور لگاتا
شروع کر دیا تھا۔ وہ چاہتے تھے وہ کسی طرح مسلمانوں کے اس لشکر کو پھا پھولے
پر مجبور کر دیں۔ اس کے بعد وہ ہسپانیہ کی سرزمین میں کہیں بھی مسلمانوں کے
پاؤں نہ پھیلنے دیں گے لیکن دوسری طرف مسلمان تعداد میں کافی کم ہونے کے
وجود بھی کچھ اس طرح ان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے تھے جیسے کسی
سرخس اور طغیانی پر آئے ہوئے دیا کے راستے میں چٹان آکڑی ہوتی ہے اور
دیا کو دو حصوں پر تقسیم ہو جانے پر مجبور کر دیتی ہے ایسی حالت کچھ اس وقت
مسلمانوں کی بھی تھی وہ اپنے سامنے آنے والے ہر فرائیسی اور ہسپانوی کو دو
لخت کرتے جا رہے تھے اور بڑی تیزی سے دشمن کی صفوں کے اندر گھسے ہوئے
وہ دشمن کی تعداد کو کم کرتے ہوئے اس کی کثرت کو قلت میں تبدیل کرنے لگے
تھے۔

میدان کے اندر کافی دیر تک یہ ساں دبا پھر آہستہ آہستہ صورت حال
تبدیل ہونے لگی۔ فرائیسی اور ہسپانوی تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود یہ
محسوس کرنے لگے تھے جیسے ان کی صفوں کے اندر رخنہ اندازنی اور ان کے لشکر
کے اندر افتراقی کا عالم برپا ہونے لگا ہو۔ اگلی صفیں اٹھنے لگی تھیں جن کے
پاؤں پھیلنے صفوں پر بوج زیادہ پڑنے لگا تھا اور یہ سب ساں دیکھتے ہوئے ہسپانوی

آئے تھے جیسے رات اپنے صیب پر پھیلاتی ہے پھر وہ آنکھوں میں آتش سورج
لے کر گردش کائنات، غول در غول اتاری کرکوں، لحوں کے پھیلنے وقت اور دھند کی
مساقت کی طرح فرائیسیوں پر حملہ آور ہوئے تھے ایسا لگتا تھا طرف بن مالک کی
سرکردگی میں حملہ آور ہوتے ہوئے مسلمان زندگی کے دنوں کو راتوں میں
لا محدود تھنڈوں کے سرد ثابوت اور پڑ پڑاتی خواہشوں کو کرب و بلا کے تصادم
میں تبدیل کر دینے کا عزم کر چکے ہوں۔

فرائیسیوں نے اپنی طرف سے بہتری کو خش کی کہ وہ مسلمانوں کے حملوں
کو روک کر خود ان کے اندر داخل ہوں اور انہیں اپنے سامنے بھجائے پر مجبور کر
دیں لیکن ان کی ساری خوش فہمیاں اور سارے اندازے اس وقت غلط ثابت
ہوئے جب طرف بن مالک کے لشکر کی واپس کی بھجارت اور عجائبات کے المام
کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے فرائیسیوں کو موت کی راہ مقدور نخست اور
بد گھنٹی کی خاک میں ڈبوئے لگے تھے۔ اپنے تیز اور جان لیوا حملوں سے مسلم
مجاہدوں نے فرائیسیوں اور ہسپانویں کی روانیہ خواہشوں کی چوٹ پر
دشمنوں کی ٹکڑ اور ان کے جسوں کی دلیر پر کرب کا آخری پیر طاری کرنا
شروع کر دیا تھا اور جس طرح طاق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر دشمن کے اندر
گھس کر انہیں لو لہان کر رہے تھے ایسا ہی کھیل طرف بن مالک نے بھی ان
کے اندر گھس کر شروع کر دیا تھا۔

اسلامی لشکر کے تینوں حصے دشمن کے تینوں حصوں کے ساتھ بڑی بری طرح
کھرا رہے تھے۔ میدان کا ساں عجیب ہو رہا تھا گھوڑاؤں دھالوں سے ٹکراتی
رہیں۔ سانسوں کی سیج لڑتی رہی رگوں میں اچھلتا لو انجھلتا لو کی طرف
کوچ کرتا رہا۔ جسوں میں بھگتا خون موت کو اپنی سانسوں کی آخری قطہ پیش
کرنا رہا۔ ایسا لگتا تھا موت اور زندگی کا سربے دہلا پھلاہوں کے تسلسل میں
تبدیل ہو گیا ہو اور خاموشیاں اور صدائیں خاک و خون سازش و سرگوشیاں
تندب و تاراج اور تیر و تخریب آپس میں کھرا کر رہ گئی ہوں۔

خون گرنا دبا اور زمین سرخ ہوتی رہی۔ میدان جنگ کے اندر جھپٹیں آہیں

اور فرانسیسی لشکر اپنی اپنی جانیں بچانے کے لئے پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے اور یہ وہ پہلی ہسپانی تھی جو ارغون شہر سے باہر مسلمانوں کے مقابلے میں فرانسیسی اور ہسپانوی سپاہی دیکر رہے تھے۔

○

تھوڑی دیر تک جب اور جنگ جاری رہی تو سب سے پہلے ہسپانوی سپاہی اپنا رخ موڑتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگے۔ میدان جنگ سے ان کا یہ فرار فرانسیسیوں کے لئے بھی معیت کا باعث بن گیا۔ فرانسیسیوں نے جب دیکھا کہ ہسپانوی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے سے جی چراتے ہوئے بھاگنے لگے ہیں تو ان کے حوصلے اور مضامیل بھی جواب دینے لگے اور وہ بھی جان بچانے کی خاطر پیچھے ہٹنے لگے تھے اس لئے کہ ہسپانیوں کے پپا ہوتے ہوئے مسلمانوں نے بلند آوازوں میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے فرانسیسیوں پر پیلے کی نسبت زیادہ بوجھ اور زیادہ زور ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ یوں مجبور ہو کر فرانسیسی بھی پپا ہونے پر مجبور ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک یہ ہسپانی یہ رازداری سے اندر ہی اندر اور آہستہ آہستہ کام کرتی رہی۔ جب پھر سب ہسپانیوں نے دیکھا کہ ان کے لشکر ہسپانوی مسلمانوں کے مقابلے میں پیچھے ہٹنے لگے ہیں تو ان میں ہر کوئی اعلانِ اپنی جان بچانے کی خاطر میدان جنگ سے بھاگنے لگا تھا یوں فرانسیسی اور ہسپانوی مسلمانوں کے مقابلے میں بھاگ کھڑے ہوئے جب کہ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ان کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

○

ہسپانوی اور فرانسیسی مسلمانوں کے لشکر سے شکست کھانے کے بعد صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرگند کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اسلامی لشکر نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا اور ان کو مارنے کا نئے ہوئے ان کی تعداد کم کرنے کی کوشش کی پھر موسیٰ بن نصیر کے حکم پر مسلمان لشکر واپس لوٹ آئے اور دشمن کے ہڈیوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ یہاں سے مسلمانوں کو بے شمار اور ان گنت مال قیمت ہاتھ لگا۔ یوں ارغون شہر سے باہر اس ہولناک جنگ کا خاتمہ

دشمن کی شکست پر نکلا۔ ارغون شہر کے لوگوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے ان شہر کے باہر فرانسیسی اور ہسپانوی لشکر کو بدترین شکست دی ہے تو انہوں نے اپنی ہمتی اسی میں سمجھی کہ مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ نہ کیا جائے! لہذا خاموشی کے ساتھ ان کے سرکردہ لوگ موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رضا کارانہ طور پر انہوں نے ارغون شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

○

مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد اقلیم اور ایسا کہیں جانے کی تیاری کر دی تھیں کہ ستیوس ان کے کمرے میں آیا اور انہیں مخاطب کر کے شہنشاہ انداز میں پوچھا۔ اے میری بیٹی کیا تم دونوں اس وقت مایگیروں کی ہمتی کی طرف جانے کی تیاری کر رہی ہو۔ اس پر جواب میں ایملٹا نے سہکراتے ہوئے کہا آپ کا اندازہ درست ہے۔ میں اور اقلیم اس وقت مایگیروں کی ہمتی کی طرف ہی جانے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ ہم دونوں وہاں عشاء کی نماز ادا کر کے لوٹیں گی۔ اس پر ستیوس کہنے لگا اے میری بیٹی آج میں اور اقلیم کی ماں الیسا بھی تم دونوں کے ساتھ جائیں گے تاکہ ہم بھی ان مسلمان مایگیروں کی ہمتی سے مستفید ہو سکیں اور پھر اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے ساتھ ملنا اور ان کے ساتھ بیٹھا ہمارے لئے باعثِ سعادت بھی ہے اس پر اقلیم نے سہکراتے ہوئے کہا اگر آپ نے بھی جانا ہے تو آئیے جلدی کیجئے۔ میں اتنی دیر تک میں ماں سے بھی کہتی ہوں کہ وہ بھی تیار ہو جائے اس پر ستیوس تیزی سے اچھے کمرے کی طرف چلا گیا! اقلیم اور ایملٹا اس کمرے کی طرف آئیں جہاں الیسا بیٹھی ہوئی تھی۔ اقلیم نے اسے مخاطب کر کے کہا! اے میری ماں! میں اور ایملٹا مایگیروں کی ہمتی کی طرف جانے والی تھیں کہ بزرگ ستیوس نے کہا کہ وہ اور آپ ہمارے ساتھ چلیں گے، اگر ایسا ہے تو پھر آپ آئیے اور ہمارے ساتھ چلیں۔ اس پر الیسا فوراً اٹھ کر ان کے ساتھ ہوئی۔ اتنی دیر تک ستیوس بھی جانے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ لہذا وہ چلی گئی اور گری ہوئی تاریکی میں چاروں کیسا سے لمعہ اس عمارت سے نکل کر مایگیروں کی ہمتی کی طرف چل دیئے تھے۔

جب وہ چاروں ماہی گیروں کی بستی میں فرویلہ کے گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا اس کے گھر کے سارے کمروں میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی غیر معمولی واقعہ یا حادثہ رونما ہوا ہو۔ جوں ہی وہ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ گھر کے صحن اور کمروں کے اندر معمول سے زیادہ شعلیں روشن تھیں اور گھر کے سارے کمروں کے دروازے بند اور پینٹار جوتے پڑے ہوئے تھے جو اس بات کی غمازی کرتے تھے کہ ان کمروں کے اندر بہت سے لوگ جمع ہیں۔ ابھی وہ تینوں صحن میں ہی کھڑے تھے کہ فرویلہ کی بیوی شوران اور اس کی بیٹی مشیرہ نکل آئیں ان دونوں کو دیکھتے ہی اقلیمہ کھٹکے والی تھی۔ اتنی دیر تک خود فرویلہ بھی ایک کمرے سے نکل آئی۔ اقلیمہ نے فوراً ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے ساتھ میری ماں ہیں۔ ان کا نام الیانا ہے اور دوسرے ہمارے ساتھ بزرگ ستیوس ہیں ان کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے یہاں تک کہنے کے بعد اقلیمہ تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر اس نے کسی قدر تعجب اور پریشانی سے فرویلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے میرے بزرگ کیا ہم جان سکیں گے کہ آپ کے ہاں لوگوں کا غیر معمولی اجتماع کیسا اور کیوں کر ہے اور کیا آپ کے ہاں خیریت تو ہے؟ اس پر فرویلہ نے مسکراتے ہوئے کنا شروع کیا۔

اے میری بیٹی ہمارے ہاں ہر طرح کی خیریت ہے اصل میں مسلمانوں کا ایک سالار جو کہ طریف بن مالک کے ماتحت کام کرتا رہا ہے۔ وہ آج دن کے وقت ہماری بستی میں داخل ہوا۔ اس کا نام منیٹ ہے۔ ہم نے اسے اپنی بستی میں روک لیا۔ آج صبح میں مغرب کی غمازی کی امامت بھی اس منیٹ ہی نے کرائی اور لوگ اس سے مقدس کتاب کو سن کر بے حد متاثر اور فیض یاب ہوئے۔ اب سب لوگوں کے کہنے پر منیٹ کو میرے ہاں بلوایا گیا ہے اور وہ تھوڑی دیر تک لوگوں کے سامنے قرآن مقدس کا کچھ حصہ پڑھ کر سنائیں گے تاکہ لوگ خالص عربی لہجہ میں قرآن مقدس کے پڑھے جانے سے فیض یاب ہو سکیں۔

فرویلہ جب خاموش ہوا تو اقلیمہ نے فوراً اسے مخاطب کر کے کہا! اے میرے بزرگ جب یہ منیٹ نام کے سالار قرآن مقدس کی تلاوت سے فارغ ہو جائیں تو مجھے ان سے ضرور ملائیے گا۔ میں ان سے مسلمانوں کی موجودہ جنگوں کے علاوہ طریف بن مالک کی خیریت کے متعلق بھی کچھ استفسار کروں گی اور ہاں میرے بزرگ میں منیٹ کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ ایسا بھی انہیں جانتی ہے کیونکہ میں اور ایسا چند من صحن الدور شمرے باہر اسلامی لشکر میں گھوڑا بٹکی ہیں ار اپنے اس قیام کے دوران ہم طارق بن زیاد اور اس منیٹ کے علاوہ مسلمانوں کے امیر الحمر عبداللہ کو بھی دیکھ چکی ہیں۔ اقلیمہ کی اس گفتگو کے جواب میں فرویلہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا! اے میری بیٹی تم فکر نہ کرو۔ جوں ہی تلاوت قرآن مقدس سے منیٹ فارغ ہوئے میں جنہیں اس سے ضرور ملاؤں گا۔ اب تم ایسا کہو بائیں طرف والے کمرے میں تم دونوں اپنی ماں کو لے کر چلی جاؤ۔ وہاں ساری عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ شوران اور مشیرہ بھی ہمارے ساتھ جاتی ہیں وہاں ہمارے بیٹھے کے بعد بوسہ کرتی ہیں جب کہ بزرگ ستیوس کو میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی فرویلہ ستیوس کا ہاتھ پکڑ کر ان کمروں کی طرف لے گیا جن کے اندر مرد بیٹھے ہوئے تھے جب کہ شوران اور مشیرہ اقلیمہ ایسا اور الیانا کو لے کر اس کمرے کی طرف چلی گئی جہاں پر مٹی کی عورتیں جمع تھیں۔

اقلیمہ! اھلا اور الیانا بستی کی عورتوں میں بیٹھی ہوئی ہے چینی ہے کلام مقدس کی تلاوت شروع ہوئے مگر انتظار کر رہی تھیں اور یہی کیفیت اس وقت بدوں کے اندر بیٹھے ستیوس کی بھی تھی۔ وہ بھی بے چینی سے تلاوت کے شروع ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر مردوں کے ایک طرف بیٹھے ہوئے منیٹ نے کلام مقدس کی تلاوت شروع کی۔ اس نے سورۃ مریم کا دوسرا رکوع پڑھنا شروع کیا تھا جس کا ترجمہ کچھ یوں تھا ہے۔

اور اے محمد! اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو جب کہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چپ

بٹھی تھی۔ اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہوا مریمؑ اسے دیکھ کر یکایک بول اٹھی کہ اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے رخصت کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس فرشتے نے کہا دیکھ میں تو میرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکے کی خوش خبری دوں! مریمؑ نے کہا میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں کوئی بدکار عورت بھی نہیں ہوں۔

یہاں تک پانچ آیات کی تلاوت کرنے کے بعد معیت رک گیا تھا اور ان پانچ آیات نے وہاں جمع ہونے والے مردوں اور عورتوں پر ایک عجیب سا سماں ڈال دیا کہ رکھ دیا تھا۔ قرآن مقدس کی تلاوت وہ بھی معیت کی زبان سے خاص عربی لہجہ میں اس ماحول پر یوں لگا تھا جیسے محرکے تار کو زبان اور قلم کی ٹوک کو گولائی ملی گئی ہو جیسے پھول پھول میں دوڑتی پھینگی ہاں دیدہ چشم کو حرم ریزہ مدائیں حلا کر گئی ہو۔ وہ مقدس آیات لفظوں کے اندر جسم و روح کو پالیدگی عطا کرنے والے محبت کے مژدے بکیر گئی تھیں۔ ایسا لگا تھا جیسے صبح کے نور کی شادابی سے طلعت شب کا کریاں چاک ہو کر رہ گیا ہو۔ توڑی دہر رک کر اور ناسنس لینے کے بعد معیت نے تلاوت کی ہوئی آیات کا ترجمہ پیش کیا پھر تلاوت کا سلسلہ جاری کیا۔

فرشتے نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ تمہارا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نفعی اور اپنی طرف سے ایک رحمت بنادیں اور یہ کام تو ہو کر ہی رہتا ہے بس مریمؑ کو اس پر کامل رہ گیا اور اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا اور وہ کئے گئی کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ فرشتے نے پانچویں سے پکار کر کہا مگر نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے سنے کو ہلا تیرے اوپر تو آزاد و تازہ کجوری

نہک پڑیں گی۔ پس تو کمالی اور اپنی آنکھیں مٹھڑی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رخصت کے لئے روزے کی نذر مان لی ہے اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔

پھر وہ اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی لوگ کہنے لگے اے مریمؑ یہ تو نے بڑا باپ کر ڈالا! اے ہارونؑ کی بہن نے تمہارا باپ برا آدمی تھا نہ ہی تیری ماں بدکار عورت تھی۔ مریمؑ نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا اس پر لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے اس پر وہ بچہ بول اٹھا اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا اور بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا۔ جب تک میں زندہ ہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھے جبار اور غلی نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جب کہ میں پیدا ہوا جب کہ مروں جب کہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔

یہاں تک تلاوت کرنے کے بعد معیت پھر رک گیا تھا اور جو آیات اس نے پڑھی تھیں اس سے وہاں بیٹھے مرد اور عورتوں کی حالت عجیب سی ہو کر رہ گئی تھی اور ان میں سے کئی مرد اور عورتیں یہ کلام مقدس سن کر بلند آواز میں براہِ رو رہے تھے افسوس الیہا افسوس اور ایسا کی بھی حالت دیکھی ہو رہی تھی۔ لہجوں اور سسکیوں میں یہ کلام سن کر روئے جا رہے تھے۔ ان آیات نے کچھ ایسا سماں وہاں باندھا تھا جیسے وقت کے ساحل پر کڑے ہو کر کسی نے ستاروں جیسا بیٹھا اور بدھ بھرا انجم بکیر دیا ہو اور عروسِ نفرت کے حسن و شادابی کی طرح ہر ایک کی روح پر فشاں اور دیدہ الفتات ذوقِ تقدس سے بھر گیا ہو۔ چاروں طرف زہت جلاوٹ کی طرح ایک رنگ محروم و سوز کچھ ایسے انداز میں کھڑک گیا تھا جیسے بارش کے قطرے جھڑک جاتے ہیں۔ گزشتہ آیات کے ترجمہ کے بعد معیت نے پھر تلاوت شروع کی۔

یہ ہے صبیٰ ابن مریمؑ اور یہ ہے اس کے بارے وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک

ذات ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کتنا ہے ہو جائیں وہ ہو جاتی ہے اور عیسیٰ نے کہا تھا کہ اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہے۔ تم اسی کی بندگی کرو یہی سیدمی راہ ہے مگر پھر مختلف گروہ باہم اختلاف کرنے لگے سو جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے وہ وقت بڑی تباہی کا ہو گا وہ ایک بڑا دن دیکھیں گے جب وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے اس روز تو ان کے کان بھی خوب سن رہے ہوں گے اور ان کی آنکھیں بھی خوب دیکھتی ہوں گی مگر آج ظالم کلی گمراہی میں مبتلا ہیں! اے محمد! اس حالت میں جبکہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں انہیں اس دن سے ڈرا دو جبکہ فیصلہ کر دیا جائے گا اور بچتا رہے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو گا۔ آخر کار ہم ہی زمین اور اس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف ہی پٹائے جائیں گے۔

پہلے تک تلاوت کرنے کے بعد مغیث خاموش ہو گیا تھا وہ اس لئے کہ سورہ عہد کا دوسرا رکوع ختم ہو چکا تھا۔ اس کے تلاوت بند کرنے کے بعد سارے کمرؤں میں کافی دیر تک خاموشی رہی کچھ اس انداز میں جیسے دشت و صحرا میں آوارہ گرد اساتیر قدیم نے دانش و حکمت کی قدیلیں روشن کر دی ہوں اور عظمت و توقیر کے راستے خوشگوار کر دیئے ہوں۔ ہر کوئی خاموش اور ان ہنرے میں محو تھا جیسے صبح کے مقدس کی طرح ہر ایک کے ذہن کو ان دیکھی قدیلیں نے روشن کر دیا ہو۔

حورقوں کے اندر بیٹھی ہوئی اقلیہ ایلا اور الیانا ابھی تک رو رہی تھیں جبکہ مردوں میں بیٹھے ہوئے ستیوس نے اپنے آپ کو سنبھالا اپنی نم آلود آنکھیں خشک کیں پھر اپنا ہاتھ فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے اس نے زور دار آواز میں کہا! کیا خوب اور کیا مقدس کلام ہے۔ "یقیناً" یہ کلام اور جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ دونوں ایک ہی سرچشمہ سے نکلے ہیں۔ قسم مجھے اس ازل کے حاکم اور ابد کے ناظم کی جو سطح آپ پر طوفانوں کے رواں کرتا ہے۔ جس کلام کی ابھی تک تلاوت کی گئی ہے۔ یہ کلام ایسا ہے جو احاطہ بیان کو نہائی و تباہی اور فکر کی مجاہد کو تخیل کی جت عطا کرتا ہے۔ کاش ہم لوگ بہت پہلے اس کلام سے

روشاس ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہوتے۔ پھر بھی خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے اور اسلام لا کر اپنے آپ کو ایمانداروں کے گروہ میں شامل کر لیا ہے۔

اس تلاوت کلام مقدس کے بعد کھتی کے وہاں جمع ہونے والے سب لوگ اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور صرف وہاں فرویلہ اور اس کے اہل خانہ کے علاوہ ستیوس، اقلیہ، ایلا اور الیانا رہ گئے تھے۔ تب فرویلہ مغیث کے پاس آیا اور بڑے احترام کے ساتھ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے میری قوم کے عظیم مجاہد! آپ نے کیا خوب انداز میں کلام مقدس کی تلاوت کی ہے کہ لوگوں کی آنکھیں نمناک ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ اب جبکہ آپ اکیلے ہیں تو ایک لڑکی آپ سے ملاقات کرنے کی خواہاں ہے۔ آپ اس لڑکی کو "یقیناً" جانتے ہوں گے اس کا نام اقلیہ ہے اور وہ صن المدود میں اپنی سہیلی ایلا کے ساتھ لشکر میں طرف بن مالک کے پاس بھی چند یوم رہ کر آئی ہے۔ فرویلہ کی یہ گفتگو سن کر مغیث کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

اے فرویلہ! وہ اقلیہ میرے امیر طرف بن مالک کی منصوبہ اور میری ہمن ہے۔ اس پر وہیں بیٹھے بیٹھے فرویلہ نے بلند آواز میں کہا۔ اقلیہ! اقلیہ! جلدی ہے یہاں آؤ اور مغیث سے ملو۔ دوسرے کمرے سے اقلیہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر وہ الیانا، ایلا، شران اور مشیرہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں آ کر مغیث، فرویلہ اور ستیوس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

مغیث نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان سب کا استقبال کیا تھا جب وہ بیٹھ گئیں تب مغیث پھر اپنی نشست پر ہو بیٹھا۔ پھر اقلیہ نے بولنے میں پہلی کی اور مغیث کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے مغیث میرے بھائی مای کیروں کی اس ہستی میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں آپ کس ارادے سے اس طرف آئے ہیں اور کیا میں یہ بھی پوچھ سکتی ہوں کہ اسلامی لشکر نے اپنی کارگزاریوں کو کہاں تک وسیع کیا ہے اور یہ کہ طرف بن مالک کیسے ہیں۔ اس سے متعلق پوچھنا میرا حق

بتا ہے۔ اس لئے کہ میرے ماں باپ میری اور ان کی رضامندی سے ہمیں ایک دوسرے سے منسوب کر چکے ہیں۔ اگلیا کی محنتوں کو منہایت جگہ جگہ مسکرایا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو میری بہن! جہاں تک میرا دوسرا آنے کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں کہ میں اپنے امیر موئی بن نصیر کے حکم پر دمشق جا رہا ہوں۔ وہاں میں خلیفہ ولید بن عبدالملک سے ملوں گا اور انہیں اپنے امیر موئی بن نصیر کا ایک اہم پیغام پہنچاؤں گا اور یہ جو تمہارا دوسرا سوال ہے کہ اسلامی لشکر نے کہاں تک اپنی کارگزاریوں کو وسیع کیا ہے تو میں ٹولڈو شہر سے اپنے لشکر سے جدا ہو چکا ہوں میری وہاں سے روانگی کے بعد حمہ اسلامی لشکر کو نین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک حصہ موئی بن نصیر نے اپنے پاس رکھا تھا دوسرے حصے کا سالار طارق بن زیاد کو اور تیسرے کا سالار طریف بن مالک کو بتایا گیا تھا اور اس طرح اسلامی لشکر تین حصوں میں بٹ کر انہیں کے شمالی صوبے ارغون کی طرف بڑھا تھا۔ اس صوبے کے مرکزی شہر سرحد میں ایک بہت بڑا قراشی لشکر بھی جمع ہوا تھا۔ اسلامی لشکر کو صوبہ ارغون میں اب قراشیوں اور ہسپانوی کے حمہ لشکر سے ٹکرانا ہو گا۔ اب اس ٹکرائے کی انتہائی کٹنگ لگ چکی ہے میں ابھی تک یہ خبروں مجھے امید ہے کہ خداوند قدوس نے اسلامی لشکر کو قراشیوں اور ہسپانویوں کے مقابلے میں شاندار فتح عطا کی ہوگی۔

منیٹ تھوڑی دیر دم لینے کے بعد رکا پھر وہ دوبارہ اگلیا کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا! اگلیا میری بہن سنو طریف بن مالک کے متعلق کچھ پوچھنا واقعی تمہارا حق بتا ہے تم اس کی زندگی کی ساتھی ہو! سنو طریف بن مالک بالکل ٹھیک اور خیریت سے ہے ہمیں اس کے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اے میری بہن وہ ایک ایسا سالار ہے جو بہترین شجاعت اور جنگی فراست رکھتا ہے۔ وہ ایک پاک مسلمان ہے اور اپنے عہد کا بڑا پایندہ ہے۔ اس نے کبھی کسی سے کئے ہوئے وعدے اور عہد کو نہیں توڑا اور نہ کسی سے بے وفائی کی چنانچہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ اس کا سلوک ایسا ہے بغیر ہے کہ سبھی اسے پسند

کرتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اپنی رواداری اور اپنی فیاضی کی بنا پر اس نے اپنے ساتھیوں کے دلوں کو بھی مسخر کر رکھا ہے۔ طارق بن زیاد کے بعد وہ اپنے لشکر میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ گو وہ ایک غریب خاندان کا چشم چراغ ہے اس کا کوئی بہن اور بھائی نہیں جب کہ اس کے ماں باپ بھی مر چکے ہیں وہ پہلے غلام تھا پھر موئی بن نصیر نے اسے آزاد کیا اور آزاد ہونے کے بعد اس شخص نے اپنی ملت اپنے دین کے لئے وہ کارہائے نمایاں انجام دیا جن پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے! اے میری بہن تو خوش قسمت ہے کہ تجھے میرے امیر طریف بن مالک جیسا زندگی بھر کا ساتھی ملا ہے۔ میں دعوے اور دسوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ "یقیناً" وہ تیسری خوش اور زندگی بھر مطمئن اور آسودہ رکھے گا۔ میں ہمیں اس کا ساتھی بننے پر مبارک یاد دیتا ہوں۔

تھوڑی دیر تک وہ سب منیٹ کے پاس بیٹھے رہے اور وہ ان کے لئے مختلف دینی امور پر روشنی ڈالتا رہا پھر اگلیا، ایلنا، الیانا اور ستیوس وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ منیٹ نے وہ رات فریڈ کے ہاں بسر کی اور دوسرے روز فریڈ اسے اپنی کشتی میں لے کر افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

اس واقعہ کے چند روز بعد کچھ نوجوان پادری کلیسا کے ایک کمرے میں رات کے وقت جمع ہوئے پھر ایک پادری نے اپنے دوسرے ساتھی پادریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے ساتھیو! اے میرے رفیقو! میں تم پر آج ایک خدشے ایک شبہ کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں گذشتہ کئی ہفتوں سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں کہ اگلیا اور ایلنا کبھی سورج غروب ہونے سے پہلے اور کبھی سورج غروب ہونے کے بعد اکثر و بیشتر اس کلیسا سے ملحقہ ماہی گیروں کی بستی کی طرف جاتی ہیں اور یہ بات ہم سب کے ذہن میں ہو گی کہ سارے ماہی گیر صیانت ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس کلیسا کو جو ان کی بستی کے درمیان تھا ختم کر دیا ہے اس کی جگہ انہوں نے اپنی عبادت کے لئے ایک مسجد بھی تعمیر کر لی ہے۔ میں نے دو ایک بار اسحق ستیوس سے پوچھا بھی کہ اگلیا اور ایلنا ماہی گیروں کی بستی کی طرف کیوں جاتی ہیں اور وہ بھی

دقت مای گیروں کی ہستی کی طرف جانے لگے ہیں۔ یہ نام اب تم لوگ مجھ پر چھوڑ دو میں ان کے پیچھے لگ جاؤں گا اور یہ جاننے کی کوشش کروں گا یہ مای گیروں کی ہستی کی طرف کیوں جاتے ہیں اور اگر ہمیں یہ علم ہو گیا کہ انہوں نے نصرانیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہے تو پھر ہم ان چاروں کا خاتمہ کر دیں گے۔ دوسرے سارے پادریوں نے اس پہلے پادری کی گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ سب اس کرے سے اٹھ کر اپنی اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

○

ارغون شر کے باہر مسلمانوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کا متحدہ لشکر صوبہ ارغون کے مرکزی شہر سرقد کی طرف بھاگ گیا تھا اور شہر کے اندر محصور ہو کر انہوں نے شہر کے دفاع کو بڑی تیزی کے ساتھ مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ موئی بن نصیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ان کے پیچھے پیچھے تقاب کرتے ہوئے سرقد پہنچ جائیں گے اور ان کا عاصمہ کر کے سرقد پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔

لیکن فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے سارے اندازے غلط ثابت ہوئے اس لئے کہ موئی بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تقاب نہیں کیا بلکہ انہیں بھاگ کر سرقد شہر پہنچ جانے کا موقع فراہم کیا خود وہ ارغون شہر پر قبضہ کرنے کے بعد صوبے کے دوسرے مختلف شہروں کی طرف بھجیل گیا۔ موئی بن نصیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے مختلف شہروں پر یلغار کرتے ہوئے ہسپانوی سواروں کی شجاعت کے سارے اسرار کھول دینے کا عزم کر لیا تھا۔ وہ مختلف شہروں پر یکے اس طرح حملہ آور ہوئے جیسے نئے سراب اٹھ کر بھاتے ہیں اور ہسپانوی جنگجو ان کے سامنے سے اس طرح فرار حاصل کرتے رہے جیسے جہنوں کی کھ پتلیاں ناچتی ہیں۔ مسلمان لشکر ہسپانیہ کی سرزمین میں ان کے لئے سفاک تقدیر ثابت ہوئے تھے اور مردہ لاشوں کی زنجیروں کی طرح انہوں نے ان کی رگوں کی پٹلیاں کھینچ کر رکھ دی تھیں۔

ہر شہر پر قبضہ ہر ہستی میں مسلمانوں کے یہ تینوں لشکر اس طرح نمودار

رات کے وقت جب کہ وہ سب مای گیر اسلام قبول کر چکے ہیں تو سنیوں نے مجھے یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ اقلیہ اور اہل دہاں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے جاتی ہیں لیکن میرا دل اور میرا ذہن اس سے مطمئن نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ان مای گیروں کے اندر تبلیغ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ سب پہلے نصرانی تھے اور اب عیسائیت ترک کر کے انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ لہذا ہماری تبلیغ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ میرے بھائی مجھے ایک شک اور شبہ ہے اور وہ یہ کہ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اقلیہ ایک مسلمان سالار طریف بن مالک کو پسند کرتی ہے۔ اس سے محبت بھی کرتی ہے اور میرے علم میں یہ بھی بات آئی ہے اس کی ماں الیانا اسے باقاعدہ طور پر طریف بن مالک سے منسوب بھی کر چکی ہے اور یہ طریف بن مالک وہ سالار ہے جو پہلی بار اس سرزمین میں داخل ہوا۔ ایک طرح سے وہ ہسپانیہ میں جاسوسی کی غرض سے آیا تھا۔ اس نے الجیرا اس شہر کو فتح کیا۔ وہاں اس نے خوب مال قیمت حاصل کیا اور ہسپانیہ کے جنوبی صوبے کے حاکم تدمیر کو بھی اس نے کٹے میڈاؤں میں شکست فاش دی اور یہ تدمیر کی بدبختی کہ وہ بھی نصرانیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکا ہے وہ اس وقت مرسیہ شہر کا حاکم ہے۔

میرے قاصد میرے بھائی میرے ذہن میں بار بار یہ خدشات اٹھتے ہیں کہ اس اقلیہ اور اہل دہاں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ بلکہ میرا ذہن تو اس طرف بھی دوڑتا ہے کہ اقلیہ کی ماں الیانا اور خود سنیوں بھی عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اس پادری کے انکشاف کے بعد ایک دوسرا پادری بولنے ہوئے کہنے لگا! اے میرے دوست اگر یہ بات سچ ہے تو پھر ہم ان چاروں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ انہیں قتل کر دیں گے۔ اس پر وہی پہلا پادری بولتے ہوئے کہنے لگا! اسی ہمیں عملی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ پہلے ہم اپنا شک رفع کریں گے کہ واقعی ان چاروں نے اسلام قبول کر لیا ہے کہ نہیں اور یہ کہ اقلیہ اور اہل دہاں مای گیروں کی ہستی کی طرف کیا لینے جاتی ہیں۔ اب تو حد یہ ہو گئی ہے میرے دوست! کہ خود سنیوں اور اقلیہ کی ماں الیانا بھی لشکر و پیشتر رات کے

لنگر جو ہمارے ہاتھوں شکست اٹھاتے رہے ہیں۔ وہ بھی اس سرحد شہر میں آکر پناہ گزین ہو گئے ہیں تاکہ فرانسیسیوں کے ساتھ مل کر ہسپانیہ کی عسکری قوت میں اضافہ کریں اور مسلمانوں کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں لہذا اس سرحد شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی سوچ بچار سے کام لیتا ہو گا اور بڑے طریقے اور بڑے ڈھنگ کے ساتھ اس شہر کو مغلوب کرنے کی کوئی تدبیر سوچتی ہو گی اور میں نے تم دونوں کو اس لئے اپنے خیمے میں طلب کیا ہے تاکہ تینوں سر جوڈر بیٹھیں اور سوچیں کہ اس شہر پر کیسے اور کس طرح حملہ آور ہونا چاہیے۔ موسیٰ بن نصیر کی اس گفتگو کے جواب میں خیمے میں تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر طارق بن زیاد نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یا امیر میرے ذہن میں ایک ایسی ترکیب ہے جو قاتل عمل بھی ہے اور اس تجویز کو عملی صورت پتنا کر ہم اس سرحد شہر پر بہت جلد قابض ہونے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ طارق بن زیاد کی اس گفتگو پر موسیٰ بن نصیر کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں تھیں۔ پھر اس نے بڑی شفقت اور نرمی سے طارق بن زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے ابن زیاد میرے عزیز کو تمہارے ذہن میں سرحد کو فتح کرنے کے لئے کیا تجویز ہے اگر یہ معقول ہوئی تو ضرور اس پر عمل کر کے سرحد شہر پر اسی تجویز کے مطابق قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اس کے جواب میں طارق بن زیاد کہنے لگا! اے امیر میری تجویز یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ یہیں رہیں جہاں پر ہم نے اس وقت پناہ کر رکھا ہے اور اپنے لشکر کے سامنے فسیل سے تھوڑا قریب ہو کر رات کے وقت دمے بنالیں۔ ان دھموں کی اوت میں رہ کر ہمارے لشکر کی فسیل کے محافظوں پر تیر اندازی کر سکتے ہیں۔

اور اے امیر میں اور طارق بن مالک اپنے اپنے لشکر کے حصوں کے ساتھ شہر کے مغرب کی جانب چلے جائیں گے اور یہ سب کچھ رات کی تاریکی میں ہو گا۔ ہم بھی وہاں جا کر شہر کی فسیل کے قریب اور اپنے لشکر کے سامنے زمین کھود کر اپنے اپنے اونچے دھمے بنالیں گے اور ان ہی دھموں کے پیچھے ہمارے لشکر کی

ہوئے جیسے اندھیرے کی پاتال سے صبح کے بادبان نمودار ہوتے ہیں جس طرح دیمک اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو چاٹ جاتی ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں کے سامنے بھی صوبے ارغون میں کوئی چیز نہ سکی۔ لوگ اپنے سردار یوں پر اپنے سالاروں اور اپنے روماء کی اندھی تقلید کرتے ہوئے صوبے ارغون کے مرکزی شہر سرحد کی طرف بھاگنے لگے تاکہ وہاں زیادہ سے زیادہ قوت جمع کر کے بہتر حالت میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔

موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد اور طرف بن مالک صوبے ارغون کے تین مختلف حصوں میں بچھل گئے تھے اور اپنے سامنے آنے والے ہر شہر کو فتح کرنا شروع کر دیا تھا اور جس طرح پنگاؤتی برہنہ بچھلانی شیت کی سزا بن کر نمودار ہوتی ہیں۔ ایسے وہ بھی سارے صوبے میں بچھل گئے اور ہر طرف اپنی فتح مندی کے علم بلند کرتے چلے گئے تھے۔ آخر یہ تینوں لشکر سنستانی ہواؤں کے تیر کی طرح پیش قدمی کرتے دشمن کی تند نفرت کے بادوباراں جیسی یلغار اور دفاع کی ہر کاوش کو ناکام بناتے ہوئے یہ تینوں لشکر مختلف سمتوں سے پورے صوبے کو فتح کرنے کے بعد صوبے کے مرکزی شہر سرحد کے سامنے آجمع ہوئے تھے اسلامی لشکر نے سرحد شہر کے مشرقی حصے میں اپنا پناہ کر لیا تھا اور پھر سرحد پر حملہ آور ہونے کے لئے موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طرف بن مالک کو اپنے خیمے میں طلب کیا تاکہ ان سے ضروری صلاح مشورہ کیا جاسکے۔ جب طارق بن زیاد اور طرف بن مالک ایک ساتھ موسیٰ بن نصیر کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس خیمے میں پہلے ہی موسیٰ بن نصیر اور ان کا بیٹا عبدالعزیز بیٹھے ہوئے تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو اپنے پلو میں خالی نشستوں میں بیٹھنے کو کہا جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب موسیٰ بن نصیر نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میں میرے ساتھیو! میرے رفیقو! تم جانتے ہو کہ اس وقت سرحد شہر کے اندر ارغون شہر کے باہر ہمارے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد صرف ہسپانوی اور فرانسیسی لشکر ہی پناہ نہیں لے ہوئے بلکہ پورے صوبے کے وہ چھوٹے چھوٹے

سے بند کر دے گا تاکہ دشمن کو وہاں سے نکل کر بھاگنے کا موقع نہ ملے۔ اس طرح اسے امیر مجھے امید ہے کہ ہم بڑی کامیابی کے ساتھ سرحد شر پر قبضہ کر لیں گے اور فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کے متحد لشکر کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیں گے۔

○

طارق بن زیاد کی یہ تجویز سن کر موسیٰ بن نصیر طریف بن مالک اور عبدالعزیز بنیوں کے چروں پر ہلاکت اور اطمینان کی لہرں پھیل گئی تھیں۔ پھر موسیٰ بن نصیر بولا اور کہنے لگا۔ اے ابن زیاد میرے عزیز تمہاری تجویز ایک بہتری اور عمل تجویز ہے۔ جس پر بڑی آسانی کے ساتھ عمل کیا جاسکتا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس تجویز پر عمل کر کے ہم سرحد شر پر قبضہ کر سکتے ہیں! لہذا اب ہمارے درمیان یہ طے شدہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہوتا ہے اور تاریکیاں پھیلتی ہیں۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ تھوڑا فکیل کے قریب جا کر دوسے کھدانا شروع کروں گا اور لشکر کے ایک حصے کو دمدوں کے آگے بیٹھا دوں گا اور یہ لوگ اپنے سامنے اپنی ڈھالیں رکھ لیں گے تاکہ اگر اس موقع پر شرکی فکیل کے اوپر سے تیر اندازی کی جائے تو جو سپاہی دوسے بنا رہے ہوں۔ وہ اس تیر اندازی سے ڈھکی نہ ہوں اس طرح میں بڑی آسانی کے ساتھ رات ہی رات کو دوسے تیار کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا جب کہ تم اور طریف بن مالک بھی شر کے غریبے کی طرف جا کر ایسا ہی کرنا موسیٰ بن نصیر کی یہ بات سن کر اس بار طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا! اے امیر اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس معاملہ میں کچھ بولوں۔ اس پر موسیٰ بن نصیر نے مسکراتے ہوئے کہا تم دونوں کو میں نے اسی لئے تو بلوایا ہے۔ اس سلسلے میں جیسے مجھ سے اجازت طلب کرنے کی ضرورت ہے جواب میں طریف بن مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یا امیر میری تجویز یہ ہے کہ جب میں اور طارق بن زیاد دوسری طرف جائیں گے اور رات کی تاریکی میں ہم دوسے کھود کر تیار ہو جائیں گے تو رات

بیٹھ کر فکیل کے محاذوں پر تیر اندازی کریں گے۔ یہ سب ہو چکنے کے بعد اے امیر ہمارے کام کی ابتدا کچھ اس طرح ہوگی۔

جہاں تک میرا اور طریف بن مالک کا تعلق ہے تو طریف بن مالک اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان دمدوں کی اوت میں بیٹھ جائے گا اور فکیل پر پہرہ دینے والوں پر تیر اندازی کرے گا اور اس کی تیر اندازی کی آڑ میں فکیل پر چڑھ کر اس کے ایک حصے پر قبضہ کرنے کی کوشش کروں گا اور یہ کام میں خود اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں اسی وقت آپ بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شر کے شرقی جانب حملہ کر دیں۔ اس طرح دشمن دو مختلف حصوں میں بٹ کر ہمارے مقابل آئے گا اس سے ایک طرف تو دشمن کی قوت بٹ جائے گی اور دوسری طرف ہمیں فکیل پر چڑھنے کے بہتر مواقع مل جائیں گے۔

جس وقت طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ فکیل کے محاذوں پر تیر اندازی کرائے گا تو اس تیر اندازی کی آڑ میں جب میں اپنے لشکر کے ساتھ فکیل پر چڑھوں گا تو میں فکیل کا ایک حصہ دشمن سے خالی کروانے کے بعد وہاں اپنے پاؤں جمائے گی کوشش کروں گا اور جب میں ایسا کر چکوں گا تو طریف بن مالک کو اشارہ دوں گا جو اس بات کی دلیل ہوگی کہ فکیل پر چڑھاری قوت مستحکم ہو گئی ہے لہذا وہ بھی میرے پیچھے پیچھے فکیل پر چڑھ سکتا ہے۔ یہ اشارہ پا کر طریف بن مالک بھی فکیل پر چڑھ آئے گا اس طرح ہم دونوں بھائی مل کر فکیل کے محاذوں کو مغلوب کر دیں گے اور ان سے لڑتے ہوئے ہم دونوں بھائی مل کر فکیل کے محاذوں کو مغلوب کر دیں گے اور ان سے لڑتے ہوئے ہم شر پناہ کا شرقی دروازہ کھول دیں گے جس کے بعد آپ بھی اپنے لشکر کے ساتھ شر میں داخل ہو سکیں گے اور یوں فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کو ہمارے سامنے ہتھیار ڈالنے کے علاوہ کوئی اور صورت دکھائی نہ دے گی۔

اور اے امیر میں یہاں ایک اور بھی گزارش کروں کہ جس وقت میں فکیل پر اپنے پاؤں جما چکوں گا تو طریف بن مالک کو بھی فکیل پر آنے کا اشارہ دوں گا۔ فکیل پر چڑھنے سے پہلے طریف بن مالک شر پناہ کا مغربی دروازہ باہر

ہلکی ہلکی تیزی ہوئی ستاروں کی روشنی کچھ ایسا سالانہ رہی تھی جیسے کسی خانہ میں اداس چاندنی رو پڑی ہو۔ رات کے وقت سرحد شرکی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی فسیل کچھ ایسی اشرہ و دیوان دکھائی دے رہی تھی جس طرح ڈوبتے سورج کے وقت قید خانے کا کوئی تنہا قیدی رو پڑتا ہے یا سرد اشرہ اندھیری رات میں جیسے طاعون سے اجڑی ہوئی راہیں سے بلی کا سالن پیش کرتی ہیں۔ تاریکی میں ڈوبی نئی فضا میں ایسا منظر پیش کر رہی تھیں جیسے گرووں زمین پر چمک کر سوال کر رہا ہو کہ تیرے سینے پر کون کون سے نئے انقلاب رونما ہونے والے ہیں۔ اس وقت اوس بڑی تیزی سے پڑ رہی تھی اور بھیگی فسیل پر مٹھوں کی روشنی سنگ رہی تھی۔

رات کے اس پچھلے پھر میں چاروں طرف ایک گمراہ سناٹا چھایا ہوا تھا کبھی کبھی کوئی آواز فضاؤں کے اندر یوں ابھر جاتی تھی جیسے کوئی شیر خوار بچہ اچانک اپنی ماں کی گود میں رو پڑا ہو۔ اسلامی لشکر کے پر غلوس چاہد رات کے اس وقت حملہ آور ہونے کے لئے کچھ اس طرح بے چین تھے جس طرح اذان سے قبل کوئی روزہ دار گرووں کے تئیر کو بڑے غور و اطمینان سے دیکھتا ہے۔ یا کسی کے بعد سے محبوب پر کان آہٹ پر لگے رہتے ہیں۔ فضاؤں کے اندر اور فسیل کے اوپر کچھ اسی قسم کا سالانہ ابھریکت طاری ہو گئی تھی جس طرح پردیس میں وطن کی محبت کسی حساس مسافر کو پریشان کر دیتی ہے ایسے میں طارق بن زیاد نے لطف بن مالک کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اچانک شرکی فسیل پر پہرہ سینے والے محافظوں پر زور دار تیر اندازی شروع کر دی تھی اور لطف بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے تیروں کی بدستی اس بارش کی آڑھ میں ارق بن زیاد اپنے لشکر کی راہنمائی کرتے ہوئے اور اپنی ڈھال اپنے سامنے رکھ کر دشمن کے تیروں سے اپنے آپ کو محفوظ کرتے ہوئے پہنچا تیزی سے شرکی میل کی طرف بڑھا تھا۔ دوسری طرف اسی وقت شر کے شرقی حصے پر موسیٰ بن ہریرے بھی حملہ کر دیا تھا۔ یوں ہی سرحد شر پر اس دو طرفہ حملے نے شرکی میل کے اوپر پہرہ دینے والے محافظوں کے اندر ایک انقلاب ایک طوفان اور

کے پچھلے حصے میں ہی ہمیں شر پر حملہ آور ہو جانا چاہیے اس طرح مجھے امید ہے کہ سورج طلوع ہونے تک ہم شر پر اپنی گرفت مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح تک شر ہمارے سامنے سرخوں ہو جائے۔ لطف بن مالک جب خاموش ہوا تو طارق بن زیاد مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اے امیر میں لطف بن مالک کی تجویز پر اتفاق کرتا ہوں۔ رات ہی رات کو دہنے بنانے کے بعد رات کے پچھلے حصے میں ہمیں شر پر حملہ آور ہو جانا چاہیے۔ اس طرح رات کے آخر میں حملہ آور ہو کر ہم اپنے لئے بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ خواب میں موسیٰ بن نصیر کہنے لگا میں تم دونوں بھائیوں کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ اب یہ طے شدہ ہے کہ آئے والی رات ہی کی تاریکی میں ہم نے دوسرے تیار کر لئے ہیں اور رات کے پچھلے حصے میں ہم نے سرحد شر پر حملہ آور بھی ہونا ہے۔ اب آؤ اپنے لشکر کے پڑاؤ کے اندر چلیں۔ وہاں لشکر کے کھانے کا انتظام کرائیں اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ موسیٰ بن نصیر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ طارق بن زیاد لطف بن مالک اور عبدالعزیز بھی اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ چاروں اس غیصے سے کل گئے تھے۔

○

سورج جب شام کے اندھے کوئیں میں اتر گیا اور شام کے زرباش جلوسے مٹھوں کی داستانوں اور فضائے خواہناک میں ڈھل گئے اور زندگی کی تمام روئیں اور زرفشاں کرئیں رات کے بے نور ستاروں میں کھو گئیں تب طارق بن زیاد اور لطف بن مالک اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ حرکت میں آئے اور شر کے مغربی حصے کی طرف منتقل ہو گئے تھے اور شرکی فسیل کے قریب جا کر انہوں نے اونچے اونچے دوسرے کھوکھرائی کارروائی مکمل کر لی تھی جب کہ شر کے شرقی حصے میں موسیٰ بن نصیر بھی اپنے لشکر کے ساتھ دوسرے بنا کر اپنے کام کی تکمیل کر چکا تھا۔

رات کے پچھلے پھر جب کہ کوستانوں کے دیوانہ و امنوں میں چپ کا عالم تھا ہو گئی تھا ہر ذرہ خاموش تھا۔ آسمان پر ہموارے ہموارے بادل اور ان پر

ایک کرام برپا کر کے رکھ دیا تھا۔

اس سحر آشنا رات میں طارق بن زیاد اپنے لشکریوں کے ساتھ فہیل کے اوپر کچھ اس طرح چھانے لگا تھا جس طرح رات بھر کی جاگی ہوئی آنکھوں میں نیند اترتی ہے اور وہ اپنے سامنے آنے والے سرقد شر کے محافظوں کو سیاہ بھیلوں کے گلے کی طرح ہانکنے لگا تھا۔ اپنی آتش مزاجی پر جی تیز جلوں سے دشمن کے ساتھ سخت و اتفاقات کا کھیل کھیلتے ہوئے طارق بن زیاد اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے اندر پانی کی غمی، آگ کی چمک و تیش، ہوا کے لمس اور مورچہ کی گری کی طرح گھنے اور طول کرنے لگا تھا۔

اب طارق بن زیاد نے سرقد شر کی فہیل کے ایک حصے پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد اپنے لئے ایک مستحکم صورتحال پیدا کر لی تھی۔ اسی لمحہ طارق بن زیاد نے چلنے ہوئے پردوں کا ایک تیر مغرب کی طرف چلا دیا جو طرف بن مالک کے لئے ایک اشارہ تھا کہ وہ بھی شہر پر حملہ آور ہو جائے اس تیر کا چلنا تھا کہ طرف بن مالک نے اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور کھولتی آوازوں میں وہ بھیریں بلند کرتا ہوا اپنے ساتھیوں کے ساتھ شر کی طرف بھاگا اور رسیوں کی وہ بیڑیاں جو پہلے سے طارق بن زیاد نے شر کی فہیل پر ڈال رکھی تھیں ان کے ذریعے طرف بن مالک بھی اپنے لشکریوں کے ساتھ بڑی تیزی سے شہر پہا پر چڑھنے لگا تھا۔

راؤں کا رازدار ہائم خاموش تھا۔ زمین سسی سسی اور چپ تھی سرقد شر کے دل گرفتہ و آذوقہ مٹی کے دیئے طول تھے۔ اپنے لشکریوں کے ساتھ فہیل پر چڑھنے کے بعد طرف بن مالک نے ایک دوسرا بھی قدم اٹھایا۔ طارق بن زیاد نے لشکر کے ساتھ فہیل کے بائیں حصے کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا تھا جب کہ طرف بن مالک نے دائیں طرف بیڑیاں شروع کر دیں۔ اس طرح طارق بن زیاد اور طرف بن مالک بڑی تیزی کے ساتھ فہیل کے اوپر مخالف سمتوں کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ فہیل کے اوپر مسلمان مجاہد شجاعت کے جوہر آبدار کی طرح رگ و اندود کا انبار لگاتے ہوئے دشمن کے جوئے عاموں پر سچائی کے پرچم لہب کرنے لگے تھے۔ سرقد شر میں ماتم اور چاک دامانی کا سماں برپا ہو گیا تھا۔

اس اچانک حملے سے رات کی تاریکی میں کسی کو کچھ پتہ نہ چل رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ تیزی سے گرتی شبنم کے باعث شر کی فہیل کے اوپر جلتی مشطوں کی روشنی بے حد مدہم اور ماند پڑھ گئی تھی۔ ایسے میں جب طرف بن مالک اور اس کے لشکریوں کی طرف سے شر کی فہیل پر موسلا دھار بارش کی طرح تیز تیر اندازی کی گئی تو فہیل کے محافظ کھلی جگہوں سے ہٹ کر برجوں کے اندر دھک بٹھے تھے تاکہ وہ مسلمانوں کی تیر اندازی سے محفوظ رہ سکیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طارق بن زیاد نے زندگی اور موت کا کھیل کھیلتے ہوئے رسیوں کی بیڑیاں سرقد شر کی فہیل پر پھینک دیں اور ان بیڑیوں کے ذریعے طارق بن زیاد اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ بڑی تیزی سے فہیل پر چڑھنے لگا تھا۔

طرف بن مالک کی طرف سے تیز تیر اندازی کے باعث چونکہ فہیل کے محافظ برجوں کے اندر دھک بٹھے تھے لہذا طارق بن زیاد کو موقع مل گیا تھا۔ وہ رسول کی ان بیڑیوں کے ذریعے اپنے حصے کے لشکر کو لے کر فہیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ شر کے محافظوں نے جب یہ دیکھا کہ مغرب کی سمت سے دشمن شر کی فہیل پر چڑھ آیا ہے تو وہ چونکے انہوں نے فہیل کے اوپر جنگ کے ٹبل اور تھارے بجانے شروع کر دیئے جو خطرے کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ ان آوازوں پر ان برجوں کے اندر چپے ہوئے سارے محافظ نکل کر طارق بن زیاد کے لشکریوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ طارق بن زیاد اور اس کے لشکریوں کو اب فہیل سے اترنے پر مجبور کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ آسمان سے گرتے شبنم کے آبدار موتیوں میں طارق بن زیاد اپنے ساتھیوں کے ساتھ چتر اور چٹانوں کی طرح مہم اور مستحکم ہو کر نہ صرف یہ کہ وہ دہاں پر جم گیا تھا بلکہ لوہے گرم تندر جھوکوں اور طلسم کے اشارات کی طرح اس نے شر کی فہیل کے اوپر آگ اور تھوار کا ایک طوفان بھی کھڑا کر کے رکھ دیا تھا۔

سرمقد شر کو لوگوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ شہر پر حملہ کر دیا ہے بلکہ ان کے لشکر کا ایک حصہ فسیل پر بھی چڑھنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو یہ خبریں سن کر سرمقد شر کے لوگوں کی حالت صبح کاذب کے وقت ستاروں کے قتل، قفس کی سی اداسی، زندان کی سی تاریکی اور اشاراتی کشتگو کی بے بسی جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ شر کے کلیساؤں میں گھنٹیاں بجتے گئی تھیں اور شر کے لوگ شور کرتے اور چیخے چلاتے ہوئے دعائیں مانگنے کے لئے شر کے گرجا گھروں کی طرف بھاگنے لگے تھے۔ توڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد شر کی فسیل کی حالت سورج کی سرخ لاش جیسی ہو گئی تھی۔ فسیل کے اوپر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کا مقابلہ کرتے ہوئے شر کے محافظوں کے چہرے فحی اور بازو شل ہو گئے تھے اور توڑی دیر قتل جہاں ان کی حالت الفاظ کے ظلم اور نفوس کے جلترنگ جیسی ہو رہی تھی وہ اب جور و محتریت اور پامال و پر آشوب کیفیت میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔

شر کی فسیل پر کافی دیر تک جنگ کرنے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے شر کے محافظوں کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دیا اور انہوں نے شر کی فسیل پر قبضہ کر لیا تھا۔ توڑی دیر تک وہ فسیل کے اوپر ہی رہ کر اپنے اپنے لشکروں کی تنظیم درست کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ فسیل سے نیچے اترے اور شر کے محافظ لشکر پر انہوں نے طوفان کی طرح حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ دونوں سالار اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ پہلو پہلو جنگ کرتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ شر کے شرقی دروازے کی طرف بڑھے تھے اور "۲۴"۲۵" شر کے محافظوں کا خاتمہ کرنے کے بعد انہوں نے شہر تہاہ کا شرقی دروازہ ہٹا دیا تھا۔ شہر تہاہ کے شرقی دروازے کا کھلنا تھا کہ موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ بے روک آمدنی اور بند توڑ دینے والے سیلاب کی طرح شہر میں داخل ہوا یوں لشکر کے تینوں حصوں نے متحد ہو کر پوری قوت اور طاقت کے ساتھ کچھ ایسے انداز میں سرمقد شر کے محافظ لشکر پر حملہ کیا تھا کہ وہ دشمن کو اپنے سامنے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح بھاگنے لگے تھے۔

جب سرمقد شر کے اندر جنگ اپنے آخری لمحوں پر تھی اور موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے شر کے محافظ لشکر کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے شر کے لشکروں کو کھلی کوچوں میں قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت سورج مشرق کی طرف سے طلوع ہوا تھا۔ رات کی تاریکی میں چپکے ستارے اب ڈوبنے لگے تھے۔ پڑے اپنے اپنے آشیانوں سے اٹھ کر اپنی روزی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔ موسیٰ مرغزاروں سے جاگ اٹھے تھے آسمان پر اپنا بیل اڑنے لگی تھیں۔ مسلمانوں کی فتح کے بعد سرمقد شر کی حالت کور چشم گور کن کی بے بسی برے مقدرات اور کمرہ بیچوں کے کمرام جیسی ہو گئی تھی اور ہر ذی روح شے کے کان مسلم مجاہدوں کی آہٹ پر لگ گئے تھے۔ جلد ہی موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک سرمقد شر پر اپنا غلبہ اور اپنا قبضہ مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

سرمقد شر کی فتح کی تحویل کے بعد یہاں افریقہ کے کچھ مسلمانوں کو آباد کیا گیا۔ شہر میں لوٹ مار کہنے کی مکمل ممانعت کر دی گئی تھی اور سرمقد شر کے نصرائینوں کو بے خطر شہر میں چلے پھرنے کی اجازت دے دی گئی تھی جب تک لشکر نے اس شر کے اندر پڑاؤ کئے رکھا یہاں عام مسلمانوں نے شہر والوں میں شادیاں بھی کر لی تھیں اور جب موسیٰ بن نصیر نے اپنے لشکر کے ساتھ سرمقد سے کوچ کرنا چاہا تو اس نے اپنے لشکر میں سے ایک شخص خن بن عبداللہ کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے شر کے اندر ایک عالی شان مسجد بھی تعمیر کروائی۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ سرمقد شر سے کوچ کر گئے تھے۔

سرمقد سے نکلنے کے بعد آپس پاس کے چھوٹے بڑے جھروں اور قصبوں کی طرف اسلامی لشکر کے مختلف دستے روانہ کئے گئے اور ان دستوں نے شر کے دور اور نزدیک سب قصبے اور چھوٹے شہروں اور بستیوں کو اپنا زیر اور منسوب کر لیا۔ سرمقد شر کے اطراف کو اپنے سامنے منہوج کرنے کے لئے موسیٰ بن

داری میں رکھا جب کہ دوسرے حصہ کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصے کا مکان دار طارق بن زیاد کو اور دوسرا حصہ طریف بن مالک کی مکان داری میں دیا گیا تھا۔ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے حصہ لشکر کو لے کر ہسپانیہ کے شمال مغربی حصے کی طرف بڑھے تھے اور اپنی فتوحات کا سلسلہ بڑھاتے ہوئے وہ علیحدگی کے کی طرف پھیل گئے تھے۔

موئی بن نصیر نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنوبی فرانس کا رخ کیا۔ سب سے پہلے اس نے جنوبی فرانس کے شرارونہ کو فتح کیا اور اس پر تسلط مکمل کرنے کے بعد اس نے اس شر کو اپنا مستقر قرار دیتے ہوئے یہاں اپنا فوجی اڈہ بنایا۔ اس شر کے اندر اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کے علاوہ رسد اور اسٹے کے ذخائر بھی رکھے تاکہ بوقت ضرورت اربونہ شر سے اپنے علاوہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو بھی رسد اور کمک فراہم کیا جاسکے۔

اربونہ شر کو فتح کرنے اور اسے اپنا عسکری مرکز بنانے کے بعد موئی بن نصیر نے جنوب مشرقی فرانس کے اندر عسقلیہ کی یہاں اس نے سب سے پہلے فرانس کے شر حصہ لہون کو فتح کیا۔ پھر ایڈون کا رخ کیا۔ اس شر کو بھی اس نے بڑی آسانی سے فتح کر لیا۔ اس کے بعد جنوب مشرقی فرانس میں دور تک پیش قدمی کرنا چاہا گیا تھا اور اپنے سامنے آنے والی ہر قوت کو وہ زیر اور مغلوب کرنا چلا جا رہا تھا۔

سر قندہ شر جب مسلمانوں کے سامنے زیر ہوا تو یہاں کے دو سردار بھاگ کر فرانس میں داخل ہو گئے۔ فرانس ان دونوں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بنا ہوا تھا اور ان سب میں سے زیادہ اور طاقت ور حکمران مہین آف بیوشل تھا۔ سر قندہ سے بھاگنے والے ان دونوں فرہانی سرداروں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ فرانس میں مہین آف بیوشل کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اسے اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ فرانس سے ایک جہاز لشکر تیار کرے تاکہ اس لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے اور انہیں ہسپانیہ کی سرزمین سے نکال باہر کیا

نصیر کو کوئی زیادہ دوڑ دھوپ کرنا نہیں پڑی اس لئے کہ یہ کام طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے خود ہی بڑی آسانی سے انجام دے دیا تھا۔ اکثر مقامات پر شر کے ہاتھ سے خود دوڑ کر پہلے ہی پہنچ جاتے اور انہیں طلب کر کے واپس پلے جاتے۔ ایسے لوگوں کو ان کے شہروں اور قصبوں میں پہلے ہی کی طرح امن سکون کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی جاتی تھی۔ سر قندہ اور اس کے نواح میں دور دور سارے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے ہشلونہ شر کا رخ کیا۔ اسے فتح کرنے کے بعد ہشلونہ کو اپنے سامنے زیر اور مفتوح کیا گیا اور ان شہروں کی تسخیر کرنے کے بعد شمال مشرقی اندلس کا بیشتر حصہ مسلمانوں کے سامنے فتح ہو گیا تھا اور اس سارے علاقوں کا مرکزی شہر سر قندہ کو ہی قرار دے دیا گیا تھا۔

ان بڑی بڑی فوجوں سے فارغ ہونے کے بعد اسلامی لشکر نے ہسپانیہ کی بڑی اور قدیم بندرگاہ برشلونہ کا رخ کیا۔ اس شر کے اندر جو لہرائیوں کا لشکر تھا اس نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہا وہ شر کے اندر محصور ہو گئے لیکن وہ زیادہ دیر تک اسلامی لشکر کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے شر کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ جلد ہی فیصل کا ایک حصہ انہوں نے توڑ دیا اور شر کے اندر داخل ہو گئے۔ نکل اس کے کہ مسلمان شر کے محافظ لشکر کا قتل عام شروع کر دیتے شر کے سرکردہ لوگ موئی بن نصیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے امان طلب کی۔ پس موئی نے انہیں امان دے دی۔ شر پر اس نے اپنا حاکم مقرر کیا اور شر والوں کو پہلے ہی سی آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ برشلونہ کے بعد کرنہ اور اس کے بعد جریدہ شر کو بھی اسلامی اقتدار میں داخل کیا گیا۔ ان شہروں میں بھی کچھ مسلمانوں کو آباد کیا گیا تھا اور ان شہروں کو سر قندہ کے والی فحش بن عبداللہ کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔

ان شہروں کی فتوحات کے بعد اسلامی لشکر کی ازسرنو تنظیم کی گئی لشکر کو سب سے پہلے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک حصہ موئی بن نصیر نے اپنی مکان

جائے۔ اس مقصد کے لئے یہ دونوں سردار مہین کے مرکزی شہر پہنچے۔ مہین سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ مہین نے ان دونوں سرداروں کی عرض داشت کو منظور کیا اور انہیں اپنے پاس طلب کیا۔

جب سر قند کے ان دونوں سرداروں کو فرانس کے حکمران مہین کے سامنے پیش کیا گیا تو مہین نے ان کی بڑی عزت اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر انہیں اپنے دائیں جانب بیٹھنے کو جگہ دی جب وہ دونوں سردار وہاں بیٹھ گئے تب مہین نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا! سنو ہسپانیہ سے تعلق رکھنے والے میرے انجینی سمناؤ، مجھے میرے ایک محافظ نے یہ خبر دی ہے کہ تم دونوں ہسپانیہ کے شہر سر قند کے نامور سرداروں میں سے ہو! کو تم نے ہسپانیہ سے فرانس آنے کی زحمت کیسے کی اور کس سلسلے میں تم دونوں نے مجھ سے ملنے کی خواہش کی ہے۔ مہین کے اس حوصلہ افزاء رویہ کو دیکھتے ہوئے ایک سردار بولا اور مہین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے فرانس کے عظیم حکمران شاید آپ کو یہ خبریں پہنچ چکی ہوں گی کہ مسلمان افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ کی سرزمین پر بھی قابض ہو گئے ہیں۔ پہلے پہل ان کے دو جرنیل کے نام جو طارق بن زیاد اور طریف بن مالک ہیں۔ اپنے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ہسپانیہ کے ساحل پر اترے انہوں نے اپنی کشتیاں جلا دیں اور ہسپانیہ کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے ہمارا بادشاہ رازرک لاکھوں کا لشکر لے کر ان کے مقابلے میں گیا لیکن ان دونوں جرنیلوں نے اپنے مٹھی بھر لشکر کے ساتھ رازرک کو شکست دی۔ اس کے بعد وہ ہسپانیہ کے ایک ایک شہر اور قصبے اور بہتی پر چھانے لگے۔ اس کے بعد افریقہ میں مسلمانوں کا والی موسیٰ بن نصیر بھی مزید لشکر کے ساتھ ہسپانیہ میں داخل ہوا اور ان تینوں نے مل کر ہسپانیہ کو مکمل طور پر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دیا ہے۔ پچھلے دنوں مسلمان سرداروں نے ہسپانیہ کے شمالی صوبے ارغون کے مرکزی شہر سر قند پر بھی قبضہ کر لیا۔ ہم دونوں سر قند کے رہنے والے ہیں اور

آپ کے پاس فریاد لے کر آئے ہیں کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کریں اور انہیں ہسپانیہ سے بھاگ جانے پر مجبور کریں ہسپانیہ میں اس وقت کوئی نصرانی طاقت ہی نہیں ہے جس کے پاس ہم فریاد لے کر جاتے۔ آپ چونکہ ہسپانیہ کے قریب ترین ہمسائے ہیں۔ اس لئے آپ کے پاس فریاد لے کر آئے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف آپ سے مدد کی درخواست کرتے ہیں۔

اس سردار کی گفتگو سن کر مہین تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے شاید اپنے ذہن میں کوئی فیصلہ کیا اور ان دونوں سرداروں کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تمہارے خیال میں کیا وجہ ہے جو ہسپانیہ کے تمہارے بادشاہ اور دیگر سارے سالاروں کو مسلمانوں کے مٹھی بھر لشکر کے مقابلے میں شکست اور ہلاکت کا منہ دیکھتا پڑا ہے۔ مہین کے اس سوال پر سر قند کے وہ دونوں سردار تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتے رہے پھر اس بار دوسرے سردار نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے فرانس کے عظیم حکمران ہسپانیہ کے اندر ہمارے حکمران فاسق و فاجر تھے جنہیں اپنے گناہوں پر اصرار تھا۔ وہ زہد و دِراغ بالائے طاق میں رکھ کر خداوند کے احکام کی پابندی سے گریز کرنے والے اور لو و لعب سے محفوظ ہونے والے جاہ پرست حکمران تھے۔ میرے خام خیال کے مطابق وہ ہسپانیہ کی سرزمین میں رشتہ اتحاد کو توڑنے والے اہماہ پرست اور متعقب و جتنی قسم کے لوگ تھے۔ لہذا جب مسلمان مشنئی خیزی کے ساتھ اپنی پوری قوت اور جسارت مجتمع کر کے ان پر حملہ آور ہوئے تو وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سردار تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر دوبارہ بولتے ہوئے وہ کہنے لگا! اے بادشاہ میں نے مسلمانوں کے خلاف کئی جگہوں میں حصہ لیا ہے۔ ان مسلمانوں کے حملہ آور ہونے کا اندازہ بھی بڑا عجیب ہے۔ یہ اپنے سالاروں کے اشارہ پر والمانہ انداز میں موت کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے آپ کو قربان کر دینے کا فن خوب اچھی طرح جانتے ہیں! اے بادشاہ یہ مسلمان موت کی شمشیل لے کر ہسپانیہ میں داخل ہوئے اور اپنے سامنے آنے والے ہر لشکر

سیاہ لوگ ان مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور افریقہ کی طرف سے آنے والے یہ سیاہ قوم لوگ اچین میں سفید اور زرد نسلوں کو پامال کرتے رہے۔ ان مسلمانوں نے ہسپانیہ کے اندر جگہ بہ جگہ مرگ و انبوہ کے تہار اور موت کی ظلت، زندان کی تاریکیاں اور عذابوں کا فشار کھڑا کر کے رکھ دیا ہے۔ اسے بادشاہ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں۔ اگر مسلمان اسی طرح ہسپانیہ کے اندر جمع ہوتے رہے تو ایک دن ضرور آئے گا جب وہ ہسپانیہ کے بعد فرانس کا بھی رخ کریں گے اور وہ تمہارے خون کے پیاسے اور تمہاری زندگی کے دشمن تمہارے دین تمہاری ملیب کے مخالف بن کر فرانس کے اندر داخل ہوں گے اور دور دور تک پھیلنے چلے جائیں گے اور جب ایسا ہوا تو اسے بادشاہ جس طرح ہسپانیہ کے لوگ مسلمانوں کے سامنے نہیں جم سکے اس طرح فرانسیسی بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اسی طرح مسلمانوں کے قدم یورپ کے دوسرے ممالک تک پڑنے چلے جائیں گے اور ایک وقت ایسا آئے گا جب یہ مسلمان پورے یورپ کو ہلا کر دکھ دیں گے اور کوئی انہیں روکنے والا نہ ہو گا۔

اسے بادشاہ اس صورتحال کے پیش نظر میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میری آوازوں کی گونج کو سننے اور میری لٹکار کے شور پر دھیان دیجئے۔ کوئی ایسا لشکر فرانس کے اندر تیار کیجئے جو ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے اور انہیں مجبور کر دے کہ وہ ہسپانیہ سے نکل کر واپس افریقہ کی طرف چلے جائیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہسپانیہ کے بعد فرانس کے بھی لوگوں کو مسلمانوں کا ظلم بننے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ یہاں تک کہنے کے بعد سرحد کا وہ سردار خاموش ہو گیا تھا۔ اس ساری گفتگو کے بعد مہین ٹھوڑی دیر تک سر نکالے سوچتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں ان دونوں سرداروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے ہسپانیہ کے عظیم سردارو! تم نے مجھے ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کیا ہے اور اس کے لئے میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں تم دونوں کی حیثیت میرے ہاں ایک معزز مہمان کی جی ہو گی میں آج ہی اپنے مناد اور قاصد فرانس

کو انہوں نے پیش کر رکھا ہے جسے زندہ حکمران ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یاس و ناامیدی میں فرار کی راہیں تلاش کرتے ہوئے اپنے آپ کو بھی اور اپنے لشکریوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارتے رہے۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان مجاہد ہر شر ہر قریہ ہر رکبت ہر شاہراہ پر موت سے ہم آغوش کر دینے والے جذبے لے کر ہسپانیہ کے محاذوں کا تعاقب کرتے رہے جب کہ ہسپانیہ کا بادشاہ اور دیگر صوبوں کے حکمران اپنے اختصار کی وجہ سے مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اسے بادشاہ میں یہ بھی دکھا کر ہمارے لشکروں کے مقابلہ میں مسلمان ایک جیسے خواب دیکھنے والوں کی طرح جھٹ اور ایک ہی انگوٹھی میں جڑے ہوئے گینٹوں کی طرح باہم شرد و شکر تھے۔ وہ تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہسپانیہ میں فتح اور نصرت کے گیت گاتے رہے۔ وہ مٹی بھر ہونے کے باوجود اپنے سے بڑے بڑے لشکروں کے مقابلہ میں ہسپانیہ کے دروازوں پر دستک دیتے رہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے محاذوں کی دہلیزوں پر وہ تہ بہ تہ اندھروں، تواروں کی جھلکار، ڈھانوں کی گونج اور گردوغبار کے مرغولوں کی طرح قاتح عالم بن کر چماتے رہے۔

اسے فرانس کے عظیم بادشاہ ہسپانیہ میں افریقہ سے آنے والے ان مٹی بھر مسلمانوں نے ہمارے امن ہماری خوشحالی اور آزادی کو روند ڈالا۔ ہمارے خرابوں کی تعبیروں کی تلاش کو انہوں نے پاؤں تلے روندنا ہمارے اتحاد، ہمارے عزم کو پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔ ہسپانیہ کے امن کے پرندوں۔ اس کی آوازوں، اس کے ہڈیوں اس کی آوازیں، اس کے سینوں کے گیتوں، اس کے معصوم آنکھوں، اس کی آوازیں کے سوراخوں کو مسلم مجاہدوں نے دھول اور دھواں بنا کر اڑا دیا۔

اسے فرانس کے بادشاہ یہ مسلمان عملی طور پر ایک تلخ موضوع اور پریشان کن حقیقت بن کر ہماری ذہنیوں میں داخل ہوئے۔ لپکتے شعلوں اور ہولناک تباہی کی طرح یہ ہسپانیہ کے چاروں طرف پھیل گئے اور ہماری قدیم تہذیب اور پرانی ثقافت کے سارے رنگ انہوں نے مٹا کر رکھ دیئے ہیں۔ ہمارے دل کے

کے مختلف حصوں کی طرف روانہ کروں گا اور فرانس کے سارے والیوں اور عکرائوں سے کہوں گا کہ وہ ایک بڑا لشکر تیار کریں اور اس لشکر کی مدد سے ہم ہسپانیہ پر حملہ آور ہوں گے اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے! اے سرحد کے سردارو شاید تمہارے لئے یہ بات نئی ہو کہ ہسپانیہ کے مسلمان فرانس میں بھی داخل ہوتے ہیں۔ جنوبی فرانس کے کچھ شہروں اور وسیع علاقوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ میں تمہاری آمد سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہمیں ایک جرار لشکر تیار کرنا ہو گا جس کی مدد سے ہم ان مسلمانوں کو نہ صرف فرانس بلکہ ہسپانیہ سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔

جین تھوڈی وزیر تک کر سرحد کے ان دونوں سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔ سنو سرحد کے سردارو ہسپانیہ میں اگر تمہاری تاریخ تنگ ہو گئی ہے اور تمہارے عکرائی گزرائی سے کام لاکر چلنے والے بن گئے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے فرانس کے لوگ بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلیں گے اور مسلمان ہسپانیہ کے بعد فرانس کو بھی اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سنو سرحد کے سردارو میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ فرانس کی سرزمین سے جگ کا سورج ضرور نکلے گا اور ہم صدیوں کے الفاظ کے معنی بدل دیں گے ہم ایک ایسا لشکر مسلمانوں کے خلاف تیار کریں گے جس کی مدد سے ہم راہوں کا آشوب ختم کریں گے۔ بحر کے تصور میں ہم تم لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں خود کو ڈھونڈیں اور خود کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہوں۔ ہم جب ان کے مقابلے میں اپنے لشکر کے ساتھ نکلیں گے تو ان کی حالت آگ پر رکھی اس برف کی طرح کر دیں گے جو آہستہ آہستہ مکمل کھل کر ختم ہونے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ہم مسلمانوں کو آتے جاتے لمحوں کی طرح ہکا اور کم قیمت بنا کر رکھ دیں گے۔

سنو سرحد کے سردارو ہم فرانس سے نکل کر جب مسلمانوں کے مقابلے میں آئیں گے تو ہسپانیہ کی سرزمین کو ایک بار پھر ہم پتھر سے ہیرا اس کے ذرے ذرے کو سورج اور قطرے قطرے کو بحر بنا دیں گے۔ ہم ہسپانیہ کے خون کے

دھبے دھوئیں گے اور مسلمانوں کو دھلے ہوئے کپڑے کی طرح نچوڑیں گے انہیں دھم دھم کریں گے اور ان کے خیر کو بڑی اور خوف سے بھر دیں گے۔ میں تمہیں یقین دلانا ہوں فرانسیسی لشکر کے سامنے مسلمانوں کی حالت کچھ ایسی ہو گی جس طرح تنگ دل سیاہ رات میں گہلی لکڑی سلگنے سلگتے ختم ہو جاتی ہے یا موت کے سناٹوں میں اندھیروں کا پہرہ لگ جاتا ہے۔

اے ہسپانیہ کے دونوں سردارو مطمئن رہو۔ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب میں ایک جرار اور بہت بڑا لشکر فرانس سے ان مسلمانوں کے خلاف تیار کروں گا۔ سب سے پہلے انہیں اپنی سرزمین سے باہر نکالوں گا۔ پھر انہیں ہسپانیہ خالی کرنے پر مجبور کر دوں گا۔ جب تک میں مسلمانوں کے خلاف لشکر تیار نہیں کر لیتا اس وقت تک تم دونوں سردار میرے ہاں ہی قیام کرو گے اور ہمارے ہاں تم دونوں کی حیثیت معزز ممالوں کی سی ہو گی اور جب میں یہ لشکر تیار کر چکوں گا تو تم دونوں میرے لشکر میں شامل ہو گے تاکہ تم دونوں افرانسیسیوں کے سامنے مسلمانوں کی بے بسی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر سکو۔ اب تمہیں میرا واجب اپنے ساتھ لے جانے کا اور تم دونوں کی بہترین رہائش اور خوراک کا بندوبست کرے گا اس کے ساتھ ہی جین کا اشارہ پا کر اس کا واجب سرحد کے ان سرداروں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ جب کہ جین بھی اس حکم سے اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔



چاروں طرف میب سیاہیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ایسے میں قدس شرے باہر نکلا کے اندر ایک کمرے میں کچھ پادری جمع ہوئے۔ پھر انہیں ایک پادری مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے ساتھیو! میں نے کچھ عرصہ پہلے بھی تم لوگوں سے اس موضوع پر بات کی تھی کہ اعلیٰ اور اعلیٰ مسلمان مای کیروں کی ہمتی کی طرف کیوں جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں جب میں نے استیو سے استفسار کیا تو اس نے مجھے یہ کہہ کر نکال دیا کہ اعلیٰ اور اعلیٰ مای کیروں کی ہمتی میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے جاتی ہیں

انہیں میں ایسی اذیت' ایسے دکھ میں ڈالوں گا کہ جہاں موت بھی دست بدست کھڑی ہوئی ہو۔ سنو میرے ساتھیو! ان مسلمانوں نے افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ میں داخل ہو کر چاروں طرف اپنی فتوحات کا چال پھیل کر ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ ان لوگوں نے ہماری آزادی چھینی ہے اور تم جانتے ہو، آزادی روح زمین کی امید ہے۔ انہوں نے ہمارے گریبان چاک' ہمارے بدن انگارہ کر دیے ہیں لہذا ان مسلمانوں سے نفرت کرنا اور ان سے انتقام لینا ہمارا حق بنتا ہے۔ اے میرے ساتھیو' ستیوس' الیانا' اقلیمہ اور ایملاب ہمارے انتقام سے بچ نہ سکیں گے۔ آج کی رات زندگی کی آخری اور بحرنا آئینا رات ہوگی۔ آج کی رات ان کے مقدر کو ہم صبح کاذب کی طرح سیاہ کر دیں گے اور ان پر اس طرح حملہ آور ہو کر انہیں موت کے گھاٹ اتاریں گے جس طرح کسی آسیب نے کسی پر شب خون مارا ہو۔

یہاں تک گفتگو کرنے کے بعد وہ پادری خاموش ہو گیا اور اس کی گھٹکوں کے جواب میں دوسرے پادری نے بولتے ہوئے کہا۔ اے میرے دوست' میرے ساتھی' تمہارا کتا درست ہے۔ ستیوس' اقلیمہ' الیانا اور ایملاب اگر اسلام قبول کر چکے ہیں تو پھر انہیں قتل کرنا ایک ثواب اور ایک خیر کا کام ہے۔ لہذا جب کبھی بھی تم ان چاروں کو قتل کرنے کا ارادہ کرو تمہارے اس ارادے کی تکمیل میں میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ ایک اور پادری نے بھی بولتے ہوئے کہا۔ اے میرے ساتھیو! اس نیک کام میں میں بھی شامل ہوں گا۔ ستیوس' اقلیمہ' الیانا اور ایملاب کا قتل یقیناً ہم پر واجب ہو چکا ہے۔ ان دونوں پادریوں کے خیالات سن کر پہلے پادری کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھی پادریو' ستیوس' اقلیمہ' الیانا اور ایملاب کو لٹکانے کے لیے مجھے صرف دو ہی ساتھیوں کی ضرورت ہے۔ ہم تینوں رات کی تاریکی میں مای گیلوں کی بستی کے باہر گھاٹ لگا کر بیٹھ جائیں گے اور جب یہ چاروں فردیلہ کے ہاں سے اٹھ کر کلیسا کی طرف آئیں گے تو ہم اچانک اندھیرے اور تاریکی میں ان پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں گے۔ ہم اپنے چہرے اور

لیکن میں ستیوس کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا تھا لہذا میں سائے کی طرف اقلیمہ' الیانا اور ستیوس کے پیچھے لگ گیا تھا اور اے میرے ساتھیو' آج میں نے وہ حقیقت وہ راز جان لیا ہے کہ یہ چاروں مسلمان مای گیلوں کی بستی کی طرف کیوں جاتے ہیں۔ میرے ساتھیو سنو' پہلے تو صرف اقلیمہ اور ایملاب ہی رات کے وقت مای گیلوں کی بستی کی طرف جاتی تھیں اور اب ان دونوں کے ساتھ الیانا اور ستیوس بھی باقاعدگی سے مسلمان مای گیلوں کی بستی کی طرف جاتے گئے ہیں۔

اے میرے ساتھیو' میں تم پر ایک بہت بڑا اور عظیم انکشاف یہ بھی کروں کہ یہ چاروں آخر مای گیلوں کی بستی میں کیا لینے جاتے ہیں۔ تمہارے لیے شاید یہ بات خلاف توقع ہو کہ یہ ستیوس' الیانا' اقلیمہ اور ایملاب چاروں ہی عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ چاروں مای گیلوں کی بستی میں رہنے والے فردیلہ کے ہاں جاتے ہیں۔ تقریباً ہر روز یہ مغرب اور اپنی عشا کی عبادت اس فردیلہ کے ہاں ہی کرتے ہیں اور عشاء کی عبادت کے بعد یہ واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف آتے ہیں۔ یہ راز جاننے کے لیے میں ان چاروں کی رہائش گاہ میں چھپ چھپ کر ان کی گفتگو بھی سنتا رہا ہوں اور فردیلہ کے گھر تک ان کا تعاقب بھی کرتا رہا ہوں اور انہیں میں نے اپنی آنکھوں سے فردیلہ کے ہاں مسلمانوں کے طریقہ پر عبادت کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ لہذا یہ بات اب طے شدہ ہے کہ یہ چاروں اب ایجابائی دین ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔

اے میرے بھائیو' اب جب کہ یہ اپنا دین ترک کر چکے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ان چاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اس لیے کہ عیسائیت ترک کرنے والے کی بھی سزا ہونی چاہیئے۔ ان میں ستیوس سب سے زیادہ کڑی اور سخت سزا کا مستحق ہے کہ اس نے ایک بہت بڑے کلیسا کے استقف کی حیثیت اور مقام کو نہ پہچانا اور بغیر کسی وجہ کے اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس ستیوس' الیانا' اقلیمہ اور ایملاب کو میں اس قبولیت اسلام کی سزا ضرور دے کر رہوں گا۔

بدن کے دوسرے حصے خوب اچھی طرح ڈھانپ لیں گے تاکہ ہمیں کوئی پہچان نہ سکے اور ان چاروں کو قتل کر کے ہم بھاگ کر اس کلیسا کی طرف نہیں آئیں گے بلکہ قدس شرین داخل ہو جائیں گے تاکہ کسی کو شک و شبہ نہ ہو کہ کلیسا کے پادریوں نے چاروں کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ قدس شرین داخل ہو کر ہم پری تیزی سے پھر پیش گئے اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے واپس کلیسا میں آجائیں گے تاکہ ان چاروں کے قتل کی خبریں جب چاروں طرف پھیلیں تو ہم سب کو کلیسا کے اندر ہونا چاہئے۔ ہم میں سے کسی کی بھی میاں سے غیر حاضری اسے مشکوک کر دے گی اور لوگ ہمیں ان چاروں کے قتل میں شمار کرنے لگیں گے۔

میاں تک کہنے کے بعد وہ پہلا پادری جب خاموش ہوا تو دوسرے پادری نے خطاب کر کے پوچھا۔ اے میرے ساتھی۔ تم نے جو لائحہ عمل تیار کیا ہے وہ بہترین اور قابل قبول ہے۔ لیکن تم اس پر عملی جامد کب پہنچاؤ گے۔ اس پر وہ پہلا پادری مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اب یہ کام آج ہی رات ہو گا۔ اس لیے کہ میں دیکھ کر آیا ہوں کہ اعلیٰ، اعلیٰ، ستیوس اور الیانا اپنی رہائش جگہ سے نکل کر مای گیروں کی بستی کی طرف جا چکے ہیں۔ یہ لوگ ان مای گیروں کی بستی میں عشا کی عبادت کرنے کے بعد ہی واپس لوٹ کر آئیں گے اور میرے خیال میں رات کا کھانا بھی وہیں کھاتے ہیں۔ ہم ایسا کریں گے جب مای گیروں کی بستی میں عشا کی اذان ہو گی تو اس کے بعد ہم خوب مسلح ہو کر اور اپنے چہرے ڈھانپ کر کلیسا سے نکلیں گے اور کلیسا اور مسلمان مای گیروں کی بستی کے درمیان کسی مناسب جگہ گمات میں بیٹھ جائیں گے اور جو بھی چاروں مای گیروں کی بستی سے نکل کر اس کلیسا کی طرف آئیں گے ہم ان پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں گے۔ یوں رات کی تاریکی میں ہم ان چاروں سے اپنا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دوسرے پادری نے جنوں نے اس پہلے پادری کا ساتھ دینے کا عہد کیا تھا اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کیا۔ اس کے بعد وہ وہیں بیٹھ کر انتظار کرنے

لگے۔ جب عشا کی اذان ہوئی تو وہ تینوں پادری اپنے اپنے کمرے کی طرف گئے۔ پہلے انہوں نے اپنے آپ کو خوب مسلح کیا پھر وہ اپنے چہرے ڈھانپ کر کلیسا سے نکلے اور مای گیروں کی بستی کی طرف چل دیے۔ بستی اور کلیسا کے درمیان چند کمرے گزروں میں وہ تینوں پادری گمات لگا کر بیٹھ گئے اور مای گیروں کی بستی سے اعلیٰ، اعلیٰ، ستیوس اور الیانا کی واپس کا بڑی بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔

سیاہ رات کے پھیلاؤ میں موت کے راستے پر ان سمیت ملیں کرنے والے پادری جو ہمہ وقت ہر فصل کے لیے ابر اور ہر گیت کے لیے ہریالی اور ہر راہ کے لیے روشنی کی دعائیں مانگتے والے تھے، قابل اور خالم کا روپ دھار گئے تھے۔ انہیں اپنی اس گمات کی جگہ زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا کیونکہ جلد ہی کروٹیں لیتی رات میں انہیں اعلیٰ، اعلیٰ، ستیوس اور الیانا مای گیروں کی بستی سے نکل کر کلیسا کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیے۔ رات کی تاریکی میں ان چاروں کو دیکھنے کے بعد ایک پادری نے اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے ساتھیو! اپنے چہرے اچھی طرح ڈھانپ لو! اپنی ٹکواریں اور ڈھانچے بھی سنبھال لو! اس لیے کہ وہ چاروں مای گیروں کی بستی سے نکل کر ادھر ہی آ رہے ہیں اور آج کی رات کو ان کی زندگی اور روح کے درمیان جدائی اور مجبوری کی رات بنا کر رکھ دو۔ اپنے اس ساتھی کے الفاظ پر دوسرے پادریوں نے بھی جی ٹکواریں بے نیام کرتے ہوئے ڈھانچے سنبھال لیں اور اپنے چہرے انہوں نے اچھی طرح ڈھانپ لیے تھے۔ تھوڑی دیر بعد چاروں اعلیٰ، ستیوس اور الیانا ان کے پاس سے گزرنے لگے تو وہ تینوں پادریوں کی درندوں کی طرح اپنی گمات سے نکل کر ان پر ٹوٹ پڑے تھے۔

آگے آگے چونکہ ستیوس اور الیانا تھے اور اعلیٰ اور اعلیٰ ان دونوں کے پیچھے پیچھے آ رہی تھیں۔ لہذا پہلے تینوں پادری ستیوس اور الیانا پر ہی حملہ آور ہوئے۔ اعلیٰ اور اعلیٰ یہ صورت حال دیکھتے ہی واپس مای گیروں کی بستی کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ پادریوں نے اچانک ستیوس اور الیانا پر حملہ

کل کر زمین میں جذب ہوئے لگا تھا۔ اقلیہا کی طرف آئے والے مایہ گیر اب اس قدر نزدیک آچکے تھے کہ وہ پادری اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور دوسرے پادریوں کے پاس آیا جنہوں نے اس وقت تک ستیوس اور الیانا کا مکمل طور پر معافیا کر دیا تھا۔ پھر وہ تینوں پادری اپنی سوچی سمجھی تجویز کے تحت قانس شہر کی طرف بھاگ نکلے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

بستی کی طرف آئے والے ملاحوں میں فریڈلے بھی شامل تھا اور وہ سب لوگ بھاگتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں پر اقلیہا بھاری اپنی کئی ہوئی ٹانگ کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا تھا کہ اقلیہا اس وقت بے ہوش ہو چکی تھی اور وہ بے سدھ خون میں لت پت زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی فریڈلے پچھاڑ چوک اٹھا اور اپنے ساتھی ملاحوں سے کہنے لگا۔ ہائے رے بد قسمتی یہ کیسی بری رات ہے۔ یہ تو میری بیٹی اقلیہا خون میں لت پت پڑی ہے۔ نہ جانے وہ کون ظالم ہیں جو اس معصوم لڑکی پر حملہ آور ہوئے ہیں، لیکن اس کے ساتھ تو ستیوس اور اس کی ماں الیانا اور ایلنا بھی تھے۔ ان تینوں کا کیا ہوا۔ پھر فریڈلے نے اپنے ساتھی مایہ گیروں کو مخاطب کر کے کہا۔

میرے ساتھیو، تم تھوڑا آگے جا کر ان تینوں کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہیں اتنی دیر تک میں اپنی بیٹی اقلیہا کی کئی ہوئی ٹانگ پر کھڑا باندھ کر خون روکنے کی کوشش کرتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں یہ صورت حال کیسے رونما ہوئی۔ بہت سے مایہ گیر آگے بھاگتے گئے تھے جب کہ فریڈلے پچھاڑ اپنا لباس پھاڑ پھاڑ کر اقلیہا کی کئی ہوئی ٹانگ پر باندھنے لگا تھا تاکہ وہ بہتے ہوئے خون کو بند کر سکے۔ اتنی دیر تک آگے چلنے والے مایہ گیر دور دور سے چلائے گئے اور فریڈلے کو اطلاع کرنے لگے کہ ستیوس، الیانا اور ایلنا کو بھی کسی نے قتل کر دیا ہے اور ان کی لاشیں یہاں بکھری پڑی ہیں۔ فریڈلے کے کہنے پر وہ سارے ملاح لاغوں کو لے کر اس کے پاس آگئے۔ پھر سب کو اٹھا کر بستی کی طرف لے جا رہے تھے۔ جب وہ بستی میں داخل ہوئے تو فریڈلے نے ایک مایہ گیر کو مخاطب کر کے کہا۔ تم فوراً بستی کے طیب کی طرف جاؤ اور اسے کو کہو کہ وہ فی الفور میرے گھر پہنچے۔ ہو سکتا ہے

آور ہو کر لحوں کے اندر ان دونوں کی گروئیں کٹ کر رکھ دی تھیں جب کہ تیسرا پادری رات کی تاریکی میں اپنے ہاتھ میں ننگی تلواریں ایلنا اور اقلیہا کے پیچھے بھاگا تھا۔ جب کہ اندھیرے میں اندھا دھند بستی کی طرف بھاگتے ہوئے اقلیہا اور ایلنا بلند آوازوں میں مدد کے لیے پکارنے لگی تھیں۔ اس وقت مایہ گیروں کی اس بستی میں مسجد کے اندر کچھ لوگ شاید عشا کی نماز کے بعد عبادت میں مشغول تھے۔ انہوں نے اقلیہا اور ایلنا کی چیخنے چلائے کی آوازیں سن لی تھیں لہذا وہ مسجد سے نکل کر ان کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

اقلیہا اور ایلنا کے پیچھے بھاگنے والا پادری کچھ زیادہ ہی تیز رفتار تھا اس لیے کہ اس نے جلد ہی ان دونوں کو آلیا تھا۔ سب سے پہلے وہ ایلنا پر حملہ آور ہوا اور اس نے زوردار انداز میں اس نے ایلنا پر تلواریں ماری کہ ایلنا کا اس نے ایک ہی وار میں کام تمام کر کے رکھ دیا تھا۔ اتنی دیر تک اقلیہا کچھ بھاگ کر دور چلی گئی تھی لیکن اس خوفناک پادری نے اقلیہا کو بھی نہیں چھوڑا بلکہ بڑی تیزی سے اس کا تعاقب کیا اور جب وہ اقلیہا کے بھی نزدیک گیا تو اقلیہا پر ایسی بدحواسی طاری ہوئی کہ وہ خوف اور دہشت کے مارے ٹھوکر کھا کر زمین پر گر گئی۔ اس لیے کہ وہ بار بار مڑ کر اپنے تعاقب میں آنے والے پادری کی طرف دیکھ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ راستہ کا صحیح تعین نہ کر سکی اور ٹھوکر کھا کر گر پڑی تھی۔ عین اس وقت بستی کی طرف سے بہت سے ملاح ان دونوں کی پیچ و پکار سن کر بھاگتے ہوئے قریب آگئے تھے۔ اس موقع پر تعاقب کرنے والا پادری تھک چکا تھا۔ تاہم اس نے اقلیہا کے گرنے سے فائدہ اٹھایا۔ آگے بڑھ کر اس نے اقلیہا پر اپنی تلواریں برسا دی۔ تلواریں اس نے عین اقلیہا کے جسم کے درمیان میں گھرائی تھی لیکن اقلیہا فوراً کڑھ بدلتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی جس کی وجہ سے اس پادری کا نشانہ خطا ہو گیا اور اس کی تلواریں اقلیہا کے جسم کے درمیانی حصہ پر گرنے کے بجائے اس کی ہائیں ٹانگ پر گری اور تلواریں کا وہ وار اقلیہا کی ٹانگ کو کاٹا ہوا مگر رہ گیا تھا۔ اقلیہا کی ٹانگ کٹ کر طویل ہو گئی تھی۔ اور وہ بھاری بری طرح آہ و زاری کرنے لگی تھی۔ اس کی ٹانگ سے خون

عالم میں وہاں داخل ہوا تھا۔ فردیلہ طبیب کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا اس کمرے میں لے گیا جہاں اقلیما کو رکھا تھا۔ طبیب نے کندھے پر اپنا لٹکایا ہوا چری تھملا اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ پہلے اس نے اقلیما کی کئی ہونی ٹانگ کا جائزہ لیا پھر اس نے فردیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تم گرم پانی کا انتظام کرو۔ اتنی دیر تک میں زخم پر لگنے کے لیے دوانی تیار کرتا ہوں۔ طبیب کی یہ بات سن کر فردیلہ کی بیٹی مشیرہ بچاری بھاگتی ہوئی مطبخ کی طرف چلی گئی تاکہ پانی گرم کر لائے جب کہ فردیلہ اور شوراں وہیں کھڑے رہے تھے۔ طبیب نے جلدی سے اپنا چری تھملا کھولا۔ پہلے اس نے مرہم کا ایک برتن نکال کر اپنے قریب رکھا پھر وہ کاغذ پر رکھ کر حلقف صوف کو آپس میں ملائے لگا تھا۔

تھوڑی دیر تک مشیرہ ایک برتن میں گرم پانی لے آئی تھی۔ طبیب نے اس میں انگلی ڈبو کر کہا۔ اے میری بیٹی، پانی زیادہ گرم ہے۔ اس میں کچھ ٹھنڈا پانی بھی ملاؤ۔ طبیب کے کہنے پر اس نے کچھ اور ٹھنڈا پانی ملا دیا۔ پھر اس پانی کے اندر جو صوف طبیب نے تیار کیا تھا وہ ڈالا پھر اس نے اقلیما کی کئی ہونی ٹانگ پر سے پٹیاں کھولنا شروع کر دیں جو فردیلہ نے جلدی میں باندھی تھیں۔ پٹیاں کھولنے کے بعد گرم پانی جس میں طبیب نے صوف ملایا تھا، پہلے خوب اچھی طرح طبیب نے اس کا زخم دھویا پھر اس نے زخم میں مرہم بھر کر اپنے پاس سے اس پر مل کی سفید پٹیاں باندھ دیں۔ جب طبیب اس کام سے فارغ ہوا تو فردیلہ نے انتہائی پریشانی اور فکر مندگی سے طبیب کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

اے میرے محترم، کیا میری بیٹی اس زخم سے جان بڑھ جائے گی۔ اس پر طبیب نے فردیلہ کو قہقہہ دیتے ہوئے کہا۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس کا زخم اور اس کی حالت دیکھی ہے۔ زخم کے باعث یہ بے ہوش پڑی ہے۔ میں اس کی نبض دیکھ چکا ہوں۔ اس کا تھوڑی دیر تک بے ہوش رہنا ہی اچھا ہے۔ میں نے جس دوانی سے زخم دھویا ہے اس کے باعث اور جو میں نے اس پر مرہم لگائی ہے اس کی وجہ سے تھوڑی دیر تک زخم میں درد کی شدت جاتی رہے گی۔ امید ہے کہ جب تک یہ بیٹی ہوش میں آئے گی اس وقت تک

کہ ان میں سے اقلیما کے علاوہ کوئی اور بھی زندہ ہو اور ان کی مرہم پٹی اور علاج وغیرہ نہ سکے۔ میں نے اقلیما کو دیکھا ہے یہ بے ہوش ضرور ہے لیکن اس کی سانس چل رہی ہے اور یہ زندہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں اس طبیب کی مدد سے اسے بچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس کے ساتھ یہ وہ ماہی گیر بھاگتا ہوا طبیب کو بلانے چلا گیا تھا۔

فردیلہ اپنے ساتھی ملاحوں کے ساتھ اقلیما، ستیوس، ایلا اور الیانا کو اپنے ہاں لایا۔ جب اس کی بیوی شوراں اور بیٹی مشیرہ نے یہ سنا دیکھا تو وہ بچاری بدحواس ہو کر بھاگتی ہوئی صحن کی طرف آگئیں۔ اس موقع پر انتہائی پریشانی کے عالم میں شوراں نے فردیلہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ان چاروں کو کیا ہوا۔ یہ تو ابھی ابھی ہمارے ہاں سے اٹھ کر کلیسا کی طرف گئے تھے۔ اس پر فردیلہ نے اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہماری بہتی سے کلیسا کی طرف جاتے ہوئے کسی نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔ میرے خیال میں یہ ستیوس، ایلا اور الیانا تو ختم ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ ان گردنیں آدمی سے زیادہ کٹی ہوئی ہیں جب کہ اقلیما زندہ ہے۔ اس کی صرف ٹانگ ہی کٹی ہے۔ اس کا سانس چل رہا ہے۔ تاہم یہ بیہوش ہو چکی ہے۔ میں نے ایک ساتھی کو طبیب کے بلانے کے لیے کہا ہے۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر تک طبیب یہاں پہنچ جائے گا اور اقلیما کی مرہم پٹی کر دی جائے گی۔ مجھے امید ہے کہ یہ بچ جائے گی۔ مجھے اقلیما کے زخمی ہونے اور ان تیزوں کے مارے جانے کا بے حد دکھ اور صدمہ ہے۔ فردیلہ کی یہ گفتگو سن کر شوراں اور مشیرہ دونوں بچاری وہاں کھڑی ہو کر رونے لگی تھیں۔ فردیلہ نے اپنے ساتھی ملاحوں کی مدد سے ستیوس، ایلا اور الیانا کی لاشیں مختلف چارپائیوں پر ڈالنے کے بعد ایک کمرے میں رکھ دی تھیں جب کہ بے ہوش اقلیما کو شوراں اور مشیرہ کے کمرے میں لے جا کر وہاں ایک مسیروں پر لٹا دیا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جس ماہی گیر کو فردیلہ نے طبیب کو لانے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ بھی بھاگتا ہوا فردیلہ کے ہاں آیا۔ اس کے پیچھے پیچھے طبیب بھی بدحواسی کے

لنکر جس کا سپہ سالار طارق بن زیاد تھا اور طریف بن مالک اس کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا، ہمسائیہ پر حملہ آور ہوا۔ چھوٹے سے اس لشکر نے رازرک کے لاکھوں کے لشکر کو شکست دی اور رازرک بھی اس جگہ میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس جگہ کے بعد یہ اسحق ستیوس اس کی ایسا نام کی ایک راہبہ طارق بن زیاد اور طریف بن مالک سے ملے۔ ان کی شجاعت، اخلاق سے ایسے حائر ہوئے کہ دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں ان کے سمجھنے پر اقلیہ اور اس کی مال الیانا نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس وقت تک اسے طریف آپ جانتے ہیں کہ یہ ہماری ماہی کیوں کی ساری بستی بھی اسلام قبول کر چکی تھی۔ پھر ایسا ہوا کہ ہمارے ہم مذہب ہونے کے ناطے سے پہلے اقلیہ اور ایسا میاں میرے پاس آنا شروع ہوئیں۔ اس کے بعد اقلیہ اور ایسا کے علاوہ ستیوس اور الیانا نے بھی ہمارے ہاں آنا شروع کر دیا۔ کبھی مغرب کی نماز ادا کر کے آتے اور کبھی مغرب اور عشا کی نماز ہمارے ہاں ادا کرتے اور کھانا بھی کھاتے اور اے طریف آج بھی یہ چاروں میرے ہاں عشا کی نماز پڑھنے کے بعد واپس گئے تو ہماری بستی سے کلیسا کی طرف جاتے ہوئے کسی نے ان پر حملہ کر دیا۔ یہ جس وقت شور مچا کر رہے تھے اس وقت میں کچھ لوگوں کے ساتھ نبی کی مسجد میں تھا۔ لہذا میں ان لوگوں کے ساتھ اس سمت بھاگا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت کسی نے اقلیہ کی ٹانگ کاٹ دی تھی جب کہ ستیوس، الیانا اور ایسا کی لاشیں کچھ ناطے پر پڑی ہوئی تھیں۔ لہذا میں اپنے ساتھی ماہی کیوں کی مدد سے ان سب کو اٹھا کر اپنے ہاں لے آیا ہوں اور اے طریف میرا خیال ہے کہ اب آپ پوری بات مجھ تکے ہوں گے۔

○

فرودیلہ کی یہ ساری محنتوں سن کر وہ طریف تھوڑی دیر تک گزروں جھکا کر سوچتا رہا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ میرا خیال ہے کہ ان چاروں کو کسی نے اسلام قبول کرنے کی سزا دی ہے اور اس کام میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس کلیسا کے پادری بھی ملوث ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں خبر ہو گئی ہو کہ ان چاروں

اس کے زخم کا درد میری مرہم اور دوائی کے باعث زائل ہو چکا ہو گا۔ میں روز آنا جانا رہوں گا اور اس بچی کی حالت کا جائزہ لینے کے ساتھ میں اس کے زخم پر پٹی بھی کرتا رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک اس بچی کا زخم ٹھیک ہو جائے گا اور یہ کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہو سکے گی۔ طریف کی محنتوں سے فرودیلہ کو تسلی ہوئی پھر وہ اسے دوبارہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ اس بچی کے ہوش میں آنے تک میں رہیں۔ اس پر طریف نے بڑی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ کیوں نہیں میں خود چاہتا ہوں کہ جب تک یہ بچی ہوش میں نہ آئے میں اس کے پاس ہی رہوں۔ اسے فرودیلہ تم فکر مند نہ ہو۔ اس بچی کو اگر تم اپنی بچی کہہ رہے ہو تو میری بھی بیٹی ہے پر تم اس کے متعلق مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ یہ کون ہے اور یہ کیسے زخمی ہوئی ہے۔ اس پر فرودیلہ نے بڑی محنتیں ہی آواز میں کہنا شروع کیا۔

اے محترم طریف، یہ ہمسائیہ کے سابق بادشاہ عیسیٰ کی بیٹی ہے۔ جس وقت رازرک نے عیسیٰ کو اسین کے تاج و تخت سے محروم کیا، ان دنوں رازرک اقلیہ کو چاہتا تھا اور اس نے بے پناہ محبت کرتا تھا لیکن یہ اقلیہ اسے ناپسند کرتی تھی۔ ان دنوں افریقہ سے ایک مسلمان جرنیل طریف بن مالک ہمسائیہ میں وارد ہوا۔ وہ افریقہ سے کسی اغوا کی جانے والی لڑکی کی تلاش میں ہمسائیہ میں داخل ہوا تھا۔ اس طریف بن مالک نے اقلیہ اور اس کی ماں کو نکال کر یہاں قاصر کر کے کلیسا کے اسحق ستیوس کے پاس پہنچا دیا کیونکہ ستیوس ان کا عزیز اور جاننے والا تھا۔ اور اے طریف اس مسلم جرنیل طریف بن مالک کی دلیری، شجاعت اس کی ایمانداری اور اس کے خلوص سے اقلیہ ایسی حائر ہوئی کہ یہ اس سے محبت اور اسے پسند کرنے لگی۔

اے طریف، تم جانتے ہو گے یہی طریف بن مالک پھر بعد میں ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ جنوبی اسین پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس نے الحیر اس شہر پر حملہ کیا اور کچھ میدانوں میں جنوبی اسین کے حاکم تدمیر کو شکست دی تھی پھر جب طریف بن مالک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے لوٹ گیا تو مسلمانوں کا ایک اور

اقلیہ کو ہوش آئے گا تو اس وقت ہمیں آپ کی ضرورت پڑے گی۔ اس پر طیب بڑی خوش طبعی سے کہنے لگا۔ اے فردیلہ، تم یوں فکر مند کی اور پریشان میں رہ کر کیوں گفتگو کرتے ہو؟ یہ اقلیہ میری بیٹی بنی ہے اور میں ساری رات یہاں رہ کر اپنی اس بیٹی کی دیکھ بھال کروں گا۔ اس کے ساتھ تم بھی ایک کام کرو کہ بستی کے لوگوں کے ساتھ مل کر سیتوس، ایلدا اور الیانا کی جبینہ و تحقیق کا بھی بندوبست کرو۔

○

اقلیہ آدھی رات تک بے ہوش پڑی رہی تھی۔ اس دوران ماہی کیروں کے قبرستان میں سیتوس، الیانا اور ایلدا کو دفن کیا جا چکا تھا۔ جس وقت اقلیہ ہوش میں آئی اس وقت اس کے پاس فردیلہ کے علاوہ اس کی بیوی شوران بیٹی عشیرہ اور طیب ہادیان بیٹھے ہوئے تھے۔ ہوش میں آنے کے بعد اقلیہ نے سب سے پہلے اپنی کٹی ہوئی ٹانگ کا جائزہ لیا جس پر طیب نے پٹی باندھی ہوئی تھی پھر اس نے نگاہیں سمجھا کر باری باری فردیلہ، شوران، عشیرہ اور ہادیان کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر طیب ہادیان نے اقلیہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ اے اقلیہ، میری بیٹی کچھ لوگوں نے تم پر تھماری ماں الیانا اور ایلدا اور سیتوس پر رات کے وقت حملہ کر دیا تھا۔ حملہ آوروں نے حملہ کر کے تھماری ٹانگ کاٹ دی تھی اور یہ فردیلہ تمہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھا کر اپنے ہاں لے آیا۔ میں ایک طیب ہوں اور میرا نام ہادیان ہے۔ الحمد للہ میں بھی ان بستی والوں کی طرح ایک مسلمان ہوں۔ تمہاری ٹانگ سے بہتا ہوا خون بند کر دیا گیا ہے اور اس پر مرہم لگا کر میں نے پٹی باندھ دی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس وقت تم اپنے اس زخم میں کوئی درد اور تکلیف محسوس نہ کر رہی ہو گی۔ اقلیہ نے طیب کی بات کو غور سے سنا اور جب وہ خاموش ہوا تب وہ کہنے لگی۔

اے میرے محترم فردیلہ، میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ ہمدرد کے وقت میرے کام آئے اور مجھے اٹھا کر یہاں لے آئے۔ میں اس طیب محترم کی بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے میری مرہم پٹی کی، آپ لوگ مجھ سے یہ تو کہتے

تے اسلام قبول کر لیا ہے اور انہوں نے جملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیا ہو۔ اس پر فردیلہ کہنے لگا۔ مجھے بھی یہی شک کرتا ہے لیکن میں ابھی تک اس کا اعتبار نہیں کر سکا۔ یہ گفتگو سن کر قریب کھڑے ایک بوڑھے ماہی گیر نے فردیلہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ کیا ہمیں کلیسا کو ان چاروں کے یوں مرنے اور زخمی ہونے کی اطلاع نہیں کئی چاہئے۔ اس پر فردیلہ کے بولنے سے قبل ہی اس طیب نے چونک کر اس بوڑھے ملاح کی طرف دیکھا اور پھر وہ کہنے لگا۔ نہیں ہمیں اقلیہ کے زخمی اور دوسرے تینوں افراد کے قتل ہونے کی اطلاع کلیسا کو نہیں دینی چاہئے۔ جب یہ اسلام قبول کر چکے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم خود مسلمان کی حیثیت سے ان کے قبضہ و تحفظ میں اور اقلیہ کا علاج و معالجہ کریں۔ اگر ہم نے کلیسا کو یہ اطلاع کر دی تو کلیسا کے پادری ان تینوں لاشوں کے علاوہ اقلیہ کو بھی یہاں سے لے جائیں گے۔ وہ مرنے والوں کو اپنے دین اور مذہب کے مطابق دفن کریں گے اگر وہ ان پر حملہ آور ہونے میں ملوث بھی ہیں تو اقلیہ کا علاج نہیں کریں گے بلکہ اسے سکا سکا کر ماریں گے اور میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا، بولو فردیلہ تمہارا اس معاملہ میں کیا خیال ہے۔ جواب میں فردیلہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

اے طیب میں آپ کی اس بات سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں۔ سیتوس، ایلدا اور الیانا کی قبضہ و تحفظ کا ہم خود بندوبست کریں گے۔ اقلیہ اب میرے ہاں ہی رہے گی۔ یہ میری بیٹی کی جگہ ہے اور اب میں ایک نہیں دو بیٹیوں کا باپ ہوں۔ میں اس کا علاج کراؤں گا اور اے طیب میں آپ کو یہ بتانا بھی بھول گیا ہوں کہ یہ اقلیہ ہمارے مسلمان جرنیل طریف بن مالک کی منسوبہ بھی ہے اور اس کی ماں بضاہیلہ طور پر اسے طریف بن مالک سے منسوب کر چکی ہے۔ وہ ارادہ رکھتی تھی کہ جب طریف بن مالک چھپانے میں جنگوں سے فارغ ہو گا تو وہ اپنی بیٹی کی شادی طریف بن مالک سے کر دے گی۔ پر ہائے حیف اسے اپنی بیٹی کی خوشیاں دیکھنا نصیب نہ ہوئیں۔ اے طیب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آج کی رات آپ میرے ہاں ہی قیام کریں۔ اس لیے کہ جب

کہ ستیوس، ایسا اور میری ماں کیا بنا۔ اس پر فردیلہ نے اپنی گردن خم کرتے ہوئے بڑی شرمندگی کے احساس سے کہا۔ اے میری بیٹی، ہمیں دکھ اور افسوس ہے کہ ستیوس، اور تمہاری ماں الینا اور ایسا ان حملہ آوروں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں اور انہیں ہم نے اپنے قبرستان میں اپنے دین اور اپنے مذہب کے مطابق دفن کر دیا ہے۔ فردیلہ کا یہ جواب سن کر اقلیمہ بچاری آہوں اور سسکیوں میں روئے گئی تھی جب کہ شورا اور عثیرہ دونوں اس سے لپٹ کر اسے تسلی دینے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔

کافی دیر بعد جب اقلیمہ سنبھلی تو فردیلہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے بڑی شفقت اور پیار سے پوچھا۔ اے اقلیمہ، میری بیٹی، تم اندازہ لگا سکتی ہو کہ رات کے اس وقت تم پر حملہ آور ہوئے والے کون لوگ تھے۔ فردیلہ کے اس جواب پر اقلیمہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی۔ پھر وہ دہلی دلی سی آواز میں کہنے لگی۔ اے عم فردیلہ، فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتی کہ وہ کون لوگ ہیں تاہم ستیوس اور میری ماں الینا اور ایسا کو ایک سازش کے تحت قتل کیا گیا ہے۔ وہ لوگ یقیناً مجھے بھی قتل کر ڈالتے اگر بہتی کی طرف سے آپ اپنے مامی کیر ساتھیوں کے ساتھ ہمدرد نہ پہنچ جاتے۔ ان میں سے ایک حملہ آور نے میرے جسم کے درمیانی حصہ پر تلواریں مار کر مجھے دو حصوں میں کاٹ دینا چاہا تھا پر میں تڑپ کر کودتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی جس کی بنا پر اس کی تلوار میری ٹانگ پر لگی اور میری ٹانگ کو کاٹتی ہوئی نکل گئی۔ میرے خیال میں یہ حملہ ہم پر اس لیے کیا گیا کہ ہم نے لہرائیت کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہے۔ مجھے اس حملہ کا شک کیسا کہ پادریوں پر بھی ہو سکتا ہے لیکن ابھی ان سے باز پرس نہ کی جائے اس لیے کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اس حملہ میں ملوث ہیں، ان سے باز پرس کرنا اچھا نہیں ہے۔

اور اے عم فردیلہ، آپ چاہتے ہیں کہ میں طریف بن مالک سے منسوب ہو چکی تھی اور میری ماں کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ جب طریف بن مالک جنگوں سے فارغ ہوں گے تو وہ میری شادی ان سے کر دے گی۔ میری ماں کی

زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ وہ اپنی اس خواہش کو اموہرا ہی لے کر اس دنیا سے کوچ کر گئی۔ اے عم فردیلہ، اب جب کہ میں اپناج ہو چکی ہوں اور شادی کے بعد جس طرح ایک بیوی کو اپنے شوہر کی خدمت کرنا چاہئے ایسے اب میں طریف بن مالک کی خدمت نہ کر سکیں گی دوسرے الفاظ میں اے عم فردیلہ، میں یوں بھی کہہ سکتی ہوں کہ اب میں طریف بن مالک کے لائق اور قابل نہیں رہی۔ ان سے شادی کر کے اب میں ان پر بوجھ بن جاؤں گی۔ لہذا اب جب بھی وہ اس طرف آئیں تو آپ ان کو یہ بتا دیں کہ نامعلوم حملہ آوروں نے اچانک ستیوس، الینا، ایسا اور اقلیمہ پر اس وقت حملہ کیا جب وہ مامی گیلوں کی بہتی سے کلیسا کی طرف جا رہے تھے۔ ان حملہ آوروں نے چاروں کو قتل کر دیا۔ لہذا چاروں کو بہتی کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

اے عم فردیلہ، میں اس حالت میں اب طریف بن مالک کا سامنا نہ کر سکیں گی۔ میں اب نگیزی اور اپناج ہوں اور ہو سکتا ہے کہ مجھے اس حالت میں دیکھتے ہوئے طریف بن مالک خود ہی مجھے رو کر دیں اور میرے ساتھ شادی کر لے سے انکار کر دیں لہذا اے عم، میں طریف بن مالک کو اپنے دل کی گہرائیوں سے اس قدر چاہتی ہوں کہ میں ان کے منہ سے اپنے لیے انکار کا لفظ نہ سن سکوں گی، لہذا میں چاہتی ہوں کہ میں ان کا سامنا ہی نہ کروں۔ اس طرح وہ مجھے مردہ جان کر بھول جائیں گے اور کسی اور مناسب لڑکی سے شادی کر کے اپنا گھر آباد کر لیں گے۔ اے عم فردیلہ، طریف بن مالک کی خوشی ہی میں میری خوشی ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد اقلیمہ خاموش ہو گئی تھی۔

اقلیمہ خاموش ہوئی تو فردیلہ نے اسے مخاطب کر کے کہا شروع کیا۔ اے میری بیٹی، ہمیں کلیسا میں پادریوں کو بھی ستیوس، الینا اور ایسا کے مرے اور تمہارے زخمی ہونے کی اطلاع کرنی چاہئے تاکہ کل کو وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ اس حملہ کی ہمیں کیوں نہ اطلاع دی گئی اور ہم حملہ آوروں کو تلاش کرتے۔ اس پر اقلیمہ کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگی۔ اے عم فردیلہ آپ انہیں ضرور اطلاع کریں۔ جب سورج چڑھے تو آپ اپنے کچھ مامی گیلوں کو لے کر ضرور ان کی

میں تم ایسی محبت اور غلوں کے ساتھ رہو گی جیسے میری بیٹی عشرہ اس گھر میں رہ رہی ہے۔ اب میری ایک نہیں دو بیٹیاں ہیں اور جب تک میری زندگی ہے میں تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔ تم اس طرف سے بالکل مطمئن ہو جاؤ کہ تمہاری ضروریات آنے والے دور میں کیسے پوری ہوں گی اور تمہاری حفاظت کا کیا سامان ہو گا۔ یہ کام اب میرا اور اس بستی میں رہنے والے ماہی گیروں کا ہے۔ تمہیں ہر سمت سے ہر طرف سے مطمئن ہو جانا چاہئے۔ فردیلہ کی یہ مہنگو سن کر اقلیہا کے چہرے پر کسی قدر طمانیت پھیل گئی تھی۔

صبح تک فردیلہ عشرہ اور طیبہ پادریان اقلیہا کے پاس بیٹھے رہے۔ سورج طلوع ہوا تو طیبہ نے ذمہ کی پٹی تبدیل کر کے پھر تازہ مرہم ذمہ پر لگایا۔ پھر فردیلہ کے کہنے پر وہ آرام کرنے کے لئے اپنے گھر چلا گیا تھا۔ اقلیہا کا دل بھلانے کے لئے عشرہ اور شوراں اس کے پاس ہی بیٹھی رہی تھیں جب کہ بستی کے چند نوجوانوں کو لے کر فردیلہ کیسا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

جب فردیلہ اپنے ماہی گیر جوانوں کے ساتھ کیسا میں داخل ہوا تو انہیں دیکھتے ہی سارے پادری ایک جگہ پر جمع ہو گئے۔ وہ فردیلہ کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی کسی قدر بدحواس دکھائی دے رہے تھے لیکن جلد ہی انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ فردیلہ ان کے پاس آیا۔ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے بزرگ پادریو! میں تمہیں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ رات ستیوس 'اقلیہا' ایملہ اور الیانا ہماری بستی میں گئے تھے اور جب وہ بستی سے کیسا کی طرف آرہے تھے تو رات کی تاریکی میں ان پر کوئی حملہ آور ہوا۔ ان حملہ آوروں نے ستیوس 'ایملہ اور الیانا کو قتل کر دیا۔ جس وقت وہ حملہ آور ہو رہے تھے تو اقلیہا کی چیخ و پکار سن کر ہماری بستی کے کچھ لوگ بستی سے نکل کر ان کی طرف بھاگے لیکن حملہ آور اقلیہا کو قتل نہ کر سکے تاہم ان میں سے ایک حملہ آور نے کھوار مار کر اقلیہا کی ٹانگ کاٹ دی تھی۔ اب وہ ہماری بستی میں ہمارے طیبہ کے پاس زیر علاج ہے اور طیبہ نے اس سے کسی کو چند دن کے لئے ملنے سے منع کر دیا ہے۔ بس میں تم لوگوں کو ستیوس 'الیانا اور ایملہ کے قتل اور اقلیہا کے

طرف جانیں۔ انہیں ستیوس 'میری ماں اور ایملہ کے مرنے کی اطلاع کے علاوہ میرے زخمی ہونے کی بھی اطلاع دیں اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہیں کہ طیبہ نے ابھی تک زخمی اقلیہا سے ملنے پر پابندی لگا رکھی ہے لہذا ان میں کوئی بھی چند دن تک اقلیہا سے نہیں مل سکتا۔

اے ہم فردیلہ! مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ اگر یہ پادری مجھ سے ملنے کے لیے آتے جاتے رہے تو ایک نہ ایک روز کوئی نہ کوئی مجھے قتل کر دے گا لہذا میں ان میں سے کبھی کے ساتھ بھی ملنا پسند نہیں کرتی۔ اقلیہا کی اس مہنگو پر فردیلہ نے بولنے ہوئے کہا۔ اے میری بیٹی! تم اس گھر میں محفوظ اور مامون ہو۔ ان پادریوں میں سے کسی کی جرات نہیں کہ وہ اس بستی میں داخل ہو کر تم پر ہاتھ اٹھائیں اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو سن رکھو! ہم سب ماہی گیر مل کر ان سب کی گردنیں کاٹنے کے علاوہ قاتل شر کے اس کیسا کو آگ لگا کر رکھ دیں گے۔ تم مطمئن اور بے فکر رہو۔ میں انہیں ضرور کہہ دوں گا کہ چند دن تک اقلیہا کو کسی سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ فردیلہ کا یہ جواب سن کر اقلیہا کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ کہنے لگی۔

اے ہم فردیلہ! جب آپ ماہی گیروں کے ساتھ سورج طلوع ہونے کے بعد کیسا کی طرف جانیں تو کیسا والوں کو ہمارے متعلق اطلاع دینے کے بعد آپ کیسا سے ملحقہ ستیوس کی رہائش گاہ میں داخل ہونا وہاں جو عمارت کے سب سے بائیں طرف کمرہ ہے اس کے دائیں طرف لوہے کا ایک صندوقچہ ہے۔ اس کے اندر میرے اور میری ماں کے کپڑوں کے علاوہ بہت سی نقدی زہرات اور جواہرات کی تھیلیاں ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ صندوقچہ اٹھا کر یہاں لے آئیں۔ اس لیے کہ اس میں جو کچھ ہے وہ آئے والے دور میں میرے اور آپ لوگوں کے بہت کام آئے گا۔ اس پر فردیلہ نے بڑے غلوں کے ساتھ اقلیہا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ سنو اقلیہا بیٹی! تمہارے کہنے کے مطابق میں کل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ صندوقچہ ضرور اٹھا لاؤں گا۔ لیکن وہ صندوقچہ نہ بھی ہو اور تمہارے پاس نقدی کا ایک سکہ بھی نہ ہو جب بھی میری بیٹی اس گھر

ذبحی ہونے کی اطلاع کرنے آیا ہوں اور تمہیں یہ بھی خبر دوں جو شاید تمہارے لیے ایک نیا انکشاف ہو کہ ان چاروں نے چونکہ اسلام قبول کر لیا تھا لہذا مرے والے تینوں کو ہم نے اپنے مذہب اور دین کے مطابق دفن کر دیا ہے۔ اقلیہ چونکہ ذبحی ہے اور اسلام قبول کر چکی ہے لہذا اب وہ ہماری بستی میں ہمارے پاس ہی رہے گی۔ مجھے امید ہے کہ تم لوگوں کو اس میں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ فردیلہ کی یہ مشکوک سن کر پہلے ایک پادری نے معنی خیز انداز میں دیکھا اور پھر ایک پادری نے فردیلہ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر وہ اسلام قبول کر چکے تھے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اگر تم لوگوں نے اپنے طریقے کے مطابق ان کی تدفین کی ہے تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اور ذبحی ہونے کے بعد اگر اقلیہ کسی سے ملنا نہیں چاہتی اور وہ تمہاری بستی میں رہنا چاہتی ہے تو اسے فردیلہ ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہم مذہبی قسم کے لوگ ہیں۔ ہماری ساری زندگی اس کلیسا کی ہی چار دیواری میں گزری ہے۔ ہمیں دنیاوی معاملات سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے تاہم ہمیں پریشانی اور حیرت ضرور ہے کہ ان پر کون حملہ آور ہوا اور ان کے ساتھ کسی کی کیا دشمنی ہو سکتی تھی تاہم ان کے قاتلوں کو ضرور تلاش کرنا چاہیے۔ اور جب تم تلاش شروع کر دو ہمیں بھی اطلاع کرنا اور اس تلاش میں ہم پوری طرح تمہارا ساتھ دیں گے۔ ان پادریوں میں وہ تین پادری بھی شامل تھے جو رات کے وقت سیتوس، الیانا اور ایملہ اور اقلیہ پر حملہ آور ہوئے اور وہی بڑھ چڑھ کر فردیلہ کے ساتھ مشکوک کر رہے تھے۔ ان کی مشکوک کے بعد فردیلہ نے انہیں مخاطب کر کے پھر کرنا شروع کیا۔

سنو اس کلیسا کے ٹیک دل پادری، ہمیں اقلیہ نے دو کاموں کے لیے ادھر بھیجا ہے۔ ایک یہ کہ سیتوس، الیانا اور ایملہ کے مرنے کی اطلاع آپ لوگوں کو دی جائے دوسرے بزرگ سیتوس کی رہائش گاہ میں لوہے کا ایک صندوق ہے جس کے اندر اقلیہ اور اس کی ماں کے کپڑوں کے علاوہ ضرورت کا دیگر سامان ہے۔ ہم وہ لوہے کا صندوق بھی لینے آئے ہیں۔ اس پر ان تین پادریوں میں

سے ایک پادری جو حملہ کرنے والوں میں شامل تھا، اس نے اپنے چہرے پر مہر میسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔ چلو میں تمہاری رہائش گاہ کرتا ہوں۔ تم وہ صندوق اقلیہ کے پاس لے جاؤ۔ سیتوس کی رہائش گاہ میں اگر کوئی اور چیز بھی ایسی ہو جس کی اقلیہ ضرورت محسوس کرے تو تم لوگ بعد میں جب چاہے وہ یہاں سے لے جاسکتے ہو۔ آخر سیتوس ہمارے بزرگ تھے۔ ایملہ اس کلیسا کی ایک فرد تھی اور الیانا اور اقلیہ یہاں قاتل عزت سمانوں کی حیثیت سے دن گزار رہی تھیں۔ فردیلہ اس پادری کا جواب سن کر خوش ہوا۔ پھر وہ پادری کے ساتھ سیتوس کی رہائش گاہ میں آئے۔ لوہے کے جس صندوق کی نشان دہی اقلیہ نے کی تھی فردیلہ کے ساتھیوں نے اس صندوق کو اٹھایا اور پھر وہ بستی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

فردیلہ اور اس کے ساتھ مای کیروں کے وہاں سے چلے جانے کے بعد وہ پادری کلیسا میں داخل ہوا اور اپنے ساتھیوں کے پاس اندر آ کے اس نے ایک بلند قندیلہ لگایا اور شاید یہ اس کی کامیابی کا قندیلہ تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ہماری یہ ہم میرے ساتھی، کبھی کامیاب اور کامران رہی۔ ہم نے سیتوس، الیانا اور ایملہ کا خاتمہ کر کے اقلیہ کو بھی ذبحی کر دیا لیکن کسی کو کالوں کان یہ خبر اور شک تک نہ ہونے پایا کہ اس قتل عام میں ہم میں سے کوئی ملوث ہے۔ اقلیہ کو بھی ہم پر شک نہیں گزرا۔ اسے ہم پر شک ہوتا تو یہ مای گیر ضرور کلیسا میں داخل ہو کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے۔ میں پہلے یہ سوچ رہا تھا کہ ہم تینوں کو یہاں سے بھاگ جانا چاہیے لیکن اب میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارا یہاں سے بھگانا زیادہ نقصان دہ ہے، اس لیے کہ ہمارے یہاں سے غائب ہونے پر لوگ ضرور شک کریں گے کہ اس قتل میں ہم ہی ملوث ہیں لہذا اب ہم پہلے کی طرح اس کلیسا میں اپنے اپنے کام میں لگ جائیں گے۔ اپنے اپنی مای گیر ساتھیوں کے ساتھ فردیلہ لوہے کا صندوق اٹھائے اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس کے اشارے پر مای گیر وہ صندوق پر اقلیہ کے بستے کے قریب رکھ کر باہر نکل گئے۔ پھر فردیلہ اقلیہ کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے

اے ام میری زندگی اب کیڑا لگنے کے سبب دردِ باری کی زندگی، جل بجھے دینے کی راہ اور بے چین اور شکست پر طائر کی سی ہے۔ میری آرزو مند آنکھیں اداس میرا بشارت طلب دل بجا ہوا اور میرے دعا کے لیے اٹھنے والے ہاتھ اب بے ثمر ہیں۔ اے ام اب میں اس شب جن کے قمر کا شکار ہو چکی ہوں۔ میری زندگی اب رنگ و خوشبو کی اڑان، آرزوں اور خوابوں کی پرواز سے محروم ہو چکی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد اقلیمِ قنوی دیر تک خاموش رہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے اور وہ بچاری ہوٹ کانٹے ہوئے بڑی مشکل سے اپنے دل میں اٹھتے ہوئے طوفانوں کو ضبط کرتی جا رہی تھی۔ قنوی دیر اس کی حالت ایسی رہی، قریب کئی شوراں اور مشیرہ بچاری اب کھل کر روئے لگی تھیں جب کہ سامنے کھڑے فرویلہ کی گردن جگمگاتی تھی اور اس کی آنکھیں بھی نم دار ہو چکی تھیں۔ قنوی دیر کی خاموشی کے بعد اقلیم نے پھر کتا شروع کیا۔

اے ام اب میری زندگی صدا گنگ ستاروں کی ہے۔ یہ شاہراہ یہ سبلی کوپے مجھے ہلا کر امیر میرے لیے بے کار ہیں۔ میری خوشبو کی رنگ دکھ کی لہر میں میرے نفوس کی موج دردِ بھری نفرت میرے رنگوں کے حوالان صلیب کے بنور میں تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں۔ اے ام اپنی کئی ہوئی ٹانگ کے ساتھ اب میں آپ کے اس گھر میں کوسٹاؤں میں سسکتی اس ندی جیسی ہوں جو ہر زبردستی کی طرح اپنی لہروں سے محروم ہو گئی ہو، اے ام میری ہنسی کیلئے زندگی اچانک اندھیرے کے بنور زہر آلود نندو اور بے ست فکر کا شکار ہو گئی ہے۔ اقلیم اس سے آگے بڑھ کر نہ کہہ سکی۔ چونکہ مشیرہ روتے ہوئے اور بلند آواز میں دھاڑیں مارتے ہوئے اقلیم سے لپٹ گئی تھی۔ پھر وہ بچکیوں اور سسکیوں اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اقلیم سے کہہ رہی تھی۔ اقلیم، اقلیم، میری بہن، تم اس طرح کی مایوس کن گفتگو نہ کرو، گھر میں تمہاری بہن کی حیثیت سے میں ہوں اور ہم دونوں کے مال باپ ہم پر زندہ اور سلامت ہیں پھر جہیں کب چیز کی فکر کچھ کا غم ہے، تم کو تو میں ساری عمر شادی نہیں کروں۔

لگ اے بیٹی میں نے تمہاری خواہش کے مطابق یہ تیرا لوسہ کا صندوق وہاں سے اٹھا کر تیرے پاس رکھ دیا ہے۔ اس گفتگو کے جواب میں اقلیم نے ہلکی ہلکی کمرہاٹ میں ایک بار فرویلہ کی طرف دیکھا۔ ماس کی آنکھوں کے اندر اس سے فکر کے جذبہ تھے۔ پھر اس نے اپنے قریب رکھے ہوئے لوسہ کے اس صندوق کو قنوی دیر تک دیکھنے کے بعد اپنے لباس کے اندر سے ایک چابی نکالی اور وہ چابی اس نے فرویلہ کو تھمتے ہوئے کہا۔ اے ام، یہ چابی لو اور اس صندوق کو کھولو۔ فرویلہ نے فوراً وہ چابی لی اور صندوق کو کھول دیا۔ پھر اقلیم اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ اے ام اس کے اوپر جو چڑنے کی ایک بڑی تھیلی پڑی ہے وہ مجھے تھمائیے۔ اس موقع پر شوراں اور مشیرہ بھی وہیں کھڑی تھیں۔ وہ بڑی حیرت اور تعجب سے کبھی اقلیم کبھی فرویلہ اور کبھی اس کھلے ہوئے صندوق کو دیکھتی جا رہی تھیں۔ فرویلہ نے وہ چڑنے کی تھیلی نکال کر اقلیم کو تھما دی۔ اقلیم نے اس تھیلی کو کھولا پھر وہ تھیلی فرویلہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگی۔

اے ام یہ تھیلی سترے سکوں سے بھری ہوئی ہے۔ یہ اپنے پاس رکھئے۔ اس میں سے اس طبیب کو بھی معقول معاوضہ دیجئے وہیں جو میرا علاج کر رہا ہے اور اسی میں سے اپنے گھر کے اخراجات چلانے کے علاوہ زندگی کی دیگر ضروریات پر بھی خرچ کر سکتے ہیں اور ہاں اے ام اس صندوق کے اندر بہت سے چھٹی پارچہ جات، زیورات اور کچھ ایسے ہیرے جواہرات ہیں جن کی قیمت تک نہیں لگائی جاسکتی۔ آپ یہ ساری چیزیں اپنے پاس رکھیے اور انہیں اپنے کام میں لائیں۔ اور ہاں ام اب جب کہ مشیرہ میری بہن ہے تو اس رقم سے میری اس بڑی بہن کی شادی کا بھی انتظام کیجئے۔ اقلیم کا یہ گفتگو سن کر دردِ منہدی اور ہمدردی میں شوراں اور مشیرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے جب کہ فرویلہ بچارہ چپ چاپ منزل کے آخری نوے کی طرح خاموش کھڑا تھا۔ اس موقع پر فرویلہ شاید اقلیم سے کچھ کہنا چاہتا تھا پر اقلیم بولی اور اپنے پاس کھڑے فرویلہ کو مخاطب کر کے بولی۔

گی بلکہ اپنی ساری حیات کو تمہاری خدمت پر وقت کر کے رکھ دوں گی۔ اقلیم
بیماری عیشہ کی اس درد مندانہ گفتگو سے ایسی متاثر ہوئی کہ وہ بھی اس سے لپٹ
کر اونچی آواز میں اور دھمازیں مار مار کر رونے لگی تھی۔ ان کے قریب کھڑے
شوران اور فردیلہ بھی کھل کر رو دیے تھے اور ان کی آنکھوں سے ٹپکنے ہوئے
آنسو زمین کو تر کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک اس کمرے کے اندر ایسا ہی ساں رہا۔ اس کے بعد عیشہ
نے اپنے آپ کو متنبلا پھر اس نے اقلیم کو بھی قتل دی جس پر اقلیم نے اپنے
آپ پر قابو پایا اور اپنی آنکھیں خشک کر لیں۔ اس نے جب دیکھا کہ اس کی
حالت پر قریب کھڑے شوران اور فردیلہ بھی رو رہے ہیں تو اس نے زبردستی
اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیری۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے شوران اور فردیلہ
نے بھی اپنے آپ کو متنبلا لیا۔ اس کے بعد فردیلہ نے اقلیم سے نقدی کی
تھیلی لے کر دوبارہ اس لوہے کے صندوق میں رکھی اور پھر فردیلہ نے عیشہ کو
مناظرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے میری بیٹی، اس بس میں سے میری بیٹی اقلیم کا کوئی
اجھا سا لباس نکالو اور اس کا یہ خون آلود لباس اتروا کر اسے یہ نیا لباس پہناؤ۔
عیشہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ صندوق کے اندر سے اس نے اقلیم سے مشورہ کرتے
کے بعد اس کے کپڑے نکالے۔ جب عیشہ ایسا کر چکی تو فردیلہ نے پھر صندوق
کو تالا لگا دیا اور چابی اس نے اقلیم کے ہتھ پر اس کے شانے کے قریب رکھتے
ہوئے کہا۔ اے میری بیٹی، اس صندوق کی چابی تم اپنے پاس رکھو، جو کچھ اعلیٰ
اور قیمتی زیورات اور جواہرات اس صندوق کے اندر ہیں وہ اسی میں رہیں
گے۔ اب تم میری بیٹی ہو۔ تمہارا علاج اور تمہاری دیکھ بھال اور دیگر اخراجات
اب میرے ذمے ہیں اور تم دیکھو گی کہ میں کس طرح انہیں احسن طریقے سے
پورا کرتا ہوں۔ اس موقع پر اقلیم بیماری فردیلہ سے کچھ کہنا چاہتی تھی پر فردیلہ
نے فوراً شوران اور عیشہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میں ذرا باہر جاتا ہوں۔
میری غیر موجودگی میں تم دونوں ماں بیٹی مل کر اقلیم کا لباس تبدیل کرو۔ اس کے
ساتھ ہی فردیلہ اس کمرے سے نکل گیا تھا جب کہ شوران اور عیشہ دونوں مل

کر اقلیم کا لباس تبدیل کرنے لگی تھیں۔

○

فرانس کے حکمران جین نے بہت جلد ایک بہت بڑا اور جرار لشکر تیار کیا
جو ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کے مجموعی لشکر سے بھی کئی گنا زیادہ تھا پھر جین
حرکت میں آیا اس کا ارادہ تھا کہ سب سے پہلے مسلمانوں سے جنوبی فرانس کے
علاقے یا بکھار کرائے۔ اس کے بعد ہسپانیہ پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو وہاں
سے نکل جانے پر مجبور کر دے۔ موسیٰ بن نصیر نے چونکہ جنوبی فرانس میں اربونہ
شر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا اور یہاں اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ رسد اور ملک
کا رکھا تھا تاکہ بوقت ضرورت وہاں سے ملک اور رسد حاصل کی جاسکے۔ جین
نے یہ فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے اربونہ شہر پر ہی ضرب لگائی جائے اور اربونہ کو
فتح کرنے کے بعد پھر دوسری سمت رخ کیا جائے اس مقصد کے تحت جین برق
رفتاری سے اپنے لشکر کے ساتھ اپنے ہی شہر اربونہ کی طرف بڑھا اور اربونہ شہر
میں مسلمانوں کا جو محافظ لشکر تھا اسے شہر شاہ کے دروازے بند کر دینے یہ صورت
حال دیکھتے ہوئے جین نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ شہر کے چاروں طرف دور دور
تک جہاں تک نگاہ کام کرتی اس کا لشکر پھیلا ہوا تھا۔ جب کہ چھوٹا سا مسلمانوں کا
لشکر جو اربونہ میں مقیم تھا وہ بڑی جان فشانی اور بڑی تیزی سے شہر شاہ کی فسیل
پر پہنچے ہوئے بڑھوں میں رہ کر جین کے لشکروں کو فسیل پر چڑھنے کا موقع فراہم
نہ کر رہا تھا۔

مسلمان مجبوروں نے موسیٰ بن نصیر کو جین کی طرف سے اربونہ کے محاصرہ
کی اطلاع دی۔ موسیٰ بن نصیر نے اسی وقت تیز رفتار قاصد خلیج یسے کی طرف
روانہ کئے اور طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو اس صورت حال سے آگاہ
کرتے ہوئے حکم دیا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اربونہ شہر کا رخ کریں جب کہ
خود موسیٰ بن نصیر بھی اربونہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

طارق بن زیاد اور طریف بن مالک اپنے لشکروں کے ساتھ راستے ہی میں
موسیٰ بن نصیر سے آگے لے گئے۔ لہذا یہ متحد لشکر بڑی تیزی سے اربونہ شہر کی
طرف بڑھا تھا۔ جب وہ شہر کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا کہ شہر کے باہر دور
دور تک چاروں طرف فرانسیسیوں کا لشکر پھیلا ہوا تھا اور انہوں نے شہر کا ہری

طرح حاصروہ کر رکھا تھا۔ موئی بن نصیر نے جب شہر کے شمالی حصے میں ایک کومتانی سلسلے پر اپنا پڑاؤ کیا تو اس کا ایک مجبر اس کے پاس آیا اس وقت طارق بن زیاد اور طریف بن مالک بھی اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور وہ مجبر موئی بن نصیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے امیر! مشکل سے ہمیں بدل کر اربونہ شہر سے نکلا ہوں۔ فرانسیسیوں نے اس شہر کا پوری طرح حاصروہ کر رکھا ہے اور اگر دو ایک روز تک حاصروہ کو نہ توڑا گیا تو شہر کے اندر ہمارا جو لشکر ہے اس کے پاس خوراک کا ذخیرہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ لہذا وہ فرانسیسیوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو شہر کے اندر جس قدر ہمارے لشکر محصور ہیں یہ فرانسیسی ان سب کا قتل عام کر کے رکھ دیں گے۔ موئی بن نصیر نے اس خبر کا شکر یہ ادا کیا اور اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ جب وہ خبر چلا گیا۔ تب موئی بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے دونو عزیز! میرے رفیقو تم دیکھتے ہو کہ اربونہ شہر کے چاروں طرف دور تک فرانسیسی لشکر پھیلا ہوا ہے۔ یہ فرانس کا حکمران ہمیں ہمارے مقابلے میں ایک ایسا لشکر لے کر آیا ہے جو ہم سے بہتر مسلح ہونے کے علاوہ ہمارے مجموعی لشکر سے بھی کئی گنا بڑا ہے۔ اب ہمارا اس صورت حال میں ہمیں سب سے پہلا قدم کیا اٹھانا چاہیے۔ موئی بن نصیر کے اس استفسار پر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکائے کچھ سوچتے رہے۔ پھر طارق بن زیاد نے بڑے غور سے موئی بن نصیر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

اے امیر اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ ہم تینوں میں سے کسی ایک کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ رسد اور خوراک کا یہ سامان لے کر اربونہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ شہر کے اندر جو ہمارا لشکر محصور ہے اسے بروقت خوراک اور رسد کا سامان مل سکے اور وہ ان فرانسیسیوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور نہ ہو جائے ہم تینوں میں سے جو بھی اربونہ شہر میں داخل ہو وہ وہیں رہ کر دشمن کا مقابلہ کرتا رہے اور اسے فیصل پر پہنچنے نہ دے اور ہم میں سے جو دشہر سے باہر رہیں وہ لگاتار مختلف انداز میں کبھی دن اور کبھی رات کے وقت شب خون کی صورت میں ان فرانسیسیوں پر حملہ آور ہوتے رہیں

اور مجھے امید ہے کہ ہم اگر لگاتار شہر کی طرف سے اور باہر سے دشمن پر دو طرفہ حملے کرتے رہے تو اس طرح ہم ان فرانسیسیوں کو نہ صرف یہ کہ ہم شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں بلکہ انہیں اربونہ سے بھاگ جانے پر بھی مجبور کر سکتے ہیں۔ طارق بن زیاد کا یہ جواب سن کر موئی بن نصیر اور طریف بن مالک دونوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر قتل اس کے کہ موئی بن نصیر کچھ کھتا طریف بن مالک نے بولتے ہوئے کہا اے امیر میں اپنے بھائی اپنے رفیق ابن زیاد کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ طریف بن مالک کی یہ گفتگو سن کر موئی بن نصیر کے چہرے پر مسکراہٹ اور مسکری ہو گئی تھی۔ پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا شروع کیا۔

سنو میرے دونو عزیز! میں تمہاری تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ اب ہمارا لائحہ عمل یہ ہو گا کہ تھوڑی دیر تک ہم فرانسیسی لشکر پر حملہ آور ہوں گے اور قتل کی ابتدا ہم شہر کے شرقی دروازے سے کریں گے۔ میں اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ درمیان رہوں گا میرے دائیں اور بائیں تم دونوں اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہو گے۔ یہ حملہ ہم تینوں مل کر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ کریں گے میں اپنے ساتھ اربونہ میں محصور اپنے لشکر کے لئے رسد اور خوراک کا ذخیرہ بھی لے لوں گا۔ میری کوشش یہ ہو گی کہ درمیانی حصے میں حملہ آور ہوتے ہوئے دشمن کے لشکر کے کچھ ڈنچ آگے بڑھوں اور تم دونوں کی کوشش یہ ہو گی۔ دائیں بائیں سے پوری قوت کے ساتھ حملہ آور ہو اور دشمن کو مجھ پر حملہ آور ہونے کے کم سے کم مواقع فراہم کرو اور اسے مجھ سے دور رکھنے کی کوشش کرو اس طرح میں دشمن کے اندر آگے بڑھتے ہوئے شہر کے غربی دروازے پر نمودار ہوں گا اس سے پہلے میں اپنے مجبوروں کے ذریعے شہر میں اپنے محصور لشکر کو مطلع کر دوں گا کہ میں ان کے لئے رسد اور خوراک کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا۔ جب وہ مجھے شہر کے دروازے پر دیکھیں گے تو شہر کا دروازہ کھول دیں گے اس طرح میں اپنے لشکر کے ساتھ خوراک کا سامان لے کر شہر میں داخل ہوں گا اور شہر کے دروازے بند کرنے کے بعد میں شہر کے اندر محصور رہ کر دشمن کا مقابلہ کروں گا۔ جب کہ تم دونوں باہر سے دشمن پر مختلف سمتوں سے حملہ آور ہوتے رہنا اس طرح ہم مل کر

فرائیسیوں کو شکست دینے اور بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔ اس جنگ کے بعد تینوں مل کر فرائیسیوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔

اپنے لشکر کو مناسب طور پر ترتیب دینے اور اربونہ شہر میں محصور اپنے لشکر کے لئے سامان رسد تیار کرنے کے بعد موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ سنو میرے رازدار! میں اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ سامان رسد لے کر اربونہ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا اور اس داخلے میں تم دونوں میری مدد کرو گے۔ جب میں شہر میں داخل ہو جاؤں گا تو اس کے بعد ہمارا لائحہ عمل یہ ہوگا کہ شہر کا محاصرہ کرنے والے فرائیسی لشکر پر تم شہر سے باہر دونوں مختلف سمتوں سے یا اگر تم چاہو تو اکٹھے ہی حملہ آور ہونے کی کوشش کرنا۔ جس سمت سے بھی تم حملہ آور ہو گے ظاہر ہے کہ فرائیسی شہر کی طرف پشت کر کے تمہارے ساتھ جوابی جنگ کرنے کی کوشش کریں گے ایسی صورت میں فیصل کے اوپر سے میں ان پر ایسی تیر اندازی کراؤں گا کہ انہیں بوکھلا کر رکھ دوں گا۔ اس طرح اگر ہم نے لگاتار فرائیسیوں کو ان دو طرفہ حملوں میں مصروف رکھا تو وہ زیادہ دن ہمارے سامنے ٹھہرنہ سکیں گے اور یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

موسیٰ بن نصیر کی اس جنگجوئی کے جواب میں طارق بن زیاد کہنے لگا! اے امیر آپ بے فکر رہیں۔ اربونہ شہر سے باہر مجھے امید ہے فرائیسی ہمارے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکیں گے۔ میں اور طریف بن مالک فرائیسی لشکر پر مختلف سمتوں سے حملہ آور ہوا کریں گے۔ شمال کی طرف میں خود اور جنوب کی طرف سے طریف بن مالک حملہ آور ہو گا جب کہ آپ بھی اربونہ شہر میں داخل ہونے کے بعد شہر کے اندر جو ہمارا لشکر محصور ہے اس کو اپنے ساتھ ملا کر پورے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیجئے گا ایک حصے کو شہر چٹان کے جنوبی حصے پر اور دوسرے کو شمالی حصے پر تیر اندازی کے لئے بٹھا دیجئے گا اور جوں ہی دشمن پشت کر ہم دونوں پر حملہ آور ہو گا تو آپ ان کی پشت کی طرف سے تیر اندازی شروع کرا دیجئے گا۔ اس طرح فرائیسی دونوں میں نہیں بلکہ سمتوں میں بوکھلا کر رہ جائیں گے اور وہ اس شہر کا محاصرہ اٹھا لینے اور یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے جواب میں موسیٰ بن نصیر کہنے لگا! اے ابن زیاد میں تمہاری اس تجویز

سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ اب جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے میں اپنے لشکر کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ طریف بن مالک اور طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصیر کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر موسیٰ بن نصیر کو پہلے اس ایک بلند جہان پر کھڑا ہو گیا اور نیچے وادی میں اپنے پیچھے ہوئے لشکر کو بلند آواز میں اس لئے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میری امت کے جوانو! یہ اربونہ شہر کے چاروں طرف فرائیسی ملیں اٹھائے زلت کے دیوتا اور موت کے عزیت بنے تمہارے ہاتھ کھڑے ہیں ان کی صلیب کے پھیلے ہانڈوں کو لو لو کر کے رکھ دینا صبح کے سورج اور شل نام تیر خونی طرح کچھ ایسے انداز میں حملہ آور ہونا کہ ان کی بے کلی جنگجو پر صداقت اور شرافت ان کے حق کے گیتوں پر دیانت اور امانت کے غلاف چڑھا کر رکھ دینا۔

سنو میرے بے لوث چنپو! اپنے لو کا مدد دینے ہوئے ملت کی حقوق کی آگہی رکھتے ہوئے نور کے پتے سنتے لوٹاتے ہوئے رعوں کے ایوان بچاتے آدمیت کی اوج کھڑی کرتے اور انسانیت کی لامسکی بلندیوں کو استوار کرتے ہوئے اربونہ شہر سے باہر پھیلے ہوئے فرائیسیوں کی تدبیر کے فولاد کو ایک سراب اور ایک بیکار تھنا میں بدل کر رکھ دینا۔ ان کے سرود آتش کے موت کے انگلیوں میں جھکوتے ہوئے اپنی حق اپنی خوشحالی کے گیت گاتے چلے جانا! سنو میرے ساتھیو نئی مفلوں کے بچ و بچ نظاروں کے درمیان کچھ اس طرح آگے بڑھنا جیسے بے روک آندھیاں اور نہ تھمتے والے طوفان جنگ کے اندر ہر چیز کو چیرتے ہوئے آگے نکل جاتے ہیں۔ بس میں تم سے یہی کہنا چاہتا تھا اب تمہاری دیر بعد دشمن پر حملہ کی ابتداء کی جائے گی اور مجھے امید ہے ہم ان فرائیسیوں کو بہت جلد اربونہ شہر سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔

اس کے بعد فرائیسیوں پر حملے کی ابتداء کی گئی تھی۔ سب سے پہلے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ اربونہ شہر کے مغربی دروازے کی طرف عین سیدھ میں کود پڑے لیتے طوفان دوزخ کی لپٹوں کو قرض کرتی فضا اور چٹائی کے قاصد کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے اس خوفناک حملے نے ہر چیز کو ششدر ویران و حیران کر دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ہر شے سانس روکے کو تھمسا ہو گئی ہو۔ موسیٰ

بن مالک اپنے لشکروں کے ساتھ اپنی جانوں پر کھیلے ہوئے دشمن کو موسیٰ بن نصیر سے دور جٹانے چلے جا رہے تھے جب کہ خود موسیٰ بن نصیر اپنے سامنے آنے والے فرانسیسیوں کو روندنا ہوا ہوی تیزی سے اربونہ شر کے مغربی دروازے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ دوسری طرف شر کے اوپر پھیلے ہوئے مسلمان محافظوں نے بھی دیکھ لیا تھا کہ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک فرانسیسیوں کو پیچھے جٹاتے جا رہے ہیں جب کہ موسیٰ بن نصیر رسد کا سامان لے کر شر کے دروازے کی طرف بڑھ رہا ہے اور جول ہی مار دھاڑا کرتے ہوئے موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ سامان رسد لے کر شر کے مغربی دروازے پر پہنچا۔ شر کے محافظوں نے دروازہ کھول دیا اس طرح موسیٰ بن نصیر اپنے لشکر کو لے کر رسد کے سامان کے ساتھ بمقاومت اربونہ شرمیں داخل ہو گیا تھا جب کہ طارق بن زیاد اور طرف بن مالک لڑتے لڑتے اور پیچھے ہٹتے ہوئے پھر اس کو ہستانی سطلے کی چوٹی پر چلے گئے تھے جہاں انہوں نے اپنا پڑاؤ لگا رکھا تھا۔

اس مختصر سی جنگ میں فرانسیسیوں کا کافی نقصان ہو گیا تھا اور ان کے ہزاروں لشکری جنگ میں کام آئے تھے۔ چاروں طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری دکھائی دیتی تھیں۔ دوسری طرف شرمیں داخل ہونے کے بعد موسیٰ بن نصیر بڑی برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ شروالوں کو رسد کا سامان مہیا کرنے کے بعد اس نے شر کے اندر جو پہلے سے لشکر محصور تھا اسے اپنے ساتھ ملا کر اس نے سارے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور انہیں ضروری ہدایات جاری کرنے کے بعد ایک حصے کو فسیل کے شمالی حصے پر اور ایک کو جنوبی حصے پر مقرر کر دیا تھا اور ان کے پاس تھیلوں کے اس نے ڈھیر لگا کر رکھ دیئے تھے۔ دوسری طرف طارق بن زیاد اور طرف بن مالک بھی کو ہستانی سطلے میں کھڑے ہو کر موسیٰ بن نصیر کی ان تیاریوں کو دیکھ چکے تھے! لہذا وہ اپنے پڑاؤ سے نکلے۔ طارق بن زیاد اپنے لشکر کے ساتھ شر کے شمالی حصے کی طرف اور طرف بن مالک جنوبی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔

فرانسیسی لشکر کے اندر ابھی تک افزائش ترقی ہوئی تھی اور وہ خوفزدہ سے ہو کر میدان کے اندر پھیلی ہوئی اپنی لاشوں کو سنہال رہے تھے۔ عین اس وقت چنگاڑے طوفانوں کی طرح طارق بن زیاد نے شمال کی طرف سے اور طرف بن

بن نصیر بڑی بے خوفی اور بڑی ہیکائی کے ساتھ گھور ویران اندھیرے میں چمکنے والے جنگوں کی طرح اپنے لشکروں کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا۔ اپنے سامنے آنے والے فرانسیسیوں کی حالت اس نے سہکتا لبوں، لکجی راہوں اور پریشان نغوں جیسی کئی شروع کر دی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے موسیٰ بن نصیر اور اس کے تحت کام کرنے والے لشکری شب کو تیرگی بخشنے والے اور دن کو تاریکی کرنے والے جیڑوں کے ساتھ وقت کے شعور کو مرہب کر دینے کا عزم کر چکے ہوں۔

موسیٰ بن نصیر کے حملہ آور ہونے کے بعد اس کے دائیں طرف سے طارق بن زیاد فرانسیسیوں کے چٹانوں پر عکس ڈالیں، پھیلنے فروداں اور درختوں جیڑوں، صدا آتوں، سطوتوں، شاعروں کے مادرائی سحر زندگی کی آخری شب اور نئی شمشیر برہد کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ دشمن کے دلوں کی دھڑکنوں پر اس نے لبو کی چمکتی سرفی اور ان مٹ نقوش رقم کرنے شروع کر دیئے تھے۔ تاریخ کا قرض چمکتے ہوئے طارق بن زیاد دشمن کے اندر غیبت انسان پر شرمیں لگاتے ہوئے صدیوں کا حساب چمکتے لگا تھا۔ وہ اپنے سامنے فرانسیسیوں کے جسوں کے پیچھے ہٹنے اڑاتے ہوئے صف در صف اور قطار در قطار دشمن کے پرچوں اور ملیوں کو خون آلود کرنے لگا تھا۔

تیسری طرف طرف بن مالک، موسیٰ بن نصیر کے بائیں طرف رہ کر تیزی سے پھیلنے غبر پہن منکس ہوتی سرخ کرٹوں، قیامت کی رات، اندھیرے کی بکلی سے اٹھنے والے قبر بھرے جیڑوں، وقت کے ماتھے پر چمکتا لبو کے بادلوں کی طرح اپنے سامنے آنے والے فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑا تھا اور انہیں ان کی جرات اور دلیری سے عاری اور صلیب و علم سے خالی کرنے لگا تھا۔ طرف بن مالک کے ان تیز اور خون آلود حملوں سے فرانسیسیوں کی حالت بڑی تیزی سے ریوڑ سے چمکنے والے سینکے، تلخ چھیتوں کے گہرے زخموں، لہ میں اترتی شب کی عفریت جیسی ہوتا شروع ہو گئی تھی۔ وہ بڑی برق رفتاری سے سمندر کے حلاطم، خون کے المیے جوار اور جنگ کے عتاب کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے فرانسیسیوں پر لٹے ہوئے گھڑی اداسی طاری کرنے لگا تھا۔

فرانسیسیوں نے چاروں طرف سے المکر اپنی پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کے اس حملے کو ناکام بنادیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ طارق بن زیاد اور طرف

مالک نے جنوب کی طرف سے فرانسیسیوں پر حملہ کر دیا تھا اور یہ حملے ایسے خوفناک تھے کہ انہوں نے اپنے سامنے فرانسیسیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگانے شروع کر دیے تھے پھر زور دار حملے کرنے کے بعد طارق بن زیاد اور طریف بن مالک نے لڑتے جوتے سوہی سمجھی تدبیر کے تحت پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تھا۔ اس موقع پر فرانسیسیوں نے چاروں طرف سے سمت کر شمال اور جنوب میں طارق بن زیاد اور طریف بن مالک پر حملہ کر دیا تھا۔ مین اسی وقت فضیل کے اوپر سے طوقاں اور آنسوؤں کی طرح موئی بن نصیر حرکت میں آیا اور اس کے حکم پر اس کے لشکریوں نے فرانسیسیوں پر ایسی زور دار اور تیز تیر اندازی کی کہ ہزاروں فرانسیسی چلتی ہو کر موت کے گھاٹ اتر گئے اور شر کے باہر چاروں طرف ان کی لاشیں عی لاشیں دکھائی دینے لگی تھیں۔

اپنے لشکر کی یہ حالت دیکھتے ہوئے فرانس کے حکمران مین نے اپنے لشکر کو شر کے چاروں طرف سے سمت کر شر کے شرقی حصے میں جمع کر لیا تھا۔ شاید وہ خیال کرتا تھا کہ شر کے شرقی حصے میں پڑاؤ کر کے وہ اپنے لشکر کو محفوظ کر لے گا لیکن اس موقع پر موئی بن نصیر کچھ اور فیصلہ کر چکا تھا وہ شر کا غری دروازہ کھول کر اپنے پورے لشکر کے ساتھ باہر نکلا۔ جنوب کی طرف سے طریف بن مالک اور شمال کی طرف سے طارق بن زیاد کو بھی اب موئی بن نصیر اپنے لشکر کے ساتھ فرانس سے سیدھا مغرب کو بڑھ گیا۔ خلیج بیکے میں شر تھا۔ فرما۔ پہیلی ہوئی تھی اور وہ سرزمین بشکنس سے ہوتا ہوا استوراس جا پہنچا پھر صوبہ بلیتہ میں داخل ہوا اس صوبہ میں ایک شر کو لشکر کا صدر مقام بنا کر وہاں سے مختلف سمتوں کو دیتے روانہ کئے ان سمتوں نے خلیج بیکے کے کنارے عرقہ بالائی کے پنازی مقام اور اس کے جنوبی گوشے پر پر نکال کے مشہور شر۔۔۔ اور دیگر سمت سے شہروں اور قصبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس مہم کے دوران موئی بن نصیر کا لشکر جہاں جہاں بھی پہنچا ہسپانیہ کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔ جن شہروں کو لوگوں نے خود غالی کر دیا وہاں عرب اور بربر آباد کر دیے۔ بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ اکثر شہروں کے باشندوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ اس طرح اندلس کے شمال مغربی علاقے کا ایک بڑا حصہ زیر تسلط آ گیا اور وہاں مسلمانوں کے اثرات قائم ہو گئے تھے۔



ابھی یہ مہم یہ اور موئی بن نصیر۔ خلیفہ ولید کا دوسرا قاصد ابو نصر ہسپانیہ آ پہنچا اسے موئی بن نصیر سے ملنے کے لئے لکھ شہر پہنچنا پڑا۔ اتفاق سے موئی اس وقت ایک غجر پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ ابو نصر نے آگے بڑھ کر غجر کی لگام پکڑ لی اور خلیفہ کا قربان موئی بن نصیر کو پیش کیا جس میں فوراً دمشق پہنچنے کے احکامات درج تھے اب تاخیر کرنا نامکن تھا لہذا موئی نے واپسی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایک کومستانی درے میں موئی بن نصیر نے اپنے لشکر کو جمع کیا پھر طارق بن زیاد اور طریف بن مالک کو اس نے اپنے پاس طلب کیا جب یہ دونوں سردار موئی بن نصیر کے سامنے آئے تو موئی بن نصیر نے پہلے ان دونوں کو خلیفہ ولید کا خط پڑھنے کے لئے دیا۔ جب وہ دونوں خط پڑھ چکے تب موئی نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا! سو میرے دونوں راز دانو! خلیفہ نے مجھے اور طارق بن زیاد دونوں کو دمشق طلب کر لیا ہے اور مجھے اس نے یہ بھی اجازت دی ہے کہ میں اپنی طرف سے اتھن پر کسی کو حاکم مقرر کر دوں اور حاکم کی اس تقرری میں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے طریف بن مالک کا نام سرفہرست پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ میں طریف بن مالک کو ہسپانیہ کا حاکم مقرر کروں۔ لہذا اے طریف بن مالک! اب ہم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے لوئیڈو شر کی طرف جائیں گے۔ وہاں ہماری ہسپانیہ کے اندر حاکیت کا اعلان کرنے کے بعد میں اور طارق دمشق کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ موئی بن نصیر کی یہ گفتگو سن کر طریف بن مالک تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

اے امیر میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کا خط پڑھ چکا ہوں۔ میں ان کامنوں اور شکر گزار ہوں کہ مجھے انہوں نے اس قابل سمجھا کہ مجھے ہسپانیہ کا حاکم بنانے کی تجویز انہوں نے پیش کی پر اے امیر اس خط میں میرے لئے حکم نہیں ہے کہ مجھے ہی ہسپانیہ کا حکمران بنایا جائے بلکہ یہ معاملہ زیادہ تر آپ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ لہذا اے امیر میں اس پیش کش کو قبول نہیں کرتا۔ میں ہسپانیہ کا امیر اور حکمران نہیں بننا چاہتا میری طرف سے آپ کو اجازت ہے جسے آپ چاہیں ان علاقوں کا امیر مقرر کر دیں۔ یہاں سے واپسی کے بعد میں چند یوم تک لوئیڈو شر میں قیام کروں گا۔ اس کے بعد میں قانس شر کی طرف جاؤں گا۔ وہاں

انتظام کرنے لگے تھے۔ اشیلہ سمندر کے قریبی شہروں میں سب سے زیادہ مستحکم تھا۔ یہاں سے افریقہ تک رسد و رساں کے ذرائع بھی آسان تھے چنانچہ اس شہر کو مسلمانوں نے ہسپانیہ کا دارالسلطنت قرار دیا۔ موسیٰ کا پڑا لڑکا عبدالعزیز پہلے سے اشیلہ کے حکمران کے طور پر کام کر رہا تھا۔ طارق بن زیاد چونکہ موسیٰ کے ساتھ خلیفہ کے حکم کے تحت دمشق روانہ ہونے والا تھا اور طریف بن مالک نے ہسپانیہ کا حکمران بننے سے انکار کر دیا تھا۔ لہذا موسیٰ بن ہشیر اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ہسپانیہ کا حاکم مقرر کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

○

موسیٰ بن ہشیر اور طارق بن زیاد دونوں پہ سلاور دمشق جانے کے لئے ہسپانیہ سے روانہ ہوئے۔ طارق اندلس میں تین سال چار مہینے رہا اور موسیٰ اس سرزمین میں اس سے ایک سال کم قیام کر چکا تھا۔ طارق اور موسیٰ نے اندلس کا وسیع علاقہ فتح کیا تھا۔ اس علاقے کے امیر بھی افریقہ سے نام زد ہو کر آتے رہے بھی واداعلاخافہ دمشق سے بھی ضرورت کے لحاظ سے ہمیں سے منتخب کر کے تقدیر کی اجازت افریقہ یا دمشق سے منگوائی جاتی تھی۔ موسیٰ اور طارق کے بعد جالیس یا لیس برس تک یہی طریقہ کار رہا۔ اس سلسلے میں ملک کی ترقی کے لئے حکمرانوں نے کوشش کی۔ لوگوں میں اتحاد بھی پیدا کیا۔ زراعت اور تجارت کے لئے قائمہ بعض اصول بنائے تعمیرات ہوئی اور کارخانے بھی قائم کئے صنعت و حرفت میں ترقی آگئی ترقی ہوئی لوگوں کا معیار زندگی بلند تر ہو گیا۔ فتوحات کا سلسلہ بھی ٹھیک ٹھاک ہو گیا تھا۔

○

ہسپانیہ سے افریقہ پہنچے ہوئے موسیٰ نے بیت کے حکمران کاؤنٹ جولین کو صوبہ بیت اور اس کے تحت علاقے کا حکمران مقرر رکھا وہ صیالی ڈھب پر ہی قائم رہا۔ اسے مسلمانوں کی مدد سے اپنے جذبہ انتقام کو پورا کرنے کا موقع بھی مل گیا تھا۔ اس پر وہ غصے دل کے ساتھ زندگی بھر بیت کا حکمران رہا۔ بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد نسل و نسل اس صوبہ کی حکمران رہی۔ اس کی اولاد صیالی ہی رہی البتہ اسلامی معاشرت ان کے ہاں ایک فیض بن چکا تھا۔ اسلام کے سادہ اصول بہر حال ہر انسان کو متاثر کر رہے تھے اس کے تحت اس کے پوتوں

میں اقلیتا سے شادی کرنے کے بعد افریقہ کا رخ کروں گا اور اپنی باقی ماندہ زندگی میں ایک عام شہری کی حیثیت سے اپنی پوری اقلیتا کے ساتھ طہر شہر میں گزار دوں گا۔ طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن ہشیر تھوڑی دیر تک بڑے غور و اٹھاؤ سے طریف بن مالک کی طرف دیکھ رہا پھر وہ پوچھنے لگا۔

اے ابن مالک کیا تم اپنی تنگدستی میں سنجیدہ ہو اور کیا تمہارا یہ جواب آخری اور حتمی ہے اس پر طریف بن مالک نے پوری سنجیدگی میں موسیٰ بن ہشیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے امیر آپ جانتے ہیں میں نے کبھی بھی غیر سنجیدہ تنگدستی میں کی۔ میں ہسپانیہ کا حکمران بننے سے دست بردار ہونا ہوں۔ میری طرف سے جیسے چاہوں حاکم مقرر کروں مجھے کوئی اعتراض اور شکوہ نہ ہو گا۔ طریف بن مالک کا یہ جواب سن کر موسیٰ بن ہشیر تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے لشکر کو اس کو ہستانی درے سے کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

موسیٰ کی حسرت دل میں ہی رہ گئی کہ اس موقع پر سارا اندلس بڑی آسانی سے فتح ہو سکتا تھا کیونکہ موسیٰ طارق اور طریف نے ایسی دہشت پھیلا دی تھی کہ ہسپانیہ کے لوگوں میں جنگ کا حوصلہ نہ رہا تھا۔ دوسرے یہ کہ ہسپانوی عوام مسلمانوں کی نرم پالیسی کی وجہ سے حسن ظن سے کام لیتے تھے لیکن خلیفہ کا حکم سخت تھا اسے سب کچھ چھوڑ کر جانا پڑا۔ موسیٰ کے ہسپانیہ سے رخصت ہوتے وقت بلکے کے علاقے اور دور افتادہ پنازی علاقوں کے سوا باقی تمام ہسپانیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کو دمشق میں بیٹھے ہوئے وہ احساس اور موقع کی ضرورتوں کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا جو یہاں کے حکام کو تھا۔ ان حکام کی بددستی ہوئی طاقت سے اسے یہ بھی اندازہ ہوتا ہو گا کہ یہ زیادہ دیر تک دارالافتادہ سے باہر رہ کر خود مختاری خیال کرتے لگیں۔ اگر اس وقت جلد بازی نہ کی جاتی تو سارا اسپین مسلمانوں کے ہاتھ آ جاتا اور تاریخ کے اوراق اور طرح کے ہوتے اور یورپ کی سلطنتوں کا نقشہ آج بھی مختلف ہوتا۔

بہر حال خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے موسیٰ بن ہشیر اسپین کے شمال مغربی علاقوں سے مرکزی شریفیڈو میں واپس آیا یہاں اس نے مال قیمت کا انبار کھنکایا۔ پھر یہاں سے سب لوگ اشیلہ پہنچے اور واپسی کے

اور طارق راست بحر لوگوں میں انعام تقسیم کرتے جاتے بہت سے عرب اور بربر شرفداران کے ساتھ جا رہے تھے۔ بحیرہ روم مغرب اقصیٰ اور اندلس کے مختلف خود مختار حکمران جو امیر کے گئے تھے وہ بھی شریک سفر تھے۔

جب یہ قافلہ قاہرہ پہنچا تو قسطنطینیوں کے بھوم سے راست بند ہو گیا۔ بہر حال موسیٰ اور طارق سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور خداوند کے حضور شکر ادا کر کے لنگر ادا کئے۔ پھر دوسرے مصر کو تحائف کی تقسیم کی۔ مصر سے یہ قافلہ فلسطین میں داخل ہوا اور یہاں سے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ موسیٰ ابھی شام کی سرحدوں پر ہی پہنچا تھا کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے بھائی سلیمان بن عبدالملک کا ایک تیز رو قاصد اس کے پاس یہ پیغام لے کر پہنچا کہ اس کا بھائی اور خلیفہ وقت ولید ہزمرگ پر ہے۔ لہذا تم دمشق میں پہنچنے کے لئے اہل بیت نہ بلکہ بہت رفتاری سے دمشق کی طرف پیش قدمی کرو۔ سلیمان نے یہ پیغام موسیٰ بن نصیر اور طارق کو اس لئے پہنچایا تھا کہ خلیفہ ولید کے بعد سلیمان تخت پر بیٹھنے والا تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ جو مال و دولت اور جاہرات اندلس سے پہنچنے والے ہیں۔ وہ اس کے بھائی ولید کی موت کے بعد اور اس کے خلیفہ ہونے کے وقت دمشق میں اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اس لئے اس نے موسیٰ کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس کی تخت نشینی کا انتظار کرے۔

دوسری طرف خلیفہ ولید کی طرف سے بھی ایک قاصد موسیٰ بن نصیر اور طارق کے پاس پہنچا اور یہ قاصد خلیفہ ولید کا یہ پیغام لے کر پہنچا کہ وہ اپنی رفتار تیز کر دیں اور جلد از جلد دمشق پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ خلیفہ ولید مرے سے پہلے ان دونوں کو دیکھ سکے۔ ابھی دواشر اور عجیب صورتحال میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد نے آہنی میں مشورہ کیا پھر دونوں نے یہ طے پایا کہ ہمیں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم کا انتہاء کرنا چاہیے اور سلیمان کی ہدایت نظر انداز کر کے ہونے تیزی سے دمشق کا رخ کرنا چاہیے تاکہ وہ خلیفہ ولید کی زندگی ہی میں دمشق پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آخر کار وہ دونوں بڑی تیزی سے دمشق کی طرف روانہ ہو گئے۔ چونکہ وہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کی زندگی ہی میں فردری سات سو پندرہ ہجری کو اپنے کاروان کے ساتھ دمشق شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

اور پڑپوتوں سے یہ خاندان اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ چوتھی صدی ہجری میں اس کی نسل کے ایک خاندان کا ایک فرد بلند علمی شہرت کو پہنچا۔ اسے مایہ ناز بزرگ کا نام ابو سلیمان ایوب تھا۔

اسلامی اصولوں کے مطابق ایک حصہ مال قیمت لڑنے والے سپاہیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ دولت اتنی تھی کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی تھی۔ عام سپاہی کو کھانا کے قیمتی شروف اور زیورات اتنے ہاتھ لگے کہ ان اشیاء کو وہ یہودیوں کے ہاتھ سے دامن بچ کر بھی بالا مال ہو گئے۔ یہ مسلمان سپاہی اب اندلس میں ہی سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ یہودیوں کو بھی اتنا مال وار بنا دیا کہ وہ تمام یورپ کی اقتصادیات پر چھا گئے مال قیمت کا جو حصہ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد اپنے ساتھ لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوئے تھے اس کی تفصیل بتانا دشوار ہے۔ میں ہزار لوزی قلام تھے۔ میں گاڑیوں پر سو باجواہرات اور قربان گاہوں کے زیورات مانکہ سلیمان تخت سلیمان بھی اور قیمتی جواہرات کی نہیں۔ چمکوں پر لدی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ قطار و قطار اونٹوں پر چھینا ہوا قیمتی اسلحہ جواہرات اور دیگر قیمتی سامان تھا۔ اس کے علاوہ اس مال قیمت میں طلائی اور قیمتی جواہرات کے تاج بھی شامل تھے۔

افریقہ پہنچنے کے بعد موسیٰ نے احکام جاری کر دیئے تھے کہ جلوس تیزی کے ساتھ چلا رہے اور جہاں جہاں سے یہ کاروان گزرے اس علاقے کے لوگ پیچھل کر اپنی جلوس کی رونق کو دہلا کر کھانے کے لئے کچھ دودھ تک ساتھ چلیں۔ یہ مال قیمت اندلس کے جہازوں پر لاد کر طبع لایا گیا تھا۔ یہ کاروان ذوالحجہ کی آخری تاریخوں میں قیوان آگیا۔ موسیٰ اپنے قصر الماس میں پہنچا اور یہاں جشن فتح منصف کیا۔ افریقہ کے دوسرا امراء اور ممتاز عہدے داروں نے موسیٰ کی خدمت میں حاضری دی۔ موسیٰ کا لڑکا مروان مغرب اقصیٰ کا گورنر تھا اور وہ بھی وہاں سے چل کر قیوان پہنچا۔ موسیٰ نے حاضرین سے مجلس میں قیمت کے اہمار اور تحائف بھی تقسیم کئے۔

قیوان شہر سے مال قیمت ایک سو چودہ اونٹوں اور ایک سو تیس چمکوں میں لاد گیا۔ اس کے بعد دمشق کی طرف روانگی شروع ہوئی تھی۔ موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد جہاں جہاں سے گزرتے لوگ خوشی کے نعرے لگاتے موسیٰ

خلیفہ ولید بن عبدالملک نے دونوں جرنیلوں کا پر تپاک خیر مقدم کیا اور ان کی کارگزاری کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور امتحانی مشق نہ انداز میں وہ دونوں سے بغل گیر ہو کر ملاقات پھر اندلس کی اس بے ہما دولت کو جو وہ اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ دمشق کی جامع مسجد میں نماز کے لئے پیش کیا موئی نے تین شاہی خاندان کے افراد کو شاہی لباس پہنا کر تاج سروں پر رکھے برابر قبائل کے امراء البیہرا کے حکمرانوں کے لڑکوں اور دوسرے ممتاز یورپی امراء کو ان کے خانہ دانی بلوغت جن میں جہاہرات، موئی، یاقوت لکھے ہوئے تھے پہنا کر ایک طرف کھڑا کر دیا۔ یہ لوگ سروں کو جھکائے کھڑے تھے۔ زر نگار فرش جوش جو بال قیمت میں لے وہ بھی وہاں سجائے گئے۔ خلیفہ باوجود علالت کے حج مسرت میں جامع مسجد تک حریف لائے اور یہ سارا سامان دیکھنے کے بعد انہوں نے موئی بن فہر اور طارق بن زیاد سے بغل گیر ہو کر انہیں شاباش اور مبارک باد دی۔

وہ جمعہ کا روز تھا جس دن اس سامان کی نمائش کی گئی۔ پھر اس سامان کی نمائش کے بعد خلیفہ ولید نے ممبر پر بیٹھ کر خطبہ شروع کیا پورے جوش و مسرت میں اتنی طویل تقریر کی کہ نماز کا وقت تک تکب ہوئے لگ۔ نماز کے بعد خلیفہ ولید نے موئی اور طارق کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا۔ اپنے بلوغت میں سے ان دونوں کو ضمن ضمن غلت عطا کئے پچاس ہزار دینار، سرخ انعام بھی عطا کئے۔ ان کے لڑکوں کے دلچسپ مقرر کئے۔ چانپنا سے لائے جانے والے شاہی خاندان کے تہذیبی کے ساتھ بھی خلیفہ ولید نے کمال مسرت کی انہیں اعلیٰ قدر مراتب رتبے اور ان میں انعام تقسیم کئے۔ زر نگار فرش اور لکھنؤ سلیمانی سے جہاہرات کو اکھاڑ اکھٹے کئے۔ خلیفہ ولید نے ان جہاہرات کا پورا حصہ بیت اللہ کے وقف کر دیا۔ پھر اپنی مرضی سے جیسے جیسے جس کو دل چاہا دے دیا۔ یہ مجلس موئی اور طارق کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی۔ موئی اور طارق کی اس قدر عزت افزائی ہوئی کہ ایسا نظارہ کبھی دیکھنے تک میں نہ آیا تھا۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کی موت کے بعد موئی بن فہر اور طارق بن زیاد دمشق میں ہی مقیم رہے۔ ہجری ۶۹ء میں موئی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا اور اسی سال حجاج کی سرزمین میں وہ ۷۸

سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ وہ سترہ اٹھارہ سال تک افریقہ کا والی رہا۔ دوسری طرف طارق بن زیاد کو خلیفہ دے کر شام میں رہنے کا حکم ملا تھا۔ اس کی بقیہ زندگی کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ اتنا معلوم ہوا کہ اس کی اولاد اندلس میں کئی صدیوں تک نہایت محترم اور محرم رہی لیکن جب الموحدین کی سلطنت میں خاندان بنگیاں ہوئیں اور ان پر کچھ پابندیاں عائد کی گئیں تو سب لوگ انہیں بھول بھر گئے اور وہ کم پائی کی وحد میں غرق ہو کر رہ گئے تھے۔

○

ماہی گیری کی بہتی میں ایک روز ایک جوان بھانگا ہوا فردیلہ کے مکان میں داخل ہوا۔ فردیلہ اس وقت اپنے صحن میں اپنی بیوی خوران اور بیٹی مشہورہ کے ساتھ تھ بیٹھگے تھے۔ وہ جوان بھانگا ہوا فردیلہ کے پاس گیا اور وہ اپنی خوشی کو ضبط کر کے وہ کھڑے لگا ائے فردیلہ میں اپنی بہن اقلیہا کے لئے ایک خوشخبری لے کر ہمارے پاس آیا ہوں۔ دیکھ میں ظہری نماز پڑھنے کے لئے جب مسجد میں گیا تو وہاں میں نے اسلامی لشکر کے نامور جرنیل طریف بن مالک کو دیکھا پہلے میں نے جانا کہ شاید میری آنکھیں دھوکہ کھا رہی ہیں یا میں نے اسے پہچاننے میں غلطی کی ہے لیکن جب دیکھیں بے اسے غور سے دیکھا تو وہ طریف بن مالک ہی تھا اور اس کا گھوڑا مسند سے باہر بندھا ہوا تھا لہذا میں اطلاع کرنے تمہاری طرف بھاگ آیا ہوں تاکہ تم اسے دیکھ کر اپنے گھوڑے سے خود اقلیہا پر گزرنے والے حالات سے آگاہ کرو اور اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر آؤ۔ اس لوجوان کی کھنگو کھڑے گئے اندر اقلیہا نے کچھ عین بی محنی اور وہ بلند آواز میں آوازیں دے کر فردیلہ کو پکارنے لگی تھی لیکن فردیلہ اس کی طرف نہیں گیا بلکہ وہ بھاگتا ہوا مکان سے باہر نکل گیا تھا۔

فردیلہ بھانگا ہوا جب بہتی کی مسجد کے پاس آیا تو اس نے دیکھا اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر طریف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اب گلیا کی طرف چارہا تھا۔ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے فردیلہ نے بلند آواز میں غلاب کر کے کہا۔ ٹھہرو طریف بن مالک کہ میری بات سنو۔ فردیلہ کی اس پکار پر طریف بن مالک نے مڑ کر دیکھا فردیلہ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اسے بھاگتا ہوا فردیلہ کے پاس آ کر اقلیہا کے گھوڑے سے اتار کر اس

نے اس سے پوچھا کہ فریڈ کیا بات ہے میں نے تمہاری بہتی کی اس مسجد میں
 ہی ظہر کی نماز ادا کی ہے میرا ارادہ تھا کہ پہلے میں اٹھتا ہوں لے گیا کی طرف
 جاؤں گا اور اس کے بعد تم سے ملنے کے لئے بہتی میں داخل ہوں گا! طرف بن
 مالک کی یہ گفتگو سن کر فریڈ بھارے کی گردن جھک گئی تھی اور اس کی آنکھوں
 سے آنسو بہہ نکلے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر طرف بن مالک تڑپ سا اٹھا
 اور پوچھنے لگا! اے فریڈ تم رمدیوں رہے ہو کیا تمہیں کسی کی طرف سے
 تکلیف اور دکھ پہنچا ہے کہ اگر تمہارا کوئی دشمن ہے اور اس کی طرف سے
 تمہیں کوئی اذیت ہے تو میں تمہارے اس دشمن کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔
 طرف بن مالک کی اس ہوردی پر فریڈ نے اپنے آنسو پونچھ لئے۔ تھکے آئیں
 انداز میں اس نے طرف بن مالک کی طرف دیکھا پھر اس نے وہ سارے حالات
 تفصیل کے ساتھ طرف بن مالک کو سنا دیئے تھے جن کے تحت اعلیٰ مالک
 کٹ گئی تھی اور ستیوس ایلا اور ایلا کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔

اس انکشاف پر طرف بن مالک کا خون کھول اٹھا تھا اور اس کی رگوں کے
 اندر اس کے جسم کا پورا لہو سٹپکے لگا تھا۔ اس کے چہرے پر سمندر کی بلند موجوں
 جیسا ہیماک بن اور آنکھوں کے اندر طوفانوں کی سنہاٹ جیسی ہولناکی رقص
 کرنے لگی تھی۔ اس کی غضب آلود نگاہوں میں حیرت و نیست کے کھیل اور
 چہرے کی ہتکوں میں ہیماک عداوتیں اور غضب کی خورخاریں جوش مارنے لگی
 تھیں۔ ایسے میں فریڈ نے پھر طرف بن مالک کو مخاطب کر کے کہا اے ابن
 مالک اعلیٰ بھاری ٹانگہ کھٹنے کے بعد شاید اب اپنے آپ کو تمہارے قاتل نہیں
 سمجھتی اس لئے اس نے مجھے کہہ کر دیا تھا کہ میں تمہیں حالات سے آگاہ نہ کروں
 لیکن میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ میں نے تمہیں پورے حالات سے آگاہ کر دیا
 ہے۔ اعلیٰ نے تجھے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ جب طرف بن مالک مجھ سے
 ملنے کے لئے ادھر آئیں تو میں کہہ دوں کہ ستیوس ایلا اور ایلا کے ساتھ
 اعلیٰ بھی ماری جا چکا ہے۔ وہ بیماری کئی ہوئی ٹانگہ کے ساتھ کسر نفسی کا شکار
 ہو گئی ہے۔ وہ اس وہم میں مبتلا ہو گئی ہے کہ شاید کئی ہوئی ٹانگہ کے ساتھ اس
 سے تمہاری محبت ختم ہو جائے اور تم اس کو اپنی زندگی کا ساتھی بنا پناہ نہ کرو۔
 فریڈ کی یہ گفتگو سن کر طرف بن مالک کا ہاتھ اپنی کھوار کے دستے پر چلا گیا تھا

پھر اس نے احتیاتی عضیلی آواز میں فریڈ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے فریڈ تمہارے خیال میں یہ کام کس کا ہو سکتا ہے اور تم اس معاملے
 میں کس پر شک و شبہ کا اظہار کر سکتے ہو۔ اس پر فریڈ کہنے لگا اے ابن مالک
 میرا ہی نہیں بلکہ اعلیٰ کا بھی خیال ہے کہ یہ کام کیسا کے پادریوں نے کیا ہے
 اس لئے کہ انہیں خبر ہو گئی تھی کہ ستیوس ایلا ایلا اور اعلیٰ نے اسلام قبول
 کر لیا ہے اس پر طرف بن مالک نے فرما "فریڈ کی بات کانٹے ہوئے کہا! اے
 فریڈ میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ اس کام میں پادریوں کے علاوہ کوئی اور ملوث
 نہیں ہو سکتا! لہذا تم بہتی میں اعلیٰ کی طرف جاؤ۔ میں ان پادریوں سے نفٹ کر
 تمہارے ہاں آتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی طرف بن مالک اپنے گھوڑے پر سوار
 ہوا اور اسے اڑا لگا کر اس نے کیسا کی طرف سمٹ دوڑا دیا تھا۔ فریڈ چارہ
 اسے آواز میں دے کر روکتا ہی رہ گیا تھا جب اس کی نگاہ پر طرف بن مالک یہ
 رکا تو فریڈ مڑ کر بڑی تیزی سے اپنی بہتی کی طرف ہٹا ہوا تھا۔

اپنے گھوڑے کو باہر پھرنے کے بعد طرف بن مالک کیسا کی عمارت میں
 داخل ہوا اور صحن میں ایک جگہ کھڑے ہو کر بلند آواز میں ان پادریوں کو مخاطب
 کر کے کہنے لگا سنو دن کے ظہری کو رات کے اوپٹو باہر نکلو میں ایک اہم
 معاملہ تم سب کے ساتھ طے کرنا چاہتا ہوں۔ طرف بن مالک کی یہ نگاہ سن کر
 سارے پادری بھاگتے ہوئے باہر آ گئے تھے۔ اسے دیکھتے ہوئے ایک پادری نے
 جو پہلے سے طرف بن مالک کو نہیں جانتا تھا اسے مخاطب کہتے ہوئے اس نے
 پوچھا تم کون ہو ہم سے کیا چاہتے ہو اور تم نے ہمیں مخاطب کرنے کا یہ بہتی
 آئیں لوہے کیوں آئے! کیا ہے اس پر طرف بن مالک نے سب سے پہلے اپنے بچہ
 اپنا آہنی خود درمست کیا۔ اپنی حال سنائی اپنی کھوار سے خاتم کرنے کے بعد
 اسے اپنے سامنے فضا میں لڑائے ہوئے کھڑا ستیوس ایلا کے پادریوں میں تمہارے
 لئے شروں کا ظلم جنگوں میں کوئی ہوئی آواز اور اونچے کوستانوں کا حصار
 ہوں تم نے قاتلانہ کے ہیرے کو اٹھا دیا ہے۔ میں اس بے کراں آسمان کی
 چنائیوں میں تمہیں تمہارے بیروں کی فکر سے آزاد کر دوں گا۔ تمہارے آپ
 سادہ کو زہر ناک کروں گا۔ تمہارے جسموں کو ریزہ ریزہ تمہاری جراثیمی کو
 شرر آلود کر کے رکھوں گا۔

ان تینوں قاتل پادریوں نے اپنے لباس کے اندر سے اپنی چمکتی ہوئی کھواریں نکالی تھیں۔ ان میں سے ایک نے طرف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم جیسے قاتل اور چاند نہیں ہو کہ کیسا کہ اس صحن میں ہم تینوں پر غلبہ حاصل کر سکو۔ سو اگر تمہیں علم ہو ہی چکا کہ ہم سٹیوس، الیانا، ایملہ کے قتل اور ایملہ کو زخمی کرنے کے ذمہ دار ہیں تو پھر ہم تمہیں کیسا سے بھاگنے نہیں دینگے بلکہ اس کیسا کے صحن کو ہم تمہارے خون سے رنگیں کر دیں گے اور کسی کو لاؤں کان خبر تک نہ ہونے دیں گے کہ تم ہمارے ہاتھوں اس کیسا میں مارے گئے ہو۔ پادریوں کی اس مہنگو کے جواب میں طرف بن مالک نے ایک بار پھر اپنی کھوار اپنے سامنے لراتے ہوئے کہا شروع کیا۔

سچو میر منڈے پادری میں اس صحن میں جب تم تینوں پر جنم کی کڑی راضی موت کے گرداب کی طرح حملہ آور ہوں گا تو تمہیں خاک خاکست کر کے تمہارے جھوٹ کی مٹی کو لو لو کر کے رکھ دوں گا۔ سو خونی پادری اس کیسا کی ایک ایک اعضاء ایک ایک پتھر کو میں تمہارے خون سے رنگیں کروں گا۔ مگر تم میں ہمت ہے تو آگے بڑھو تاکہ میں تمہیں تمہارے انجام تک پہنچاؤں۔ طرف بن مالک کی اس مہنگو کے جواب میں وہ تینوں پادری اپنی کھواریں لراتے ہوئے اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑے تو اسی وقت طرف بن مالک بھی اپنی کھوار اور ڈھال اٹھالے آگے بڑھا اور شرشر پکارتی موت چار سو کھڑکی آگ اور تفریق کے کسی راہروان کی طرح وہ تینوں پادریوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

اپنے پہلے ہی حملے میں طرف بن مالک نے ایک پادری کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ جب کہ دوسرے پادریوں کے حملوں کو اپنی ڈھال پر روک کر رکھ دیا تھا۔ کیسا کے باقی پادری ایک طرف ہٹ کر تماشہ دیکھنے لگے تھے۔ ایک پادری کا غائبہ کرنے کے بعد طرف بن مالک آندھری اور خوفان کی طرح دوسرے دونوں پادریوں پر چڑھ دوڑا تھا۔ وہ پادری زیادہ دیر تک طرف بن مالک کا مقابلہ نہ کر سکے اس کے تیز حملوں سے وہ وحشت کا شکار ہونے لگے اور جلد ہی ان میں سے ایک پادری اور بدحواسی کے اثرات نمودار ہوتے دکھائی دیتے گئے تھے۔ ان کی اس حالت میں طرف بن مالک نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اپنے حملوں میں پہلے کی پہلے پادریوں کی گردنیں پھاڑ کر دی اور ان حملوں کے دوران دوسرے پادری کی

سوں شروں کو مچا کر والہا صلیب کو دوسروں کے خون سے آلودہ کرنے والوں میں وقت کی اڑتی گرد میں تمہاری آن کے بت تو ڈوں گا۔ تمہارے شعلہ شیطانی کو بجھاؤ گا اور تمہاری ہڈی کے شیش کل گرا دوں گا۔ تم مجھے اپنے اس خداوند کی جو خالق خیر و نور اور قاتل شر و ظلمت ہے۔ میں آج تمہارے اس کیسا کے صحن میں تم سے تمہاری ہڈیوں اور تمہاری خوشخواروں کا پورا پورا حساب لوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب طرف بن مالک خاموش ہوا تو ان میں سے ایک پادری نے اسے مخاطب کر کے کہا شروع کیا۔

تمہاری تمہاری کیا دھڑکی ہے تم ہمارے ساتھ ایسا لوجہ کیوں اختیار کرتے ہو ہم سے کیا چاہتے ہو۔ اس پر طرف بن مالک انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا! سو پادری تم سٹیوس، الیانا اور ایملہ پر اس وقت رات کے وقت حملہ کیا جب وہ مسلمان نامی گھروں کی بستی سے ہو کر واپس کیسا کی طرف آرہے تھے۔ تم نے سٹیوس، الیانا اور ایملہ کو ہلاک کر دیا اور الیانا کی ٹانگ کاٹ دی تم لوگ ایک بھانجک جرم اور ایک گناہ گارے گناہ کے مجرم ہو لہذا تم سب کو قتل کر کے نہیں تمہیں تمہارے اس جرم کی سزا ضرور دوں گا۔ طرف بن مالک کی یہ مہنگو سن کر پادری بھاگ اٹھا تھا۔ اس نے اپنے دائیں طرف تھوڑی دیر تک دوڑنے پادریوں کی طرف دیکھا پھر طرف بن مالک سے کہنے لگا! اے انجیلی میں تمہیں جاننے نہیں کہ تم سٹیوس، الیانا اور ایملہ کے چاہنے والے ہو۔ میں خبر پر غصہ کرتا ہوں کہ تم سب ان کے قتل میں ملوث نہیں بلکہ ہم جملے ہی تھے۔ پادری اس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ پھر اس پادری نے ہاتھ سے اپنے تین پادریوں کی طرف اشارہ کر دیا تھا جو اس قتل میں ملوث ہوئے تھے۔ اس پادری نے اسے مخاطب کر کے طرف بن مالک کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور ان پادریوں کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہنے لگا!

ان تین پادریوں کے علاوہ جو قتل میں ملوث ہیں۔ باقی سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے جائے اور اگر تم یہاں رکنا ہی چاہتے ہو تو پھر میرے اور ان کے معاملات میں اپنے آپ کو ملوث کرنے کی کوشش نہ کرنا تم ایک طرف کھڑے ہو کر ان تینوں کی بے بسی اور بھوری کا تماشہ دیکھو وہ تینوں پادری اپنی جگہ کھڑے رہے۔ باقی پادری پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ سال دیکھتے ہوئے

تھی۔

اقلیہا کی یہ حالت دیکھ کر طرف بن مالک بچارہ دکھ اور غم میں پس کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اقلیہا کی پیشانی پر رکھا اور استغاثی پیار اور ہمدردی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا! سنو اقلیہا اگر ان گنگار اور بدی کے گماشتوں نے تمہاری ٹانگ کاٹ دی تو اس سے میرے اور تمہارے رشتے تو ختم نہیں ہو سکتے۔ مجھے اب بھی تمہاری ضرورت ہے۔ میں اب بھی تم سے دیا ہی پیار کرتا ہوں جیسا تمہاری ٹانگ کٹنے سے پہلے کیا کرتا تھا۔ اے اقلیہا تم اب بھی میرے لئے گوبر سے بھل، چمن و من سمن اور امیدوں کی منظر ہو میری آنکھوں کا ستارہ اور امیدوں کا سارا ہو۔ جنگوں کے دوران دور دراز ستاروں میں ہمیشہ میں نے تمہارا ہی عکس دیکھا، مایوس بھری ساعتوں میں تم ہی میرے لئے ایک آدرش ایک عقیدے اور ایک گلن کی طرح میرے سکون کا باعث بن رہی ہو! سنو اقلیہا خوشی ہو یا غم ہم دونوں ایک ہیں کوئی بھی ایسا حادثہ ہم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتا۔ سنو میں آج ہی شام تمہیں لے کر طغہ کی طرف کوچ کر جاؤں گا اور وہاں ہم دونوں میاں پوی کی حیثیت سے پرسکون زندگی بسر کریں گے۔

طرف بن مالک نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چری خرچین سے تینوں پادریوں کے کتے ہوئے سر نکال کر اقلیہا کی چارپائی کے قریب رکھتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہا اور دیکھو اقلیہا یہ ہیں وہ تینوں پادری جنہوں نے حملہ آور ہو کر تمہیں زخمی کیا اور مستیوں لایا اور ایسا کو قتل کر ڈالا۔ طرف بن مالک کے اس انکشاف پر اقلیہا چونک سی پڑی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بڑے غور سے پادریوں کے کتے ہوئے سروں کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ طرف بن مالک کی اس کارگزاری اور اس کی ہمت پر اقلیہا کی حالت اب ایسی ہو گئی تھی جیسے شب کی سیاہی میں روشنی اور ظلم کی داستانوں میں اساطیر رنگین رقص کر رہی ہو وہ اس مجسمے نحیف نژاد مسافر جیسی ہو گئی تھی جسے اچانک اپنی منزل مل گئی ہو اور وہ اپنی خوشیوں اور اپنی مسرتوں پر قابو نہ رکھ سکا ہو۔ اس کے زہری قمری نگینے جیسے چہرے پر اطمینان اس کے گلابی ہونٹوں کی رسد اور ہنڈک پر مسرت انگیزی اس کے پھول جیسے گلابی گالوں پر جشن کارنامی کی لہریں رقص کر رہی تھیں۔ مجموعی

بھی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ تیرے پادری نے ایک کمرے کی طرف بھاگ کر اپنی جان بچانا چاہی تھی لیکن طرف بن مالک نے اس کا تعاقب کر کے اسکی بھی گردن کاٹ دی تھی۔ پھر اس نے وہاں کھڑے دیگر پادریوں کو مخاطب کرتے ہو کہا! سنو اس کلیسا کے پادری یہ تمہارے تینوں ساتھیوں کا قتل تمہارے لئے عبرت خیز اور سبق آموز ہونا چاہیے۔ آئندہ تم میں سے کوئی بھی ان جیسا کام کر کے اپنی موت کو آواز نہ دینا! وہ پادری سے سبے اپنی جگہ پر کھڑے رہ گئے تھے جب کہ طرف بن مالک نے مرے والے تینوں پادریوں کے سر ان کے دھڑ سے جدا کئے اور پھر ان تینوں کے سروں کو اٹھائے وہ کلیسا کے بیرونی دروازے کی طرف چل دیا تھا۔

طرف بن مالک جب کلیسا کے بیرونی دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا اس وقت فریڈیہ بھی اپنے چند جوانوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی طرف بن مالک نے اسے مخاطب کر کے کہا! اے بزرگ فریڈیہ تم نے ناحق زحمت کی ان مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ یہاں لے کر آئے یہ دیکھو میں نے ان تینوں پادریوں کے سر قلم کر دیئے ہیں جو اقلیہا کو زخمی کرنے کے علاوہ مستیوں، ایسا اور لایا کے قتل میں ملوث ہوئے تھے! طرف بن مالک کے اس انکشاف پر فریڈیہ خوش ہو گیا تھا وہ جواب میں کچھ کہتا چلتا تھا لیکن طرف بن مالک نے پھر بولتے ہوئے کہا! اے فریڈیہ آؤ اقلیہا کی طرف چلیں۔ میں آج شام سے پہلے پہلے اسے لے کر طغہ کی طرف روانہ ہو جانا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے تم ہم دونوں کو اپنی سختی میں لے کر آج ہی میاں سے روانگی پر آمادہ ہو جاؤ گے! فریڈیہ نے طرف بن مالک کی اس خواہش پر اکاوی کا اظہار کر دیا۔ اس کے بعد وہ طرف بن مالک اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہستی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ طرف بن مالک کو فریڈیہ لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اس کا گھوڑا اس نے صحن کے ایک طرف باندھ دیا۔ پھر وہ دونوں اس کمرے میں آئے جس میں اقلیہا بستر پر دراز تھی۔ جب طرف بن مالک وہاں آیا تو اس نے دیکھا اقلیہا اپنی ٹانگیں کمرے کی چھت پر گاڑے ہوئے تھی۔ اس سے وہ بچاری خزاں کے درختوں کی طرح اداس، نیموں کی سفید خاموشی جیسی چپ پکوں پر آنسوؤں کے موتیوں جیسی مایوس اور خشک زمینوں میں اگے بول جیسی افسردہ دکھائی دے رہی

طور پر اس سے اقلیہ مثل و شد و شیریں ہو کر رہ گئی تھی۔ اس موقع پر فردیلہ نے طریف بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابن مالک میری یہ خواہش ہے کہ تمہارا اور اقلیہ کا نکاح میرے ہی گھر میں ہو اور تم دونوں یہاں سے میاں بیوی کی حیثیت سے طنجہ کی طرف کوچ کرو۔

طریف بن مالک نے فردیلہ کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس کی تجویز کو پسند کیا۔ فردیلہ بستی کے چند جوانوں کے ساتھ بھاگ دوڑ کرتے ہوئے ضروری انتظام میں لگ گیا۔ اس طرح شام سے پہلے پہلے فردیلہ کے ہاں طریف بن مالک اور اقلیہ کے نکاح کی رسم ادا کر دی گئی۔ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی کوچ کرنے لگے تھے۔ فردیلہ اپنی کشتی بستی کے قریبی ساحل پر لے آیا تھا۔ اقلیہ جو اب چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی تھی وہ بڑی محبت اور چاہت کے ساتھ شوران اور عیشیہ سے ملی تھی پھر طریف بن مالک نے اسے ساحل کی طرف لے جانے کے لئے اسے اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا تھا جب کہ بستی کے کچھ جوانوں نے اقلیہ کا لوہے کا صندوقچہ بھی اٹھا لیا تھا روانہ ہونے سے پہلے اقلیہ نے زبردستی نقدی کا کچھ حصہ اور چند جواہرات فردیلہ کے حوالے کر دیئے تھے تاکہ وہ اپنی بیٹی اور بیوی کے ساتھ اچھی زندگی بسر کر سکے۔ پھر طریف بن مالک اسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے ساحل پر آیا اور اسے فردیلہ کی کشتی میں لا بیٹھایا۔ بستی کے ملاح بچارے بھی اقلیہ کا صندوقچہ کشتی میں رکھ کر واپس چلے گئے تھے پھر فردیلہ اپنے دو ساتھی ملاحوں کے ساتھ حرکت میں آیا ور کشتی کے بادبان کھولتے ہوئے وہ اسے سمندر میں حرکت میں لے آیا تھا۔ اس سے دور مغرب میں دن بھر کا تھکا سوج غروب ہو رہا تھا اور اس کی سنہری کرنوں نے سمندر کی خاموشی اور پرسکون لہروں کو دل آویز منظر جیسا پرکشش اور فضاؤں کو داستانوں جیسا حسین و شاداب بنا کر رکھ دیا تھا۔ ایسے میں فردیلہ کی کشتی سمندر کی ہلکی پھلکی لہروں سے کھیلتی ہوئی ہسپانیہ کے ساحل سے افریقی شہر طنجہ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔